بسم اللہ الرحمن الرحیم

بفیضِ روحانی: حضور مفتی اعظم علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ

من یرد اللہ بہ خیرًا یفقھہ فی الدین (حدیث)

علوم ومعارف اور تحقیقات نادرہ کا گنج گراں مایہ

المکرمۃ النبویۃ فی الفتاوی المصطفویۃ

مسمی بہ

فتاویٰ مفتیِ اعظم

جلد ہفتم

تصنیف منیف

امام الفقہاء والمشائخ تاجدار اہل سنت شہزادۂ اعلیٰ حضرت

حضور مفتی اعظم ابو البرکات محی الدین حضرت علامہ شاہ

محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ

(متوفی: ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۱ء)

امام احمد رضا اکیڈمی

صالح نگر، بریلی شریف (یوپی)-۲۴۳۵۰۲

سلسلہ اشاعت ← (۸۲)

نام کتاب: المکرمۃ النبویۃ فی الفتاوی المصطفویۃ
عرفی نام: فتاویٰ مفتی اعظم
مصنف: تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم حضرت علامہ
شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری نوری قدس سرہٗ
تقدیم وترتیب جدید: محمد حنیف خاں رضوی بریلوی
صدرالمدرسین جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف
تخریج وترجمہ: محمد حنیف خاں رضوی، مولانا محمد جابر خاں،
مولانا محمد عرفان، مولانا اویس قرنی، مولانا محمد ندیم
تصحیح کتابت وفہرست: مولانا عبدالسلام صاحب رضوی، محمد حنیف خاں رضوی
کمپوزنگ وسیٹنگ: محمد منیف رضا خاں برکاتی، مولوی محمد زاہد علی شاہدی
مولوی محمد نعیم نوری، محمد عفیف رضا برکاتی
تعداد اشاعت: گیارہ سو (۱۱۰۰)
سنہ اشاعت: (۱۴۳۶ھ/۲۰۱۴ء)
باہتمام: امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف
ہدیہ عام Rs: 3500/-

E-mail: mohdhanif92@gmail.com
Web: www.imamahmadrazaacademy.com

(ملنے کے پتے)

☆ امام احمد رضا اکیڈمی، صالح نگر رام پور روڈ بریلی شریف، پن 243502
☆ رضا اکیڈمی، ۵۲/ڈونٹاڈ اسٹریٹ کھڑک، ممبئی پن 400009
☆ کتب خانہ امجدیہ ۴۲۵/۷ مٹیا محل جامع مسجد، دہلی ۶
☆ رضا دارالاشاعت، آنندوہار بریلی شریف (یو۔پی)
☆ قادری بک ڈپو، نواب چوک چھوٹی جامع مسجد اسٹیشن روڈ اسلام پور اتر دیناجپور (بنگال)

فہرست عنوانات

جلد ہفتم

کتاب الردوالمناظرۃ

ابواب ورسائل

فہرست مسائل

جلد ہفتم

امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف کی اہم پیش کش

جامع الاحادیث مکمل دس جلدیں

مجدد اعظم امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی تقریباً تین سو تصانیف سے ماخوذ چار ہزار پانچ سو احادیث وآثار۔ چھ سو آیات سے متعلق تفسیری مباحث۔ گیارہ سو افادات رضویہ پر مشتمل ساڑھے پانچ ہزار صفحات پر پھیلا ہوا علوم ومعارف کا گنج گراں مایہ۔

☆ احادیث وآثار کی فقہی ابواب پر ترتیب

☆ پانچ سو راویان حدیث کی سوانح اور ان کی روایات

☆ مآخذ ومراجع کی صفحہ وجلد کے ساتھ وضاحت

☆ فقہا ومحدثین اور مفسرین کے تفصیلی حالات

☆ ہند وپاک کے جلیل القدر علما ومشائخ کی تقاریظ

☆ خوبصورت سنہری جلد کے ساتھ عمدہ کاغذ وطباعت

☆ تدوین حدیث اور اصول حدیث کی بیش بہا معلومات سے متعلق مقدمہ

ترتیب، تقدیم، تخریج، ترجمہ:

محمد حنیف خاں رضوی بریلوی صدر المدرسین جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف

صفحات:5800 سائز:20×30=8

مکمل سیٹ کا عام ہدیہ:4500

اس جلد کا اجمالی تعارف

اس جلد کا موضوع بھی ''ردومناظرہ'' ہے اور اس میں مندرجہ ذیل پانچ رسائل اور تصانیف ہیں:

(۱) رسالہ الموت الاحمر علی کل انجس اکفر (۱۳۳۷ھ) ص (۶)

اس رسالہ میں تکفیر کلامی اور فقہی کے مباحث درج کیے گئے ہیں، درحقیقت تھانوی صاحب نے ایک نوخیز طالب علم کے لباس میں تکفیر کے موضوع پر چند اعتراضات کیے تھے۔ اس کے جواب میں نہایت بصیرت افروز انداز اختیار کیا گیا ہے اور دیوبندی مذہب پر مضبوط مؤخذے کیے گئے ہیں۔ لہذا اسی (۸۰) سوالات ومواخذات ہیں، اسی لیے اس کا دوسرا نام ''ہشتاد بید و بند بر مکاری دیوبند'' بھی رکھا گیا ہے۔

(۲) القسورۃ علی ادوار الحمر الکفرۃ۔ (۱۳۴۳ھ) ص (۹۱)

اس کا لقبی نام ''ظفر علی رمۃ کفر'' ہے جس سے (۱۹۲۵ء) کا عدد نکلتا ہے۔ ساتھ ہی عرفی نام ''سیف الجبار علی کفر زمیں دار'' ہے۔ دراصل یہ کتاب اخبار ''زمیں دار لاہور'' میں شائع ہونے والے چند کفری اشعار کے بارے میں ایک

تحقیقی فتویٰ ہے۔اس پر بہت سے علمائے اہل سنت کی تصدیقات ہیں۔

(۳) رسالہ نمود ظلم مشرکین گاؤزور (۱۹۳۰ء) (۱۴۸)

اس کتاب میں مسلمان کہلانے والے کانگریسیوں کا رد ہے جس میں خلافت اور ترک موالات وغیرہ پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

(۴) رسالہ الرمح الدیانی علی رأس الوسواس الشیطانی (۱۳۳۱ھ) (۲۱۱)

یہ رسالہ تفسیر نعمانی کے مصنف پر حکم کفر وارتداد کے سلسلہ میں ہے۔اور گویا ''حسام الحرمین'' کا خلاصہ ہے۔

(۵) ''کشف ضلال دیوبند'' حاشیہ الاستمداد علی اجیال الارتداد (۱۳۳۷ھ) (۲۳۲)

سیدنا اعلیٰ حضرت نے تین سو ساٹھ اشعار پر مشتمل ایک قصیدہ اردو زبان میں تحریر فرمایا تھا۔حضرت نے ان اشعار کے حواشی اور شرح تحریر فرمائی ہے۔ہر سنی کے لیے دیوبندی وہابی مسلک کو جاننے کے لیے اس کا مطالعہ ضروری ہے۔



کتاب الردوالمناظرة

ابواب



رسالہ

الموت الأحمر

على

كل أنحس أكفر

(١٣٣٧ھ)



الموت الاحمر.........ایک جائزہ

مولانا مفتی حافظ عبد الحق رضوی مصباحی

استاذ الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور

مجدد اعظم، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے وارث علم وفضل، مرآۃ جمال و کمال، مفتیِ انام، مقتدائے خواص وعوام، امام ملت، سیدی سندی مرشدی حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے دفتر فضائل کے ابواب اتنے کثیر ہیں کہ ان سب کا احاطہ مجھ جیسے بے مایہ کے بس میں تو کیا ہوگا، پوری ملت کے ارباب علم ودانش اگر ان سب کو بتمامہا بیان کرنا چاہیں تو شاید ہی بیان کرسکیں۔

علم وفضل، زہد وورع، عمل بالعزیمت، استقامت علی الشریعہ، ربط باللہ، ارشاد وتبلیغ، حسن صورت، حسنِ سیرت، شفقت علی الخلق وہ عنوانات ہیں کہ ان سب پر اگر تفصیلی گفتگو کی جائے تو دفتر کے دفتر تیار ہوجائیں۔ اللہ عز وجل کا شکر ہے کہ ہماری جماعت کا جمود وتعطل حضور مفتی اعظم قدس سرہ کی ذات بابرکات کے تعلق سے بہت حد تک ٹوٹ چکا ہے۔ حضرت کے سلسلے میں بہت کچھ لکھا جاچکا ہے۔ اور حضرت کے فضائل ومناقب کے بہت سے گوشے عوام وخواص کے سامنے آچکے ہیں۔ رضا اکیڈمی بمبئی کے باحوصلہ جواں ہمت ارکان حضور مفتی اعظم کی بارگاہِ اقدس میں اپنا نذرانہ پیش کرنے کے لیے عالمی سطح پر جشن صد سالہ منا رہے ہیں اور حال یہ ہے کہ دنیا کے گوشے گوشے سے منتخب روزگار عمائد پروانوں کی طرح ٹوٹ پڑے ہیں۔ جن میں علما بھی ہیں اور مشائخ بھی۔ ارباب علم و دانش بھی ہیں اور صحافی بھی، اہل قلم بھی ہیں اور اہلِ لسان بھی اور یہ سب حضرات اپنی اپنی توانائیوں کو بروے کار لاکر حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے حلیہ جمال وکمال کے ہر نقش کو عمدہ سے عمدہ طریقے سے سنوار اور سجا کر لائے ہیں۔

میں سخت کشمکش میں تھا کہ حضرت مفتی اعظم کے اس خصوصی جشن میں شریک ہونے کے لیے حضرت کی زندگی کا کون سا باب سپرد قلم کروں۔

بالآخر بہت غور وخوض کے بعد یہ خیال آیا کہ میں اپنے مقالے کا عنوان حضرت مفتی اعظم کے مناظرانہ فضل وکمال کو بناؤں۔

بظاہر مناظرہ بہت آسان معلوم ہوتا ہے جو بھی چرب زبان، ذہین وفطین تیز وطرار ہو لوگ اسے مناظر

سمجھنے لگتے ہیں۔

جلالۃ العلم حضور حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور نے ایک موقع پر فرمایا۔سب سے مشکل کام مناظرہ ہے۔مناظرہ کے لیے تمام علوم وفنون کا ماہر ہونا بھی لازم ہے۔اور بیدار مغز، حاضر جواب، شگفتہ بیان ہونا بھی ضروری ہے۔مناظرہ میں اگرچہ موضوع متعین ہوتا ہے مگر کسے معلوم کہ اثنائے مناظرہ کس فن کا کون سا مسئلہ بحث کے لیے پیش ہو جائے۔

مناظرہ کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ ایسا قادر الکلام ہو کہ اپنے مافی الضمیر کو بلا جھجک اس خوبصورتی کے ساتھ بیان کرے کہ مخالف دم بخود، اور ساکت رہ جائے۔اور سامعین کے دل میں بات اتر جائے۔

جب اکابر دیوبند پیہم اپنی شکست وہزیمت کے بعد مناظرے سے تنگ آ گئے تو اپنی عافیت گوشۂ تنہائی میں بیٹھنے ہی میں سمجھی۔لیکن جناب تھانوی صاحب کے کچھ نادان دوستوں نے انھیں مجبور کیا۔یہاں تک کہ تھانوی صاحب نے ایک طالب علم کو مدرسہ شاہی مسجد مراد آباد سے کچھ سکھا پڑھا کر طالبِ حق کے بھیس میں ذوالحجہ ھ میں آستانہ عالیہ بریلی شریف بھیجا۔جب اس کے سامنے براہین قاطعہ گنگوہی صاحب والا قول پیش کیا گیا تو اس کو سن کر بے تکان اس نے کہا یہ اسلام سے کوسوں دور ہے۔پھر اس کو براہین قاطعہ کی عبارت دکھائی گئی تو اب اس کے نیچے کی سانس نیچے اور اوپر کی اوپر رہ گئی۔اسے غور کرنے کی ہدایت کی گئی اور یہ حکم دیا گیا کہ آستانہ پر حاضر ہوا کرو۔

کچھ دنوں بعد مدرسہ شاہی مسجد سے اس طالب حق بننے والے نے ایک خط آستانہ عالیہ پر محرم کو حاضر کیا، جس میں اس شیطان والے قول کا کچھ تذکرہ نہیں تھا۔البتہ اس خط میں اپنے دو شبہ کا تذکرہ کیا تھا۔یہ دونوں شبہے اس سے چھ سال قبل ھ میں علمائے دیوبند نے ایک مجہول شخص کے نام سے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیجے تھے۔اس کے جواب میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اپنا فتویٰ رقم فرما کر ارسال کر دیا تھا۔اب پھر اسی فتوے کی نقل اس خط نویس کے یہاں ارسال کر دی گئی، اور یہ ہدایت بھی کی گئی کہ جناب تھانوی صاحب ظاہری سے سمجھ لیں اور اگر وہ بھی نہ سمجھا سکیں تو اپنے عجز کا اظہار کر دیں سمجھا دیا جائے گا۔اس فتویٰ مبارکہ کے ارسال کے بعد ایک طویل خاموشی رہی۔علمائے اہل سنت کو گمان ہوا کہ شاید سچ مچ طلب تحقیق تھی جوابِ مسکت نے خاموش کر دیا۔مگر حاشا وہ تو صرف اک تھانوی مکر تھا چوبیسویں دن دوم صفر کو مہملات واختراعات اور مکابرات سے پُر ایک خط آستانہ عالیہ بریلی شریف بھیجا۔جو اعتراضات اور شبہات اس خط میں پیش کیے گئے تھے وہ پوری دیوبندی جماعت کے اکابر کی مشترکہ کوششوں کا نتیجہ تھے۔اور ان لوگوں کا گمان یہ تھا کہ یہ شبہات و اعتراض لاینحل ہیں۔ہرگز ان کے جوابات ہو ہی نہیں سکتے۔مگر الموت الاحمر نے ان کا یہ گمان غلط ثابت کر دکھایا۔ اب میں جناب تھانوی صاحب اور ان کی پوری جماعت کی مشترکہ کوشش سے جو اعتراضات پیش کیے گئے تھے وہ

ہدیہ قارئین کرتا ہوں اوران کے وہ جوابات جو شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کمال متانت اورانتہائی سنجیدگی کے ساتھ ارقام فرمائے ہیں، قلم بند کرر ہا ہوں۔ قارئین سے گزارش ہے کہ انصاف کے ساتھ بغور مطالعہ فرمائیں۔ انشاء اللہ حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خداداد صلاحیت پورے طور سے آشکارا ہو جائے گی اور مذہب اہل سنت کی حقانیت کا آفتاب خورشید نیم روز کی طرح درخشاں وتاباں دکھائی دے گا۔

شبہہ اول:

خاتم النبیین کی بحث کرتے ہوئے اہل دیوبند نے امکان ذاتی کا قول کیا ہے۔ اور حضور نے بھی امکان ذاتی ہی کی تصریح کی ہے۔ چناں چہ المعتقد کے حاشیہ ص پر آپ نے تحریر فرمایا ہے اما الذاتی فلا یحتمل الا کفار اس تصریح کے بعد آپ میں اور اہل دیوبند میں کچھ فرق باقی نہیں رہا یعنی امکان وقوعی نہ جناب کے یہاں درست نہ دیوبندیوں کے یہاں۔

اور جب آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کے امکان ذاتی کے قائل ہوئے تو اگر ایک وقت میں دس بیس نبی ہوئے تو وہ بھی ممکن بالذات ہوئے اور اگر وہ سب ایک ہی وقت میں اس عالم ﷺ سے تشریف لے گئے تو سب کے سب خاتم زمانی بھی ہوں گے۔ اب آپ امکان ذاتی تعدد خواتم کے بھی قائل ہو گئے اور جو امکان ذاتی کا قائل ہوگا اس کو امکان تعدد خواتم خود بہ خود لازم آئے گا۔ زبانی سے اگر تعدد خواتم کا انکار بھی فرمادیں تو اس سے کچھ نفع نہیں ہوسکتا۔ خاتمیت زمانی کے تو صرف اتنا ہی منافی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوسکے۔ سواس کے آپ خود بھی مقر ہیں اور صاحب تحذیر بھی اور جو خاتمیتِ ذاتی صاحب تحذیر الناس نے حضور کے لیے ثابت کی ہے وہ آپ کے نزدیک بھی ثابت ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ کیا اس میں فضیلت نہیں ہے؟ اور اگر ثابت ہے تو پھر صاحب تحذیر الناس اور آپ میں کیا فرق ہے؟

رہ گیا آپ کا یہ فرمانا کہ صاحب تحذیر الناس کی تکفیر اس پر ہے کہ خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین جاننا جاہلوں کا خیال ہے۔ اس میں کوئی فضیلت نہیں۔ یہ مقام مدح میں ذکر کے قابل نہیں۔ تو یہ مضمون تحذیر الناس میں نہیں ہے۔ تحذیر میں نہ ختم زمانی کا انکار ہے اور نہ فضیلت کا، بل کہ ختم زمانی کے ساتھ ختم ذاتی کو بھی ثابت کیا گیا ہے اور ختم زمانی کو قرآن وحدیث، تواتر واجماع امت سے ثابت کرکے اس کے منکر کو کافر بتایا ہے۔ پھر تعجب ہے کہ صاحب تحذیر کی تکفیر آپ حضرات کس بنیاد پر کرتے ہیں؟

بحثِ اول تکفیر نانوتوی صاحب:

حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر ادخال السنان اور وقعات السنان لکھ کر جناب نانوتوی صاحب کے پاس رجسٹری بہت پہلے بھیج دی تھی، جس میں مفصل رد مذکور ہے یہاں ان دونوں

رسالوں کے مطالعے کی ہدایت، اور اگر کوئی جواب ان دونوں رسالوں کا علمائے دیوبند کی طرف سے لکھا گیا ہو تو اس کے مطالبے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

اوّلاً: اے تھانوی صاحب باطنی، آپ اور سارے علمائے دیوبند جواب دیں۔ ولید اپنی ایک کتاب لکھے کہ عوام کے خیال میں تو اللہ تعالیٰ کا واحد ہونا بایں معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ اکیلا ہے۔ تنہا خدا ہے۔ مگر اہلِ فہم پر روشن ہے کہ ایک یا اکیلے ہونے میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ نہ یہ مقامِ مدح میں ذکر کے قابل۔ آدم بھی ایک۔ ابلیس بھی ایک ہے بلکہ معنی توحید یہ ہے کہ اللہ معبود بالذات ہے۔ دوسرے اگر ہوتے بھی تو معبود بالعرض ہوتے۔ اس سے تنہائی آپ ہی لازم آجائے گی۔ پھر دوسرا خدا نہ ہونا قرآن وحدیث، تواتر واجماع سے ثابت ہے۔ اس کا منکر کافر ہوگا۔ توحید اگر بایں معنی تجویز کی جائے، جو میں نے عرض کیا تو اللہ کا واحد ہونا بندوں ہی کی نظر سے خاص نہ ہوگا۔ بل کہ بالفرض اگر بعد ازل بھی کوئی خدا ایک یا دو یا دس بیس یا لاکھ دس لاکھ پیدا ہو جائیں تو پھر بھی توحید الٰہی میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ انتہیٰ

یہ ولید مسلم موحد ہے یا مشرک کافر، بر تقدیر اول کیا مسلمان ایسی ہی توحید مانتے ہیں جو اور خداؤں کی نافی منافی نہ ہوئی۔ اور اس معنی کو کہ اللہ ایک ہے جاہلوں نافہموں کا خیال نا قابل مدح وخالی از کمال سمجھتے ہیں؟ بر تقدیر ثانی وہ کیوں کافر ومشرک ہوا حالاں کہ اس نے دوسرے خدا نہ ہونے کے ساتھ الوہیت بالذات کو بھی ثابت کیا ہے۔ اور دوسرے خدا نہ ہونے کو قرآن وحدیث تواتر واجماع امت سے ثابت کر کے اس کے منکر کو کافر بتایا ہے۔ پھر تعجب ہے کہ تکفیر کس بنا پر ہے۔ یہ کیا غضب ہے کہ متکلم اپنی مراد، اپنا مطلب صاف صریح لفظوں میں اپنی اسی کتاب، اسی بحث میں، اسی مسئلہ میں بیان کرتا ہے۔ مگر اس کی کچھ شنوائی ہی نہیں ہوتی۔

ثانیاً: تحذیر الناس شاید آپ نے دیکھی نہیں، صرف سنی سنائی کہہ دی کہ اس میں یہ مضمون نہیں۔ اب دیکھیے شروع کلام اسی سے ہے کہ عوام کے خیال میں رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ دیکھیے وہ معنی کہ ائمہ علما، تابعین صحابہ سب سمجھے اور خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائے، انھیں جاہلوں نافہموں کا خیال بتایا۔

ثالثاً: اس میں ایک تو خدا کی جانب یاوہ گوئی کا وہم ہے۔ آخر اس وصف میں اور شکل، رنگ، سکونت وغیرہ اوصاف میں جنھیں فضائل میں کچھ دخل نہیں کیا فرق ہے؟ دوسرے رسول کی جانب نقصان قدر کا احتمال، کیوں کہ اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال۔

دیکھیے کیسی صریح تصریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ عظیمہ بمعنی آخر الانبیا خود کوئی فضیلت ہونا در کنار اسے فضیلت میں دخل تک نہیں وہ کوئی کمال نہیں۔ بلکہ ایسوں ویسوں کے ذلیل احوال کی طرح ہے۔ (والعیاذ باللہ تعالیٰ)

رابعاً: میں نے اپنے مراسلہ میں کفریات نانوتوی میں سے یہ بھی گنا تھا کہ حضور کے زمانے میں بل کہ حضور کے بعد بھی اگر کوئی نیا نبی مانا جائے تو خاتمیت میں خلل نہیں۔

الحمدللہ ! کہ آپ نے تحذیر الناس میں اس کے وجود کا انکار نہیں کیا۔ ملاحظہ ہو کہ یہ خاتم النبیین پر ایمان نانوتوی صاحب کا خاتمہ کر گیا۔ ختم زمانی کے اس ریائی اقرار اور اس کے منکر کے تصنعی اکفار کا پردہ اتر گیا۔ یہ تو بدیہی ہے کہ اس تقدیر پر کہ بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو، ختم زمانی باطل ہو جائے گا کہ وہ تو یہی تھا کہ آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ (تحذیر ص(

اور جب حضور کے بعد اور نبی پیدا ہو تو سب میں آخری نبی کب رہیں گے، کہ ان سے آخر اور ہوا۔ غرض اس سے ختم زمانے کا انتفا بدیہی اور اس کے انتفا سے نانوتوی صاحب کا ساختہ ختم ذاتی بھی ختم کہ اسے ختم زمانی لازم تھا۔

ختم نبوت بہ معنی معروض کو تاخر زمانی لازم ہے ۔(تحذیر ص) اور لازم کے انتفا سے ملزوم کا انتفا لازم۔ تو نہ ختم زمانی رہا نہ ذاتی بچا، سب فنا اور خاتمیت بجا، اس میں کچھ خلل نہ آیا۔

یہ کیسا شدید کفر ہے اور کتنی ڈھٹائی کے ساتھ۔ دیوبندی تعصب وعناد کے مارے ہوئے ہیں۔ تھانوی صاحب آپ تو اب طالب تحقیق ہیں۔ ضرور اس پر غور کریں گے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل ان کے بدگویوں کی حمایت نہ لیں گے۔

(الموت الاحمر ملخصاً ص :۲۱ تا ۲۴)

تھانوی صاحب باطنی نے جو نبی کے امکان ذاتی ماننے پر تعدد خواتم کو لازم قرار دیا اور اس پر اعتراض کیا تھا۔ اس کا جواب پڑھیں۔ اور شہزادہ اعلیٰ حضرت کو جو اپنے آبا واجداد سے موروثی علم وفضل ملا ہے اس کا دل کش نظارہ کریں۔

خامساً: تعدد امکان، امکانِ تعدد نہیں، جیسے اجتماع امکانات امکان اجتماع نہیں۔ یعنی جس چیز میں تعدد محال ہے اور علی سبیل البدلیۃ دو یا سو کا احتمال ہے۔ وہاں تعدد امکان تو ہوا، یعنی متعدد احتمالات تو ممکن ہیں مگر امکان تعدد نا ممکن کہ مفروض یہ ہے کہ اس شی میں تعدد محال ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ خاتم الانبیا ہونے میں علی سبیل البدلیۃ دو یا سو کا احتمال تو ہے تو تعدد امکان ہوا، مگر امکان تعدد نا ممکن۔ یعنی جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا ہو گئے تو پھر کسی اور کا ہونا محال، پھر اس کے بعد اس کی پانچ نظیریں پیش فرمائی ہیں۔

(۱) حصول فردیت ہر تشخص سے ممکن اور تعدد محال بالذات

(۲) ممکن کے وجود وعدم دونوں ہر وقت ممکن اور اجتماع محال بالذات

(۳) ہر تضاد میں دونوں ضدیں ہمیشہ ممکن کہ ممکن کبھی محال نہیں ہو سکتا ورنہ انقلاب مواد لازم آئے

گا۔اور اجتماع محال۔

(۴) جو وقت لیجیے اس میں رات اور دن دونوں ممکن، اور دونوں ہوں، یہ محال،

(۵) اس کی نظیر شرعیات میں حل للازواج ہے عورت ہر نامحرم کے لیے حلال اور اجتماع شرعاً محال۔

تو تھانوی صاحب باطنی کا امکان ذاتی سے امکان تعدد خواتم سمجھنا کیسا باطل خیال، اتنی نافہمی کے بعد اس کی کیا شکایت، کہ سب اس عالم سے ایک ہی وقت میں تشریف لے جائیں تو سب خاتم ہوں گے۔

ایک بھی نہ ہوگا کہ خاتم کے معنی بہ اقرار تحذیر الناس (ص) یہ ہیں کہ سب میں آخر نبی۔ جب دس بیس ایک ساتھ ہوئے تو سب میں آخر ایک بھی نہ ہوا۔ تعجب تو اس بات پر ہے کہ المعتمد المستند کی عبارت (ص :) جس کا آپ نے حوالہ دیا ہے۔ خود اسی میں اس شبہ باطلہ کے کشف کی طرف اشارہ فرما دیا گیا ہے۔ اما الذاتی فلا یحتمل الا کفار بل ہو ہٰہنا صحیح وان بطل فی تعدد خاتم النبیین لان الآخر بالمعنی الموجود ہٰہنا لایقبل الاشتراک عقلاً مگر کشف کے باوجود آپ کو سمجھ میں نہ آیا۔

سادساً: محض غلط ہے کہ دیوبندیہ دوسرے نبی کے امتناع بالغیر کے قائل ہیں۔ انصافاً غور کیجیے کہ ممکن بالذات کسی محال بالذات کے لزوم سے ممتنع بالغیر ہوگا یا ممکن بالذات کے؟ ممکن کے لزوم سے ممکن کا محال ہونا بداہۃً باطل۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا ہونا بلاشبہ نافی خاتمیت ہے اور خاتمیت کا انتفا محال کہ اس سے معاذ اللہ کلام الٰہی کا کذب لازم آئے گا۔ قال اللہ تعالیٰ : وَلٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ۔ (سورہ احزاب/۰۰۰) اور کذب الٰہی قطعاً محال بالذات تو اس کے لزوم نے اسے محال بالغیر کر دیا۔ لیکن دیوبندیہ بل کہ سارے کے سارے وہابیہ کے نزدیک کذب الٰہی ممکن تو اس کا لزوم اسے کیوں کر ممتنع بالغیر کر دے گا۔ مسلمانوں کے خوف سے اپنے کفر پر پردہ ڈالنے کے لیے زبانی امتناع رٹنا کیا مفید؟ اب تو آپ کو مسلمانوں اور دیوبندیوں کا فرق کھل گیا۔

سابعاً: انصافاً ملاحظہ ہو نانوتوی صاحب نے اس دیوبندی ڈھول کی کھال تک سلامت نہ رکھی کہ امتناع بالغیر تھا تو اسی لیے کہ خاتمیت میں فرق آئے گا اور وہ فرما چکے (تحذیر ص :) بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

اب کہیے وہ امتناع بالغیر کس گھر سے لائیں گے۔ تو آپ کا یہ ادعا کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہ ہو سکنے کے نانوتوی صاحب بھی قائل ہیں کیسی صریح ڈھٹائی ہے۔

ثامناً: ہاں! یہ قاعدہ آپ نے بہت مفید باندھا کہ جس امر میں فضیلت سمجھی جائے اسے ثابت ماننا ضروری ہے۔ اس کے ثبوت کے لیے کسی ورود کی ضرورت نہیں۔ یہی دلیل کافی ہے کہ وہ فضیلت ہے لہٰذا ثابت

ہے۔الحمدللہ ! یہ قاعدہ وہابیت اور دیوبندیت کا خاتمہ کردے گا۔فی الحال اتنا ہی بتائیے کہ یہ عطاے الٰہی علم محیط زمین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے آپ کے نزدیک ثابت ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ کیا اس میں فضیلت نہیں ہے؟ اور اگر ثابت ہے تو گنگوہی صاحب اس پر ایمان سے کیوں منحرف ہیں؟ اور کیوں کہتے ہیں کہ ثبوت فعلی اس کا کہ عطا کیا ہے کس نص سے ثابت ہے کہ اس پر عقیدہ کیا جائے؟ اور کیوں کہتے ہیں کہ بدون حجت ایسی بات کو عقیدہ کرنا موجب معصیت کا ہے؟

افسوس کہ آپ کا یہ باطنی لباس ان کے وقت میں نہ ہوا کہ ان کی آنکھیں کھلواتا۔ اور فضائل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر انھیں ایمان لانے کی طرف بلاتا۔ اگر چہ من یضلل اللہ فمالہ من ہاد۔

شبہہ دوم :

براہین کی عبارت دیکھنے سے پہلے جو میں نے یہ تسلیم کیا تھا کہ شرک میں تفریق نہیں ہو سکتی۔ جو بات مخلوق میں ایک کے لیے ثابت کرنا شرک ہو جس کسی کے لیے ثابت کی جائے گی شرک ہوگی۔ کیوں کہ خدا کا کوئی بھی شریک نہیں ہو سکتا۔ میں اپنے اس عقیدے پر اب بھی قائم ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ اب مجھ کو سخت حیرت اور تعجب ہے کہ حضور نے براہین قاطعہ کے متعلق کیا تحریر فرمایا ہے۔ جس علم کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت کرنا شرک خالص کہا گیا ہے، جس میں ایمان کا کوئی حصہ نہیں، وہ علم ذاتی ہے اور جس علم کو ابلیس لعین کے لیے ثابت مانا وہ علم عطائی ہے۔ تو جو غیر اللہ کے لیے ثابت کرنا شرک ہے (یعنی ذاتی) وہ شیطان کے لیے ثابت نہیں مانا اور جس علم کا ثبوت شیطان کے لیے تسلیم کیا ہے۔ (یعنی عطائی) وہ کسی کے لیے ثابت کرنا شرک نہیں کہا گیا ہے۔ تو اب حاصلِ کلام یہ ٹھہرا کہ شیطان کو علم عطائی ہے اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ذاتی نہیں، فرمائیے اس میں کون سی بات تکفیر کی ہے۔ حضور نے تمہید ایمان ص : پر فرمایا ہے کہ فقہاے کرام ارشاد فرماتے ہیں کہ جس مسلمان سے کوئی ایسا لفظ صادر ہو کہ جس میں سو پہلو نکل سکیں۔ اس میں ننانوے پہلو کفر کی طرف جاتے ہوں اور ایک اسلام کی طرف تو جب تک ثابت نہ ہو جائے کہ اس نے کوئی خاص کفری پہلو مراد رکھا ہے ہم اسے کافر نہیں کہیں گے کہ آخر ایک پہلو اسلام کا بھی تو ہے۔ کیا معلوم شاید اس نے یہی پہلو مراد رکھا ہو۔

اور ساتھ ہی فرماتے ہیں کہ اگر واقع میں اس کی مراد کوئی پہلوے کفر ہے تو ہماری تاویل سے اسے فائدہ نہ ہوگا۔ وہ عند اللہ کافر ہی رہے گا۔ آگے چل کر آپ نے اپنا مذہب بھی یہی قرار دیا۔

اب حیرت اس بات پر ہے کہ صاحبِ براہین اپنی مراد اپنی دوسری تصنیف میں نہیں، خاص براہین میں اسی مسئلہ میں اسی قول میں بیان کرتا ہے اور یہ بحث اس صورت میں ہے کہ علم ذاتی آپ کو کوئی ثابت کر کے یہ عقیدہ کرے جیسے جہلا کا عقیدہ ہے۔

پھر بھی آپ خلاف تصریح متکلم کے ایک معنی کفریہ اپنی طرف سے متعین فرما کر متبین سے نکال کر متعین کا فر بنا دیتے ہیں، جو حقیقت میں متبین کیا خفی بھی نہیں۔ کس قدر افسوس کی بات ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کے بعد صاحب براہین کی تکفیر کے لیے آپ کے پاس کیا وجہ رہ جاتی ہے۔

بحث دوم تکفیر گنگوہی صاحب :

براہین قاطعہ میں علم محیط زمین شیطان کے لیے ثابت مانا گیا ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی علم کی نفی کی گئی ہے اور حضور کے لیے ثابت ماننے پر کہا گیا ہے کہ یہ شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے؟

اس کا مفصل رد حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مشہور رسالہ ادخال السنان میں فرمایا ہے جس میں ایک سو ساٹھ وہ قاہر ایرادات اور سوالات کیے گئے ہیں جن کے جوابات سے پوری جماعتِ دیو بندیہ تقریباً ایک صدی سے عاجز ہے اور دم بہ خود ہے اور تھانوی صاحب باطنی کے جواب میں جو رسالہ الموت الاحمر تحریر فرمایا ہے خود اس میں بھی تیس وجوہ سے ایسا ردِ بلیغ فرمایا ہے، جس کے مطالعہ کے بعد میں پورے دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ تکفیر گنگوہی میں ذرہ برابر شک وشبہ باقی نہیں رہ جاتا اور جس کسی کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذرا بھی محبت اور کچھ غیرت ایمانی ہوگی اس میں تو ایسے شاتم رسول سے شدید ترین نفرت پیدا ہو جائے گی اور گنگوہی صاحب اور ان کے جملہ اصحاب واذناب کا کفر اس کے نزدیک روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گا۔

ناظرین پہلے براہین قاطعہ کی وہ ایمان سوز عبارت جس پر علمائے عرب وعجم نے تکفیر فرمائی ملاحظہ فرمالیں۔

الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان وملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعتِ علم کی کونسی نص قطعی ہے، جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر ہو جائے چہ جائے کہ زیادہ اور قیاس سے اس کا اثبات جہل ہے۔ الغرض یہ تحقیق واہی مؤلف کی محض جہل ہے۔ وہ آپ شاید شرک میں مبتلا نہ ہوں مگر ایک عالم کا راہ مار دیا۔ بعد اس کے جو حکایات اولیا کی مؤلف نے لکھی ہیں ان اولیا کو حق تعالیٰ نے کشف کر دیا کہ ان کو یہ حضور علم حاصل ہو گیا۔ اگر فخر عالم علیہ السلام کو بھی لاکھ گونا اس سے زیادہ عطا فرما دے ممکن ہے۔ مگر ثبوت فعلی اس کا کہ عطا کیا ہے، کس نص سے ہے کہ اس پر عقیدہ کیا جائے اور مجلس مولود میں خطاب حاضر کا کیا جائے۔ اس امر کا محض امکان سے کام نہیں چلتا بالفعل ہونا چاہیے، اور ثبوت نص سے واجب ہے۔ مگر سوء فہم مؤلف کا ہے۔ اور یہ بحث اسی صورت میں ہے کہ علم ذاتی

کوئی آپ کو ثابت کر کے یہ عقیدہ کرے، جیسا جہلا کا یہ عقیدہ ہے، اب ظاہر ہوگیا کہ جس کا عقیدہ مؤلف کی تحریر کے مطابق ہوگا، البتہ وہ مشرک ہے ان عبارات سے حجت لانا کوتاہ فہمی مؤلف کی ہے۔ (براہین قاطعہ، ص) :

مسمان بہ نگاہِ انصاف دیکھیں ہر اردو خواں بھی سمجھ سکتا ہے کہ براہین والے نے جس علم محیط زمین کو شیطان کے لیے نصوص قطعیہ سے ثابت مانا اور پھر اسی علم کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ماننا شرک کہا اور شرک بھی وہ جس میں کوئی حصہ ایمان کا نہیں اور یہ شرک اسی وقت ہوگا جب کہ اسے باری عزوجل کی صفت خاصہ مانیں اور جب اسے باری عزوجل کی صفت خاصہ مانیں گے تو شیطان کے لیے اسے ثابت ماننے اور وہ بھی نص سے ثابت ماننے کا مطلب یہ ہوگا کہ شیطان خدا کا شریک ہے اور گنگوہی صاحب نے اسے شیطان کے لیے ثابت مانا۔ تو لازم کہ انھوں نے شیطان کو خدا کا شریک مانا۔ اس عبارت سے تین کفر صریح طور پر لازم آئیں گے۔

اول : حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شیطان کے علم سے کم ہے۔

دوم : شیطان لعین اللہ عزوجل کا شریک ہے۔ سوم: قرآن وحدیث سے شرک کو ثابت مانا۔

اب تھانوی صاحب باطنی اس کو یوں مٹانا چاہتے ہیں، جس علم کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت کرنا شرک خالص کہا گیا ہے، وہ علم ذاتی ہے اور جس علم کو ابلیس کے لیے مانا گیا ہے وہ علم عطائی ہے۔ صاحب براہین اپنی مراد خاص براہین میں اسی مسئلہ میں بیان کرتا ہے۔ یہ بحث اس صورت میں ہے کہ علم ذاتی آپ کو کوئی ثابت کر کے یہ عقیدہ کرے، جیسے جہلا کا یہ عقیدہ ہے۔

اَقُوْل : اول تا آخر منشا بحث واعتقاد فریقین اور خود اس عبارت لایعنی کا فقرہ فقرہ اس کے بطلان و ہذیان پر شاہد عدل ہے۔

اولاً : للہ انصاف براہین قاطعہ جو مولانا عبدالسمیع کی انوارِ ساطعہ کے رد میں لکھی گئی ہے۔ اور براہین کے صفحہ سے تک انوار ساطعہ کا مطول کلام منقول ہے جس میں انھوں نے فرمایا کہ اہل سنت کا اعتقاد ہے کہ اصل عالم الغیب اللہ تعالیٰ ہے کوئی ایسا نہیں جو بلا تعلیم حق جان لے ہاں ! اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو خبریں غیب کی دیتا ہے۔ پھر کہا آیات واحادیث واقوال ومشائخ وعلما سے بخوبی یہ ثابت ہوگیا کہ انعقاد محافل میلاد کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر بعض واسطوں سے ہوجاتی ہے۔ دیکھو ! کیسی صریح تصریحیں ہیں، علم عطائی اور علم بالوسائط کی۔ یہاں بھی براہین والے نے وہی جواب دیا کہ پہلے اس کا جواب ہو چکا کہ حق تعالیٰ نے حضرت عزرائیل کو ایسی قوت وعلم دیا ہے اگر فخر عالم کو صدہا گونا زائد ہو تو کیا عجب ہے۔ مگر کلام فعلیت میں ہے کہ یہ ہوتا ہے یا نہیں، پھر کہا کلام فعلیت میں ہے اور قیاس مؤلف امکان میں، عقائد کا ثبوت نص قطعی سے ہوتا ہے۔ ملک الموت کا جواب مذکور ہو چکا۔

اس مکالمہ کو علم ذاتی بہ معنی بے عطائے الٰہی پر ڈھالنا کیسی شدید بے ایمانی ہے۔ براہین والا قطعاً

جانتا ہے کہ وہ علم عطائی مانتے ہیں۔اور اسی کو کہتا ہے کہ شرک نہیں تو کون سا حصہ ایمان کا ہے۔اسی کو کہتا ہے کہ جس کا عقیدہ مؤلف کی تحریر کے مطابق ہوگا البتہ وہ مشرک ہے۔

نوٹ : راقم الحروف کی طرف سے پوری جماعت دیوبندیہ کو یہ چیلنج ہے کہ انوار ساطعہ کے اندر کوئی ایسا جملہ یا ایسا فقرہ دکھائیں کہ مؤلف مرحوم نے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی مخلوق کے لیے ایک ذرہ کا بھی علم بے عطائے الٰہی مانا ہو، بلکہ ان کی پوری کتاب اس بات پر شاہد ہے کہ وہ بہ عطائے الٰہی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر مخلوقات کے لیے علم مانتے ہیں۔اب اس پر جناب گنگوہی صاحب کا یہ فرمانا کہ جس کا عقیدہ مؤلف کی تحریر کے مطابق ہوگا وہ مشرک ہے۔

اس کا صاف اور صریح مطلب یہ ہوا کہ بہ عطائے الٰہی مؤلف انوار ساطعہ نے جو علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت مانا اسی پر گنگوہی صاحب حکم شرک لگا رہے ہیں۔لہٰذا یہاں یہ کہنا کہ گنگوہی صاحب نے جس علم کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت کرنے کو شرک خالص کہا ہے اس سے مراد علم ذاتی ہے۔کھلی ہوئی فریب کاری اور ہٹ دھرمی ہے۔

ثانیاً: عبارت براہین کا یہی ٹکڑا جو تھانوی صاحب باطنی نے نقل کیا ہے کہ یہ بحث اس صورت میں ہے کہ علم ذاتی آپ کو ثابت کر کے یہ عقیدہ کرے، جیسا جہلا کا عقیدہ ہے۔علمائے اہل سنت کا تقریباً ایک صدی سے جماعتِ دیوبندیہ کے تمام اصاغر و اکابر سے یہ پیہم مطالبہ ہو رہا ہے کہ وہ بتائیں کہ کون سے جہلا کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور کا علم بے عطائے خدا ہے۔

ثالثاً: براہین کا وہ لفظ دیکھو۔۔۔۔شیطان کو جو یہ وسعتِ علم دی، دیکھو دی میں کلام ہے۔اور اسی پر بوجہ افضلیت قیاس کو منع کرتا ہے کہ عقائد قیاسی نہیں۔قیاس سے وہ حکم ثابت ہوتا ہے جو مقیس علیہ میں ہو یا اس کا مبائن؟ شیطان میں علم عطائی تھا۔معاذ اللہ اگر حسبِ زعم مردود گنگوہی اس پر قیاس ہوتا تو اس سے بھی عطائی ہی تو ثابت ہوتا جسے یوں رد کر رہا ہے کہ عقائد قیاسی نہیں۔

رابعاً: وہ تقریر دیکھو کہ فخر عالم علیہ السلام کو بھی لاکھ گونا اس سے زیادہ عطا فرمادے ممکن ہے۔مگر ثبوت فعلی اس کا کہ عطا کیا ہے کس نص سے ہے کہ اس پر عقیدہ کیا جائے ، دیکھو صاف علم عطائی میں کلام کر رہا ہے۔

خامساً: امکان کا تو خود جا بجا قائل ہے صرف ثبوتِ فعلی کا منکر ہے۔کیا آپ کے نزدیک گنگوہی صاحب بے عطائے الٰہی علم ملنا ممکن جانتے تھے۔ایسا ہے تو اقرار کر دیجیے دام کھل جائیں گے۔

سادساً:۔۔۔۔حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے اس علم کے ثابت کرنے پر کہتا ہے۔

(۱) مؤلف کے ایسے جہل پر تعجب ہوتا ہے۔

(۲) قیاس سے اس کا اثبات جہل ہے۔
(۳) تحقیق مؤلف کی جہل ہے۔
(۴) سوءِ فہم مؤلف کا ہے۔
(۵) کوتاہ فہمی مؤلف کی ہے۔

اگر براہین والے کی یہ بحث علم بے عطائے الٰہی میں ہوتی اور مؤلف کو اس کا مثبت سمجھتا تو کیا فقط جہل و کوتاہ فہمی کا حکم لگاتا، چیخ نہ پڑتا کہ مؤلف کافر، مرتد، مشرک ہے کہ بے خدا کے دیے علم مانتا ہے۔

سابعاً: اس نے تصریح کی کہ مؤلف شاید شرک میں مبتلا نہ ہو، بے عطائے الٰہی علم ماننے پر شرک میں یوں ہی شک شبہ کرتا یا اپنے امام الطائفہ اسماعیل دہلوی کی طرح بکار اٹھتا کہ ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔ کیوں تھانوی صاحب باطنی ابوجہل یا اس کے برابر مشرک کو کہنا شاید شرک میں مبتلا نہ ہو کفر ہے یا نہیں؟

بالجملہ اصل مبحث ومنشا بحث واعتقاد فریقین اور عبارات کا فقرہ فقرہ سب تھانوی صاحب باطنی کی جھوٹی گڑھت پر لعنت کر رہے ہیں، کیا یوں ہی کفر اٹھا کرتا ہے۔

بحمد اللہ! کیسے دلائل قاہرہ سے ثابت ہو گیا کہ گنگوہی صاحب نے جس علم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ماننا شرک خالص کہا ہے، وہی علم ابلیس لعین کے لیے خود ثابت مانا ہے اور آپ اقرار کر چکے ہیں کہ شرک میں تفریق نہیں ہے، جو بات مخلوق میں ایک کے لیے ثابت کرنا شرک ہو جس کسی کے لیے ثابت کی جائے شرک ہی ہوگی۔ کیوں کہ خدا کا کوئی کبھی شریک نہیں ہو سکتا ہے۔

اب تو آپ اپنے اقرار پر قائم رہ کر بول اٹھیے کہ بے شک گنگوہی صاحب صریح مشرک تھے۔ گنگوہی صاحب شیطان کو خدا کا شریک مانتے تھے اور اگر آپ نہ مانیں تو اہل انصاف تو دیکھتے ہیں۔ اور اگر کوئی نہ دیکھے تو واحد قہار تو دیکھتا ہے جس کا شریک ابلیس لعین کو مانا، اور جس کے حبیب کی یہ شدید توہین کی۔۔۔۔۔ فللّٰہ الحجۃ البالغہ

شبہہ سوم:

الکوکبۃ الشہابیہ کے مطالعہ نے نہایت خلجان اور اضطراب میں مبتلا کر دیا ہے، جس مضمون نے طبیعت کو متوحش بنا دیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ آپ نے اپنی تحریر میں فرمایا کہ جو شخص خدا کو جھوٹا کہے اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب وشتم دے وہ شخص باجماع امت کافر، مرتد اور بددین ہے۔ اور جمیع فقہے کرام کا یہی مذہب ہے اور جو اس کے کافر کہنے سے زبان روکے یا شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ اور یہ بھی آپ کو یقیناً معلوم ہے کہ اس شخص نے ضرور رسول کریم علیہ التحیۃ والثنا کو گالیاں دیں۔ چنانچہ آپ مکرر قسمیں کھا کھا کر اپنے کلام کو مؤکد فرما رہے ہیں۔ حضور پھر کفِ لسان فرما رہے ہیں۔ اور اس کے کافر کہنے سے زبان روکتے ہیں۔ اب فرمائیے

آپ کیا ہوئے۔نعوذ باللہ من ہذہ الفواحش

شبہہ چہارم :

آپ نے تمہید ایمان میں تحریر فرمایا۔نہ کہ ایک ملعون کلام تکذیب خدا یا تنقیص شان سید انبیا علیہ وعلیہم الصلاۃ والتسلیم میں صاف صریح نا قابل تاویل وتوجیہ ہو اور پھر بھی حکم کفر نہ ہو۔اب تو اس کو کفر نہ کہنا،کفر کو اسلام ماننا ہوگا۔جو کفر کو اسلام مانے خود کافر ہے۔ابھی شفا،بزازیہ،دُرر،بحر،نہر،فتاویٰ خیریہ،مجمع الانہر،و درمختار وغیرہا کتب معتمدہ سے سن چکے کہ جو شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص شان کرے کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

پھر کتاب مذکور کا ص ملاحظہ ہو۔ضروری تنبیہ احتمال وہ معتبر ہے جس کی گنجائش ہو۔صریح بات میں تاویل نہیں سنی جاتی ہے۔ورنہ کوئی بات کفر نہ رہے۔مثلاً زید نے کہا خدا دو ہیں۔ا۔ں یہ تاویل ہو جائے کہ لفظ خدا سے بہ حذف مضاف حکم خدا مراد ہے۔یعنی قضا دو ہیں مبرم اور معلق۔پھر اس کے دو سطر بعد تحریر فرماتے ہیں۔ایسی تاویلیں زنہار مسموع نہیں۔

شفا شریف میں ہے:"ادعاء التاویل فی لفظ صراح لا یقبل"۔
(ج ۲۔ص ۲۱۷ باب فی بیان ماھو فی حقہ)

صریح لفظ میں تاویل کا دعویٰ نہیں سنا جاتا۔

شرح شفائے قاری میں ہے:

"وھو مردود عند القواعد الشرعیۃ"۔

(ج ۴۔ص ۳۴۳ علیٰ ہامش نسیم الریاض)

ایسا دعویٰ شریعت میں مردود ہے۔

نسیم الریاض میں ہے:

لا یلتفت لمثلہ و یُعد ھذیاناً۔

(ج ۴۔ص ۳۴۳ نسیم الریاض،پور بندر)

ایسی تاویل کی طرف التفات نہ ہوگا اور وہ ہذیان سمجھی جائے گی۔

اب آپ سے یہ گزارش ہے کہ آپ نے جو فتویٰ میرے پاس بھیجا ہے۔اس میں آپ فرماتے ہیں کہ صریح مقابل کنایہ ہے۔اسے ظہور کافی نہ کہ احتمال کا نافی۔ہدایہ میں ارشاد ہوا۔

انت طالق لا یفتقر الی النیۃ لانہ صریح فیہ لغلبۃ الاستعمال ولو نوی الطلاق عن وثاق لم یدین فی القضاء لانہ خلاف الظاھر ویدین فیما بینہ و بین اللہ لانہ

یحتمله۔

(ملخصاج ۲۰۰۲ ص ۳۴۹ مجلس البرکات، مبارک پور)

یہ تو ایک ایسا صریح تعارض اور تناقض ہے کہ جس کا دفع کرنا آپ ہی کے قبضہ میں ہے۔ اگر صریح میں احتمال بھی ہو مگر جب وہ مسموع ہی نہیں، شریعت میں مردود ہیں۔ قابل التفات ہی نہیں، ہذیان ہے اور بیہودہ بکواس۔ تو اس احتمال کا شریعت میں اعتبار ہی نہیں کیا ہے۔ اول تو اس تعارض کو دفع کیا جائے اور ثانیاً صاحب ہدایہ کی عبارت سے بھی یہ صاف ثابت ہوتا ہے کہ لفظ صریح میں نیت کی ضرورت نہیں۔ اور قاضی لفظ صریح ہی کے موافق فیصلہ کرے گا۔ اگر قائل نے خلاف صریح کسی معنی محتمل کا ارادہ کیا ہے تو اس کا معاملہ فیما بینہ وبین اللہ ہوگا۔ اور قاضی اسے ہرگز نہیں سنے گا۔

چہ جائے کہ قائل ایسے معنی مراد لے جو محتمل ہی نہ ہو۔ اور چہ جائے کہ متکلم کے مراد لینے کی خبر بھی ہو۔ پھر حکم صریح کے خلاف کیسے مفتی فتویٰ یا حکم دے سکتا ہے، اب اس کے بعد آپ کی عبارت جو الکوکبۃ الشہابیہ ص پر مولانا اسماعیل صاحب دہلوی کی نسبت۔۔۔۔ یہ صریح سب و دشنام کے لفظ لکھ دیے۔ پھر ایک سطر بعد۔۔۔۔ مسلمانو! کیا ان گالیوں کی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع نہ ہوئی یا مطلع ہو کر ان سے انھیں ایذا نہ پہونچی۔ ہاں ہاں واللہ واللہ! انھیں اطلاع ہوئی۔ واللہ واللہ! انھیں ایذا پہونچی۔

پھر صفحہ پر فرماتے ہیں: اور انصاف کیجیے تو اس کھلی گستاخی میں کوئی تاویل کی بھی جگہ نہیں۔

اب فرمایئے اول تو صریح گالی اس میں تاویل مسموع مقبول ہی کب تھی۔ عند الشرع مردود اور ہذیان۔ پھر یہاں تو آپ کے نزدیک اس کھلی گستاخی میں تاویل کی جگہ بھی نہیں۔ اب اگر قائل نیت بھی کرتا تو قاضی اور مفتی کے یہاں پہلے ہی مردود تھی۔ اور نوی ما تحتمل خارج، اور آپ کو تو قائل کی نیت کا علم بھی ہوگیا۔ اور اس کا بھی علم ہو گیا کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس گالی کا علم ہوا۔ اور پھر بھی آپ صاحب صراط مستقیم کی تکفیر نہیں کرتے بلکہ اسی کو اپنا مختار اور مفتیٰ بہ قرار دیتے ہیں۔ اب آپ اپنی ہی عبارت تمہید ایمان ص ملاحظہ فرمایئے۔ اسے کفر نہ کہنا، کفر کو اسلام ماننا ہوگا۔ اور جو کفر کو اسلام مانے وہ خود کافر ہے۔

لہٰذا آپ خود، اور جو آپ کو کافر نہ کہے خود کافر ہوا جاتا ہے۔

غرض اب آپ یہ تحریر فرمائیں کہ ان ایمان موکد کے بعد آپ سے کفر کیوں کر اٹھے گا۔ صاحب براہین اور صاحب تحذیر الناس اور صاحب حفظ الایمان اپنی عبارت کا مطلب خود ہی بیان فرمائیں، مگر ان کا کفر ایسا قطعی اور یقینی کہ ان کی تکفیر میں شک کرنے والا بھی قطعی کافر ہو۔ اور صاحب صراطِ مستقیم میں نہ احتمال کی گنجائش اور نہ وہ احتمال ان کی مراد، معانی کفریہ کا مراد ہونا آپ کے نزدیک محقق اور ثابت۔ مگر پھر بھی ان کی تکفیر ناجائز، خدا کے لیے اس کا مطلب کھول کر بیان فرمایئے۔

بحثِ سوم صرف تکفیر فقہی اسماعیل دہلوی صاحب :

شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یہ مسئلہ چنداں دقیق بھی نہ تھا۔ موضوع کتاب جاننے والے پرمخفی نہ رہتا۔ جیسے آپ واقعی طالبِ تحقیق ہوتے تو بعونہٖ تعالیٰ ادنیٰ تنبیہ میں سمجھ لیتے۔ مگر تمام دیوبندیہ ایک تو بے علم، دوسرے کج فہم، تیسرے متعصب، چوتھے مکابر یہ ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ہے۔

احمق بلید کلام حق پر ایسا اعتراض جانتا ہے جسے اعتقاد کر لیتا ہے کہ لاحل ہے۔ جاننا ممکن ہے اور جب حق کا آفتاب جلوہ فرماتا ہے تو آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جاتی ہیں۔

اے تھانوی صاحب باطنی تسہیل فہم کے لیے چند مقدمے ملاحظہ فرمائیں۔ ادنیٰ عقل والا بھی انھیں سے فوراً سمجھ لے گا کہ دیوبندیہ جسے لاحل اشکال سمجھ کر غل مچا رہے تھے وہ انھیں کے گلے کا طوق تھا۔

مقدمہ (۱) تاویل کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) قریب (۲) بعید (۳) متعذر، کما فی منتھی السؤل و فصول البدائع وغیرھا

تاویل کے لغوی معنی ہیں پھیرنے کے، اہل علم کے محاورے میں کسی پہلو دار کلام کو اس کے ظاہر معنی سے پھیر کر خفی معنی پر ڈھالنے کو تاویل کہتے ہیں۔

ان تین قسموں میں تاویل حقیقت میں صرف قریب و بعید ہے۔ متعذر حقیقت میں تاویل نہیں، تحویل ہے۔ یعنی کسی کلام کو ایسے معنی کی طرف پھیرنا کہ کلام کی نہ دلالت اس معنی پر ہو اور نہ اس معنی کا کلام محتمل ہی ہو۔ صرف بات کی پچ اڑانا اور منہ زوری سے کسی کلام کے کوئی معنی زبردستی بنانا ہے۔

مقدمہ (۲) جمہور فقہا کے نزدیک تکفیر کے لیے متبیّن ہونا کافی، عامہ حنفیہ و مالکیہ و حنبلیہ اور بہت سے شافعیہ کا یہی مسلک ہے۔

اکثر متکلمین و فقہائے محققین حنفیہ وغیرہم کے نزدیک تکفیر کے لیے متعین ہونا مشروط۔

منح الروض میں ہے:

عدم التکفیر مذھب المتکلمین و التکفیر مذھب الفقہاء فلا یتحد القائل بالنقیضین فلا محذور۔

تاویل صحیح اگرچہ کتنی ہی بعید ہو متکلمین قبول کریں گے۔ یہ ہے وہ کہ محققین متاخرین نے فرمایا کہ ایک بات میں ننانوے پہلو کفر کے ہوں اور ایک اسلام کا تو پہلوے اسلام کو ترجیح دیں گے۔

درمختار میں ہے: وفی الدُرر وغیرھا اذا کان فی المسئلة وجوہ توجب الکفر (ای احتمالات) و واحد یمنعه فعلی المفتی المیل لما یمنعه ثم لو نیته ذلك فمسلم والا لم

ینفعه حمل المفتی علی خلافه۔ (ج۔٦ص ٣٦٨، مطبع زکریا)

لیکن عام فقہا کے یہاں تکفیر کے لیے معنی ظاہر پر عمل اور احتمالِ بعید نا مقبول اور باطن مفوض بہ علیم عزوجل، امام ابن حجر اعلام میں فرماتے ہیں۔

عملنا بما دل علیه لفظه صریحا وقلنا له انت حیث اطلقت هذا اللفظ ولم تؤول کنت کافراً و ان کنت لم تقصد ذلك لانا انما نحکم بالکفر باعتبار الظاهر و قصدك و عدمه انما ترتبط به الاحکام باعتبار الباطن فاللفظ اذا کان محتملا لمعان فان کان فی بعضها اظهر حمل علیه و کذاان استوت ووجد لاحدها مرجح الارادة و عدمها لا شغل لنا بها

ہم لفظ کے مدلول صریح پر عمل کریں گے اور کہیں گے کہ جب تو نے یہ لفظ کہا اور تاویل نہیں کی تو، تو کافر ہوگیا۔ اگر چہ تو نے اس کا قصد نہ کیا ہو۔ کیوں کہ ہم ظاہری معنی کے لحاظ سے کفر کا حکم کرتے ہیں۔ اور تیرے قصد اور عدم قصد پر احکام باطنی کا تعلق ہے۔ اس لیے لفظ اگر چند معانی کا احتمال رکھے تو اگر بعض میں زیادہ ظاہر ہے تو اس پر عمل کیا جائے گا۔ یوں ہی اگر برابر ہو اور کسی ایک کے لیے مرجح ہو تو بھی۔ ارادہ اور عدم ارادہ سے ہمیں مطلب نہیں۔

اس سے ثابت ہوگیا کہ تکفیر کے سلسلے میں علما کی دو روش ہے۔ ایک یہ کہ اگر وہ قول کفری معنی میں ظاہر ہے اور قائل سے کوئی تاویل منقول نہیں تو اس کی تکفیر کرتے ہیں۔ یہ جمہور فقہا کا مسلک ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر اس میں کوئی ضعیف سے ضعیف احتمال ہو تو تکفیر سے کفِ لسان کرتے ہیں۔ یہ عام متکلمین و محققین فقہا کا مسلک ہے۔

مقدمہ (۳) یہاں سے ظاہر ہوگیا کہ لفظ صریح میں تاویل نا مقبول ہونا متفق علیہ ہے۔ مگر متکلمین کے طور پر صریح سے مراد متعین ہے کہ جس میں مراد متعین ہے۔ اور تاویل سے مراد متعذر رہے کہ تاویل غیر متعذر ہے۔

اور فقہا کے طور پر صریح متعین و متبین دونوں کو شامل، اور تاویل متعذر و بعید کو، یوں ہی کسی قول کفری پر حکم کہ اس میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں۔ اگر بحث کلامی میں ہے تو مفاد تعین اور جگہ نہ ہونا نفس احتمال کی نفی، کہ کوئی دوسرا پہلو ہے ہی نہیں اگر چہ بعید۔ اور اگر بحث فقہی میں ہے تو مفاد تبین اور جگہ نہ ہونا نفی تحمل، یعنی قابل قبول نہیں، خواہ راساً احتمال ہی نہ ہو یا ہو مگر بعید۔

حاصلِ کلام : یہ نکلا کہ جمہور فقہا کے نزدیک تاویل قریب صرف معتبر ہوتی ہے۔ تاویل بعید ان کے نزدیک معتبر نہیں۔ لہٰذا جب فقہاے کرام یہ بولتے ہیں کہ اس میں تاویل کی گنجائش نہیں تو ان کی مراد یہ ہوتی

ہے کہ تاویل قریب کی۔ یہ ہرگز نہیں ان کی مراد ہوتی ہے کہ تاویل بعید کی بھی گنجائش نہیں ہے۔ کیوں کہ ان کے نزدیک تاویل بعید جب معتبر نہیں تو گویا وہ کالعدم ہے۔ اور متکلمین جب کسی کلام کے بارے میں بولیں کہ اس میں تاویل کی گنجائش نہیں تو ان کی مراد تاویل قریب و بعید دونوں ہوتی ہے اس لیے کہ ان کے یہاں دونوں معتبر ہے۔ رہ گیا سوال متعذر کا تو وہ نہ فقہا کے نزدیک معتبر، نہ متکلمین کے یہاں اور اس کے معتبر ہونے کا سوال ہی کیا ہے۔ جب وہ حقیقۃً تاویل ہے ہی نہیں۔ تحویل اور تحریف معنوی ہے تو اس کا اعتبار کیوں کر درست ہوگا؟

مقدمہ (۴) کفریت قول مطلقاً مذہب کلامی میں کفر قائل نہیں کہ اسے تبین کافی، اور اسے تعین درکار، فتح، بحر، نہر، ومنح الروض میں ہے:

ذلك المعتقد فی نفسه كفر فالقائل به قائل بما هو كفر وان لم يكفر

وہ اعتقاد فی نفسہ کفر ہے تو اس کا قائل اس چیز کا قائل ہے جو کفر ہے اگر چہ اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی۔

یہ بات گنگوہی صاحب کو بھی تسلیم ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ اول میں ص پر لکھتے ہیں ان افعال کو کفر ہی کہنا چاہیے مگر مسلم کے فعل کی تاویل لازم ہے۔ سل السیوف وحواشی کوکبہ شہابیہ میں فرمایا کہ ان اقوال کا کلمہ کفر ہونا اور بات ہے اور قائل کو کافر مان لینا اور بات۔

مقدمہ (۵) دیوبندیوں کی تکفیر مذہب کلامی پر ہے۔ والہذا علماے حرمین طیبین نے فرمایا کہ ان کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ہے۔ لیکن کتاب الکوکبۃ الشہابیہ اس کا موضوع بحث فقہی ہے۔ ص۰ سے شروع ان لفظوں سے ہے۔

بلاشبہہ وہابیہ اور ان کے پیشوا پر حسب تصریحات جماہیر فقہا حکم کفر ثابت۔

ختم جواب میں یہ لفظ ہے: فرقہ وہابیہ اور اس کے امام بلاشبہ جماہیر فقہا کی تصریحات پر کافر۔ تو ساری کتاب خالص بحث فقہی پر ہے بالکل اخیر میں صرف اتنے لفظ مذہب کلامی پر ہیں۔ کہ اگر چہ ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں اکفار سے کفِ لسان ماخوذ ومختار ومرضی ومناسب۔ اور تمہید ایمان اور حسام الحرمین میں بحث کلامی ہے۔

فائدہ جلیلہ : شبہے کی تین قسم ہے۔ (۱) شبہہ فی الکلام (۲) شبہہ فی التکلم (۳) شبہہ فی المتکلم

شبہہ فی الکلام :

یہ ہے کہ اس میں متعدد احتمالات ہیں۔ پہلودار کلام ہے۔ ان میں بعض پہلو کفر ہیں، اور بعض درست،

اور متکلم کی مراد معلوم نہیں۔

شبہہ فی التکلم :

یہ ہے کہ جس کی طرف وہ کلام منسوب کیا گیا ہے، اس سے اس کے ثبوت میں تامل اور شبہہ ہو کہ آیا یہ کلام اسی کا ہے یا کسی غیر کا، تو کلام اگر چہ قطعی اعتبار سے کفر ہو لیکن اس شخص کو کافر نہ کہیں گے۔ اس لیے کہ اس کا تکلم قطعی طور پر اس سے ثابت نہیں۔

شبہہ فی المتکلم :

یہ ہے کہ کفری کلام بولنے والے نے توبہ کر لی ہے، مگر توبہ کا ثبوت شرعی نہ ہو۔ اگر یہ ثبوت قطعی ثابت ہو جائے تب اس کی تکفیر ہرگز نہ ہوگی اور اگر ایسا ثبوت ہو جو متردد کر دے جب بھی قائل کے بارے میں کفِ لسان واجب ہوگا۔ اگر چہ قول کفر صریح ناقابلِ تاویل ہو۔ اور اگر محض افواہ ہو کہ اس کے بعض ہوا خواہوں نے اڑا دی ہے تو اس پر التفات نہ ہوگا۔

جواب شبہہ سوم و چہارم :

اگر کوئی طالبِ حق ان مقدمات مذکورہ کو بغور پڑھ لے تو اس پر حق روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گا۔ لیکن مزید توضیح کیے دیتے ہیں تا کہ یہ بات اچھی طرح ہمارے قارئین کو دل نشیں ہو جائے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے کیوں اسماعیل دہلوی کی تکفیر فقہی فرمائی۔ اور تکفیر کلامی سے کفِ لسان فرمایا اور یہی اپنا مسلک ومختار بتایا ۔ اور تھانوی صاحب باطنی نے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتویٰ مبارکہ اور تمہید ایمان کی عبارت میں جو تضاد سمجھا ہے، وہ محض ان کی عقل کا فساد ہے۔

اولاً : جناب تھانوی صاحب باطنی نے اپنے شبہہ سوم میں الکوکبۃ الشہابیہ کے حوالے سے یہ عبارت جو نقل کی ہے اور جو اس کے کافر کہنے سے زبان روکے یا شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ تھانوی صاحب تو مر کر مٹی میں مل گئے۔ لیکن ان کے جملہ کفش برداروں اور نیاز مندوں کو یہ چیلنج ہے الکوکبۃ الشہابیہ کے اندر کہیں بھی یہ عبارت دکھا دیں۔ دیوبندیوں پر اپنے معبود کے لیے کذب روا مان کر جھوٹ بکنا فرض ہو گیا ہے کہ اگر ان سے بھی صرف ممکن ہی رہے تو عابد و معبود دونوں برابر ہو جائیں گے۔ لہٰذا بے وجہ بھی جھوٹ بکتے رہتے ہیں۔ خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا۔ آئیں اصل مبحث کی طرف، آپ مقدمہ میں پڑھ چکے کہ الکوکبۃ الشہابیۃ بحث فقہی میں ہے۔ اس میں اسماعیل دہلوی کی نسبت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے جو یہ تحریر فرمایا۔۔۔۔۔۔ یہ صریح سب و دشنام کے لفظ لکھ دیے۔ پھر ص پر یہ جو فرمایا اور انصاف کیجیے تو اس کی کھلی گستاخی میں کوئی تاویل کی بھی گنجائش نہیں۔

جب مذکورہ بالا کتاب بحث فقہی میں ہے تو لازم ہے کہ اس کتاب کی جملہ عبارتیں فقہا کی اصطلاح پر

ہوں۔

لہٰذا اس میں صریح سے مراد متبین ہوگا۔اور تاویل کی جگہ نہ ہونے سے مراد کوئی تاویل قریب جو متکلم کو کفر سے بچالے اگر چہ اس میں کوئی تاویل بعید ہو، جس کی وجہ سے وہ کلمہ کفر نہ ہو۔لیکن جمہور فقہاے کرام کے نزدیک وہ معتبر نہیں۔لہٰذا اعلیٰ حضرت نے اسماعیل دہلوی کی تکفیر فقہی تو فرمائی۔لیکن زیادہ احتیاط متکلمین کے مسلک میں تھی۔اس لیے اپنا مسلک ومختار،مسلک متکلمین ہی کو رکھا۔

ثانیاً :فتویٰ مبارکہ جس میں یہ عبارت صریح مقابل کنایہ ہے۔اسے ظہور کافی، نہ کہ احتمال کا نافی۔

اور تمہید ایمان کی عبارت۔نہ کہ ایک ملعون کلام تکذیب خدایا تنقیص شانِ سید انبیا علیہم الصلاۃ والتسلیم میں صاف صریح نا قابل تاویل وتوجیہ ہو، اور پھر بھی حکم کفر نہ ہو اب تو اس کو کفر نہ کہنا کفر کو اسلام ماننا ہوگا۔اور جو کفر کو اسلام مانے وہ خود کافر ہے۔اس پر تھانوی صاحب بہت گرجے اور برسے ہیں کہ تمہید میں صریح کو نا قابلِ تاویل کہہ رہے ہیں اور مختلف کتابوں کے حوالہ سے صریح میں تاویل کو ہذیان اور بکواس اور نا قابلِ التفات قرار دے رہے ہیں اور فتویٰ میں اسی صریح کے لیے ظہور کافی نہ کہ احتمال کا نافی کہہ رہے ہیں۔یہ کیسا کھلا ہوا تناقض اور تعارض ہے۔جناب تھانوی صاحب باطنی کا اس میں تعارض سمجھنا انتہائی درجہ کی غباوت اور حماقت ہے۔

اعلیٰ حضرت نے فتویٰ میں جو صریح استعمال کیا ہے وہ فقہا کی اصطلاح کی بنیاد پر فرما رہے ہیں۔چوں کہ جمہور فقہا کے نزدیک صریح کا اطلاق متعین اور متبین دونوں پر ہوتا ہے۔اور صریح ہونے کے لیے فقہا کے نزدیک اس کا اپنے معنی پر ظاہر الدلالۃ ہونا کافی ہے۔اور اس میں احتمال بعید ہوسکتا ہے۔اگر چہ وہ جمہور فقہا کے نزدیک معتبر نہیں ہوتا لیکن متکلمین اس کا اعتبار کرتے ہیں۔اس لیے اعلیٰ حضرت نے اسے ظہور کافی نہ کہ احتمال کا نافی فرمایا۔

اور تمہید ایمان بحث کلامی میں ہے۔اور متکلمین کے نزدیک صریح بمعنی متعین ہوتا ہے۔اس کے لیے دوسرا محمل ناممکن،لہٰذا اس صریح میں بے شک دعویٰ احتمال وتاویل مردود جس پر شفا وشروح شفا سے تصریحات موجود۔

خلاصہ بحث : اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے اسماعیل دہلوی کی صرف تکفیر لزومی فقہی فرمائی،اور تکفیر التزامی کلامی سے کیوں احتراز اور کفِ لسان فرمایا۔اس کی راقم الحروف کے نزدیک علماے اہل سنت کی کتابوں کے مطالعہ سے صرف دو وجہ سمجھ میں آتی ہے،جس کو ہدیہ ناظرین کررہا ہوں۔

پہلی وجہ : اسماعیل دہلوی کی عبارتیں معانی کفریہ میں تحذیر الناس، براہین قاطعہ اور حفظ الایمان کی طرح متعین نہیں ہیں۔اگر چہ معانی کفریہ میں متبین اور لزوم کفر میں ظاہر ہیں۔اور تاویل بعید ان میں ممکن ہے۔

دوسری وجہ : اسماعیل دہلوی کی توبہ کی شہرت ہے۔ اگر چہ یہ شہرت ثبوت شرعی کو نہیں پہونچی۔ لیکن پھر بھی شبہ فی المتکلم کی وجہ سے تکفیر سے اجتناب کیا اور کف لسان ہی کو اپنا مسلک ومختار ٹھہرایا۔ لیکن اس کا یہ بھی مطلب ہر گز نہیں ہے کہ اس کو مسلمان بتایا، بلکہ مثل یزید کے اس کے کفر واسلام سے سکوت ہی کو احوط قرار دیا۔ وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین ۔

☆☆☆☆☆

الموت الاحمر علیٰ کل انحس اکفر

بسم الله الحمن الرحیم

الحمد لله الذي صدق وعده ونصر عبده، وأعز جنده وهزم الأحزاب وحده، وكان حقاً علينا نصر المؤمنين، وأفضل الصلاة وأكمل السلام على من أيدنا على عدونا فاصبحنا ظاهرين، صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وعلى آله وصحبه وابنه وحزبه أجمعين أبد الآبدين. آمين.

حمد اس وجہ کریم کو جس نے ہمیں حق پر کیا اور حق کو غلبہ دیا۔

بحمد اللہ تعالیٰ چالیس سال سے زائد ہوئے کہ آستانہ رضویہ سے وہابیہ ودیوبندیہ پر الٰہی مار، محمدی وار پڑ رہے ہیں اور ان کے اکابر کچھ مر گئے، کچھ سسک رہے ہیں اور جواب ناممکن۔ ومايبدئ الباطل ومايعيد.

گنگوہی صاحب ونانوتوی صاحب دونوں مناظرے سے صاف استعفا دے چکے، مگر اذناب مرے پیچھے پکار کیے جاتے ہیں اور جہاں کوئی سامنے آیا منہ چھپاتے ہیں۔ جناب تھانوی صاحب کے ان نادان دوستوں کی مرضی نہیں کہ کسی طرح تھانوی صاحب کی چین سے کٹے۔ وہ بے چارے ہیبت کے مارے خاموش روپوش اور یہ چاری لگائے جاتے ہیں۔ ہر بار منہ کی کھاتے ہیں مگر مکر وکید سے باز کب آتے ہیں۔ اب ایک مدت سے تھانوی صاحب گھر کے کونے میں کچھ چین سے بیٹھے اگلے واروں سے سر سہلا رہے تھے کہ اذناب نے پھر دبایا۔

ذی الحجہ گزشتہ میں تھانوی ہمت کو ایک لونڈے کالبس پہنا کر اس خوش کن بھیس میں آستانہ عالیہ

پر حاضر کیا جس نے بہت کچھ طلب تحقیق کی چھپ دکھائی، براہین قاطعہ میں گنگوہی صاحب کا وہ شیطان والا قول سن کر بے تکان کہا، کہ یہ اسلام سے کوسوں دور ہے۔ جب براہین میں دیکھا نیچے کی سانس نیچے اور اوپر کی سانس اوپر تھی۔ اسے غور کی ہدایت فرمائی گئی اور یہ کہ آستانہ پر حاضر ہوا کر دتمہارا کرایہ دیا جائے گا۔ ایک مدت کے بعد ۷ محرم کو مراد آباد مدرسہ شاہی مسجد سے ایک خط[1] اکا لکھا آیا جس میں اس شیطان والے قول کا تو کچھ تذکرہ نہیں، جاہلانہ دو شبہے دکھائے۔

''المعتمد المستند'' شریف میں ارشاد ہوا ہے کہ ''اور نبوت کا محض امکان ذاتی ماننے پر کافر نہ کہیں

---

(۱) خط اول تھانوی صاحب باطنی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں حضور سے رخصت ہو کر بخیریت تمام مراد آباد پہنچا، حضور کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے حضور کی تصانیف کا مطالعہ شروع کر دیا، ''المعتقد'' صاحبزادے صاحب سے لے کر آیا تھا اور دیگر کتب مثل ''حسام الحرمین'' اور ''الکوکب شہابیہ'' وغیرہما کے یہاں کے بعض متعارفین سے دستیاب ہوئیں۔ الحمد للہ ان کتب مذکورہ کے مطالعہ سے عجیب عجیب مضامین پر عبور ہوا، اور بعض مقام پر حضور کا اور اہل دیوبند کا اتفاق پایا۔ مثلاً خاتم النبیین کی بحث کرتے ہوئے اہل دیوبند نے امکان ذاتی کا ثبوت دیا ہے اور حضور نے بھی امکان ذاتی ہی کے جواز کی تصریح کی ہے، چنانچہ حاشیہ ص ۱۰۹ سطر ۲ اس پر شاہد ہے۔ اب فرمائیے: آپ میں اور اہل دیوبند میں کیا فرق ہے؟۔

عبارت یہ ہے: أما الذاتی فلا یحتمل الاکفار.

اس تصریح کے بعد آپ میں اور دیوبندیوں میں کچھ خلاف باقی نہیں رہتا، یعنی امکان وقوعی نہ جناب کے ہاں درست نہ دیوبندی کے ہاں، اور امکان ذاتی کے آپ بھی قائل جیسا کہ دیوبندی قائل ہیں، پس اس صورت میں میری ناقص فہم میں یہ نہیں آتا کہ اس مسئلہ پر دیوبندیوں کی اس شد و مد سے کیوں تکفیر کی گئی جب کہ حضور بھی انھیں کے ہم نوا معلوم ہوتے ہیں۔

پنج شنبہ گزشتہ کو قصد کیا تھا کہ بریلی حاضر ہو کر حضور کی زیارت اور قدم بوسی بھی کر لوں اور اس شک کو بھی زائل کروں لیکن نامساعدت روزگار اور ناموافقت بخت برگشتہ مانع رہی، اسباب سفر مہیا نہ کر سکا حتی کہ ایک طرف کا بھی کرایہ نہ ملا، مجبوراً اس شک کو بذریعہ تحریر کے حضور تک پہنچایا۔ اور ''الکوکب شہابیہ'' کے مطالعہ نے تو نہایت ہی خلجان اور اضطراب و دحشت طبیعت میں پیدا کر دی، اس وقت سے بے حد افسوس ہے۔ دیکھیے اب کیا مقدر میں ہے۔ اس طرف طلب حق ہر وقت بے چین بنائے رکھتی ہے۔ اس طرف اس کے مطالعہ نے بہت ہی برا اثر قلب پر ڈالا۔ وہ مضمون جس نے طبیعت کو متوحش بنا دیا یہ ہے۔ آپ نے اس میں تحریر فرمایا ہے کہ جو شخص خدا کو جھوٹا کہے اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب وشتم دے وہ شخص باجماع امت کافر ہے اور مرتد اور بد دین ہے اور جمیع فقہائے کرام کا یہی مذہب ہے۔ اور جو اس کے کافر کہنے سے زبان روکے یا شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ اور یہ بھی آپ کو یقیناً معلوم ہے کہ اس شخص نے ضرور رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو گالیاں دیں۔ چنانچہ آپ مکرر قسمیں کھا کھا کر اپنے کلام کو مؤکد فرما رہے ہیں۔ حضور پھر بھی کف لسان کرتے ہیں اور اس کے کافر کہنے سے زبان کو روکتے ہیں۔ اب فرمائیے آپ کیا ہوئے نعوذ باللہ من هذه الفواحش. اور یہی آپ کا مختار اور مرضی اور مفتی بہ ہے اور اسی پر حضور کا فتویٰ ہے۔ میری

گے" ہاں خاتم النبیین دو ہونا محال بالذات ہے، یعنی جس کے سبب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مثل محال بالذات ہے۔ ایک شبہ اس پر تھا کہ اس مسئلہ پر دیوبندیوں کی کیوں تکفیر کی گئی؟ دوسرا شبہ جناب اسمٰعیل صاحب دہلوی کی تکفیر فقہی پر جس پر سارے کے سارے دیوبندی نالاں ہیں کہ ہائے ہائے توابع کو امام سے چھڑا لیا، ان کی قطعی تکفیر کی، اسے فقہاً کافر بتایا۔ بحکم حدیث "المومن غر کریم" خیال ہوا کہ شاید واقعی تحقیق طلب ہو، فوراً ۸ر محرم کو فاضل نوجوان استاذی وملاذی جناب مولانا مولوی محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری برکاتی نوری ادامہ اللہ تعالیٰ بالفیض المعنوی والصوری نے یہ جواب امضا فرمایا۔

امضائے نامۂ اول مصطفوی

(۱) آپ کا خط آیا، آپ نے براہین کی عبارت دیکھنے سے پہلے یہ تسلیم کیا تھا کہ شرک میں تفریق نہیں ہوسکتی، جو بات مخلوق میں ایک کے لیے ثابت کرنا شرک ہو وہ جس کسی کے لیے ثابت کی جائے گی شرک ہی ہوگی کہ خدا کا شریک کوئی نہیں ہوسکتا، اور اس پر آپ کو بتایا گیا تھا کہ براہین میں جس علم کا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ثابت کرنا شرک خالص کہا جس میں ایمان کا کوئی حصہ نہیں، خود اس علم کو ابلیس کے لیے ثابت مانا۔ آپ نے کہا: ایسا ہے تو اسلام سے کوسوں دور ہے۔ اس پر آپ کو کتاب "براہین" دکھادی گئی۔ اب دیکھنے کے بعد آپ کا وہ ایمان کہ "یہ اسلام سے کوسوں دور ہے" براہین والے کے لیے اس جوش پر نظر نہ آیا جس پر آپ کو غور کی ہدایت کی گئی۔ خیال تھا کہ اس کافی مدت میں غور کرلیا ہوگا، اور للہ

(بقیہ ص ۲۷) فہم ناقص کا قصور ہے یا کاتب کی مسامحت سے ایسا ہوا۔ ایسی فحش غلطی حضور کی طرف منسوب نہیں کرسکتا۔ ادب اور حسن عقیدت مانع ہے۔ جب سے یہ شک پیدا ہوا ہے غایت درجہ طبیعت پریشان ہے۔ میں آپ کے خصائل حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ سے امید کرتا ہوں اور منتظر ہوں کہ حضرت ضرور میرے حال پر کرم وعنایت فرماتے ہوئے جواب باصواب سے مطلع فرمائیں گے جو میری دفع پریشانی کا سبب بنے اور مجھے مشکوریت کا موقع ملے۔ مسموع ہوا تھا کہ حضور کے فتاوے زیر طبع ہیں۔ اگر طبع ہوچکے ہوں تو مطلع فرمائیں اور قیمت بھی تحریر فرمائیے۔ فقط والسلام مع الاکرام

تنبیہ: دیوبندیوں پر اپنے معبود کا کذب روا مان کر جھوٹ بکنا فرض ہوگیا ہے کہ اگر ان سے بھی صرف ممکن ہی ہو واقع نہ ہو تو معبود وعابد برابر ہوجائیں، لہٰذا بے وجہ بھی جھوٹ بکتے ہیں۔ اس خط میں جو "کوکبۂ شہابیہ" کی نسبت لکھا کہ اس میں تحریر فرمایا ہے: (إلیٰ قولہ) یا شک کرے وہ بھی کافر ہے، محض جھوٹ ہے "کوکبۂ شہابیہ" میں ان باتوں کا نشان نہیں۔

تنبیہ: دیوبندی لیاقت ملاحظہ ہو خط میں دو جگہ کتاب مستطاب "الکوکبۃ الشہابیہ" کا نام مبارک لکھا دونوں جگہ "الکوکب شہابیہ" لکھا اس بے تمیزی کی حد ہے۔ کتاب کا نام تک لینا نہیں آتا اور مطلب سمجھنے کا زعم۔ پھر اس سخت بے تمیزی کا کیا گلہ کہ حضور نے بھی امکان ذاتی کے جواز کی تصریح کی ہے۔ ۱۲

انصاف! ایسی غور کی بات بھی کیا تھی، کیا کوئی مسلمان گمان کرسکتا ہے کہ اللہ کا شریک ہونا ایک مخلوق سے منتفی اور دوسرے کے لیے ثابت ہو، اور وہ بھی اس اندھی تفریق سے کہ اتنا عظیم مرتبہ کہ خدا کی صفت خاصہ میں شریک ہونا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تو زائل اور ابلیس کو حاصل۔ تلک اذن قسمة ضیزیٰ.

مگر آپ کے خط میں اس کا کچھ ذکر نہیں۔ یہ اگر اس بنا پر ہے کہ واقعی آپ حق سمجھ گئے اور اسی ابتدائی جوش ایمان پر قائم ہو گئے اور جان لیا کہ واقعی ''براہین'' والا اور حرف بہ حرف اس کی تصدیق کرنے والا، اور ان کے موافقین ومتبعین نے شیطان لعین کو اللہ تعالیٰ کا شریک مانا، اور یہ سب مشرک وشیطان پرست ہوئے، ایسے شرک سے مشرک جس میں باقرار ''براہین'' کوئی حصہ ایمان کا نہیں، تو صاف فرما دیجیے، معلوم ہو جائے گا کہ بحمدہٖ تعالیٰ کفر دیوبندیاں آپ پر منکشف ہو گیا، آپ بھی سمجھ گئے کہ وہ لوگ مسلمان نہیں۔ اور اگر ایسا نہیں تو آپ کو اسی امر دائر کی تکمیل کرنی تھی جو انصافاً طالب حق کے لیے تمام ہو چکا تھا، کہ کبریٰ مسلمہ اور صغریٰ معاینہ، پھر انکار نتیجہ کیا معنی؟۔ اس کے بعد ان کے اور کفروں میں بحث طالب حق کے مقصود سے زائد تھی کہ بفرض غلط اوروں میں تاویل ممکن ہوتی تو وہ تو مسلم کے کلام میں ہوتی ہے کہ اس پر کفر نہ آنے پائے، جس پر کفر آ چکا اس کے لیے تاویل کس غرض سے۔ میرا حق تھا کہ طلب حق کی اسی قدر یاد دہانی کر دوں جس کی بنا پر آپ کو اذن تھا، ورنہ مکر وفریب کرنے والے مان کر مکرنے والے، بات بدلنے والے، چلنے بچلنے والے، اور بہت ہیں جن کو منھ نہیں لگایا جاتا، مگر قبل تنبیہ عدم تنبہ کو سادگی سمجھ کر جواب مرقوم۔ آئندہ بعد تنبیہ بھی تنبہ نہ ہوا، تو یہ طلب تحقیق کا پردہ کھول دے گا، استحوذ علیھم کاعوض کما فعل باشیاعھم حدیث میں کلمۂ بنی اسرائیل کا حال ارشاد ہو چکا، اور جناب تھانوی صاحب کو اس کی تذکیر کر دی گئی ہے۔ واللہ الھادي

(۲) آپ نے کہاں دیکھا کہ یہاں مجرد امکان ذاتی ماننے پر دیوبندیہ کی تکفیر کی گئی، تکفیر اس پر ہے کہ ''خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین جاننا جاہلوں کا خیال ہے'' اس میں کوئی فضیلت نہیں، یہ مقام مدح میں ذکر کے قابل نہیں، حضور کے زمانے میں بلکہ حضور کے بعد بھی اگر کوئی نیا نبی مانا جائے تو خاتمیت میں خلل نہیں۔''

(۳) یہ شبہ واضطراب آپ کا اپنا نہیں، کبرائے متکلبین کو آڑے آیا اور انھوں نے براہ مکر یہ سمجھ کر کہ وہ جس کے حافظ اللہ ورسول ہیں۔ جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ معاذ اللہ ان کے دھوکے میں آجائے گا، غیر جگہ سے مجہول شخص کے نام سے ایک فریبی سوال گڑھ کر بھیجا، اور جواب پالیا جسے چھ برس ہونے آئے، اس کے جواب متعدد ہیں، یہاں اسی فتوے کی نقل کافی، اسے غور سے سمجھے اور خود سمجھ میں نہ

آئے تو اپنے سمجھانے والوں سے سمجھ لیجیے، وہ بھی نہ سمجھیں تو تھانوی صاحب سے سمجھیے، اور الٹی سمجھنا نہ سمجھنے سے بدتر ہے، وہ بھی نہ سمجھیں تو اپنا اقرار عجز لکھیں، سمجھادیا جائے گا۔ وباللہ التوفیق

فتویٰ یہ ہے: منقول از جلد یازدہم "فتاویٰ کلامیہ" ص۷۸۲

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ...

مسئلہ از سکندر آباد ضلع بلند شہر بازار مادھوداس مرسلہ نور محمد ۲۳ ربیع الاول شریف ۱۳۱ھ

ایک شخص حفظ الایمان وبراہین قاطعہ کی نسبت یہ تو کہتا ہے کہ بے شک اس میں سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صریح توہین وگالی ہے مگر پھر بھی تکفیر نہیں کرتا، اور یہ کہتا ہے کہ ان کے مؤلف کی تکفیر پسند نہیں کرتا۔ قابل گزارش یہ امر ہے کہ جب سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دینے والے کو بھی کافر نہ کہا جائے تو کون کافر ہوگا، اس کافر کو کافر کہنے میں جو تأمل کرے گا، وہ خود کافر نہ ہوگا، تو کس کافر کے کافر کہنے میں تأمل کرنے والا کافر ہوگا۔ بینوا توجروا

الجواب

صریح مقابل کنایہ ہے اسے ظہور کافی نہ کہ احتمال کا نافی۔ محقق حیث اطلق نے "فتح" میں فرمایا:

"ماغلب استعماله في معنى بحيث يتبادر حقيقة أو مجازاً صريح ،فإن لم يستعمل في غيره فأولىٰ بالصراحة۔"(۱)

ہدایہ میں ارشاد ہوا:

"انت طالق" لايفتقر إلى النية؛لأنه صريح فيه لغلبة الاستعمال ، ولونوى الطلاق عن وثاق لم يديّن في القضاء؛ لأنه خلاف الظاهر ، ويديّن فيما بينه وبين اللّٰه تعالىٰ لأنه يحتمله" (۲)

بہت فقہائے کرام کے نزدیک تکفیر میں بھی اسی قدر کافی، ولہذا امثال اسمٰعیل دہلوی پر بحکم فقہائے کبار لزوم کفر میں شک نہیں جس کی تفصیل کوکبہ شہابیہ سے روشن اور تحقیق اشتراط مفسر ہے، یہی مسلک متکلمین اور یہی مختار ومعتبر ہے۔ شخص مذکور کا قول مزبور اگر کسی ایسے کلام کی نسبت ہوتا کہ قسم اول سے تھا تو مشرب متکلمین پر محمول ہوتا بہ شرطے کہ وہ ان جاہلان بے خرد کی طرح نہ ہوتا جن کو متبین ومتعین

---

(۱) [فتح القدير لابن الهمام : باب اتباع الطلاق، ۳/٤]

(۲) [الهداية، كتاب الطلاق: ۱/۳۵۹]

میں تمیز نہیں، مگر بدقسمتی سے اس کا قول ''براہین قاطعہ'' لما أمر الله به أن یوصل ''وحفظ الایمان'' کے اقوال بدتر از ابوال کی نسبت ہے جو یقیناً قسم دوم سے ہیں جن کی نسبت علمائے کرام مکہ معظمہ ومدینہ منورہ حکم فرما چکے کہ:

''من شك في كفره وعذابه فقد كفر''(۱)

جو ان کے کفر واستحقاق عذاب میں شک کرے خود کافر ہے۔

لہذا نہ اس کفر میں کوئی شبہ حائل نہ کسی ابلیس کی تلبیس چلنے کے قابل۔

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي كَيْدَ الْخَائِنِينَ﴾(۲)

ترجمہ: اللہ دغابازوں کا مکر نہیں چلنے دیتا

﴿وَقَدْ مَكَرُوا مَكْرَهُمْ وَعِندَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ وَإِن كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُولَ مِنْهُ الْجِبَالُ﴾(۳)

ترجمہ: اور بیشک وہ اپنا سا داؤں چلے اور ان کا داؤں اللہ کے قابو میں ہے، اور ان کا داؤں کچھ ایسا نہ تھا کہ جس سے یہ پہاڑ ٹل جائیں۔

﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الآخِرَةِ﴾(۴)

ترجمہ: اللہ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔

﴿إِنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الْمِحَالِ﴾ (۵)

ترجمہ: اور اللہ کی پکڑ سخت ہے۔

﴿وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ﴾(۶)

ترجمہ: اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔

﴿أَمْ يُرِيدُونَ كَيْداً فَالَّذِينَ كَفَرُوا هُمُ الْمَكِيدُونَ﴾(۷)

ترجمہ: یا کسی داؤ کے ارادہ میں ہیں تو کافروں ہی پر داؤ پڑتا ہے۔

---

(۱) [الشفا بتعريف حقوق المصطفىٰ : الفصل الأول الحكم الشرعي فيمن سب النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أو تنقصه، ۲/۴۷۶]

(۲) [سورة يوسف: ۵۲] (۳) [سورة ابراهيم: ۴۶]

(۴) [سورة ابراهيم: ۲۷] (۵) [سورة الرعد: ۱۳]

(۶) [سورة الشعراء: ۲۲۷] (۷) [سورة طور: ۴۲]

ان هم الا كأنجس أتان من أخبث حمير، نفرت وفرت بسماع زئير من أسد كبير، فتردت في بير فهي تحرك ذنبها تريد الخلاص .

﴿وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ﴾ (۱)

ترجمہ: اور باطل والوں کا وہاں خسارہ۔

﴿وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (۲)

ترجمہ: اور فرمایا گیا کہ دور ہوں بے انصاف لوگ۔

﴿ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (۳)

ترجمہ: اور تمام خوبیاں اللہ کے لیے جو تمام جہان کا پالنے والا۔

واللہ تعالیٰ أعلم وعلمه جل مجده أتم وأحكم .

اس نامۂ مبارک کے امضا پر تیس دن تک خبرے نباشد۔ گمان ہوا کہ شاید سچ مچ طلب تحقیق تھی جواب مسکت نے خاموش کیا، مگر حاشاوہ تو صرف ایک تھانوی مکر تھا، اگر چہ بہ نص قرآن ﴿كان ضعيفًا﴾ چو بیسویں دن دوم صفر کو ایک دو ورقی ۔ا مہملات وافتراءات ومکابرات وانکار محسوسات سے پُر کر کے بھیجی،

(ا) خط دوم تھانوی صاحب باطنی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضور کا مرسلہ مکرمت نامہ وصول ہو کر باعث انشراح باطن ہوا، کثرت علالت کی وجہ سے جواب میں تاخیر ہوئی، اب بفضلہ تعالیٰ بیماری کسی قدر کم ہے، لہذا اس کے جواب کی طرف متوجہ ہونا ہوا۔ خدا کو شاہد بنا کر عرض پرداز ہوں کہ مجھے تحقیق حق منظور ہے، جو کچھ عرض کرتا ہوں محض فریقین کے رسائل سے سمجھا ہوں، یہ سچ ہے کہ میں اس قابل نہیں کہ خدام والا میرے کلام کی طرف توجہ مبذول فرمائیں لیکن اگر آپ کی وجہ سے ایک شخص کو بھی ہدایت ہو جائے تو اس کا اجر بھی آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں، چاہے میرے مضمون کا جواب کسی سے حضرت ارقام کرا دیں مگر آپ کا مصدقہ ہونا ضروری ہے۔

(۱) براہین کی عبارت دیکھنے سے پہلے جو میں نے تسلیم کیا تھا کہ شرک میں تفریق نہیں ہوسکتی، جو بات مخلوق میں ایک کے لیے ثابت کرنا شرک ہو جس کسی کے لیے ثابت کی جائے شرک ہی ہوگی، کیوں کہ خدا کا کوئی شریک نہیں ہوسکتا۔ میں اپنے

---

(۱) [سورة الغافر:۷۸]

(۲) [سورة هود: ٤٤]

(۳) [سورة صٓ:۱۸۲]۔

....

اس عقیدے پر اب بھی قائم ہوں، اس میں کوئی شک اور تردد نہیں، اب مجھ کو سخت حیرت ہے اور تعجب ہے کہ حضور نے ''براہین قاطعہ'' کے متعلق کیا تحریر فرمایا ہے۔ جس علم کا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ثابت کرنا شرک خالص کہا ہے، جس میں ایمان کا کوئی حصہ نہیں وہ علم ذاتی ہے، اور جس علم کو ابلیس لعین کے لیے ثابت مانا وہ علم عطائی، تو جو علم غیر اللہ کے لیے ثابت کرنا شرک ہے (یعنی ذاتی) وہ شیطان کے لیے ثابت نہیں مانا، اور جس علم کا ثبوت شیطان کے لیے تسلیم کیا ہے (یعنی عطائی) وہ کسی کے لیے ثابت کرنا شرک نہیں کہا گیا، تو اب حاصل کلام یہ ٹھہرا کہ شیطان کو علم عطائی ہے، اور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ذاتی نہیں۔ فرمایئے اس میں کون سی بات تکفیر کی ہے۔ مہربانی فرما کر اب کبریٰ اور صغریٰ آپ لکھ دیجیے، میں نتیجہ نکال لوں گا، اور حضور ''تمہید ایمان'' صفحہ ۳۳ میں ارشاد فرماتے ہیں: بلکہ فقہائے کرام نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ''جس مسلمان سے کوئی ایسا لفظ صادر ہو کہ جس میں سو پہلو نکل سکیں، ان میں ننانوے پہلو کفر کی طرف جاتے ہوں اور ایک اسلام کی طرف تو جب تک ثابت نہ ہو جائے کہ اس نے خاص کوئی پہلو کفر کا مراد رکھا ہے ہم اسے کافر نہ کہیں گے کہ آخر ایک پہلو اسلام کا بھی تو ہے، کیا معلوم شاید اس نے یہی پہلو مراد رکھا ہو۔ اور ساتھ ہی فرماتے ہیں کہ ''اگر واقع میں اس کی مراد کوئی پہلوئے کفر ہے تو ہماری تاویل سے اسے فائدہ نہ ہوگا، وہ عند اللہ کافر ہی ہوگا۔ پھر صفحہ ۳۵ کی سطر ۱۹ سے صفحہ ۳۶ کی سطر ۸ تک ملاحظہ فرمایئے، اس میں بھی یہی مضمون ہے۔ یہاں تو آپ فقہائے کرام اور اپنا مذہب یہ تحریر فرماتے ہیں کہ جب تک قائل کی مراد مضمون کفریہ کو لیے ہوئے ثابت نہ ہو جائے اس کو مسلمان ہی کہنا چاہیے، اور ضعیف سے ضعیف احتمال جو اسلام کا ہے تحسینا للظن اسی پر حمل کرنا چاہیے، اور صاحب براہین اپنی مراد اپنی دوسری تصنیف میں نہیں خاص ''براہین'' میں اسی مسئلہ میں اسی قول میں بیان کرتا ہے، ''اور یہ بحث اس صورت میں ہے کہ علم ذاتی آپ کو کوئی ثابت کر کے یہ عقیدہ کرے۔ جیسے جہلا کا یہ عقیدہ ہے الخ''۔ اور اپنی مراد بیان کرتا ہے مگر پھر بھی آپ خلاف تصریح متکلم کے ایک معنی کفریہ اپنی طرف سے متعین فرما کر متعین سے نکال کر متعین کا فرد بناتے ہیں جو حقیقت میں متعین کیا خفی بھی نہیں۔ کس قدر افسوس کی بات ہے، میری سمجھ میں نہیں آتا، اس کے بعد صاحب ''براہین'' کی تکفیر کے لیے آپ کے پاس کیا وجہ ہے؟۔ اور ''السحاب المدرار فی توضیح أقوال الأخیار'' میں تو اس مضمون کو اس شرح وبسط کے ساتھ لکھا ہے کہ جس کے مطالعہ کے بعد کوئی شک وشبہ باقی ہی نہیں رہتا۔ اگر جناب کی جانب سے اس رسالہ کا کوئی جواب ہوا ہو تو براہ کرام اس رسالہ سے مجھے مشرف فرمایئے ورنہ اس کا نام ہی تحریر فرمایئے تا کہ میں خود اس کو منگالوں۔ اب میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ''براہین'' کی عبارت میں کیا شبہ باقی رہ گیا۔

(۲) ہم پہلے سے یہی سنتے آئے تھے کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبی کا امکان ذاتی بھی موجب تکفیر ہے، اس واسطے کہ امتناع بالغیر پر تو فریقین کا اتفاق ہے، جب امکان ذاتی آپ کو بھی تسلیم ہے، تو ما بہ النزاع کیا رہ گیا، آپ کا یہ فرمانا کہ تکفیر اس پر ہے کہ ''خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین جاننا جاہلوں کا خیال ہے، اس میں کوئی فضیلت نہیں، یہ مقام مدح میں ذکر کے قابل نہیں''، یہ مضمون ''تحذیر الناس'' میں نہیں ہے، تحذیر الناس میں نہ ختم زمانی کا انکار ہے نہ اس میں فضیلت کا انکار، بلکہ ختم زمانی کے ساتھ ختم ذاتی کو بھی ثابت کیا گیا ہے، اور ختم زمانی کو قرآن، حدیث، تواتر اور اجماع امت سے ثابت کر کے اس کے منکر کو کافر بتایا ہے، پھر تعجب ہے کہ تکفیر کس بنا پر ہے؟۔ میں جناب کو پھر آپ کا وہی مقولہ صفحہ ۳۳ و ۳۵ و ۳۶ یاد دلاتا ہوں، یہ کیا

غضب ہے کہ متکلم اپنی مراد، اپنا مطلب، صاف صریح لفظوں میں، اپنی اسی کتاب میں، اسی بحث میں، اسی مسئلہ میں، بیان کرتا ہے مگر اس کی کچھ شنوائی نہیں ہوتی۔ اس مضمون کو بھی نہایت تفصیل سے "السحاب المدرار" میں بیان کیا ہے، اگر اس کا بھی جواب جناب کی طرف سے ہوا ہو تو مطلع فرمائیے۔

میری غرض تو یہ نہیں تھی، بلکہ غرض یہ ہے کہ جب آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبی کے امکان ذاتی کے قائل ہوئے، تو اگر ایک وقت میں دس بیس نبی ہوئے تو وہ بھی ممکن بالذات ہوئے، اور سب ایک ہی وقت میں اس عالم سے تشریف لے جائیں تو سب کے سب خاتم زمانی بھی ہوں گے، تو اب آپ امکان ذاتی وتعدد خواتم کے بھی قائل ہو گئے، تو آپ میں اور اہل دیو بند میں اس مسئلہ میں کس بات کا فرق رہا؟۔ امتناع بالغیر کے آپ بھی قائل وہ بھی قائل، اور جو امکان ذاتی کا قائل ہوگا اس کو امکان تعدد خواتم خود بخود لازم آجائے گا۔ میری اس تحریر کو مقابلہ پر حمل نہ فرمایا جائے۔ میں خدا کو شاہد بنا کر عرض کرتا ہوں کہ میں واقعی یہ سمجھے ہوئے ہوں کہ اب آپ کے مسلک میں اور اہل دیو بند کے مسلک میں کچھ فرق باقی نہیں رہا۔ زبان سے اگر تعدد خواتم کا انکار فرما دیں تو اس سے کچھ نفع نہیں ہو سکتا، خاتمیت زمانی کے تو صرف اتنا ہی منافی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہو سکے، سو اس کے آپ خود بھی مقر ہیں اور صاحب تحذیر بھی۔ اب میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ جو خاتمیت ذاتی صاحب تحذیر الناس نے جناب رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ثابت کی ہے وہ آپ کے نزدیک بھی ثابت ہے یا نہیں؟۔ اگر نہیں تو کیوں؟۔ کیا اس میں فضیلت نہیں ہے؟۔ اور اگر ثابت ہے تو پھر صاحب تحذیر الناس اور آپ میں کیا اختلاف رہا؟۔

(۳) جس کسی شخص نے آپ سے دھوکا کیا ہو گا کیا ہو، میں تو آپ سے صاف کھلے لفظوں میں کہتا ہوں یا تو آپ "الکوکب الشہابیہ" کی عبارت کا کوئی مطلب تحریر فرما دیں، ورنہ میرے نزدیک میرا یہ اضطراب کسی سے نہیں اٹھ سکتا، اور یہ فتویٰ جو آپ نے نقل فرمایا ہے اور موجب خلجان ہے، ملاحظہ ہو عبارت تمہید ایمان:

نہ کہ ایک ملعون کلام تکذیب خدا یا تنقیص شان سید انبیا علیہ وعلیہم الصلوۃ والثنا میں صاف صریح نا قابل تاویل وتوجیہ ہو اور پھر بھی حکم کفر نہ ہو۔ اب تو اس کو کفر نہ کہنا کفر کو اسلام ماننا ہوگا، جو کفر کو اسلام مانے خود کافر ہے۔ ابھی شفا، بزازیہ، درر، بحر، نہر، فتاوی خیریہ، مجمع الانہر، درمختار وغیرہا کتب معتمدہ سے سن چکے ہو، جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص شان کرے کافر ہے، اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

یہ پھر صفحہ ۳۷ ملاحظہ ہو:

ضروری تنبیہ: احتمال وہ معتبر ہے جس کی گنجائش ہو، صریح بات میں تاویل نہیں سنی جاتی، ورنہ کوئی بات بھی کفر نہ رہے، مثلاً زید نے کہا خدا دو ہیں۔ اس میں یہ تاویل ہو جائے کہ لفظ خدا سے بحذف مضاف حکم خدا مراد ہے، یعنی قضا دو ہیں: مبرم اور معلق۔

پھر اس کے دو سطر بعد فرماتے ہیں:

ایسی تاویلیں زنہار مسموع نہیں۔

شفا شریف میں ہے: "ادعاء ہ التاویل فی لفظ صراح لایقبل"

....

[الشفاء بتعريف حقوق المصطفیٰ: الفصل الأول الحكم الشرعي فيمن سب النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، ۲/۴۸۰]

صریح لفظ میں تاویل کا دعویٰ نہیں سنا جاتا۔

شرح شفائے قاری میں ہے:"وهو مردود عند القواعد الشرعية"

[شرح الشفا للملاالقاري: الباب الأول في بيان ماهو في حقه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم سب أو نقص من تعريض أو نص،۲/۳۹٦]

ایسا دعویٰ شریعت میں مردود ہے۔

نسیم الریاض میں ہے:"لايلتفت بمثله ويعدهذيانا" ایسی تاویل کی طرف التفات نہ ہوگا اور وہ ہذیان سمجھی جائے گی۔

اور فتاوی خلاصہ اور فصول عمادیہ و جامع الفصولین و فتاویٰ ہندیہ وغیرہا میں ہے:

"واللفظ للعمادی قال: أنا رسول الله أو قال بالفارسية:

[الفتاویٰ الهندية: مطلب فی الموجبات الكفر أنواع، ۲/۲٦۳]

"من پیغمبرم یرید به من پیغام می برم' یکفر"

یعنی اگر کوئی شخص اپنے آپ کو اللہ کا رسول یا پیغمبر کہے اور معنی یہ لے کہ میں پیغام لے جاتا ہوں، قاصد ہوں، تو وہ کافر ہو جائے گا، اور یہ تاویل نہ سنی جائے گی۔ فاحفظ

ان عبارات میں جناب تحریر فرماتے ہیں کہ صریح بات میں تاویل نہیں سنی جاتی۔ لفظ صریح میں دعوائے تاویل نامقبول۔ اور قواعد شرعیہ کے نزدیک مردود و غیر ملتفت الیہ۔ دعوائے تاویل ہذیان، صریح لفظ رسول اللہ اور پیغمبر کا کہہ کر کافر ہو جاتا ہے۔

اور یہاں جناب صریح کو مقابل کنایہ ٹھہرا کر اس میں ظہور کافی نہ کہ احتمال کا نافی، تحریر فرماتے ہیں۔ یہ تو ایک ایسا صریح تعارض اور تناقض ہے کہ جس کا دفع کرنا آپ ہی کے قبضہ میں ہے۔ اگر صریح میں احتمال بھی ہو مگر جب وہ مسموع ہی نہیں، شریعت میں مردود ہے، قابل التفات نہیں، ہذیان ہے، اور بیہودہ بکواس۔ تو اس احتمال کا شریعت میں اعتبار ہی کیا ہے۔

اول: تو اس تعارض کو دفع فرمایا جائے۔

ثانیاً: صاحب فتح القدیر اور صاحب ہدایہ کی عبارت سے بھی صاف یہ ثابت ہوتا ہے کہ لفظ صریح میں نیت کی ضرورت نہیں، اور قاضی لفظ صریح ہی کے موافق قضا کرے گا، اگر قائل نے خلاف صریح کسی معنی محتمل کا ارادہ کیا ہے تو اس کا معاملہ فیما بینہ و بین اللہ ہوگا، اور قاضی اسے بھی نہ سنے گا چہ جائے کہ ایسے معنی مراد لے جو محتمل ہی نہ ہوں، اور چہ جائے کہ متکلم کے مراد لینے کی خبر بھی ہو، پھر حکم صریح کے خلاف کیسے مفتی فتویٰ یا حکم دے سکتا ہے۔

اب اس کے بعد آپ کی یہ عبارت جو "الکوکب شہابیہ" صفحہ ۱۳ پر مولانا اسمٰعیل صاحب کی نسبت یہ صریح سب و دشنام کے لفظ لکھ دیے، پھر ایک سطر کے بعد:

مسلمانو! کیا ان گالیوں کی محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو اطلاع نہ ہوئی، یا مطلع ہو کر ان سے انہیں ایذا نہ

....

پھر صفحہ ۳۲ پر ملاحظہ ہو: پہنچی۔ہاں ہاں واللہ واللہ!انہیں اطلاع ہوئی۔واللہ واللہ!انہیں ایذا پہنچی۔

اور انصاف کیجئے تو اس کھلی گستاخی میں کوئی تاویل کی بھی جگہ نہیں۔

فرمایئے اول تو صریح گالی،اس میں تاویل مسموع ومقبول ہی کب ہوتی ہے،عندالشرع مردود،ہذیان اور بکواس۔پھر یہاں تو آپ کے نزدیک اس کھلی گستاخی میں تاویل کی جگہ بھی نہیں۔اب اگر قائل نیت بھی کرتا تو قاضی اور مفتی کے یہاں پہلے ہی مردود تھی،اور" سوی مایحتمل " خارج،اور آپ کو تو قائل کی نیت کا بھی علم ہوگیا،اور اس کا بھی علم ہوگیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی اس گالی کا علم ہوا،اور پھر بھی آپ صاحب صراط مستقیم کی تکفیر نہیں کرتے،بلکہ اسی کو اپنا مختار،اور اسی کو مفتی بہ،اور اسی کو اپنا ماخوذ،اور اسی کو مستند،اور اسی کو اپنا مذہب قرار دیتے ہیں۔

اب آپ اپنی ہی عبارت تمہید ایمان صفحہ ۳۵ ملاحظہ فرمایئے:

اسے کفر نہ کہنا کفر کو اسلام ماننا ہوگا،اور جو کفر کو اسلام مانے وہ خود کافر ہے۔جس کسی نے آپ سے سوال کیا ہے وہ تو "حفظ الایمان" و"براہین قاطعہ" کے متعلق استفسار کرتا ہے،اور مجھے تو یہ شک ہے کہ آپ اپنی تحریر کے موافق آپ خود اور جو آپ کو کافر نہ کہے خود کافر ہوا جاتا ہے۔"براہین" اور"حفظ الایمان" کی عبارت متبین کا فرد۔یا متعین کا فرد ہے۔یہ دوسری بحث ہے۔

اب تو گفتگو یہ ہے کہ صراط مستقیم کی عبارت آپ کے نزدیک متعین سے بڑھ کر ایسی متشخص ہے جس میں بوجہ صریح ہونے کے اول تو تاویل مردود نامقبول ہذیان تھی۔اور اگر اس کلام میں آپ کے نزدیک تاویل ہوتی بھی،اور قائل اس کی مراد بھی رکھتا،تب بھی وہ اس کو عنداللہ مفید ہوتی نہ آپ اس کی تکفیر سے رک سکتے۔اور یہاں تو نہ آپ کے نزدیک کلام میں گنجائش،نہ قائل نے مراد لی،اور اس پر بھی آپ کو یہاں تک تیقن کہ مکرر قسموں سے مؤکد فرماتے ہیں۔

اب یہ فرمایئے کہ صراط مستقیم کی عبارت آپ کے نزدیک متبین ہے یا متعین؟۔اگر متعین ہے تو آپ کا کفر بھی متعین۔اور اگر متبین ہے تو یہ متعین فرمایئے کہ متعین ہونے کی صورت کیا ہے۔براہین،تحذیر الناس،حفظ الایمان،آپ کے نزدیک متعین کے فرد ہیں،مگر جس شد ومد سے آپ نے الکوکبۃ الشہابیہ میں صراط مستقیم کی نسبت لکھا ہے ان عبارتوں کی نسبت نہیں تحریر فرمایا۔کیا انہیں مؤکد قسموں کے ساتھ آپ ان کتب مذکورہ کی نسبت بھی لکھ سکتے ہیں کہ واللہ واللہ!صاحب تحذیر الناس و براہین قاطعہ وحفظ الایمان نے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسی گالیاں دیں کہ ان میں تاویل کی بھی گنجائش نہیں۔اور اگر تاویل کی گنجائش ہو بھی تو ان کے متکلمین نے گالیاں ہی مراد لیں۔واللہ واللہ!رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ہوئی،اگر آپ ایسی قسمیں کھالیں گے تب یہ ثابت ہوگا کہ عبارت رسائل ثلاثہ آپ کے نزدیک متعین کے فرد ہیں۔اس کے بعد پھر وجہ فرق پوچھی جائے گی۔عبارت صراط مستقیم متعین کیوں نہیں،اگر وہ متعین ہوتی تو آپ کس انداز سے اس عبارت کو ادا فرماتے۔غرض اب آپ یہ تحریر فرمائیں کہ ان ایمان مؤکد کے بعد آپ سے کیوں کر کفر اٹھے۔اور میرے جواب میں یہ فتویٰ نقل فرمانا میری سمجھ ہی میں نہیں آتا کہ اس کا کیا مطلب ہے۔

صاحب براہین،صاحب تحذیر الناس،صاحب حفظ الایمان،اپنی عبارت کا مطلب خود ہی بیان فرمائیں مگر ان کا کفر ایسا قطعی اور یقینی کہ ان کی تکفیر میں شک اور تردد کرنے والا بھی قطعی کافر ہوا،اور صاحب صراط مستقیم میں نہ احتمال کی گنجائش اور نہ وہ

....

احتمال ان کی مراد، معانی کفریہ کا مراد ہونا آپ کے نزدیک محقق اور ثابت، مگر پھر بھی تکفیر نا جائز۔ خدا کے لیے اس مطلب کو کھول کر بیان فرمائیے، میں ایمان سے کہتا ہوں اور آپ اب یقین نہ فرمائیں گے تو چند دنوں میں آپ کو اس کا خود مشاہدہ ہو جائے گا، کہ جب اس شبہ کو آپ کے مخالفین بیان کرتے ہیں تو آپ کے یہاں کے بعض بعض علما بھی ششدر رہ کر یہی اقرار کرتے ہیں کہ اس کا کوئی جواب نہیں ہو سکتا۔ میری نسبت آپ کوئی بدگمانی نہ فرمائیں، اور بدگمانی بھی ہو تو یہ قابل جواب ہے، یہ اعتراض اب معلوم ہوا کہ آپ پر، بہت دنوں سے کیا گیا ہے، آپ نے یا آپ کے کسی معتقد نے اگر اس کا جواب تحریر فرمایا ہو تو مطلع فرمائیے، مجھے مقصود اپنی تسلی وتشفی ہے۔ اگر اس کا جواب عنایت فرمائیں تو پھر عرض کروں گا، اس قدر اور عرض ہے کہ صراط مستقیم کی عبارت میں آپ کے نزدیک یا تو کوئی احتمال نافی کفر موجود ہوگا، یا نہیں۔ اگر احتمال ہے تو وہ کیا ہے؟۔ تا کہ دیکھا جائے کہ اس قسم کا احتمال براہین، تحذیر، حفظ الایمان میں بھی ہے یا نہیں۔ علاوہ ازیں یہ تمام فقہا کا مذہب آپ ہی نے نقل فرمایا ہے کہ سو احتمال میں اگر ایک احتمال بھی اسلام کا ہے تو تحسیناً لظن اسے مسلمان ہی کہیں گے۔ تو پھر آپ کا یہ فرمانا کہ جزماً قطعاً یقیناً بوجوہ کثیرہ جماہیر فقہائے کرام اور اصحاب فتاویٰ عظام یہ سب کے سب مرتد کافر، باجماع ائمہ ان سب پر اپنے تمام کفریات ملعونہ سے بالتصریح توبہ ورجوع اور ازسرنو کلمۂ اسلام پڑھنا فرض۔ احتمال کی صورت میں فقہا یہ حکم کیسے دے سکتے ہیں۔ یہ نسبت تکفیر کی فقہا کی طرف سے محض غلط ہوگی، اور اگر واقع میں کوئی احتمال نہیں تو پھر آپ کی عدم تکفیر کی کیا وجہ ہوگی، اور آپ کی عدم تکفیر پر تکفیر نہ ہونے کی کیا وجہ ہوگی۔ واخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين وصلى الله تعالىٰ على سيدنا ومولانا محمد وآله واصحابه أجمعين۔ فقط

تنبیہ: اس خط کی نفاستیں بھی شانِ جہل کی مظہر ہیں، مثلاً: ازقام۔ اور۔ دو جگہ، تحسینا لظن۔ اور معنیٰ کفریہ۔ اور کہ جس میں۔ مسلمانو کی جگہ مسلمانوں۔ خصوصاً یہ دونوں عبارات مبارکہ تمہید ایمان میں تحریفیں ہیں۔ مگر لطیف تر نہر الفائق کے نام میں بڑی ''ح'' سے نحر۔ لطف یہ کہ یہ بھی عبارت مبرکہ تمہید ایمان میں تحریف ہے، علم کا یہ حال اور ائمہ سے مقال۔ اور پوری علم دانی یہ کہ ''صراط مستقیم'' کی عبارت متعین سے بڑھ کر متشخص۔ متعین کے معنیٰ خوب سمجھے۔ پھر یہ ادعا کہ ''السحاب'' کے مطالعہ کے بعد کوئی شک وشبہ باقی ہی نہیں رہتا۔ بجا ہے، اور آپ ابھی طالب تحقیق جویائے ہدایت ہیں۔ عبارات مردود'' محل محل پر رد کے ساتھ حواشی پر منقول تھیں، جن کے بعد تھانوی صاحب کے نقل خطوط کی حاجت نہ تھی، مگر شاید تھانوی صاحب گلہ کرتے، لہذا حاشیہ پر ان کی نقل ثبت کی، اب نظر انصاف درکار ہے اور توفیق اللہ عزوجل کے ہاتھ۔ تھانوی صاحب! اگر ادعائے طلب تحقیق میں سچے ہیں، مسلمان ہو جائیں، شاعر کی بات پر عمل کچھ ضروری نہیں ع آخری وقت میں کیا خاک مسلماں ہوں گے،

نسأل الله العافية۔۱۲ نور محمد اعظمی عفی عنہ

اس کا جواب حضرت استاذی فاضل نوجوان (حضور مفتی اعظم) نے بتیس (۳۲) صفحات پر فوراً تیار فرمادیا، اور اب د ہم صفر کو ایک والا نامہ مدعی طلب تحقیق کے نام امضا فرمایا کہ ۳۲ صفحات پر تیار ہے جس میں دیوبندیوں پر ساٹھ جبال قاہرہ کی مار ہے، اس دفعہ کے خط وہابیہ میں مکابرات شدیدہ کا اظہار ہے، لہذا رسالہ تھانوی صاحب پر جائے گا، طالب تحقیق کو اس کی کیا ضد کہ ہمیں سے مخاطبہ ہو، بلکہ اس میں زیادت انکشاف ہے کہ ایک طالب علم کی سمجھ کتنی جب وہ سمجھیں گے جو حکیم الامہ بنائے گئے ہیں تو "کل الصید فی جوف الفراء"۔ اور دوسرا نامی نامہ اسی روز جناب تھانوی صاحب کے نام امضا ہوا جو ایک جوابی کارڈ پر تھا۔

امضائے نامۂ دوم مصطفوی بنام جناب تھانوی

مبسملاو حامداًو مصلیاً ومسلماً

کرامی القاب تھانوی صاحب

مدرسہ شاہی مراد آباد کا ایک طالب علم بظاہر سلیم الطبع طالب تحقیق بن کر حاضر ہوا، گنگوہی صاحب کے علم شیطان والے قول کو جب تک براہین میں نہ دکھایا تھا اسلام سے کوسوں دور کہا، پھر مراد آباد سے ایک خط بظاہر اسی طرز استفادہ پر لکھا، میں نے فوراً جواب دیا، چوبیسویں دن تمام کمیٹیوں کے بعد جس میں عجب نہیں کہ آپ بھی شامل ہوں اس کا جواب صریح مکابرات وشدید افتراءات وانکار محسوسات پر مشتمل آیا، میں نے پہلے خط کے جواب میں لکھ دیا تھا کہ "قبل تنبیہ عدم تنبہ کو سادگی سمجھ کر جواب مرقوم، آیندہ بعد تنبیہ بھی تنبہ نہ ہوا تو یہ طلب تحقیق کا پردہ کھول دے گا، استحوذ علیھم کاعوض کمافعل بأشیاعھم حدیث میں کلبۂ بنی اسرائیل کا حال ارشاد ہو چکا، اور جناب تھانوی صاحب کو اس کی تذکیر کردی گئی ہے۔ انتہیٰ"

لہذا روئے سخن جانب جناب ہے، وہ شبہات کہ تمام پارٹی دیوبندیہ کی غایت سعی اور ان کے زعم میں لاحل ہیں۔ بعونہ تعالیٰ کمال متانت کے ساتھ ایسے حل کیے ہیں کہ آپ دیکھ کر بہت خوش ہوں گے، بتیس صفحہ پر ہے، اس میں تمام دیوبندیت پر ساٹھ قاہر جبال ہیں، اعلیٰ درجہ کی تحقیقات علمیہ ہیں، کوئی لفظ سخیف آپ کی شان میں نہیں، سوا تکفیر کے کہ اصل مبحث ہے، ہم خواست گار کہ وہ رسالہ بھیجنے کی ہم کو اجازت فرمائی جائے۔ یہ اس لیے کہ آپ رجسٹریاں واپس کردینے کے عادی ہیں، ہم کمال منت سے کہتے ہیں کہ ہمارے معروضات آپ کے یہاں داخل دفتر ہوتے ہوئے سترہ برس ہونے آئے، اب کی بار تو اذن دے دیجیے کہ ادھر آپ کے اتباع کی ہوس پوری ہو، ادھر حق واضح کا بعونہ تعالیٰ اور زیادہ کشف نوری ہو، اتنی بات لکھتے کہ ہاں رسالہ بھیجو، آپ کو کوئی گھنٹہ نہیں لگتا، یہ تحریر آپ کی چوتھے دن آسکتی ہے، میں

انتہائی مدت دس دن رکھتا ہوں، اس کے بعد دوسرا طور ہوگا۔ بعونہ عزوجل وھو الکافي.

فقط مصطفےٰ رضا قادری برکاتی غفرلہ از بریلی دہم صفر مظفر یوم جمعہ مبارکہ ۳۷ ہجریہ

قدسیہ علی صاحبها والہ افضل الصلاۃ والتحیۃ امین.

اس کے جواب میں تھانوی صاحب نے اپنی چپ تھوڑی دیر کے لیے اتنی توڑی کہ کارڈ کے دوسرے پرت پر یہ عبارت لکھ بھیجی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قال رسول اللہ ﷺ:((بلغوا عنی ولو آیة.(۱)

قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ(۲) بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا﴾[سورۃ الأحزاب:۵۸]

خوف کی یہ حالت کہ اس پر بھی دستخط نہ کیے، الٰہی عظمتوں کی یہ بے ادبی کہ کارڈ پر بسم اللہ شریف لکھی، تین جگہ اللہ عزوجل کا اسم جلالت لکھا، قرآن عظیم کی آیت لکھی جو ڈاک کی مہر لگاتے وقت زمین پر رکھا گیا، اور وہ بھی الٹ کر کہ آیتوں کا رخ زمین پر اور مہر لگانے والا بے وضو چھوئے، بلکہ ممکن کہ ہندو وغیرہ کافر ہو، پھر چٹھی رساں کہ آج کل یہاں ہندو ہی ہیں اسے یونہی ہاتھ لگائے، یہ ادب ہے اللہ ورسول کے نام اور اللہ واحد قہار کے کلام کا۔ خیر ان باتوں کی کیا شکایت، اللہ ورسول وقرآن کریم کا ادب جتنا ہے ان گالیوں ہی سے ظاہر جو وہ اور ان کے بڑے دے چکے، اور دے رہے ہیں۔

تھانوی صاحب کی اس تحریر کا ترجمہ یہ ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میری طرف سے پہنچاؤ اگر چہ ایک ہی آیت۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے: جو لوگ مسلمان مردوں اور عورتوں کو بے کئے ستاتے ہیں انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیا"۔

اس کے جواب میں ہمیں یہی بس تھا کہ ہم ایک لفافے میں ان کو اتنا لکھ بھیجتے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قال رسول اللہ ﷺ:((بلغوا عني ولو آية))(۳)

---

(۱) [کنز العمال کتاب العلم حدیث: ۲۹۱۶۱۔ ۹۷/۱۰۔ حلیہ: ۷۸/۶]

(۲) کارڈ میں یوں ہی الف سے لکھا ہے۔ قرآن کریم کی کتابت میں اپنی طرف سے ایک حرف بڑھا دیا۔۱۲

(۳) [کنز العمال کتاب العلم حدیث: ۲۹۱۶۱: ۹۷/۱۹]

قال اللہ تعالی: ﴿ان الذین یؤذون الله ورسوله لعنهم الله فی الدنیا والاخرة واعدلهم عذابا مهینا﴾(۱)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میری طرف سے پہنچاؤ اگر چہ ایک آیت۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: بے شک جو لوگ اللہ ورسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا وآخرت میں ،اور اللہ نے ان کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

مگر یہاں سے بحمد اللہ تعالیٰ خود تھانوی صاحب اور ان کے بڑے گنگوہی صاحب کو بارہا یہ آیت اور اس کے سوا بہت آیات واحادیث واحکام کی تبلیغ ہو چکی ہے، لہذا اصل مقصود سے کام لیا، یعنی ۲۱ رصفر کو رسالہ رجسٹری شدہ تھانوی صحب پر نازل کردیا۔ تھانوی صاحب نے بطور خرق عادت وہ کارڈ لکھنے میں اپنی قدیم خو چھوڑی تھی، رسالہ دیکھ کر پھر ان کی اسی قدیم خو کی حالت مستمرہ نے منہ دکھایا کہ منکر ہو کر واپس دیا، پلندے پر لکھا ہے کہ انکاری واپس۔

﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیۡهِ رَاجِعُوۡنَ﴾(۲)

صدق الله عزوجل: ﴿وَمَا یُبۡدِئُ الۡبَاطِلُ وَمَا یُعِیۡدُ﴾(۳)

﴿وَقُلۡ جَآءَ الۡحَقُّ وَزَهَقَ الۡبَاطِلُ اِنَّ الۡبَاطِلَ كَانَ زَهُوۡقًا﴾(۴)

مسلمانو! وہ مبارک رسالہ یہ ہے کہ تھانوی صاحب کے نام ''نامۂ سوم مصطفوی'' ہے، حضرت مصنف مدظلہ نے اس کا تاریخی نام ''الموت الاحمر علی کل أنحس أکفر ''(۱۳۳۷ھ) رکھا اور از انجا کہ تھانوی صاحب اور سارے دیوبندیہ پر ساٹھ (۶۰) جبال اس میں اور بیس (۲۰) اس کی تذییل میں ہیں، جملہ اسیؔ (۸۰) جبال قاہرہ ہوئے۔ لقب تاریخی ''ہشاد بید وبند بر مکاری دیوبند'' سے ملقب فرمایا۔ اہل انصاف اسے ایمان کی نگاہ سے دیکھیں تو بحمد اللہ تعالیٰ حق آفتاب سے زیادہ روشن ہے۔

ولله الحمد وصلی الله تعالیٰ علی سیدنا ومولانا واٰله وصحبه وابنه وحزبه اجمعین .

آمین عبدہ نور محمد اعظمی قادری برکاتی غفرلہ

---

(۱) [سورة الأحزاب:۵۷]

(۲) [سورة البقرة:۱۵۶]

(۳) [سورة النساء:۴۹]

(۴) [سورة الاسراء:۸۱]

امضائے نامۂ سوم مصطفوی

بنام جناب تھانوی صاحب تھانہ بھون

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

کرامی منش جناب تھانوی صاحب

آپ کے اتباع سے ایک طالب علم مستفید وطالب تحقیق بن کر آیا، اور عبارت براہین دکھانے سے پہلے اس کے مضمون کو اسلام سے کوسوں دور بتایا، عبارت دیکھ کر وہ جوش ایمان نہ رہا، اسے غور کا حکم ہوا، مدت کے بعد اس کے نام سے ایک بے معنی خط آیا جس کی طرز میں وہی استفادہ وطلب تحقیق کا اظہار، اور حقیقۃً اس سے برکنار تھا۔

قبل تنبیہ عدم تنبہ کو سادگی پر محمول کر کے ہدایت کی گئی، اس کے چوبیسویں روز بعد ایک دوورقی تحریر افتراءات ومکابرات وانکار محسوسات سے بھری آئی، یہ تمام پارٹی کی مجموعی کوشش ومبلغ علم ومنتہائے سعی ہے۔ اس میں بائیس (۲۲) دن صرف ہونا بتا رہا ہے کہ تھانہ بھون سے استعانت بالغیر میں یہ دیر لگی ہوگی، اگر واقعی ایسا ہی ہے جب تو ظاہر کہ اس کے کاتب آپ ہی ہیں، گو مشورہ ساری پارٹی کا سہی، اور بالفرض ایسا نہیں تو اب فرمائیے کہ وہ آپ کے نزدیک مقبول ہے یا مردود؟۔ اگر مردود ہے لکھ دیجیے، یہیں فیصلہ ہوگیا۔ اور اگر مقبول ہے تو وہ تحریر جب نہ تھی تو اب آپ کی ہوگئی۔

صورت اولیٰ کہ آپ لکھ دیں کہ: ہاں وہ تحریر دوورقی مدرسۂ مسجد شاہی مردود ہے، محال عادی ہے۔ لہذا شق ثانی متعین۔ بہر حال جس طرح شاعر اپنے نفس سے ایک دوسرا شخص تخیل کر کے اس سے کلام وخطاب وسوال وجواب ولطف وعتاب کرتا ہے، یوں ہی ہم کو آپ کے دو حصے کرنے ہوئے، ایک تھانوی صاحب ظاہری کہ آپ خود بے پردہ وحجاب ہیں، دوم تھانوی صاحب باطنی کہ اس تحریر دوورقی کے حجاب میں طالب تحقیق بن کر آئے ہیں۔

ہم جہاں کہیں گے کہ آپ نے یہ لکھا۔ آپ سے یہ کہا تھا۔ آپ طالب تحقیق ہیں وامثال ذلک۔ جن میں اس تحریر کا کاتب بنا کر خطاب ہو وہاں آپ بحیثیت تھانوی باطنی مراد ہوں گے ورنہ آپ بحیثیت تھانوی ظاہری۔

یہ فرق یادرکھیے کہ حیثیتیں گم کرکے حیثیت گم نہ کیجیے۔ اصل مقصود اظہار حق وازہاق باطل ہے، اور یہ دکھادینا ہے کہ دیوبندی عذرات کیسے پادر ہوا اور زاہق وزائل، اور ان کا اشکال جس پر بہت ناز ہے اور اسے یقیناً لاحل سمجھے ہوئے ہیں کس درجہ مردود اسفل سافل۔ تھانوی صاحب باطنی نے یہاں تین بحثیں چھیڑی ہیں کفر ''براہین'' کفر ''تحذیرالناس'' کفر ''فقہی'' اسمٰعیل دہلوی صاحب۔ اس کا بیان اور شبہات تھانوی صاحب باطنی کا بطلان ان تین ابحاث سے لیجیے۔ وباالله التوفيق وهو المستعان على كل سحيق.

بحث اول تکفیر گنگوہی صاحب

عبدالجبار عمرپوری نے لکھا تھا:

''حضرت کی نسبت یہ اعتقاد کہ جہاں مولود شریف پڑھا جاتا ہے تشریف لاتے ہیں، شرک ہے۔ ہر جگہ موجود خدا تعالیٰ ہے، اللہ سبحٰنہ نے اپنی صفت دوسرے کو عنایت نہیں فرمائی۔''

اقول: یہ اس کا صریح جنون تھا، کہاں تشریف لانا، کہاں موجود ہونا۔ مولانا عبدالسمیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کے اس جنون سے اغماض فرما کر دو وجہ سے رد کیا:

ایک یہ کہ کہاں مواقع معدودہ مجالس محمودہ، کہاں ہر جگہ۔

دوسرے یہ کہ اسے خاصۂ باری عزوجل جاننا باطل ہے، شرق سے غرب تک ہر روح کو حضرت عزرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی قبض کرتے ہیں، ہر مکان کو رات دن دیکھتے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے دنیا ان کے آگے مثل چھوٹے سے خوان کے کر دی ہے، بھلا وہ تو ملک مقرب ہیں، شیطان تمام بنی آدم کے ساتھ رہتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے اس کی قدرت دے دی ہے، یہ کتنا صاف صریح نقض تھا، گنگوہی صاحب نے براہ کمال عیاری اسے نقض سے توڑ کر مدعا پر استدلال ٹھہرایا۔ گویا مصنف ''انوار ساطعہ'' یوں دلیل لاتے ہیں کہ جب شیطان وملک الموت ہر جگہ موجود ہیں تو ضروری ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ہر جگہ موجود ہوں، حالاں کہ یہ مصنف پر محض افترا ہے۔ اور اپنی اس گڑھت پر اعتراض شروع کر دیے کہ

''ملک الموت وشیطان کو جو یہ وسعت علم دی اس کا حال مشاہدہ ونصوص قطعیہ سے معلوم ہوا، اب اس پر کسی افضل کو قیاس کرکے اس میں بھی مثل یا زائد اس مفضول سے ثابت کرنا کسی عاقل ذی علم کا کام نہیں، اول تو مسائل عقائد کے قیاسی نہیں، بلکہ قطعیات نصوص سے ہوتے ہیں، خبر واحد بھی یہاں مفید نہیں

،لہذا اس وقت قابل التفات ہو کہ مؤلف قطعیات سے اس کو ثابت کرے۔ دوسرے قرآن وحدیث سے اس کے خلاف ثابت ہے۔ خود فخر عالم فرماتے ہیں: ((لاأدری مایفعل بی ولابکم)) اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ "مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں" اگر فضیلت ہی موجب اس کی ہے تو تمام مسلمان شیطان سے افضل ہیں تو مؤلف سب عوام میں بسبب افضلیت کے شیطان سے زیادہ نہیں، تو اس کے برابر تو علم غیب بزعم خود ثابت کرے، مؤلف کے ایسے جہل پر تعجب ہوتا ہے۔ الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان وملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ (۱) سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے، شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے، ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کی برابر بھی ہو چہ جائے کہ زیادہ، اور قیاس سے اس کا اثبات جہل ہے۔ الغرض یہ تحقیق واہی مؤلف کی محض جہل ہے وہ آپ شاید شرک میں مبتلا نہ ہو مگر ایک عالم کا راہ مار دیا (۲) بعد اس کے جو حکایات اولیا کی مؤلف نے لکھی ہیں ان اولیا کو حق تعالیٰ نے کشف کر دیا کہ ان کو یہ حضور علم حاصل ہو گیا، اگر فخر عالم علیہ السلام کو بھی لاکھ گونہ اس سے زیادہ عطا فرمادے ممکن ہے مگر ثبوت فعلی اس کا کہ عطا کیا ہے کس نص سے ہے، کہ اس پر عقیدہ کیا جائے اور مجلس مولود میں خطاب حاضر کیا جائے، اس امر کا محض امکان سے کام نہیں چلتا، بالفعل ہونا چاہیے، اور ثبوت نص سے واجب ہے، مگر سوء فہم مولف کا ہے اور یہ بحث اس صورت میں ہے کہ علم ذاتی آپ کو کوئی ثابت کر کے یہ عقیدہ کرے جیسا جہلا کا یہ عقیدہ ہے، اب ظاہر ہو گیا کہ جس کا عقیدہ مؤلف کی تحریر کے موافق ہوگا البتہ وہ مشرک ہے۔ ان عبارات سے حجت لانا کوتاہ فہمی مؤلف کی ہے۔" (براہین قاطعہ)

مسلمان بہ نگاہ انصاف دیکھیں، ہر اردو خواں بھی سمجھ سکتا ہے، کہ براہین والے نے جس علم کو شیطان کے لیے نصوص قطعیہ سے ثابت مانا اسی کا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ماننا شرک کہا، اور شرک بھی وہ جس میں کوئی حصہ ایمان کا نہیں۔ اب تھانوی صاحب باطنی اس قطعی کفر کو یوں مٹانا چاہتے ہیں کہ:

۲۔ قیاس اور فاسدہ۔ زہے علم کاسدہ۔ ۱۲ منہ

(۱) راہ مار دیا، یہ وہی اردو ہے جس پر ناز ہے کہ دیوبند والوں سے مل کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اردو آ گئی۔ دیکھو براہین قاطعہ گنگوہی صاحب، طبع دوم صفحہ ۲۶۔ ۱۲ منہ

''جس علم کا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ثابت کرنا شرک خالص کہا ہے وہ علم ذاتی ہے، اور جس علم کو ابلیس کے لیے ثابت مانا وہ علم عطائی۔ صاحب ''براہین'' اپنی مراد خاص ''براہین'' میں اسی مسئلہ میں بیان کرتا ہے۔ یہ بحث اس صورت میں ہے کہ علم ذاتی آپ کو کوئی ثابت کر کے یہ عقیدہ کرے جیسے: جہلا کا یہ عقیدہ ہے''۔

اقول: آپ کو کس نے سوجھائی کہ یہاں ذاتی مقابل عطائی۔ اول تا آخر منشائے بحث واعتقاد فریقین اور خود اس عبارت لایعنی کا فقرہ فقرہ اس کے بطلان وہذیان پر شاہد عدل ہیں۔

اولاً: للہ انصاف! بحث کاہے پر چلی ہے، عمر پوری کے اس کہنے پر کہ یہ اعتقاد شرک ہے، اللہ سبحٰنہ نے اپنی صفت دوسرے کو عنایت نہیں فرمائی، دیکھو صراحۃً علم عطائی میں کلام ہے کہ اس کا علم عطائی حضور کو نہیں، جو مانے مشرک ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی صفت خاصہ ہے، اس نے کسی کو عطا نہ فرمائی، صاحب ''انوار ساطعہ'' اسی کا رد کر رہے ہیں، براہین والا اسی کو بنا بنا رہا ہے، پھر کیسی صریح بے ایمانی ہے کہ بے عطائے الٰہی علم ماننے کی بحث ہے، اسے شرک کہا ہے۔

ثانیاً: مولانا عبدالسمیع صاحب کے کون سے حرف میں تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ علم بے عطائے خدا ہے، جس پر ''براہین'' والا یہ کہتا ہے:

''تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے''

ثالثاً: مؤلف کی تحریر میں بے عطا کا کون سا حرف تھا، جس پر براہین والا کہتا ہے:

''جس کا عقیدہ مؤلف کی تحریر کے موافق ہوگا البتہ وہ مشرک ہے۔''

رابعاً: اسی ''براہین'' طبع دوم کے صفحہ ۲۰۳ سے صفحہ ۲۰۷ تک ''انوار ساطعہ'' کا مطول کلام منقول ہے جس میں انہوں نے فرمایا:

''بہت مکانات میں حاضر ہو جانا جس کو یہ لوگ شرک کہتے ہیں اس کی تشریح گزر چکی، جہاں ملک الموت کی تمثیل ہے۔ پھر کہا: اہل سنت کا اعتقاد ہے کہ اصل عالم الغیب اللہ تعالیٰ ہے، کوئی ایسا نہیں جو بلا تعلیم حق جان لے، ہاں اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو خبریں غیب کی دیتا ہے۔

پھر کہا: شاہ عبدالعزیز صاحب نے لکھا ہے:

''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے ہر امتی کو جانتے ہیں کہ وہ کس درجے کا ہے، فرشتے خبر پہنچاتے رہتے ہیں، اور نور نبوت سے حضرت پہچانتے ہیں سب امتیوں کو۔''

پھر کہا:

''محفل شریف میں کثرت سے درود وسلام پڑھا جاتا ہے، جب جلسہ کا درود شریف پہنچاتے ہوں گے پھر کیوں نہیں خبر ہوتی ہوگی اس جلسہ کی۔''

پھر کہا:

''فکر کرنا چاہیے ان حدیثوں میں کہ امت کے اعمال پر مطلع کرتے ہیں آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک روز جمعہ اجمالاً دوسرا ہر صبح وشام بہ تفصیل۔''

پھر اس سے مجالس شریفہ پر اطلاع ثابت کی، پھر کہا:

''خبر ہوگئی ان وسائط سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو''۔

پھر کہا:

''آیات واحادیث واقوال مشایخ وعلما سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ انعقاد محافل میلاد کی آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر بعض واسطوں سے پہنچ جاتی ہے۔''

دیکھو کیسی صریح تصریحیں ہیں علم عطائی وعلم بالوسائط کی۔ یہاں بھی ''براہین'' والے نے وہی جواب دیا، اور اپنی اسی تقریر گذشتہ پر حوالہ کیا صفحہ ۲۱۶۔

''محض قیاس ناتمام مؤلف کا اور یہ حجت شرعیہ نہیں، صفحہ ۲۰۳۔ پہلے اس کا جواب ہو چکا کہ حق تعالیٰ نے حضرت عزرائیل کو ایسی قوت وعلم دیا ہے اگر فخر عالم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو صدہا گونہ زائد ہو تو کیا عجب ہے، مگر کلام فعلیت میں ہے کہ یہ ہوتا ہے یا نہیں۔''

پھر کہا:

''کلام فعلیت میں ہے اور قیاس مؤلف کا امکان میں، عقائد کا ثبوت نص قطعی سے ہوتا ہے، اور ملک الموت کا جواب مذکور ہو چکا''

اس مکالمہ کو علم ذاتی بہ معنی بے عطائے الٰہی پر ڈھالنا کیسی شدید بے ایمانی ہے، براہین والا قطعاً جانتا ہے کہ وہ علم عطائی مانتے ہیں۔

اور اسی کو کہتا ہے:

''کہ شرک نہیں تو کون سا حصہ ایمان کا ہے''

اسی کو کہتا ہے کہ:

''جس کا عقیدہ مؤلف کی تحریر کے موافق ہوگا البتہ وہ مشرک ہے۔''

خامساً: عبارت ''براہین'' کا یہی ٹکڑا جو تھانوی باطنی نے نقل کیا معنی بتا رہا تھا کہ:

''علم ذاتی آپ کو ثابت کر کے یہ عقیدہ کرے جیسا جہلا کا یہ عقیدہ ہے''

کون سے جہلا کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور کا علم بے عطائے خدا ہے۔

سادساً: وہ لفظ دیکھو''شیطان کو جو یہ وسعت علم دی''۔ دیکھو!''دی'' میں کلام ہے، اور اسی پر بوجہ افضلیت قیاس کو منع کرتا ہے کہ عقائد قیاسی نہیں۔ قیاس سے وہ حکم ثابت ہوتا ہے جو مقیس علیہ میں ہو یا اس کا مباین؟۔ شیطان میں علم عطائی تھا، معاذ اللہ اگر حسب زعم مردود گنگوہی اس پر قیاس ہوتا تو اس سے بھی عطائی ہی تو ثابت ہوتا، جسے یوں رد کر رہا ہے کہ''عقائد قیاسی نہیں''۔

سابعاً:''براہین'' والا یہاں بزور زبان خود قیاس گڑھ کر فارق یہ بتاتا ہے کہ:

''شیطان کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے۔''

دیکھو، جس علم کو ابلیس کے لیے ثابت مانا، اسی کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نفی کیا، اس بنا پر کہ وہاں نص ہے یہاں نص سے ثبوت نہیں، یعنی جس طرح ابلیس کے لیے نص سے ثابت ہے، اگر حضور کے لیے بھی نص سے ثابت ہوتا تو مانا جاتا۔ اب دیکھو ابلیس کے لیے علم عطائی ہے یا بے عطا؟۔ اگر عطائی ہے تو اسی کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سلب کیا، اور اسی کا حضور کے لیے ماننا شرک خالص کہا۔ آپ کہتے ہیں کہ یہ بحث علم عطائی میں نہیں، علم بے عطا میں ہے، تو حاصل کلام وہ نہ ٹھہرا جو آپ تھانوی صاحب باطنی نے بتایا کہ:

''شیطان کو علم عطائی ہے اور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم ذاتی نہیں''۔

بلکہ حاصل کلام گنگوہی یہ ٹھہرا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے علم بے عطا ماننا شرک ہے، اس لیے کہ نص نہیں۔ اور ابلیس کے لیے بے عطائے الٰہی علم حاصل ہے، اس لیے کہ نص سے ثابت ہے۔ آپ کی اس تاویل نے اور بھی اخبث کفر گنگوہی صاحب کے سر لپیٹا، واقعی قسمت کا لکھا کہاں جائے

ثامناً:''براہین'' والے کی یہ تقریر کہ ہم نے ابھی سابع میں ذکر کی اور وہ کہ:

''شیطان کی وسعت علم کا حال نصوص قطعیہ سے معلوم ہوا''

اور وہ کہ:

''عقائد نصوص سے ثابت ہوتے ہیں خبر واحد بھی یہاں مفید نہیں لہٰذا مؤلف قطعیات سے ثابت کرے۔''

سب صریح ناظر ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے اس علم کا ماننا نص قطعی وارد ہونے پر موقوف رکھتا ہے، حدیث صحیح احاد میں ہو تو کافی نہیں، کیا بے عطائے الٰہی علم ملنا ماننے پر یوں کہا

جاتا۔ دیکھوامام الطائفہ کا دھرم کہ:

''ابو جہل اور وہ شرک میں برابر ہے، یعنی یہ اور بتوں کو خدا ماننا یکساں ہے۔ کیا اگر کوئی کہے کہ مہادیو خدا ہے، تو اس پر یہی کہو گے کہ بھائی اس کے ماننے کو نص قطعی درکار ہے۔ ورنہ اگر حدیث صحیح میں بھی ہو تو کافی نہیں، کیوں کہ یہ عقیدے کی بات ہے۔

تاسعاً: وہ تقریر دیکھو کہ:

''فخر عالم علیہ السلام کو بھی لاکھ گونہ اس سے زیادہ عطا فرمادے، ممکن ہے۔ مگر ثبوت فعلی اس کا کہ عطا کیا ہے، کس نص سے ہے کہ اس پر عقیدہ کیا جائے۔''

دیکھو صاف عطائی میں کلام کر رہا ہے۔

عاشراً: امکان کا خود جابجا قائل ہے، صرف ثبوت فعلی کا منکر ہے، کیا آپ کے نزدیک گنگوہی صاحب بے عطائے الٰہی علم ملنا ممکن جانتے تھے، ایسا ہے تو اقرار کر دیجیے دام کھل جائیں گے۔

حادی عشر: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے اس علم کے ثابت کرنے پر کہتا ہے:

''مؤلف کے ایسے جہل پر تعجب ہوتا ہے''۔

ثانی عشر: ''قیاس سے اس کا اثبات جہل ہے''۔

ثالث عشر: ''تحقیق مؤلف کی جہل ہے''۔

رابع عشر: ''سوء فہم مؤلف کا ہے''۔

خامس عشر: ''کوتاہ فہمی مؤلف کی ہے''

اگر ''براہین'' والے کی یہ بحث علم بے عطائے الٰہی میں ہوتی، اور مؤلف کو اس کا مثبت سمجھتا، تو کیا فقط جہل و کوتاہ فہمی کا حکم لگاتا،

''چیخ نہ پڑتا کہ مؤلف کافر مرتد مشرک ہے کہ بے خدا کے دیے علم مانتا ہے۔''

سادس عشر: اس نے تصریح کی کہ.....

''مؤلف آپ شاید شرک میں مبتلا نہ ہو''

بے عطائے الٰہی علم ماننے پر شرک میں یوں ہی شک شبہ رکھتا۔ یا اپنے امام الطائفہ اسمٰعیل دہلوی کی طرح پھنکار اٹھتا کہ.....

''ابو جہل اور وہ شرک میں برابر ہے''

کیوں تھانوی صاحب! ابو جہل یا اس کے برابر مشرک کہنا شاید شرک نہ ہو، کفر ہے یا نہیں؟۔

سابع عشر: کہتا ہے کہ:
''افضل ہونے کی وجہ سے ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ملک الموت کی برابر بھی ہو چہ جائے کہ زیادہ۔''
کون سا علم عطائی یا بے عطا؟۔ ملک الموت کا علم کیسا ہے، پھر برابری وزیادت کی نفی کرتا ہے:
''کمی تو جائز ہے''
کیا کم بیش درکنار ایک بات کا علم بھی بے عطا ممکن ہے؟۔
بالجملہ اصل مبحث ومنشا بحث واعتقاد فریقین اور عبارت کا فقرہ فقرہ سب اس مجبوری کی جھوٹی گڑھت پر لعنت کر رہے ہیں۔ کیا یوں ہی کفر اٹھا کرتا ہے؟۔
کیوں جناب تھانوی صاحب! بحمد اللہ تعالیٰ کیسے دلائل قاہرہ سے ثابت ہوا کہ گنگوہی صاحب نے جس علم کا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ماننا شرک خالص بتایا وہی علم ابلیس لعین کے لیے خود ثابت مانا۔ اور آپ بہ لباس باطنی اب اس خط میں دوبارہ ایمان لا چکے ہیں کہ شرک میں تفریق نہیں ہوسکتی، جو بات مخلوق میں ایک کے لیے ثابت کرنا شرک ہو، جس کے لیے ثابت کی جائے شرک ہی ہوگی، کیوں کہ خدا کا کوئی شریک نہیں ہوسکتا۔
اب تو اپنے اقراروں پر قائم رہ کر بول اٹھیے کہ بے شک گنگوہی صاحب صریح مشرک تھے۔ گنگوہی صاحب میں ایمان کا کوئی حصہ نہ تھا۔ گنگوہی صاحب شیطان ملعون کو خدا کا شریک مانتے تھے۔ دوہرے اقراروں کے بعد پھر عذر کا محل کیا ہے؟۔ اور آپ نہ مانیں تو اہل انصاف تو دیکھتے ہیں، اور کوئی نہ دیکھے تو واحد قہار تو دیکھتا ہے جس کا شریک ابلیس کو مانا، جس کے حبیب کی یہ شدید توہین کی۔ فلله الحجة البالغة.

ثامن عشر: تھانوی صاحب باطنی! آپ کہتے ہیں علم عطائی کسی کے لیے ثابت کرنا شرک نہیں کہا گیا، یہ آپ کا اپنا خیال ہو مگر گنگوہی صاحب کے دھرم کے قطعاً خلاف ہے، پھر ''توجیہ القول بمالا یرضی به قائله'' کیا انصاف ہے؟۔
فتاویٰ گنگوہیہ حصہ اول صفحہ ۶۴ میں تقویۃ الایمان کی نسبت ہے:
''بندہ کے نزدیک سب مسائل اس کے صحیح ہیں''۔

وہیں ہے:
''اگر کتاب کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے تو وہ مبتدع فاسق ہے۔''

صفحہ ۱۲۲ میں ہے:

"تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے۔ اس کے استدلال بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں۔ اس کا رکھنا، پڑھنا، عمل کرنا، عین اسلام ہے۔"

اب تقویۃ الایمان کی سنیے:

اشراک فی العلم میں کہا: اس عقیدہ سے آدمی البتہ مشرک ہو جاتا ہے، خواہ یہ عقیدہ انبیا سے رکھے، خواہ بھوت سے۔ پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے، خواہ اللہ کے دینے سے۔ ہر طرح شرک ہے۔"

دیکھیے: شرک میں ذاتی وعطائی کا فرق نہیں کیا، گنگوہی صاحب اس کے خلاف عقیدہ رکھ کر اپنے منہ مبتدع، فاسق، بلکہ عین اسلام، کے مخالف ہیں۔

تاسع عشر: تقویت الایمان کی اس عبارت اور اس کے کثیر امثال سے ثابت کہ اس کے دھرم میں جس طرح ذاتی وعطائی کا فرق باطل ہے، یوں ہی رسول وشیطان میں، کہ وہ ہر جگہ انبیا اور بھوت سب کو ملاتا ہے، تو گنگوہی صاحب نے اگرچہ صرف شیطان کے لیے مانا، اگرچہ صرف عطائی مانا، تقویت الایمانی دھرم پر ضرور کافر مشرک ہوئے۔ اور جب وہ تقویت الایمان کے سب مسئلے صحیح وعین اسلام مانتے ہیں تو خود اپنے منہ بھی مشرک ہوئے۔

غرض گنگوہی صاحب نے رسول کے لیے شرک کہا، اور شیطان کے لیے ثابت مانا۔ اب چاہے رسول وشیطان سے فرق کریں۔ یا ذاتی وعطائی سے؟۔ دونوں فرق اسمٰعیل کے نزدیک مردود، اور گنگوہی صاحب مشرک۔

ع: قضائے نبشتہ بنا ید سترد

عشرین: مختصراً چلیے: علم محیط زمین غیر خدا کے لیے ماننا شرک ہے یا نہیں؟۔ اگر نہیں تو "براہین" مشرک گر کو بچی دکھایئے۔ اور اگر ہاں، تو صرف ذاتی یا عطائی بھی۔ بر تقدیر اول ذاتی کس نے مانا تھا؟۔ اور یہ "براہین" والا کسے کہتا ہے کہ:

"جس کا عقیدہ مؤلف کی تحریر کے موافق ہو گا وہ البتہ مشرک ہے"

بر تقدیر دوم آپ تھانوی صاحب بہ لباس باطنی خود مقر ہیں کہ "براہین" والا شیطان کے لیے عطائی مانتا ہے۔ تو وہ آپ کے اقرار سے مشرک ہوا۔ قسمت کا لکھا کون مٹائے۔

حادی وعشرین: بحمدہ تعالیٰ اس عشرین نے کہ دو عشرہ کاملہ ہیں اس کاذب گڑھت کی چاند پوری

کوٹ دی۔

اب اس عبارت ''براہین'' میں اور جہالتیں ضلالتیں ہیں، ان کے بھی بعض کا بھانڈا پھوڑ دوں وباللہ التوفیق ۔

اول: تو وہی ظلم شدید کہ ''انوار ساطعہ'' نے تو عمر پوری کے ادعائے اختصاص پر نقض کیا، گنگوہی صاحب نے بکمال عیاری اسے استدلال ٹھہرالیا۔ انوار ساطعہ کے صاف لفظ شروع بحث میں یہ تھے:

''زمین پر کل جگہ موجود ہونا تو کچھ خاص مخصوص خدا کے ساتھ نہیں''۔

(براہین قاطعہ صفحہ ۵۰)

اور اس پر ملک الموت وشیطان وغیرہ کی مثالیں دے کر آخر میں کہا تھا:

''تو یہ صفت خاص خدا کی کہاں ہوئی'' (صفحہ ۵۲)

ثانی وعشرین: مصنف مرحوم کو یہاں وہابیہ کی ہوس شرک کا توڑنا ہے۔ دیکھو ان کی عبارت:

''تمہارے قاعدے سے چاہیے وہ مشرک ہو جائے حالاں کہ تحقیق یہ ہے کہ نہ وہ مشرک ہے نہ کافر۔''

(صفحہ ۵۱)

ایضاً:

''تمہارے استدلال کے موافق تو چاہیے کہ یہ سب محدث اور فقہا زیادہ مشرک ٹھہریں۔''

(صفحہ ۵۳)

ایضاً:

''سبحان اللہ! شرک کے معنی بھی یہ حضرات خوب سمجھے، جس کو یہ شرک کہتے ہیں اس کی تشریح گزر چکی، جہاں چاند سورج اور ملک الموت کی تمثیل ہے۔'' (صفحہ ۲۰۳)

''اب دیکھیے اس بیان کو کفر وشرک سے شمہ بھی لگاؤ نہیں۔''

(صفحہ ۲۰۷)

اہل حق پر واضح ہو کہ ہمارا یہ دعویٰ نہیں کہ ہر محفل میں روح مبارک آتی ہے، ہاں یہ دعویٰ ہے کہ اگر کسی کا یہ اعتقاد ہو وہ مشرک نہیں۔'' (صفحہ ۵۳)

اور بلاشبہ ابطال شرک کے لیے امکان کافی کہ شریک باری قطعاً ناممکن ہے، مگر گنگوہی صاحب نے جا بجا امکان بے کار، اور فعلیت درکار ٹھہرائی۔ ان کی تین عبارتیں اوپر گزریں، یعنی خدا کا شریک ہو تو سکتا ہے مگر ہے نہیں۔ جیسے کذابوں کے نزدیک معاذ اللہ اس کا کذب، اس کا جہل۔ تعالی اللہ

عمایقول الظالمون علوا کبیرا.

ثالث وعشرین: یہاں گنگوہی صاحب پر کثیر رد "انباء المصطفےٰ شریف" میں فرمائے ہیں، جو بفضلہٖ تعالیٰ ۱۹ ربرس سے لاجواب ہیں۔ ان میں سے بعض انھیں عبارات شریفہ میں سنیے:

قرآن کریم کی تین آیتوں سے علوم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا روز اول سے آخر تک تمام ماکان و مایکون کو محیط ہونا دلیل قطعی سے ثابت فرما کر ارشاد کیا:

"مخالفین ان آیات کے خلاف پر اصلاً ایک دلیل صحیح صریح قطعی الافادہ نہیں دکھا سکتے۔ اور اگر بفرض غلط تسلیم ہی کرلیں تو ایک یہی جواب جامع ونافع ونافی وقامع سب کے لیے شافی وکافی کہ عموم آیات قطعیہ قرآنیہ کی مخالفت میں اخبار آحاد سے استناد محض ہرزہ۔ باقی میں اس مطلب پر تصریحات ائمۂ اصول سے احتجاج کروں، اس سے یہی بہتر کہ خود نجدیہ زمانہ کے انہیں گنگوہی پیشوا کی شہادت دوں۔ ع

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

"نصوص قطعیۂ قرآن عظیم کے خلاف پر احادیث آحاد کا سنا جانا بالائے طاق"

یہ بزرگوار صاف تصریح کرتے ہیں کہ یہاں خبر واحد سے استدلال ہی جائز نہیں، نہ اصلاً اس پر التفات ہوسکے۔ اسی "براہین قاطعہ لما امر اللہ بہ أن یوصل" میں اسی مسئلہ علم غیب کی تقریر مہمل ومختل میں اپنے اور اپنے تمام طائفے کے پاؤں میں تیشہ زنی کو یوں لکھتے ہیں:

عقائد کے مسائل قیاسی نہیں کہ قیاس سے ثابت ہوجائیں بلکہ قطعی ہیں۔ قطعیات نصوص سے ثابت ہوتے ہیں کہ خبر واحد بھی یہاں مفید نہیں، لہذا اس کا اثبات اس وقت قابل التفات ہو کہ قطعیات سے اس کو ثابت کرے۔

نیز صفحہ ۸۱ پر لکھا:

"اعتقادات میں قطعیات کا اعتبار ہوتا ہے نہ ظنیات صحاح کا"

صفحہ ۸۷ پر کہا:

"آحاد صحاح بھی معتبر نہیں چنانچہ فن اصول میں مبرہن ہے"۔

الحمدللہ! مناظرہ تو انہیں دو حرفوں میں ختم ہوگیا۔ ہاں وہاں تمام نجدیہ: دہلوی وگنگوہی وجنگلی وکوہی سب کو دعوت عام ہے "أجمعوا شرکاء کم" چھوٹے بڑے سب اکٹھے ہوکر ایک آیت قطعی الدلالہ۔ یا ایک حدیث متواتر یقینی الافادہ چھانٹ لائیں جس سے صاف صریح طور پر ثابت ہو کہ تمامی نزول قرآن عظیم کے بعد بھی اشیائے مذکورہ ماکان و مایکون سے فلاں امر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مخفی

رہا جس کا علم حضور کو دیا ہی نہ گیا۔

﴿فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا﴾(۱)

﴿فَاعْلَمُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَایَهْدِیْ كَیْدَ الْخَائِنِیْنَ﴾(۲)

اگر ایسا نص نہ لاسکو اور ہم کہے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لاسکو گے تو خوب جان لو کہ اللہ راہ نہیں دیتا دغا بازوں کے مکر کو "والحمدللہ رب العالمین"

رابع وعشرین: پھر فرمایا:

"طرہ یہ کہ یہی گنگوہی بہادر خود ہی اسی صفحہ میں دوسطر ہی بعد اپنے مدعائے باطل کی سند میں لکھتے ہیں:

"خود فخر دوعالم علیہ السلام فرماتے ہیں" واللہ لاأدری مایفعل بی ولا بکم"(۳)

اس پر چار رد کی طرف اشارہ فرما کر ارشاد کیا:

"ان سب سے قطع نظر دل چھیننے والی ادا تو یہ ہے کہ شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں" الخ قطع نظر اس سے کہ ملا جی کو ہنوز روایت اور حکایت میں تمیز نہیں، اس بے اصل حکایت سے استناد اور شیخ محقق قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز کی طرف اسناد۔کیسی جرأت ووقاحت ہے۔شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے مدارج شریف میں یوں فرمایا ہے:

"ایں جا اشکال می آرند کہ در بعض روایات آمدہ است کہ گفت آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :من بندہ ام،نمی دانم آں چہ در پس ایں دیوار ست۔ جوابش آں ست کہ ایں سخن اصلے ندارد وروایت بداں صحیح نشدہ است"۔

کیوں ملا جی کچھ آنکھیں کھلیں۔ایسا ہی ﴿لاتقربو الصلاۃ﴾ پر عمل کروگے تو خوب چین سے رہوگے۔

ع: اس آنکھ سے ڈریے جو خدا سے نہ ڈری آنکھ

خامس وعشرین: پھر فرمایا:

---

(۱) [سورۃ البقرۃ:۲٤]

(۲) [سورۃ یوسف:۵۲]

(۳) [صحیح البخاري باب الدخول علی المیت بعد الموت: ۷۲/۲]

''امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں: ''لا أصل له'' یہ حکایت محض بے اصل ہے۔

امام ابن حجر مکی نے ''أفضل القریٰ'' میں فرمایا: ''لم یعرف له سند'' اس کے لیے سند نہ پہچانی گئی۔

افسوس اسی منہ سے مقام اعتقادیاتِ بتانا۔ احادیث صحاح بھی نامقبول ٹھہرانا۔ اسی منہ سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم عظیم گھٹانے کو ایسی بے اصل حکایت سے سند لانا۔ اور ملمع کاری کے لیے شیخ محقق کا نام لکھ جانا۔ جو صراحۃً فرمارہے ہیں کہ اس حکایت کی جڑ نہ بنیاد۔ اب اس کے سوا کیا کہیے کہ ایسوں کی داد نہ فریاد۔

سادس وعشرین: پھر فرمایا ''اللہ اللہ! نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مناقب عظیمہ تو آپ فضائل سے نکلوا کر اس تنگ آنگن میں داخل کرائیں تاکہ صحیح بخاری ومسلم کی حدیثیں مردود بنائیں، اور حضور کی تنقیص شان میں یہ فراخی دکھائیں کہ بے اصل مقولے، بے سند منقولے، سب سما جائیں۔ ع:

حال ایمان کا معلوم ہے بس جانے دو

سابع وعشرین: مسلمانو مسلمانو! اللہ ایک نظر انصاف، گنگوہی صاحب کیا صاف صاف فرمارہے ہیں کہ:

''تمام مسلمان شیطان سے افضل ہیں، تو مؤلف سب عوام میں بسبب افضلیت کے شیطان سے زیادہ نہیں تو اس کے برابر تو بزعم خود علم غیب ثابت کرے۔''

دیکھو کیسے کھلے لفظوں میں گنگوہی صاحب شیطان کے علم غیب پر ایمان لا رہے ہیں۔ اور وہ بھی اس دھڑلے سے کہ بھلا عام مسلمانوں میں کوئی اس کے برابر علم غیب ثابت تو کردے۔ ''براہین'' والے نے بزعم خود مخالف کا یہ زعم تراشا ہے کہ افضلیت موجب اعلمیت ہے، اس بنا پر کہتا ہے کہ ''اپنے اس زعم پر بربنائے افضلیت شیطان کے برابر تو علم غیب ثابت کرلے'' علم غیب کا لفظ مؤلف کے کلام میں نہ تھا، اور جو علم مؤلف نے ثابت کیا اسے ''براہین'' والا خود نصوص سے ثابت مانتا اور اسی کو علم غیب کہتا ہے، اور واقعی وہ وہابیہ کے نزدیک علم غیب ہے بلکہ بہت علوم غیب سے کروڑوں درجے زائد کہ ان کے یہاں ایک پیڑ کے پتوں کی گنتی جان لینا علم غیب ہے، ایک جلسۂ نکاح پر مطلع ہوجانا علم غیب ہے۔

براہین صفحہ ۴۹:

''فقط مجلس نکاح کے اعتقاد علمی میں کافر لکھا ہے''

تو علم محیط زمین تو لاکھوں کروڑوں علم غیب کا مجموعہ ہوا، گنگوہی صاحب اسے فرماتے ہیں کہ

شیطان کو جتنا علم غیب ہے بھلا دوسرے میں ثابت تو کر دو۔ کہیے اب کیا خود آپ پر نہ لگا وہ جبروتی حکم جو آپ نے اپنے فتاوے کے حصہ سوم صفحہ ۷ میں کہا:

''اثبات علم غیب غیر حق تعالیٰ کو شرک صریح ہے''

مگر یہ کہیے کہ آپ کے یہاں ابلیس غیر حق تعالیٰ نہیں، آپ کا حق تعالیٰ وہی ہے۔

ثامن وعشرین: واقعی بے چارے مسلمان آپ کے شیطان کی برابری کیا کر سکیں جب کہ آپ کے نزدیک ان کے اور تمام جہان کے سردار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے برابر نہیں ہو سکتے، اس کے لیے علم غیب پر خود اپنے منہ ایمان لاؤ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے جو علم غیب مانے اس پر کفر وشرک کا منہ آوے۔ دیکھو یہی حصہ ۳ صفحہ ۴۲:

''جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالم الغیب ہونے کا معتقد ہے سادات حنفیہ کے نزدیک قطعاً مشرک وکافر ہے۔''

دور کیوں جایئے یہیں نہ دیکھیے کہ شیطان کے لیے علم غیب نصوص قطعیہ سے ثابت مانا اور وہی علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ماننے پر وہ حکم کہ:

''شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے''

واقعی ایمان گنگوہی صاحب کے سب حصے تو شیطان کے لیے ہو گئے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے کون سا حصہ رہتا ہے کہ ان کا امام الطائفہ تفویت الایمان میں کہہ ہی گیا کہ:

''اللہ کے سوا کسی کو نہ مان، اوروں کو ماننا محض خبط ہے، جتنے پیغمبر آئے ہیں سو وہ اللہ کی طرف سے یہی حکم لائے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ مانے، اللہ نے فرمایا: کسی کو میرے سوا نہ مانیو۔''

ظاہر ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی اللہ کے سوا ہیں، پھر انہیں کیوں کر مانیں بخلاف شیطان کہ وہ ان کے یہاں عین خدا ہے، وہی ان کا حق تعالیٰ ہے: ﴿وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ﴾(۱)

تاسع وعشرین: ہر مسلمان جانتا ہے کہ علم غیب فضیلت ہے، ولہذا وہ باری عزوجل کی صفات کریمہ سے ہے۔ گنگوہی صاحب نے بھر منہ اسے ابلیس کے لیے ثابت مانا، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سلب کیا، تو یقیناً اس عظیم فضیلت میں ابلیس کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صرف

---

(۱) [سورۃ الشعراء:۲۲۷]

افضل نہ بتایا بلکہ یہ فضیلت اس ملعون کے لیے خاص مانی، اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس سے خالی ٹھہرایا۔ اور کیا کافر کے سر پر سینگ ہوتے ہیں؟۔

صدق اللہ تعالیٰ: ﴿وَمَن كَانَ فِي هَـٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَأَضَلُّ سَبِيلًا﴾ (۱)

اذناب یوں بکتے ہیں کہ انہوں نے تو ذلیل وناپاک علم شیطان کے لیے خاص کیے ہیں، نہ کہ فضیلت والے۔ اور گنگوہی صاحب فرمارہے ہیں کہ:

"مردود مجھ پر جھوٹ نہ باندھو، میں گنگوہی تو ایک اعلیٰ درجے کی فضیلت بلکہ خاص اللہ عزوجل کی جلیل صفت علم غیب کو ابلیس کے لیے ثابت جانتا اور مسلمانوں کے رسول محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو اس فضل عظیم سے خالی مانتا ہوں" ﴿كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ﴾ (۲)

ثلاثین: جناب تھانوی صاحب ظاہری اور ان کے بعد تمام علمائے دیوبند سے استفتا ہے: اللہ عزوجل کو اگر ایک جانتے ہوں تو اسی ایک واحد قہار کے لیے بتائیں! کیا دیوبندی مذہب میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت یہ عقیدہ کہ خود بہ خود آپ کو علم تھا بدون اطلاع حق تعالیٰ کے کفر یقینی ہے؟۔ کیا اگر کوئی شخص ایسے عقیدہ والے کو کافر کہنے سے زبان روکے اور اس میں صرف اندیشہ کفر مانے وہ کافر ہے؟۔ کیا اگر ایسا نہیں تو جو کہے:

"شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔"

وہ مسلمان کی تکفیر کر کے کافر یا گمراہ ہوا یا نہیں۔ بینوا توجروا

سوال کی ہر بات کا جواب دیجیے۔ اور اس میں اپنی طرف سے تغیر وتصرف نہ کیجیے۔ گنگوہی (۳) صاحب کے بہت جوابوں کی طرح ناقص ومحرف نہ ہو۔ والسلام علی من اتبع الھدی

اس علم محیط کے متعلق گنگوہی اور آپ تھانوی اور اسمٰعیل دہلوی صاحب کی خوب خوب خبر گیری میرے رسالہ "ادخال السنان ردوم بسط البنان" تھانوی صاحب میں ہے، جس میں آپ سے ایک سو ساٹھ قاہر سوال، نہیں نہیں سر وہابیہ پر ایک سو ساٹھ (۱۶۰) جبال ہیں، چھ سال ہوئے کہ آپ تھانوی

---

(۱) [سورۃ الاسراء:۷۲] (۲) [سورۃ الغافر:۳۵]

(۳) گنگوہی صاحب کی عادت ہے کہ جہاں جواب میں دقت دیکھی سوال اڑا گئے، ان کے فتاوے میں بکثرت ایسے ناقص جواب ملیں گے، اور دوسرا کمال یہ ہے کہ مطلب کے لیے سوال کی کایا پلٹ کر لیتے ہیں، سائل آم پوچھے آپ املی کہتے ہیں۔۱۲

صاحب ظاہری کے یہاں رجسٹری شدہ گیاہے اور آج تک بحمد اللہ تعالیٰ لاجواب ہے۔اب آپ اپنے طلب تحقیق کے لباس میں اسے ضرور بغور ملاحظہ کیجیے۔ **والهادی هو الله لا اله سواه**

آپ نے اس رسالہ کا کوئی جواب دیا ہوتو فورا بھیجئے، ورنہ اس کا نام ونشان ہی بتائیے کہ منگالوں۔

بحث دوم تکفیر نانوتوی صاحب

اے تھانوی صاحب باطنی! عبارت تحذیر الناس کے متعلق آپ نے جو کچھ تقریر لکھی (۱)

اولاً: وہ نہ آپ کی ہے، نہ آج کی، بلکہ مدت ہوئی ادھر والے پیش کر چکے، اور میرے رسالہ ''وقعات السنان'' رد اول بسط البنان نے گھر تک پہنچادیا، اس میں آپ تھانوی صاحب ظاہری سے ایک سو بتیس قاہر سوال۔نہیں نہیں سارے دیوبندیہ کے سر پر ایک سو بتیس جبال ہیں اور یہ ''ادخال السنان'' سے بھی پہلے رجسٹری شدہ تھانوی صاحب کے پاس پہنچ گیا۔ان شبہات کا کافی جواب اس سے دیکھیے، یہاں اس تحریر کے متعلق جس قدر رہے وہی گزارش ہوگا۔

ظاہری تھانوی صاحب! آپ اگر بحیثیت ظاہری اپنے باطنی روپ کو نہ دیں، تو اسی روپ میں آکر دونوں رسالے مطبع اہل سنت سے پھر منگا لیجیے، اس رسالہ کا بھی آپ نے کوئی جواب دیا ہوتو بھجوائیے۔یا۔نام ہی بتایئے۔

اتنا اجمالاً یہاں بھی گزارش کہ ولید ایک کتاب میں لکھے کہ:

''عوام کے خیال میں تو اللہ تعالیٰ کا واحد ہونا بایں معنی ہے کہ اللہ اکیلا ہے، تنہا خدا ہے، مگر اہل فہم پر روشن کہ ایک یا اکیلے ہونے میں بالذات (۲) کچھ فضیلت نہیں، نہ یہ مقام مدح میں ذکر کے قابل، آدم

---

(۱) تحذیر الناس میں نہ ختم زمانی کا انکار ہے نہ اس میں فضیلت کا، بلکہ ختم زمانی کے ساتھ ختم ذاتی کو بھی ثابت کیا ہے، اور ختم زمانی کو قرآن وحدیث، تواتر واجماع سے ثابت کر کے اس کے منکر کو کافر بتایا ہے، پھر تعجب ہے کہ تکفیر کس بنا پر (۱۲ تھانوی باطنی)۔

(۲) بالذات کا شاخسانہ دونوں مرتدوں یعنی ولید اور جناب نانوتوی صاحب نے دھوکے دینے کو بڑھایا۔آگے تصریح کردی ہے کہ مقام مدح میں ذکر ہی کے قابل نہیں، کیا مقام مدح میں صرف ذاتی فضل مذکور ہوتے ہیں، کیا انبیائے سابقین کی مدح نبوت سے نہ ہوگی جو نانوتوی دھرم میں عرضی ہے۔۱۲ منہ

رہا آپ کا یہ فرمانا کہ:

''تکفیر اس پر ہے کہ خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین جاہلوں کا خیال ہے، اس میں کوئی فضیلت نہیں، یہ مقام مدح میں ذکر کے قابل نہیں، یہ مضمون تحذیر الناس میں نہیں ہے۔۱۲ تھانوی باطنی

بھی ایک ہے، ابلیس بھی ایک ہے، بلکہ معنی توحید یہ ہے کہ اللہ معبود بالذات ہے، دوسرے اگر ہوتے بھی تو معبود بالعرض ہوتے، اس سے تنہائی آپ ہی لازم آگئی، پھر دوسرا خدا نہ ہونا قرآن وحدیث وتواتر واجماع سے ثابت ہے، اس کا منکر کافر ہوگا۔ توحید اگر بایں معنی تجویز کی جائے جو میں نے عرض کیا تو اللہ کا واحد ہونا بندوں ہی کی نظر سے خاص نہ ہوگا، بلکہ بالفرض ازل میں بھی کہیں اور کوئی خدا ہو جب بھی اللہ کا واحد ہونا بدستور باقی رہتا ہے، بلکہ بالفرض اگر بعد ازل بھی کوئی خدا ایک دو یا دس بیس، یا لاکھ دس لاکھ پیدا ہو جائیں تو پھر بھی توحید الٰہی میں کوئی فرق نہ آئے گا۔'' انتہیٰ''

یہ مسلم موحد ہے یا مشرک کافر؟ بر تقدیر اول کیا مسلمان ایسی ہی توحید مانتے ہیں جو اور خداؤں کی نافی ومنافی نہ ہوئی۔ اور اس معنی کو کہ اللہ ایک ہے، جاہلوں نافہموں کا خیال اور نا قابل مدح وخالی از کمال سمجھتے ہیں؟۔ بر تقدیر ثانی وہ کیوں کافر ومشرک ہوا حالاں کہ اس نے دوسرے خدا نہ ہونے کے ساتھ الوہیت بالذات کو بھی ثابت کیا ہے، اور دوسرا خدا نہ ہونے کو قرآن وحدیث وتواتر واجماع امت سے ثابت کر کے اس کے منکر کو کافر بتایا ہے، پھر تعجب ہے کہ تکفیر کس بنا پر ہے، یہ کیا غضب ہے، کہ متکلم اپنی مراد اپنا مطلب صاف صریح لفظوں میں اپنی اسی کتاب میں اسی بحث میں اسی مسئلہ میں بیان کرتا ہے، مگر اس کی کچھ شنوائی نہیں ہوتی۔

ثانیاً: تحذیر الناس شاید آپ نے دیکھی نہیں، سنی سنائی کہہ دی کہ اس میں یہ مضمون نہیں، اب دیکھیے شروع کلام اسی سے ہے کہ:

''عوام کے خیال میں رسول اللہ صلعم [۱] کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ سب میں آخر نبی ہیں''

دیکھیے وہ معنی کہ ائمہ، علما، تابعین، صحابہ سب نے سمجھے اور خود حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، انہیں جاہلوں نافہموں کا خیال بتایا۔

ثالثاً: صفحہ ۳ دیکھیے :

''اس میں ایک تو خدا کی جانب زیادہ گوئی کا وہم ہے، آخر اس وصف میں اور شکل رنگ سکونت وغیرہ اوصاف میں جنھیں فضائل میں کچھ دخل نہیں کیا فرق ہے، دوسرے رسول [۲] کی جانب نقصان قدر کا احتمال، کیوں کہ اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں، اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال''

دیکھیے کیسی صریح تصریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاصہ عظیمہ خاتم النبیین بمعنی

(۱-۲) یہ سوئے ادب ہے، ہم مسلمان لکھتے ہیں: صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

آخرالانبیا خود کوئی فضیلت ہونا درکنار اسے فضیلت میں دخل تک نہیں، وہ کوئی کمال نہیں، بلکہ ایسے ویسوں کے ذلیل احوال کی طرح ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

رابعاً: اس سے اوپر متصلاً دیکھیے:

''ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہیے، اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجیے تو البتہ خاتمیت باعتبار زمانی ہوسکتی ہے، مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی۔''

دیکھیے صاف تصریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ خاصہ جلیلہ مقام مدح میں ذکر کے قابل نہیں۔ کیا آج تک کسی مسلمان نے ایسا بکا ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایسے وصف کریم کی ایسی تذلیل وتحقیر کوئی مسلمان کرسکتا ہے، حاشاللہ۔

خامساً: میں نے یہاں کفریات نانوتوی صاحب سے یہ بھی گنا تھا کہ:

''حضور کے زمانے میں بلکہ حضور کے بعد بھی اگر کوئی نیا نبی مانا جائے تو خاتمیت میں خلل نہیں''

الحمدللہ کہ آپ نے تحذیرالناس میں اس کے وجود سے انکار نہ کیا، ملاحظہ ہو کہ یہ خاتم النبیین پر ایمان نانوتوی صاحب کا خاتمہ کرگیا، ختم زمانی کے اس ریائی اقرار اور اس کے منکر کے تصنعی اکفار کا پردہ اتر گیا۔ یا یوں کہیے کہ اس صفحہ ۱۱ کے ظاہری اسلام کو جو خود باقرار نانوتوی صاحب برائے نام تھا۔ صفحہ ۳۴ کا یہ صریح کفر منسوخ کرگیا۔ پچھلے کفر کو گزشتہ اسلام کیا مٹا سکتا ہے، بلکہ یہ کفر ہی اسے منسوخ کرگیا۔ یہ تو بدیہی ہے کہ اس تقدیر پر کہ..

''بعد زمانہ نبوی صلعم[1] بھی کوئی نبی پیدا ہو''

ختم زمانی باطل ہوجائے گا کہ وہ تو یہی تھا کہ:

''آپ سب میں آخر نبی ہیں (تحذیر صفحہ ۲)

اور جب حضور کے بعد اور نبی پیدا ہو تو سب میں آخر نبی کب رہیں گے کہ ان سے آخر اور ہوا۔ غرض اس سے ختم زمانی کا انتفا بدیہی، اور اس کے انتفا سے نانوتوی صاحب کا ساختہ ختم ذاتی بھی ختم، کہ اسے ختم زمانی لازم تھا۔

تحذیر صفحہ ۹:

''ختم نبوت بمعنی معروض کو تاخر زمانی لازم ہے۔''

---

(۱) یہ سوئے ادب ہے، ہم مسلمان لکھتے ہیں: صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اور لازم کے انتفا سے ملزوم کا انتفالازم، تو نہ ختم زمانی رہا نہ ذاتی بچا، سب فنا اور خاتمیت بجا، اس میں کچھ خلل نہ آیا۔ یہ کیسا شدید کفر ہے، اور کتنی ڈھٹائی کے ساتھ دیوبندی تعصب وعناد کے مارے ہوئے ہیں۔

تھانوی صاحب! آپ تو اب طالب تحقیق ہیں، ضرور اس پر غور کریں گے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابل ان کے بدگویوں کی حمایت نہ لیں گے۔

سادساً: یہاں آپ اپنی سمجھ قاصر رہنے پر اللہ کو گواہ کررہے ہیں، اس شدید قسم کی حاجت نہ تھی۔ اکابر دیوبند تو اسے سمجھے نہیں، آپ کیا سمجھتے۔ اب سمجھیے اور یہ لباس باطنی نہ سمجھ سکیں تو تھانوی صاحب ظاہری بن کر سمجھیے۔ تعدد۲ امکان، امکان تعدد نہیں۔ جیسے اجتماع امکانات، امکان اجتماع نہیں۔ حصول فردیت ہر تشخص سے ممکن، اور تعدد محال بالذات۔

ممکن کے وجود وعدم دونوں ہر وقت ممکن، اور اجتماع محال بالذات۔ ہر تضاد میں دونوں ضدیں ہمیشہ ممکن، کہ ممکن کبھی محال نہیں ہوسکتا، ورنہ انقلاب مواد لازم آئے، اور اجتماع محال۔ جو وقت لیجیے اس میں رات اور دن دونوں ممکن، اور دونوں ہوں یہ محال۔ اس کی نظیر شرعیات میں حل للازواج ہے، عورت ہر نامحرم کے لیے حلال، اور اجتماع شرعا محال۔ تو اس امکان ذاتی سے امکان تعدد خاتم سمجھنا کیسا باطل خیال۔ اتنی نافہمی کے بعد اس کی کیا شکایت کہ:

''سب اس عالم سے ایک ہی وقت میں تشریف لے جائیں تو سب خاتم ہوں گے۔''

ایک بھی نہ ہوگا کہ خاتم کے معنی باقرار تحذیر الناس صفحہ۲ یہ ہیں کہ:

''سب میں آخر نبی''

جب ا دس بیس ایک ساتھ ہوئے تو سب میں آخر ایک بھی نہ ہوا۔

ا۔ جب آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبی کے امکان ذاتی کے قائل ہوئے تو ایک وقت میں دس بیس نبی بھی ممکن بالذات ہوئے، اور سب ایک ہی وقت میں اس عالم سے تشریف لے جائیں تو سب خاتم زمانی بھی ہوں گے، تو امکان ذاتی تعداد خواتیم کے بھی قائل ہوگئے، تو آپ میں اور اہل دیوبند میں اس مسئلہ میں کس بات کا فرق رہا۔ میں خدا کو شاہد کرکے عرض کرتا ہوں کہ میں واقعی یہ سمجھے ہوئے ہوں کہ اب آپ کے مسلک اور اہل دیوبند کے مسلک میں فرق نہ رہا۔ تھانوی باطنی

۲۔ جس چیز میں تعدد محال ہے اور علی سبیل البدلیۃ دو یا سو کا احتمال ہے وہاں تعدد امکان تو ہوا یعنی متعدد احتمالات ممکن ہیں مگر امکان تعدد نا ممکن کہ مفروض یہ ہے کہ اس شی میں تعدد محال ہے۔۱۲

ا۔ یہاں "اول من دخل وآخر من دخل" کا قصہ پیش کرنا صریح بے ایمانی۔ دو شخص اوروں کے بعد کہیں داخل ہوں تو یہ دونوں اوروں سے بعد ہوئے۔۱۲

سابعاً: تعجب تو یہ ہے کہ "المعتمد المستند" شریف کی عبارت صفحہ ۱۹ جس کا آپ نے پتا دیا خود اسی میں اس شبہۂ باطلہ کے کشف کی طرف صاف ایما فرمادیا تھا کہ:

"أما الذاتي فلايحتمل الا كفار بل هو ههنا صحيح وان بطل في تعدد خاتم النبيين لان الاٰخر بالمعنى الموجود ههنا لايقبل الاشتراك عقلاً ، وتمام تحقيقة يطلب من فتاوانا"۔

کشف دیکھ کر بھی نہ سمجھنا وہی سمجھ کا قصور ہے جس پر اللہ تعالیٰ کو شاہد کررہے ہیں، مگر یہ آپ پر الزام نہیں، دیوبندی مکشوفین حتی کہ تھانوی صاحب ظاہری تک اس کی سمجھ سے قاصر ہیں، پھر لباس باطن کی کیا شکایت۔

ثامناً: محض غلط ہے، کہ دیوبندیہ (۱) امتناع بالغیر کے قائل ہیں، نرے زبانی ﴿نشهد أنك لرسول الله﴾ کا جواب ﴿والله يشهد أن المنٰفقين لكٰذبون﴾ ہوتا ہے۔ وہ مکابر ہیں، آپ تو اب طالب تحقیق بنے ہیں، انصافاً غور کیجیے:

ممکن بالذات کسی محال بالذات کے لزوم سے ممتنع بالغیر ہوگا یا ممکن بالذات کے؟ ممکن کے لزوم سے ممکن کا محال ہوجانا بداہۃً محال۔ حضور اقدس خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا ہونا بلاشبہ نافی خاتمیت ہے۔ اور خاتمیت کا انتفا محال کہ اس سے معاذ اللہ کلام الٰہی کا کذب لازم آئے گا۔

قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَلٰكِن رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ (۲)

اور کذب الٰہی قطعاً محال بالذات، تو اس کے لزوم نے اسے محال بالغیر کردیا۔ لیکن دیوبندیہ بلکہ سارے کے سارے وہابیہ کے نزدیک کذب الٰہی معاذ اللہ ممکن، تو اس کا لزوم (۳) اسے کیوں کر ممتنع بالغیر

---

(۱) امتناع بالغیر کے آپ بھی قائل وہ بھی قائل ۱۲ تھانوی

(۲) [سورۃ الأحزاب: ۴۰]

(۳) یہاں وہابیہ کی انتہائی حرکت مذبوحی یہ ہوسکتی ہے کہ حضور کے بعد نبوت جدیدہ کو نفی خاتمیت اور نفی خاتمیت کو کذب اور کذب کو نقص باری لازم۔ اور یہ محال بالذات ہے، تو وہ دونوں محال بالغیر، مگر یہ محض ہوس ہے۔

اولاً: یہ گھر ہی ڈھائے گی۔ کذب فرد نقص ہے، اور عام کا محال بالذات ہونا اس کے ہر فرد کو محال بالذات ہی کرتا ہے، تو کذب محال بالذات ہوگیا۔ نہ یہ کہ انسان ولا انسان کا اجتماع النقیضین محال بالغیر ہو کہ عام محال بالذات ہے۔

ثانیاً: جھوٹے ہیں کہ ان کے نزدیک نقص باری محال بالذات ہے۔ ان کا امام یک روزی میں صاف ممکن مانتا ہے اور ترفع وتنزہ کے لیے اس سے بچنا بتاتا ہے۔ ۱۲ منہ

کردے گا، مسلمانوں کے خوف سے اپنے کفر پر پردہ ڈالنے کو زبانی امتناع بالغیر رٹنا کیا مفید۔ اب تو آپ کو مسلمانوں اور دیوبندیوں کا فرق کھل گیا۔

تاسعاً: انصافاً ملاحظہ ہو، نانوتوی صاحب نے اس دیوبندی ڈھول کی کھال تک نہ رکھی کہ امتناع بالغیر تھا تو اسی لیے کہ خاتمیت میں فرق آئے گا، اور وہ فرما چکے:

تحذیر الناس صفحہ ۳۴

''بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم (۱) بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔''

اب کہیے وہ امتناع بالغیر کس گھر سے لائیں گے۔ تو یہ ادعا کہ:

''حضور کے بعد کوئی نبی نہ ہوسکنے کے نانوتوی (۲) صاحب قائل ہیں'' کیسی صریح ڈھٹائی ہے۔ اور نبی نہ ہوسکنے کو منافی خاتمیت جاننا عجب تھانویت ہے۔

عاشراً: معاذ اللہ (۳) کہ کوئی مسلمان ان کفروں اور ان کفریوں کا قائل ہوا کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیا ہونا (جیسے خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آج تک سب مسلمان سمجھ رہے ہیں) جاہلوں کا خیال ہے (تحذیر الناس صفحہ ۲)۔

نافہمی ہے۔ صفحہ ۲

یہ وصف کریم نہ کوئی کمال ہے۔ صفحہ ۳

نہ اسے اصلاً فضیلت میں دخل۔ صفحہ ۳

نہ وہ مدح میں ذکر کرنے کے قابل۔ صفحہ ۳

آیت کے یہ معنی ہوں تو خدا پر زیادہ گوئی کا وہم۔ صفحہ ۳

قرآن کی عبارت بے ربط۔ صفحہ ۳

---

(۱) ہم کہتے ہیں: صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ منہ

(۲) خاتمیت زمانی کے صرف اتنا ہی منافی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوسکے، سو اس کے آپ بھی مقر ہیں اور صاحب تحذیر بھی ۱۲ تھانوی باطنی۔

(۳) جو خاتمیت ذاتی صاحب تحذیر نے ثابت کی ہے وہ آپ کے نزدیک بھی ثابت ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو کیوں۔ کیا اس میں فضیلت نہیں؟۔ اور اگر ثابت ہے تو صاحب تحذیر میں اور آپ میں کیا اختلاف رہا؟ ۱۲ تھانوی باطنی

بلکہ خاتمیت کے وہ معنی ہیں کہ حضور کے بعد ایک بلکہ لاکھ(١) نبی ہونے کو منع نہیں کرتے۔ صفحہ ٢٣
بڑوں (یعنی ائمہ وعلما وتابعین وصحابہ بلکہ خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا فہم اس مضمون تک نہ پہنچا، انھوں نے ٹھکانے کی بات نہ کہی اور طفل نادان (یعنی نانوتوی صاحب) نے تیر مارلیا، ٹھکانے کی بات کہہ دی۔ صفحہ ٣٤

پھران موہمات کی کیا شکایت کہ...
حضور کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں۔ صفحہ ٤
حضور کی نبوت قدیم ہے اوروں کی حادث۔ صفحہ ٧
حضور کے کمالات ذاتی ہیں اور کسی نبی کا کوئی ذاتی نہیں۔ ترک صفحہ ٢

ہاں انھیں میں ان کے رنگ کفر کی ایک اور ہے کہ حضور تو ہمیشہ نبی رہیں گے لیکن اور انبیا کی نبوت فنا ہوگئی۔ یا اب فنا ہو جائے گی۔ صفحہ ٧

کون مسلمان ایسی شیطنتیں بک سکتا ہے۔ مگر ہاں یہ قاعدہ آپ نے بہت مفید باندھا کہ جس امر میں فضیلت سمجھی جائے اسے ثابت ماننا ضرور ہے، اس کے ثبوت کے لیے کسی ورود وغیرہ کی ضرورت نہیں، یہی دلیل کافی ہے کہ وہ فضیلت ہے لہذا ثابت ہے۔

الحمد للہ! یہ قاعدہ وہابیت ودیوبندیت کا خاتمہ کردے گا، فی الحال اتنا ہی بتائیے کہ زمین کی کتنی ہستی بہ عطائے الٰہی عرش وفرش کے ذرّے ذرّے کو علم وسمع وبصر وقدرت حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا محیط ہونا آپ کے نزدیک ثابت ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو کیوں۔ کیا اس میں فضیلت نہیں؟۔ اور اگر ثابت ہے تو گنگوہی صاحب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل جلیلہ کے کاٹنے والے ہوئے یا نہیں؟۔ جن کے لیے کروڑوں کروڑ درجے علم محیط زمین سے زائد علم ثابت ہے فقط مجالس کا علم ماننے پر حکم شرک جڑ کر اپنی قبر کروڑوں شرکوں سے پاٹنے والے ہوئے یا نہیں؟۔

بلکہ وہ عظیم احاطے جانے دیجیے، صرف علم محیط زمین ہی لیجیے، یہ کیا فضیلت نہیں، جسے خود گنگوہی صاحب عطا سے تعبیر کرتے ہیں، پھر گنگوہی اس پر ایمان سے کیوں منحرف ہیں، اور کیوں کہتے ہیں کہ ثبوت فعلی اس کا کہ عطا کیا ہے کس نص سے ہے؟۔ کہ اس پر عقیدہ کیا جائے۔ اور کیوں کہتے ہیں کہ بدون حجت ایسی بات کو عقیدہ کرنا موجب معصیت کا ہے؟۔

---

(١) کہ جیسے ایک ویسے ہی کروڑ۔ چو آب از سر گزشت چہ یک نیزہ چہ یک دست۔ ١٢ منہ

افسوس! کہ آپ کا یہ باطنی لباس ان کے وقت میں نہ ہوا کہ ان کی آنکھیں کھولتا اور فضائل محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر انہیں ایمان کی طرف بلاتا اگرچہ: من یضلل الله فماله من هاد۔

بحث سوم صرف تکفیر فقہی اسمٰعیل دہلوی صاحب

کلام علمائے کرام سمجھنے کی لیاقت ہر ایک کہاں سے لائے۔

وکم من عائب قولاً صحیحًا   وآفته من الفهم السقیم (۱)

یہ مسئلہ چنداں دقیق بھی نہ تھا، موضوع کتاب جاننے والے پر مخفی نہ رہتا، جسے آپ واقعی طالب تحقیق ہوتے تو بعونہ تعالیٰ ادنیٰ تنبیہ میں سمجھ لیتے، مگر تمام دیوبندیہ ایک تو بے علم، دوسرے کج فہم، تیسرے متعصب، چوتھے مکابر۔ یہ ﴿ظُلُمٰتٌ بَعۡضُهَا فَوۡقَ بَعۡضٍ﴾(۲)﴿وَعَلٰى أَبۡصَارِهِمۡ غِشَاوَةٌ﴾(۳) ہیں کہ ﴿اِذَا أَخۡرَجَ يَدَهٗ لَمۡ يَكَدۡ يَرٰهَا﴾(۴)

احمق بلید اپنی بدفہمی سے کلام حق پر ایسا اعتراض جانتا ہے جسے اعتقاد کرلیتا ہے کہ لاحل ہے، جواب ناممکن ہے۔ اور جب حق کا آفتاب ﴿فَكَشَفۡنَا عَنۡكَ غِطَآءَكَ﴾(۵) کی تجلیوں سے دمکتا ہوا سر پر آتا ہے اس وقت آنکھیں کھلتیں اور ﴿بَدَا لَهُمۡ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمۡ يَكُوۡنُوۡا يَحۡتَسِبُوۡنَ﴾(۶) جلوہ فرماتا ہے، اگر صرف بلادت بے تعصب تھی تو ایمان لاتا ہے، ﴿تَذَكَّرُوۡا فَإِذَا هُمۡ مُّبۡصِرُوۡنَ﴾(۷) ورنہ وہ آنکھیں کھلنا آنکھیں پھٹ کر رہ جانا بنتا ہے ﴿فَإِذَا هِىَ شَاخِصَةٌ أَبۡصَارُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا﴾(۸)

تھانوی صاحب دیوبندیہ کو ان کے حال پر چھوڑیئے ﴿ذَرۡهُمۡ يَخُوۡضُوۡا وَيَلۡعَبُوۡا﴾(۹)

آپ طالب تحقیق کے لباس میں رہ کر بھی دیکھیے۔ بعونہ تعالیٰ ﴿فَيَدۡمَغُهٗ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ﴾(۱۰) ابھی عیاں ہے۔ وباللہ التوفیق۔

---

(۱) [دیوان المتنبی: ۱/۱۲۸، الناشر: مكتبة الحسين التجارية القاهرة]

(۲) [سورة النور: ۴۰]   (۳) [سورة البقرة: ۶]

(۴) [سورة النور: ۴۰]   (۵) [سورة زمر: ۴۷]

(۶) [سورة ق: ۲۲]   (۷) [سورة الأعراف: ۲۰۱]

(۸) [سورة الأنبياء: ۹۷] (۹) [سورة زخرف: ۳۸] (۱۰) [سورة الأنبياء: ۱۸]

تسہیل فہم کے لیے چند مقدمے تمہید کریں۔ ادنیٰ عقل والا بحمدہ تعالیٰ انہیں سے فوراً سمجھ لے گا کہ دیوبندیہ جسے لاحل اشکال سمجھ کر غل مچارہے تھے وہ انہیں کے گلے کا غل تھا۔﴿فَهِيَ إِلَى الْأَذْقَانِ فَهُم مُّقْمَحُونَ﴾(۱)

ہاں اس کا علاج کسی کے پاس نہیں کہ﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ﴾(۲)

﴿وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ﴾(۳)

مقدمہ(۱)

تاویل تین قسم ہے: قریب، بعید، متعذر، کما في "منتهى السئول" و"فصول البدائع" وغيرها۔

ثالث حقیقۃً تاویل نہیں تحویل ہے، باعتبار زعم مرتکب یا تجریداً اس پر بھی اطلاق ہے۔ قول علما: "لا يقبل التاويل في الضروري" میں ضرور یہی مراد کہ ضروری میں غیر متعذر متعذر۔ یہی معنی تاویل متعین میں متعین، ورنہ متعین نہ ہو، ہاں متبین میں سب قسمیں ممکن۔

مقدمہ(۲)

جمہور فقہا کے نزدیک اکفار متبین کافی۔ عامہ حنفیہ و مالکیہ وحنبلیہ اور بہت شافعیہ کا یہی مسلک اور اکثر متکلمین وفقہائے محققین حنفیہ وغیرہم شارط تعیین۔

"منح الروض" میں ہے: "عدم التكفير مذهب المتكلمين والتكفير مذهب الفقهاء فلا يتحد القائل بالنقيضين فلا محذور"۔

لاجرم تاویل صحیح اگرچہ کتنی ہی بعید ہو متکلمین قبول کریں گے۔ یہ ہے وہ کہ محققین محتاطین نے فرمایا کہ ایک بات میں ننانوے پہلو کفر کے ہوں اور ایک اسلام کا، تو پہلوئے اسلام کو ترجیح دیں گے۔ یہ ہے وہ کہ "سل السيوف الهنديه على كفريات بابا النجدية" اور "حاشية الكوكبة الشهابية في كفريات أبي الوهابيه" میں فرمایا کہ جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال ملے گا حکم کفر جاری کرتے ڈریں گے۔ ان کے نزدیک تکفیر اور حکم بوقوع طلاق میں زمین آسمان کا تفاوت ہے۔ طلاق صریح میں خلاف ظاہر

---

(۱) [سورۃ یٰس:۸] (۲)[سورۃ البقرۃ:۶]

(۳) [سورۃ الشعراء:۲۲۷]

احتمال قاضی نہ سنے گا، نہ عورت مانے گی"فـانهـا كـالقاضي كما في "الفتح" و"البحر" وغيرهما"
ہاں عنداللہ طلاق نہ ہوگی اگر اس نے کسی اور پہلوئے محتمل کی نیت کی۔ یہ ہے وہ کہ فتوائے مبارکہ میں ہدایہ
سے تھا:"لانه نوى مايحتمله"(۱)

لیکن یہاں بھی حکم کفر نہ کریں گے، بلکہ اگر اس نے پہلوئے کفر کی نیت کی تو عنداللہ کافر ہوگا،
اور یہ کافر نہ کہیں گے برعکس طلاق کہ اس صورت میں عنداللہ طلاق نہ تھی اور یہ حکم طلاق دیتے۔

درروغرر میں ہے:

"إذا كـان فـي الـمسئلة وجوه توجب الكفر (أي احتمالات اه ش) وواحد يمنعه فـعلـى الـمفتي الميل لماالايمنعه، ثم لو نيته ذلك فمسلم وإلا لـم يـنفعه حمل المفتي على خلافه"۔(۲)

لیکن علمۂ فقہا کے یہاں اس کا وہی حکم مثل طلاق صریح ہے کہ معنی ظاہر پر عمل اور احتمال بعید نا متقبل،
اور باطن مفوض بعلیم عزوجل، حتی کہ امام ابن حجر باآں کہ بہت احتیاط برتتے ہیں اعلام میں فرماتے ہیں:

"الـذي يتـحـرر أنـه بـالـنسبة لقواعد الحنفية والمالكية وتشديداتهم يكفر عندهم مـطـلـقًـا ، وأمـا بالنسبة لقواعدنا وما عرف من كلام أئمتنا فاللفظ ظاهر في الكفر ، وعند ظهور اللفظ فيه لايحتاج إلى نيته كما علم من فروع كثيرة وإن أوّل قُبِل منه"۔

نیز فرماتے ہیں:'

'عـملنا بمادل عليه لفظه صريحاً وقلنا له: أنت حيث أطلقت هذا اللفظ ولم تؤول كنت كافراً و إن كـنت لم تقصد ذلك ؛ لأنا إنـمـا نـحكم بالكفر باعتبار الظاهر وقصدك وعدمه إنما ترتبط به الأحكام باعتبار الباطن ، فاللفظ إذا كان محتملاً لمعان فإن كان في بـعـضهـا أظهـر حمل عليه ، وكذا إن استوت ووجد لأحـدهـا مرجح، والإرادة وعدمها لاشغل لنابها"۔

مقدمہ(۳)

یہاں سے ظاہر ہوا کہ لفظ صریح میں تاویل مقبول نہ ہونا متفق علیہ ہے، مگر متکلمین کے طور پر صریح

---

(۱) [الهداية : باب ايقاع الطلاق، ۱/۲۲۵]

(۲) [درر الحكام شرح فرر الأحكام: باب صلة الرحم، ۱/۳۲۴]

سے مراد متعین کہ مراد متعین، اور تاویل سے مراد متعذر کہ غیر متعذر، اور فقہا کے طور پر صریح متعین ومتبین کو شامل اور تاویل متعذر و بعید کو۔ یوں ہی کسی قول کفری پر یہ حکم کہ اس میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں، اگر بحث کلامی میں ہے تو مفاد تبین، اور جگہ نہ ہونا نفس احتمال کی نفی، کہ کوئی دوسرا پہلو ہی نہیں اگر چہ بعید، اور بحث فقہی میں ہے تو نفی تحمل، یعنی قابل قبول نہیں خواہ رأساً احتمال ہی نہ ہو یا بعید ہو۔

مقدمہ (۴)

کفریت قول مطلقاً مذہب کلامی میں کفر قائل نہیں کہ اُسے تبین کافی، اور اِسے تعین درکار۔ فتح القدیر و بحر الرائق ونہر الفائق و منح الروض میں ہے:

''ذلك المعتقد في نفسه كفر، فالقائل به قائل بما هو كفر وإن لم يكفر'' (۱)

اس کے مثل مجمع بحار الانوار میں زہری سے دربارۂ خلق قرآن منقول۔ خود امام الدیابنہ گنگوہی صاحب کے فتاویٰ حصہ اول صفحہ ۷۵ میں ہے:

''ان افعال کو کفر ہی کہنا چاہیے مگر مسلم کے فعل کی تاویل لازم ہے۔''

یہ ہے وہ کہ ''سل السیوف'' و ''حواشی کوکبہ شہابیہ'' میں فرمایا کہ ''اقوال کا کلمہ کفر ہونا اور بات ہے اور قائل کو کافر مان لینا اور بات''۔

اور جب یہ استلزام نہیں تو وہ احتیاط کلامی کہ قائل سے کف لسان کے حامی قول پر حکم میں درکار نہیں، بلکہ اس میں یہی احتیاط ہے کہ اس کی خباثت، شناعت، کفریت، خوب آشکار کی جائے کہ عوام کی نگاہ میں کلمہ کفر ہلکا نہ ہونے پائے۔ وهو أحد محامل تشديدات الفقهاء الكرام۔

مقدمہ (۵)

دیوبندیوں کی تکفیر مذہب کلامی پر ہے، ولہذا علمائے کرام حرمین طیبین نے ارشاد فرمایا کہ ان کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ہے، لیکن کتاب مستطاب ''الکوکبۃ الشہابیہ'' کہ بحمدہ تعالیٰ پچیس برس سے جان وہابیہ وامام الوہابیہ پر صاعقہ بار وشہاب افگن اور اب تک لاجواب ہے اور بعونہ تعالیٰ ہمیشہ لاجواب رہے گی، اول تا آخر اس کا موضوع بحث فقہی ہے۔

صفحہ ۱۰ سے شروع جواب ان لفظوں سے ہے:

''بلاشبہ وہابیہ اور ان کے پیشوا پر حسب تصریحات جماہیر فقہا حکم کفر ثابت''

---

(۱) [البحر الرائق شرح كنز الدقائق: باب البغاة، ۱۵۱/۵]

صفحہ ٦٢ پر ختم جواب میں یہ لفظ ہیں:

''فرقہ وہابیہ اور اس کے امام بلا شبہ جماہیر فقہا کی تصریحات پر کافر''

تو ساری کتاب خالص بحث فقہی پر ہے، بالکل اخیر میں صرف اتنے لفظ مذہب کلامی پر ہیں کہ:

''اگر چہ ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں اکفار سے کف لسان ماخوذ و مختار و مرضی و مناسب واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم''

صفحہ ٦١ میں تمام بحث و کلام کے ختم پر یہ حاشیہ ہے:

''یہ حکم فقہی متعلق بہ کلمات سفہی تھا''

اس کے بعد مذہب کلامی کا بیان ہے کہ:

''لزوم والتزام میں فرق ہے، ہم سکوت کریں گے، ان کے پیشوا کا حال مثل یزید ہے، کہ محتاطین نے اس کی تکفیر سے سکوت کیا''

میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ طالب تحقیق پر ان مقدمات ہی (١) نے حق واضح کر دیا، ہاں

١۔ تحقیق انیق اقول وباللہ التوفیق: یہاں تین چیزیں ہیں: کلام، تکلم، متکلم، ان میں سے جس کسی میں احتمال محتمل قابل قبول پیدا ہو مانع تکفیر شخص ہوگا اگر چہ کفریت قول ثابت ہو۔ کلام میں احتمال کی صورت تو وہی کہ مقدمہ ٢ میں گزری (کہ کلام معنی کفری میں متعین نہیں ہے بلکہ متبین ہے، جس کو صریح بھی کہا جاتا ہے، یہ مقابل کنایہ ہے اس میں ظہور کافی نہ کہ احتمال کا نافی۔ لہذا یہاں احتمال کلام میں ہے)۔ اور تکلم میں احتمال یہ کہ جس کی طرف وہ کلام منسوب ہو اس سے اس کے ثبوت میں تامل ہو، تو کلام اگر چہ یقیناً جزماً کفر ہو اس شخص کو کافر نہ کہیں گے کہ اس کا تکلم ثابت نہیں۔ اور متکلم میں احتمال یہ کہ اس کلام سے اس کی توبہ ورجوع مسموع ہو، یہ اگر بہ ثبوت قطعی ثابت ہو جب تو ظاہر کہ اس کی تکفیر حرام، بلکہ بہ فتاوائے کثیر فقہا خود کفر۔ اور ایسا ثبوت ہو کہ متردد کر دے جب بھی قائل کے بارے میں کف لسان درکار اگر چہ قول کفر صریح نا قابل تاویل ہو، حدیث کا ارشاد ہے کہ ''کیف وقد قیل''۔[صحیح البخاري: باب الرحلة في المسألة النازلة، ١/٢٩]

اور اگر زری افواہ بے سروپا۔ یا کن فیکون کے بعد اس کے بعض ہوا خواہوں کا مکابرانہ ادعا ہو، تو اس پر التفات نہ ہوگا۔ فاحفظ ١٢ منہ دام ظلہ۔

فائدہ: تقسیم تاویل کبھی یوں کی جاتی ہے کہ دلیل سے ہو تو صحیح، اور شبہ سے تو فاسد، اور بزور زبان تو استہزا۔ ظاہر ہے کہ تاویل کی جگہ وہیں کہیں گے جہاں صحیح ہو، اور یہ کلا ماً فقہا ہر طرح مقبول۔ فقہا تاویل فاسد قبول نہیں کرتے مگر متکلمین بوجہ شبہ اسے بھی مانع تکفیر جانتے ہیں، اور ثالث حقیقۃً تاویل نہیں، کھیل اور تمسخر ہے، یہ فقہا و متکلمین کسی کے نزدیک مقبول نہیں، ایسا ہی کفر وہ ہے کہ جو اس پر تکفیر نہ کرے کافر ہے اور اس کا تمہید الایمان میں بیان ہے۔

زرقانی علی المواہب مقصد عبادات میں ان تینوں صورتوں کا بیان فرمایا کہ:

دیوبندیہ جن کو بدیہیات بھی نظریات بلکہ مجہول مطلق ہیں انھیں یوں سمجھایئے اگر سمجھ سکیں مگر حاشا ﴿اَنّٰی لَهُمُ الذِّکْرٰی وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِیْنٌ﴾[سورۃ الدخان:۱۳]﴿ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ﴾[سورۃ الدخان:۱۴]

ان کے لیے سمجھ کہاں، ان کے پاس تو حق واضح فرما دینے والے رسول (ﷺ) تشریف لائے پھر انھیں سے منہ پھیر بیٹھے اور بولے یہ تو پڑھائے ہوئے مجنوں ہیں۔

پڑھائے ہوئے یوں کہ دیوبندی مُلّوں سے مل کر حضور کو اردو بولنا آ گیا (دیکھو براہین قاطعہ طبع دوم صفحہ ۲۶) اور معاذ اللہ دوسرا لفظ مجنوں یوں کہ جیسا علم غیب ان کو ہے ایسا تو ہر مجنوں کو حاصل ہے۔ (دیکھو حفظ الایمان صفحہ ۷) بہر حال میں واضح کو واضح تر کردوں اللہ عزوجل جسے چاہے گا نفع پہنچائے گا۔ **وباللہ التوفیق**

اولاً: فتوائے (۱) مبارک اور پہلی عبارت تمہید الایمان میں تناقض سمجھنا تو وہ کمال دانش مندی ہے جس کے رد کو ان مقدمات کی بھی حاجت نہیں، دونوں عبارتوں کے الفاظ ہی ہدایت کو بس تھے۔ ذرا ایک نظر پھر دیکھ لیجیے، فتوے میں مطلق صریح کا ذکر ہے۔ یا کسی قسم خاص کا؟۔ اور تمہید الایمان کی اسی عبارت میں یہ لفظ ہیں یا نہیں کہ صریح نا قابل تاویل؟۔

"حمل الظاهر على المحتمل المرجوح إن كان لدليل فصحيح، أو بشبهة ففاسد، أو لا لشيء فلعب لا تاويل"

[شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیه بالمنح المحمدیة: النوع الثاني في ذكر صلاته صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، ۱۰/۳۵۵]

تو "کوکبہ شہابیہ" کا ارشاد کہ اس میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں، اس کلمہ خبیثہ دہلوی کو قسم اول سے خارج کرتا ہے نہ یہ کہ قسم سوم میں داخل کرتا ہے جس میں تمہید ایمان کا کلام ہے۔

تو ان عبارتوں میں تعارض جاننا اور وہ ملعون شبہ لانا صریح بے ایمانی ہے۔

جواب اسی قدر کافی تھا مگر حضرت مصنف سلمہ (علیہ الرحمہ) نے چاہا کہ خود کتاب مبارک "الکوکبۃ الشہابیہ" اپنا مطلب ارشاد فرمائے، لہذا یوں تقریر فرمائی۔ ۱۲ عبدہ نور محمد عفی عنہ

(۱) میرا اضطراب نہیں اٹھ سکتا، یہ فتویٰ اور موجب خلجان ہے، ملاحظہ ہو عبارت تمہید ایمان کہ ایک ملعون کلام تکذیب یا تنقیص میں صاف صریح نا قابل تاویل و توجیہ ہو، پھر بھی حکم کفر نہ ہو خود کافر ہے۔ پھر صفحہ ۳۷ ملاحظہ ہو "صریح میں تاویل نہیں سنی جاتی، ایسی تاویل کی طرف التفات نہ ہوگا اور وہ ہذیان سمجھی جائے گی"۔ اور یہاں جناب صریح کو مقابل کنایہ ٹھہرا کر اس میں ظہور کافی نہ کہ احتمال کا نافی تحریر فرماتے ہیں۔ یہ صریح تناقص ہے۔ تھانوی باطنی

ثانیاً: صریح بے شک متعین و متبین دونوں کو شامل جس کا ثبوت فتوائے مبارکہ میں عبارات ہدایہ و فتح القدیر سے دے دیا گیا۔ فتوے میں دونوں شقوں کا ذکر تھا۔ تمہید ایمان خاص مسلک معتمد و مختار مذہب کلامی پر ہے۔ (مقدمہ ۵)

بحث کلامی میں صریح خاص بمعنی متعین، متعین اس کے لیے دوسرا محمل ناممکن (مقدمہ ۳)

اس صریح میں بے شک ادعائے تاویل مردود جس پر شفاو شروح شفا سے تصریحات موجود، اس سے مطلق صریح کا نانی احتمال یا ہر صریح میں ہر تاویل کا نامقبول و ہذیان سمجھ لینا اس لباس کا کام نہیں، دوسرے لباس کا دیوبندی ہذیان ہے۔

ثالثاً: عبارات (۱) فتح القدیر و ہدایہ در بارۂ طلاق ہیں، وہی حکم تکفیر میں جاری کرنا اگر بطور متکلمین ہو، صریح ہذیان ہے کہ فرق زمین و آسمان ہے، (مقدمہ ۲)

اور بطور فقہا مسلم، ان کے طور پر اسمٰعیل ضرور کافر، عبارت صفحہ ۳۵

تمہید ایمان ان کے مسلک پر نہیں بلکہ در بارۂ متعین ہے، اور تکفیر سے سکوت بطور متکلمین۔

مکشوفون سے کہیے! ع گر فرق مذاہب نہ کنی زندیقی

رابعاً: عبارت (۲) صراط مستقیم دہلوی کی نسبت یہ لفظ کہ اس میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں۔ تمہید ایمان میں ہے یا کوکبہ شہابیہ میں؟۔ کوکبہ شہابیہ بحث کلامی میں ہے یا بحث فقہی میں۔ (دیکھو مقدمہ ۵)

بحث فقہی پر ضرور اس میں کسی تاویل کی جگہ نہیں کہ وہ تاویل بعید نہیں سنتے۔ (مقدمہ ۳)

اور عبارت تمہید الایمان میں بحث کلامی ہے۔ (مقدمہ ۵)

وہاں صریح وہ کہ متعین ہو، ناقابل تاویل وہ جس میں کوئی احتمال بعید بھی نہ ہو۔ (مقدمہ ۳)

دشنامی عبارت دہلوی میں تاویل کی جگہ نہ ہونا تو بحث فقہی سے لیا جائے۔ اور ناقابل تاویل کو کفر نہ کہنے کا کفر ہونا بحث کلامی سے لیا جائے۔ یہ دیوبندیہ کی کیسی صریح بے ایمانی ہے۔ اگر بحث کلامی مثلاً

---

(۱) فتح القدیر و ہدایہ کی عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ صریح میں نیت کی ضرورت نہیں۔ قاضی لفظ صریح ہی کے موافق قضا کرے گا۔ اگر قائل نے خلاف صریح کسی معنی محتمل کا ارادہ کیا ہے تو اس کا معاملہ فیما بینہ وبین اللہ ہوگا، قاضی نہ سنے گا چہ جائے کہ ایسے معنی لے جو محتمل ہی نہ ہوں، چہ جائے کہ متکلم کے مراد لینے کی خبر بھی ہو۔ پھر حکم صریح کے خلاف کیسے فتویٰ دے سکتا ہے۔ ۱۲ تھانوی باطنی

(۲) ''کوکب شہابیہ'' اسمٰعیل کی نسبت صریح سب و دشنام کے لفظ لکھے اور یہ بھی لکھا کہ اس کھلی گستاخی میں کوئی تاویل کی بھی جگہ نہیں، پھر بھی آپ تکفیر نہیں کرتے، اب تمہید الایمان ملاحظہ فرمائیے اسے کفر نہ کہنا خود کفر ہے۔ ۱۲ تھانوی باطنی

تمہید ایمان میں ہوتا کہ دشنام دہلوی میں تاویل کی جگہ نہیں۔ یا بحث فقہی ''کوکبہ شہابیہ'' میں ہوتا کہ جو اس پر تکفیر نہ کرے کافر ہے۔ تو ہذیان دیابنہ کو جگہ ہوتی۔ ولکن الوھابیۃ قوم لا یعقلون

خامساً: کھلی گستاخی نا قابل تاویل ہونا اور قائل کا کافر ہونا دونوں کا حاصل ایک ہے، تو ''کوکبہ شہابیہ'' کی اس عبارت کا صریح مفاد ''اسمٰعیل'' کی تکفیر ہے، تکفیر سے زائد اور مفاد کیا ہوگا، ''اسمٰعیل'' کی صاف صریح تکفیر ''کوکبہ شہابیہ'' میں ایک یہیں نہیں بکثرت جابجا ہے۔

صفحہ ۱۰: بلاشبہ وہابیہ کے پیشوا پر حکم کفر قائم۔

صفحہ ۱۱: خود اپنے اقرار سے ٹھیٹ کافر۔

صفحہ ۱۱: وہ سچ کافر ہے۔

صفحہ ۱۵: کیوں کر بالاجماع کافر و مرتد نہ ہوگا۔

صفحہ ۱۸: یہ سب کافر ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکذیب کرنے والے الخ۔

صفحہ ۴۱: خود کافر ہے۔

صفحہ ۵۲: خود کافر ہے۔

صفحہ ۶۲: بلاشبہ مرتد کافر۔

کیا ان کثیر تکفیروں کو کوئی عاقل یہ گمان کر سکتا ہے کہ حضرت مصنف علام نے اپنی طرف سے کیں۔ حاشا وہ اپنا مسلک تو ان سب کو لکھ کر یہ فرما رہے ہیں کہ ہمارے نزدیک کف لسان مناسب۔ بلکہ یقیناً وہ سب بطور فقہا ہیں جس پر سب میں پہلی عبارت شروع رسالہ اور سب میں بعد کی ختم رسالہ میں دو شاہد عدل ہیں کہ دونوں میں اسے جماہیر فقہائے کرام کی طرف منسوب کیا ہے۔ آغاز میں جتا دیا کہ کلام طور فقہی پر ہوگا۔ آخر میں بتا دیا کہ کلام طور فقہی پر تھا۔ تو بیچ میں جو کچھ ہے یقیناً طور فقہا پر ہے۔ وہ لفظ بھی کہ: ''کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں'' اسی بیچ میں تھا، اور انہیں تکفیروں میں سے ایک تھا، تو قطعاً انہیں کی طرح طور فقہی پر تھا۔ فأنیٰ تؤ فکون.

ساری کتاب مسلک فقہی کے بیان میں ہے۔ اپنا مختار صرف سطر اخیر میں بتایا ہے۔ یہ جملہ عین وسط کتاب میں ہے، وہاں سے اسے توڑ کر سطر اخیر سے ملانا، اور مسلک مختار مصنف پر ٹھہرانا کیسی صریح بے ایمانی ہے۔ خدا ایمان دے تو اتنا سمجھنا کچھ دشوار نہیں کہ فقہا کے طور پر اس کے کلام میں تاویل کی جگہ نہ تھی، تو ان کے طور پر بجا اسے کافر کہا۔ اور سطر اخیر میں متکلمین کے طور پر تکفیر سے زبان روکی تو یہاں اسے نا قابل تاویل بھی نہ کہا۔ پھر کہاں اوندھے جاتے ہیں ''ولکن الوھابیۃ قوم لا یفقھون''

سادساً: ’’یہ صریح سب ودشنام‘‘

کے لفظ حکم کلمہ ہے، اور بیشک وہ کلمۂ ملعونہ ایسا ہی ہے کہ بحث فقہی ہے، اور اس میں صریح بمعنی متبین، اور کفر قائل پر جزم محتاج متعین۔ (مقدمہ۴)

سابعاً: قسموں (۱) سے اسے مؤکد فرمایا ہے کہ ان گالیوں کی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی۔ انہیں ایذا پہنچی۔ یہ بلا شبہ حق ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عرض اعمال کے تو دیوبندیہ بھی مقر ہیں، اور جو کلمہ اپنے صاف صریح متبین معنی پر گستاخی ودشنام ہو ضرور اسے گالی کہا جائے گا، اور ضرور موجب ایذا ہوگا، اگر چہ اپنے پہلو میں کوئی خفی بعید احتمال عدم دشنام رکھتا ہو، مگر متعین ہرگز نہ ہوگا جب تک ہر ضعیف سا ضعیف بعید سا بعید احتمال بھی منتفی نہ ہو جائے۔ یہ عدم تعین اس احتمال پر کہ شاید مراد قائل وہ پہلوئے ابعد ہو، صرف بطور متکلمین مقام احتیاط میں اسے تکفیر سے بچائے گا، اس کے ارادہ پر ہم کو جزم نہ دے گا، نہ یہ کہ وہ گالی نہ رہے، یا ایذا نہ دے۔ بھلا اگر کوئی شخص جناب دہلوی وتھانوی صاحبان کو ایسا لفظ کہے تو کیا وہ اسے اچھا جان سکتے ہیں؟۔ یا اس سے ایذا نہ پائیں گے؟۔ کیا لفظ کان تک آتے ہی ذہن کو اپنے ظاہر متبادر معنی کی طرف فوراً متوجہ نہیں کرتا؟۔ اور جب وہ دشنام وقبیح ہیں تو کیا ایذا نہ دیں گے؟۔ قطعاً دیں گے جس کا انکار نہ کرے گا مگر مکابر۔

تو واضح ہوا کہ گالی ہونا اور ایذا پانا، نہ تعین پر موقوف، نہ خاص معنی قبیح نیت قائل جاننے پر دلیل۔

اپنے امام گنگوہی صاحب کی دیکھیے! حصہ سوم صفحہ۳۴ صنم یا بت وغیرہ الفاظ نعت اقدس میں لکھنے سے سوال تھا۔ جواب میں تصریح کی کہ یہ الفاظ قبیحہ بولنے والا معانی ظاہرہ مراد نہیں رکھتا بلکہ معنی مجازی مقصود لیتا ہے۔

پھر حکم یہ لگایا صفحہ۳۵:

’’ان الفاظ میں گستاخی واذیت ظاہرہ ہے، پس ان کا بکنا کفر ہوگا‘‘

یہاں تو معلوم تھا کہ قائل کی نیت گستاخی نہیں، پھر بھی گستاخی واذیت ہی ٹھہرایا، اور حکم کفر لگایا، جہاں نیت کا علم نہ ہو مجرد احتمال لفظ پر گستاخی واذیت سے کیوں کر خارج ہو جائے گا۔

---

(۱) اگر اس کلام میں آپ کے نزدیک تاویل ہوتی بھی اور قائل اس کی مراد بھی رکھتا تب بھی وہ اس کو عند اللہ مفید ہوتی نہ کہ آپ اس کی تکفیر سے رک سکتے، اور یہاں تو نہ آپ کے نزدیک کلام میں گنجائش نہ قائل نے مراد لی اور اس پر آپ کو یہاں تک تیقن کہ مکرر قسموں سے مؤکد فرماتے ہیں۔۱۲ تھانوی باطنی

ثامناً: آپ نے پانچ جگہ لکھا ہے کہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے اس کلمہ میں ''اسمٰعیل'' کی نیت پر مطلع ہونے کا دعویٰ فرمایا ہے کہ اس نے وہی پہلو مراد لیا جو کفر ہے۔

(۱) چہ جائے کہ متکلم کے مراد لینے کی خبر ہو۔

(۲) آپ کو تو قائل کی نیت کا علم بھی ہوا۔

(۳) تاویل کی نہ آپ کے نزدیک گنجائش نہ قائل نے مراد لی۔

(۴) صاحب صراط مستقیم میں نہ احتمال کی گنجائش نہ وہ احتمال ان کی مراد۔

(۵) معانی کفریہ کا مراد ہونا آپ کے نزدیک محقق وثابت۔

اور یہ بھی اسی پر مبنی ہے کہ:

(۶) ان کے متکلموں نے گالیاں ہی مراد لیں۔

تو یہ چھ افترا ہوئے۔ آپ تو اب طالب تحقیق بنتے ہیں، طالب تحقیق کا یہ کام نہیں کہ افترا کرے، اور وہ بھی ایسے جیتے، اور اتنی بار، اور یوں بررو۔ ہونہ ہو آپ کے اس لباس کو پردہ بنایا گیا ہو، اور یہ مکشوفوں کی باتیں ہیں، کیا وہ کذابین ومکذبین رب العلمین ''کوکبۂ شہابیہ'' میں کوئی حرف اس سفید جھوٹ کا دکھا سکتے ہیں کہ فرمایا ہو:

''ہمیں اس کی نیت کا علم ہو گیا کہ اس نے معنی کفر مراد لیے ہیں۔''

سبحان اللہ! ایسا ہوتا تو یہی فرمایا جاتا؟:

''کہ ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں اکفار سے کف لسان مختار۔'' (صفحہ۶۲)

یہی فرمایا جاتا:

''ہم احتیاط برتیں گے، سکوت کریں گے، جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال ملے گا حکم کفر کرتے ڈریں گے۔'' (حاشیہ صفحہ۶۱)

یہی فرمایا جاتا:

''ہم براہ احتیاط تکفیر سے زبان روکیں'' (أیضا حاشیہ صفحہ۶۱)

یہی فرمایا جاتا:

''میں اسمٰعیل دہلوی کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا کہ ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل ''لا الہ الا اللہ'' کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم اسلام کے لیے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے۔((فان الاسلام یعلوولا یُعلی۔))(۱)

(۱)(تمہید ایمان صفحہ۴۳،۱۴۲، وازسبحٰن السبوح صفحہ۸۰)

ایسا ہوتا تو دیو بندیہ یوں ہی روتے کہ: ہائے ہائے امام الطائفہ کو کافر نہ کہا۔ اذناب کی تکفیر کی۔ ان کی نہ کی۔ اذناب کو ان سے چھڑالیا۔

رہے فقہا ان کے حکم فرمانے کو دعوائے اطلاع نیت سے کیا علاقہ۔ کہ وہ ظاہر پر حکم فرماتے ہیں، نیت سے بحث نہیں رکھتے۔ (مقدمہ۲)

البتہ جمہور متکلمین اور ان کے موافقین فقہائے محققین اگر تکفیر کریں گے تو یا احتمال نہ مانیں گے معنی کفر میں متعین جانیں گے۔ یا اطلاع نیت کے بعد۔

یہ ہے وہ جو صفحہ۴۳ تمہید ایمان میں ارشاد ہوا۔ نیت نہ معلوم ہونے ہی کا تو سبب ہے کہ اپنا مسلک وہ ارشاد فرمایا کہ

''مقام احتیاط میں اکفار سے کف لسان ماخوذ''

کلام علمائے کرام سمجھنا عوام کو مشکل، اور دیو بندیہ کو محال ہے۔ ملاحظہ ہو کہ جہاں بحث فقہی تھی بوجہ تبین بطور فقہا تکفیر لکھی اور نیت سے بحث نہ کی۔ اور جب مسلک متکلمین ومختار ذکر فرمایا، بوجہ عدم علم نیت تکفیر سے احتیاط کی۔

تاسعاً: طرفہ یہ کہ اول آپ نے یہ تعریف کی:

''چہ جائے کہ ایسے معنی مراد لے جو محتمل ہی نہ ہوں''

حالاں کہ یہ ساتواں افترا تھا۔ کوکبہ شہابیہ میں کہیں اس کا پتا نہیں۔ ابھی رابعاً میں ہمارا کلام یاد کیجیے۔ اب یہاں یہ مطلب ٹھہرایا اور صاحب صراط مستقیم میں نہ احتمال کی گنجائش، نہ وہ احتمال ان کی مراد بھی سن چکے، کہ یہ افترائے محض ہے۔ دونوں قول دیو بندی خود گڑھت ہیں۔

اب فرمائیے کہ نفی گنجائش سے اگر رأساً نفی احتمال مراد یعنی کوئی دوسرا احتمال ہے ہی نہیں، تو یہ اشارہ کس طرف ہے کہ نہ وہ احتمال ان کی مراد۔ اور اگر نفی قبول مراد کہ دوسرے معنی محتمل تو ہیں مگر مقبول نہیں۔ تو اس کے کیا معنی کہ ایسے معنی مراد لیے جو محتمل ہی نہ ہوں۔ کتنا کہہ دیا تھا کہ فتوائے مبارکہ و فرق تبین وتعین سمجھ میں نہ آئے تو اخیر درجے تھانوی صاحب ظاہری تک سے سمجھیے، مگر آپ نہ سمجھے۔ یا وہ بھی نہ سمجھے کہ سمجھا سکتے۔

عاشراً: آپ لکھتے ہیں:

''یہ تمام فقہا کا مذہب آپ ہی نے نقل فرمایا ہے کہ سو میں ایک احتمال بھی اسلام کا ہو تو مسلمان

ہی کہیں گے۔''

یہ دیو بندیہ کا آٹھواں افترا ہے، بتائیے تو تمام کا لفظ کہاں فرمایا ہے؟۔

تمہید ایمان صفحہ ۳۳: کی عبارت خود اسی خط میں آپ اس قدر نقل کر چکے ہیں کہ:

''بلکہ فقہائے کرام نے یہ فرمایا ہے'' یہ عبارت مکر مرتدین کے رد میں ہے'' کہ فقہ میں لکھا ہے: جس میں ننانوے باتیں کفر کی ہوں الخ''

جن فقیہوں نے یہ لکھا انہیں کا مطلب بتایا ہے کہ فقہائے کرام نے یہ فرمایا ہے، نہ یہ کہ یہ تمام فقہا کا مذہب ہے۔ ملاحظہ کیجیے دیو بندیہ کو افترا میں کتنی جرأت ہے۔

تمہید ایمان شریف اسی بحث اسی بیان میں یہ لفظ تھے:

''محققین فقہا کافر نہ کہیں گے۔'' صفحہ ۳۵ ولكن الديابنه لايبصرون۔

حادی عشر: یہ افترا اٹھا کر اس پر تفریع جمائی کہ پھر آپ کا یہ فرمانا کہ:

''جماہیر فقہائے کرام کی تصریحات پر یہ سب کے سب مرتد کافر، ان سب پر اپنے تمام کفریات ملعونہ سے بالتصریح توبہ اور از سر نو کلمۂ اسلام پڑھنا فرض'' احتمال کی صورت میں فقہا یہ حکم کیسے دے سکتے ہیں، یہ نسبت تکفیر کی فقہا کی طرف محض غلط ہوگی۔''

ائمہ ثقات نے مبتدعین اہل تاویل کی تکفیر میں سلف سے خلف تک ائمہ کا اختلاف نقل فرمایا۔ منح الروض وامام ابن حجر کی عبارات اوپر گزریں۔ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تاویل نہ ماننا اور انہیں کافر ہی جاننا جمہور سلف کا مذہب بتایا، اور ایک جگہ اسی کو اکثر محدثین وفقہا و متکلمین کی طرف نسبت فرمایا۔ شفا شریف میں فرماتے ہیں:

''أكثر أقوال السلف تكفيرهم وهو قول أكثر المحدثين والفقهاء والمتكلمين ۔''(۱)

اسی میں ہے:''اختلف الفقهاء والمتكلمون في ذلك ، فمنهم من صوب التكفير الذي قال به الجمهور من السلف.''(۲)

---

(۱) [الشفا بتعريف حقوق المصطفىٰ : الفصل الثاني حكم اضافة مالايليق به تعالىٰ عن طريق الاجتهاد والخطاء، ۲/۵۹۰]

(۲) [الشفا بتعريف حقوق المصطفىٰ : الفصل الثالث في تحقيق القول في إكفار المتأولين، ۲/۵۹۳]

آپ عدم تکفیر پر اجماع فقہا تراش کر ان کی طرف نسبت تکفیر غلط کرنا چاہتے ہیں۔ یہ باطنی تحقیق طلب کی حرکت نہیں، اہل پردہ مکشوفین کی ہے۔

ثانی عشر: طرفہ بکف چراغی یہ "کوکبہ شہابیہ" سے یہ عبارت نقل کرلائے کہ:

"باجماع ائمہ توبہ اور از سرنو کلمۂ اسلام پڑھنا فرض"

اور نہ جانا کہ یہ حکم کس صورت میں ہے، کفر مختلف فیہ میں ہے کہ "مافیہ خلاف یؤمر بالتوبة وتجدید النکاح" درمختار، عالمگیری و بحر نہر، وغیرہا۔ اور اختلاف ائمہ نہ ہوگا مگر جہاں کوئی احتمال اسلام ہو کہ قطعی یقینی کافر قطعاً اجماعاً کافر ہوگا۔ تو ثابت ہوا کہ فقہا بحال احتمال بھی تکفیر کرتے ہیں، جسے دوسرے فریق نہیں مانتے۔

ثالث عشر: آگے لکھا:

"اور اگر واقع میں کوئی احتمال نہیں تو آپ کی عدم تکفیر کی کیا وجہ ہوگی، اور آپ کی عدم تکفیر پر تکفیر نہ ہونے کی کیا وجہ ہوگی"

یہ نہ فقط امام اہل سنت بلکہ اکابر فقہائے کرام پر چھانٹی، کون نہیں جانتا کہ صدہا مسائل میں فقہا تکفیر میں مختلف ہو جاتے ہیں، ایک فریق کافر کہتا ہے دوسرا مسلمان۔

منح الروض و ابن حجر و شفا شریف و درمختار وغیرہا کی عبارتیں ابھی گزریں۔ اب ہر اختلاف میں دیکھیے کہ وہاں احتمال اسلام ہے یا نہیں؟۔ اگر ہے تو آپ کے نزدیک اجماع فقہا تھا کہ سو میں ایک احتمال بھی اسلام کا ہے تو مسلمان ہی کہیں گے۔ تو وہ بالاجماع مسلمان ہوا، اور ایک فریق فقہا نے اسے کافر کہا تو اس اجماع کا جس میں خود بھی شریک تھے خلاف کیا اور اجماعی مسلم کو کافر کہا، اور ان کافر کہنے والوں پر کیا حکم آیا؟۔ اور اگر وہاں احتمال اسلام نہیں تو جس فریق نے مسلمان کہا، اس سے کہیے آپ کی عدم تکفیر کی کیا وجہ ہوگی؟۔ اور آپ کی عدم تکفیر پر تکفیر نہ ہونے کی کیا وجہ ہوگی؟ کہ آپ قطعی کافر کو مسلمان کہہ رہے ہیں۔

رابع عشر: آپ کہتے ہیں:

"صاحب "براہین" و "تحذیر" و "حفظ الایمان" اپنی عبارت کا مطلب خود ہی بیان فرمائیں۔ مگر ان کا کفر قطعی"

صاحب "براہین" و "تحذیر" نے جیسا مطلب بیان کیا اس کا حال بحث اول و دوم میں دیکھ چکے، البتہ خود آپ صاحب "خفض الایمان" نے دس برس کامل ضربیں کھا کر اپنے بیان مطلب میں سواد و ورق کی مبسوط کتاب لکھی جس کا یہ چھوٹا سا نام: "بسط البنان لکف اللسان عن کاتب حفظ

الایمان'' اس میں اپنا مطلب خوب بیان کیا۔

صفحہ ۷ پر بلا تاویل اپنا کفر مان لیا۔

صفحہ ۳ پر بلا شبہ اپنے آپ کو خارج از اسلام کہہ لیا۔

امام اہل سنت وعلمائے حرمین طیبین نے تو جو ایسا مانے اسے کافر کہا تھا، آپ نے اپنے کفر پر اور بڑھ کر رجسٹری کی کہ فرمایا:

''جو شخص ایسا اعتقاد رکھے۔ یا بلا اعتقاد صراحۃً یا اشارۃً یہ بات کہے، میں اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں، وہ تکذیب کرتا ہے نصوص قطعیہ کی، تنقیص کرتا ہے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی''

دیکھیے! بلا اعتقاد اور اشارۃً دو تکفیریں آپ نے اور اضافہ کیں۔ آپ میرا رسالہ'' وقعات السنان'' اپنی حیثیت ظاہری سے لے کر دیکھیے، مگر حسب وعدہ طالب تحقیق ہو کر، پھر اگر آفتاب کی طرح روشن نہ ہو جائے کہ آپ تھانوی صاحب نے ''حفظ الایمان'' میں کفر بکا، اور ''بسط البنان'' میں ٹھنڈے جی سے اپنا کافر و خارج از اسلام ہونا قبول کر لیا، تو میرا ذمہ۔

خامس عشر: آپ پوچھتے ہیں:

''متعین ہونے کی صورت کیا ہے''؟۔

جی یہی جو ''براہین قاطعہ'' گنگوہی و''تحذیر الناس'' و''حفظ الایمان'' میں آپ کے پیش نظر ہے کہ سولہ برس سے زیادہ گزرے دانتوں پسینے آرہے ہیں، ایڑی چوٹی کے زور لگائے جا رہے ہیں، اور کفر نہ ہلتا ہے نہ ٹلتا، نہ اپنی عبارتوں میں کوئی اسلام کا پہلو نکلتا،

صدق اللہ تعالیٰ: ﴿فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ﴾(۱)

سادس عشر: آپ عبارت صراط مستقیم کو پوچھتے ہیں کہ:

''اگر وہ متعین ہوتی تو آپ کس انداز سے اس عبارت کو ادا فرماتے''

جی اسی طرز سے جس سے امام اہل سنت وتمام علمائے حرمین طیبین نے خبابانِ نانوتوی و گنگوہی اور آپ تھانوی صاحبان کی تکفیر فرمائی کہ وہ قطعاً یقیناً کافر و مرتد مرتد مرتد، اور جو ان کو مسلمان جانے بلکہ ان کے کفر میں شک ہی کرے وہ بھی کافر کافر۔

---

(۱) [سورۃ البقرۃ:۲۵۸]

خیر یہ سوال تو فضول تھا جس سے دیوبندیوں کو اتنا فائدہ ضرور ہوا کہ جیسے الٰہی محمدی احکام ان کے پچھلے اماموں پر اللہ ورسول۔ جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ کے شہروں سے آئے، اسی رنگ کے اپنے امام اول دہلوی صاحب پر بھی سن لیں اگرچہ بصورت فرض وتقدیر کہ:

''اگر اس کی عبارت متعین ہوتی تو کس طرح کہتے''

مگر مستور مکشوفون کی سخت ڈھٹائی یہ ہے:

''کہ جس شدومد سے صراط مستقیم کی نسبت لکھا ہے، کیا انھیں مؤکد قسموں کے ساتھ ان کتب (''براہین''، ''تحذیر''، ''حفظ الایمان'') کی نسبت لکھ سکتے ہیں؟ اگر آپ ایسی قسمیں کھالیں گے تب ثابت ہوگا کہ عبارات رسائل ثلثہ آپ کے نزدیک متعین ہیں۔''

سبحٰن اللہ! تمام علمائے حرمین طیبین نے فرمایا: ''من شك فی كفره وعذابه فقد كفر''(۱) جو ان کے کفر میں شک کرے خود کافر ہے۔ سولہ برس سے شدید ضربیں پڑتی رہیں، سارے کے سارے دیوبندیوں کی کمیٹیاں جڑیں، اور پہلوئے اسلام نہ نکلنا تھا نہ نکلا، اور ابھی ان عبارات کے متعین فی الکفر ہونے میں شبہ ہی رہا، شبہ جب مٹے گا کہ ہم قسم کھا کر کہہ دیں، شاید پردگیوں نے یہ سمجھا ہو کہ وہ جو افترا جوڑلیا تھا کہ امام اہل سنت نے ''دہلوی'' کی نیت معلوم ہوجانے کا دعویٰ فرمایا، اور یہ دعویٰ وہاں ناممکن تھا کہ لفظ میں کیسا ہی احتمال بعید ہو، نیت غیب ہے، وہی بے امکانی شاید یہاں بھی رہے گی، اور اس پر قسم نہ ہوسکے گی کہ ان کے متکلمین نے گالیاں ہی مراد لیں، لہذا یہ فقرہ اس حلف میں بڑھایا اور نہ سمجھے کہ متعین میں دوسرا پہلو ہے ہی نہیں جس کی نیت کا احتمال ہو، ان کے متکلمین نے قطعاً یقیناً یہ ملعون الفاظ ہوش حواس میں لکھے، اس وقت سوتے نہ تھے، پاگل نہ تھے، شراب پیے ہوئے نہ تھے، تو یقیناً قصداً کہے، اور جب وہ نہیں مگر گالیاں تو قطعاً یقیناً گالیاں ہی مراد لیں۔ ہاں ایک احتمال بعید رہے گا کہ گالیاں دیں تو عمداً مگر دل سے ان کے معتقد نہ تھے محض بطور استہزا لکھیں، تو اعتقاد قلبی پھر غیب رہے گا۔ مگر کیا یہ کفر قطعی یقینی اجماعی سے بچالے گا؟۔ حاشا للہ

اللہ عزوجل فرماتا ہے: ﴿وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللّٰهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ﴾(۲)

---

(۱) [الشفا بتعريف حقوق المصطفیٰ: الفصل الأول الحكم الشرعی، فيمن سب النبی صلی الله تعالیٰ عليه وسلم، ۲/۴۷۶] (۲) [سورة التوبة: ۶۵]

﴿لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيْمَانِكُمْ﴾ (۱)

خود دیو بندیہ کے امام گنگوہی کے فتاوے حصہ دوم صفحہ ۲ میں ہے:

''کلمہ کفر بولنا عمداً اگر چہ اعتقاد اس پر نہ ہو کفر ہے۔''

بات یہ ہے کہ دیو بندیہ کفر بکتے بکتے، تکفیر سنتے سنتے، عادی ہو گئے ہیں، سخت لفظ انہیں کڑا لگتا ہے اور اسے نرم سمجھتے ہیں کہ تم کافر مرتد اور جو تمہارے کفر میں شک کرے وہ کافر مرتد، جب تو ''صراط مستقیم'' پر جو الفاظ ارشاد ہوئے ان کو شدّ و مد و گرم جوشی سمجھے، اور ان کی نسبت جو یہ احکام لکھے ان کو ہلکا حالاں کہ ایمانی نگاہ میں یہ انتہا درجے کا سب سے سخت تر حکم ہے جس سے زیادہ شدید نا متصور، اس کے بعد اور کون سی سختی ہمارے ہاتھ رہ گئی جسے ادا کرتے بخلاف دہلوی کہ اس پر یہ اشد حکم قطعی اجماعی نہ تھا۔ لہذا اس کے کلمۂ خبیثہ ملعونہ کی جتنی ملعونی ظاہر ہو سکی اسی پر اکتفا کی۔

سابع عشر: پھر کہا:

''اس کے بعد وجہ فرق پوچھی جائے گی کہ عبارت ''صراط مستقیم'' متعین کیوں نہیں''

یعنی اور عبارات ''براہین'' و ''تحذیر'' و ''حفظ الایمان'' کیوں متعین ہیں۔

ان عبارات کا متعین ہونا تو ابھی ۱۴۔۱۵۔۱۶ میں ثابت کر چکا ہوں، خود قائلین متعین سمجھے ہوئے ہیں کہ کوئی پہلوئے اسلام نہیں نکال سکتے۔ اور خود آپ تھانوی صاحب نے تو صراحۃً اپنا کافر و خارج از اسلام ہونا لکھ دیا۔ تحریری اقرار کفر چھاپ دیا۔

صراط مستقیم کا نا متعین ہونا یوں کہ وہ اجلۂ اکابر بندگان خدا کہ بفضلہ تعالیٰ ﴿لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَائِمٍ﴾ (۲) کے مصداق ہیں، جو ان مرتدین کے جیتے جی ان کو کافر و مرتد کہہ رہے ہیں، اور مرتدین کو کچھ بن نہیں آتی کہ اپنا کفر اٹھائیں، انھوں نے مردہ دہلوی کی تکفیر سے کف لسان فرمایا۔

امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مولیٰ عز وجل کی بے شمار رحمتیں، کیا خوب فرمایا کہ خوف زندوں کا ہوتا ہے نہ کہ مردوں کا ''فعل الله بهشام كذا و كذا'' اگر دہلوی کی عبارت بھی متعین ہوتی تو اس مرے ہوئے کا کیا خوف تھا کہ اس کی تکفیر قطعی کلامی سے کف لسان فرماتے۔

ثامن عشر: پھر کہا:

''صراط مستقیم کی عبارت میں احتمال کیا ہے؟ تا کہ دیکھا جائے کہ اس قسم کا احتمال ''براہین'' '''

---

(۱) [سورة التوبة:٦٦] (۲) [سورة المائدة:٥٤]

تحذیر“”حفظ الایمان“میں بھی ہے یا نہیں؟“

اے سبحان اللہ! ہم سے پوچھ کر ان کی بگڑی بنایئے گا۔ ان بگڑوں سے آپ تو اپنی بگڑی بنی نہیں، اورتو خاموش اورآپ تھانوی صاحب خوداپنی تکفیر میں گرم جوش۔

بفرض محال اگر آپ خود احتمال فی الدہلوی ہم سے پوچھ کر اس کے قیاس پر کوئی احتمال ان کی عبارتوں میں نکال سکیں تو وہ ان کو کیا نفع دے گا، وہ احتمال ان کی مراد نہ ہونا ظاہر ہو چکا کہ مراد ہوتا تو کبھی کے اگل دیتے۔ اب ان کی طرف سے آپ نیت کریں گے، یہ وہی چاند پوری والی وکالت تھانوی ہے، خاطر جمع رکھیے آپ کی نیت سے وہ مسلمان نہ ہوسکیں گے۔ ابھی تو درمختار سے سن چکے کہ مفتی کا پہلو نکالا ہوا کافر کو نفع نہ دے گا، نہ کہ آپ مفت ہی کا پہلو نکال کر انھیں مسلمان بنالیں۔

یہاں سے ظاہر ہوا کہ دیوبندی عبارتیں اگر بفرض غلط متعین نہ تھیں تو اب ان کے کفر میں متعین ہوگئیں کہ اگر ان میں کوئی پہلوئے اسلام ان کی مراد ہوتا تو کب کے بتا چکتے، کس دن کے لیے اٹھا رکھتے۔

﴿وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ﴾(۱)

اگر کہیے گنگوہی ونانوتوی سے کفر نہ اٹھے میں تو خود تھانوی ہوں۔ تو جناب فرق حیثیت نہ گمایئے۔ آپ سولہ برس تک عاجز آ کر ”بسط البنان“ میں کچھ نہ بنا کر لباس باطنی میں آ کر ہم سے سیکھ کر اپنی بگڑی بنا کر کیوں کر نجات پا سکتے ہیں۔ مع ہذا جب گنگوہی ونانوتوی کافر ہے، اوروہ ایسے کافر ہیں کہ من شک الخ۔ اورآپ ان کو مسلمان بلکہ اپنا امام جانتے ہیں، تو آپ پھر کافر کے کافر ہی رہے، ”قد جف القلم بماھو کائن.“

تاسع عشر: میں نے پہلے خط میں فتوائے مبارکہ کی نسبت گزارش کردیا تھا کہ اسے غور سے سمجھیے، خود سمجھ میں نہ آئے تو اپنے سمجھانے والوں سے سمجھیے، وہ بھی نہ سمجھیں تو تھانوی صاحب سے سمجھیے، وہ بھی نہ سمجھیں تو اپنا اقرار عجز لکھیں، سمجھا دیا جائے گا۔ وباللہ التوفیق۔

اب کھلا کہ وہ طالب تحقیق آپ ہی ہیں کہ اس لباس میں تنزل کر کے نہایت سلیم حلیم مستفید بنے ہیں، آپ کی طلب تحقیق سے ظاہر یہ ہے کہ آپ تو اس پر کار بند ہوئے ہوں گے، ولہذا یہ دو ورق کا جواب چوبیسویں دن آیا کہ کچھ دن آپ بحیثیت باطنی سمجھے، اور جب یہ حیثیت تھانوی صاحب ظاہری سے بہت تنزل کی ہے تو آپ سے اوپر اوران سے نیچے وسائط بھی ہوئے، کچھ دن وہ سمجھانے والے سمجھے، جب کسی

---

(۱) [سورۃ زمر:۲٦]

کی سمجھ نے کام نہ دیا آپ کی حیثیت ظاہری کی طرف رجوع ہو کر تھانہ بھون سے استعانت بالغیر کی گئی، اب کچھ دنوں آپ نے اس حیثیت ظاہری میں غور کیا، اور نتیجہ یہ دیا کہ خاک نہ سمجھے۔

بے علم آدمی کہ تبین وتعین کے لفظ سنے ہوئے ہو، فتوائے مبارکہ کو دیکھ کر کہے گا: یہ کیا ایسا دقیق ہے کہ دیوبندیوں میں کوئی نہ سمجھا۔ ولہذا امر سوم میں یہ کچھ نافہمیوں کی دادی، اور اس خط میں نہ سمجھنے کا آپ نے دوبارا اقرار بھی کر دیا۔

ایک یہ کہ:

''یہ اعتراض اب معلوم ہوا کہ آپ پر، بہت دنوں سے کیا گیا ہے، آپ نے یا آپ کے کسی معتقد نے اگر اس کا کوئی جواب تحریر فرمایا ہو تو مطلع فرمایئے۔''

آپ کو کیسے معلوم ہوا، اس فتوے ہی سے تو معلوم ہوا، پھر کیا اس میں خالی سوال تھا، جواب نہ تھا ۔جواب سمجھے ہی نہیں کہ مطلع فرمانا مانگ رہے ہیں۔

دوسرے یہ صاف تر کہ:

''میرے جواب میں فتویٰ نقل فرمانا میری سمجھ ہی میں نہیں آتا کہ اس کا کیا مطلب ہے''

خط بھر میں یہ ''قد یصدق'' صاف ہے، اس بحث سوم میں یہ جو کچھ فقیر نے لکھا اسی فتوائے مبارکہ کی شرح ہے، آپ اس لباس میں طالب تحقیق بنتے ہیں، تو انشاء اللہ اب ضرور سمجھ جائیں گے۔

عشرین: اخیر گزارش یہ ہے کہ: ایک طالب تحقیق کو ہار جیت یا الزام سے کیا کام، آپ بحیثیت باطنی اپنی عاقبت کی فکر کریں۔ ''صراط مستقیم'' کی اس عبارت میں انصاف سے آپ کو کیا معلوم ہوتا ہے، اس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین ہے یا نہیں؟۔ اگر ہے اور متعین ہے تو آپ اسے کافر قطعی کہیے۔ یا متبین ہے؟۔ تو بحکم فقہائے کرام کافر کہیے۔ اور اصلا توہین نہیں تو جو الفاظ ملعونہ اس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان ارفع واعلیٰ میں بکے، ان سے ہزاروں درجے ہلکے امتحان کے لیے ''کوکبۂ شہابیہ شریف'' صفحہ ۳۳ ر میں ارشاد ہوئے ہیں وہ تمام الفاظ بے پھیر پھار صاف صاف اسمٰعیل دہلوی وقاسم نانوتوی ورشید احمد گنگوہی کی نسبت آپ خود چھاپیے، اور ان سب اور اشرفعلی تھانوی کل کی نسبت مرتضیٰ حسن وغیرہ معتقدین سے نام چھپوا دیجیے، جس میں کسی طرح ان کے لکھنے سے انکار یا اعتذار کی بو نہ پیدا ہو۔ جس طرح صراط مستقیم میں محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں نہایت کشادہ پیشانی سے لکھے۔

آپ تحقیق طلب ہیں تو کلیجے پر ہاتھ دھر کر دیکھیے، کیا آپ وہ الفاظ ان اشخاص کی نسبت چھاپنا

گوارا کریں گے، اوران کی توہین نہ سمجھیں گے، ضرور ضرور سمجھیں گے۔ پھر کیا ایمان ہے کہ چند انفار کی نسبت اتنے ہلکے الفاظ توہین ٹھہریں، اوران سے بدر جہا بدتر الفاظ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان ارفع میں توہین نہ قرار پائیں۔ کیا اسی کا نام اسلام ہے؟ کیا یہی غلامی سرکار سید الانام ہے؟۔

اللہ قادر مطلق ہدایت دے تو طالب تحقیق کو صرف اتنی ہی بات حق سمجھا دینے کے لیے کافی ہے کہ دہلوی کے ساتھ اور سارے دیوبندی کہ اس کی وہ کچھ دشنام شان رسالت میں سن کر دشنامی کو اپنا امام وپیشوا مان رہے ہیں کیسے ہیں۔ ﴿لبئس المولیٰ ولبئس العشیر﴾ (۱) ﴿والله مولینا فنعم المولیٰ ونعم النصیر﴾ (۲)

تذییل جلیل: الحمدللہ تھانوی صاحب آپ کے خط میں کوئی حرف جواب طلب نہ رہا، آپ نے امام اہل سنت پر تہمت تناقض رکھی تھی، اس کا بطلان تو آپ پر واضح ہولیا، اب میں آپ کو یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ تناقض کیسا ہوتا ہے۔ تناقضوں کی بہار دیکھنی ہو تو جناب گنگوہی صاحب کا فتوے دیکھیے، اپلے گہلے ملیں گے۔ میں ان میں سے صرف ایک مسئلہ میں ان کے تناقض گناؤں اوراس میں بڑا مقصود اور ہے ، وہ کیا؟ وہ یہ کہ آپ تو اب طالب تحقیق بنتے ہیں کسی کی رورعایت نہ کریں گے۔ گنگوہی صاحب نے ایک فتوے میں تو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب وقاسم نانوتوی کو کفر سے بچالیا ہے جہاں سائل نے صاف ان کے نام لکھ دیئے تھے۔ لیکن گنگوہی کے کثیر فتوؤں نے ان کو اور نیز ان کے اور آپ کے پیر ومرشد جناب حاجی امداد اللہ صاحب کو کافر مشرک ٹھہرایا ہے۔ اور یہی گنگوہی صاحب نہ فقط گنگوہی صاحب سب دیوبندیہ نہ صرف دیوبندیہ سب وہابیہ کا اصل مذہب ہے۔

ملاحظہ ہو گنگوہی فتاوے کا حضرت شاہ ولی اللہ صاحب وقاسم نانوتوی صاحب اور خود اپنے پیر جناب حاجی امداد اللہ صاحب کو کافر مشرک ٹھہرانا۔

''فتاویٰ گنگوہی'' حصہ ۳ صفحہ ۱۵ ار میں سوال تھا:

''پڑھنا ان اشعار کا جن میں استعانت بغیر اللہ ہو کیسا ہے مثلاً یہ شعر:

یارسول الله انظر حالنا	یانبي الله اسمع قالنا
انني في بحر هَمٍّ مغرق	خذيدي سهل لنا إشكالنا

---

(۱) [سورۃ الحج:۱۳]

(۲) [سورۃ الحج:۷۸]

شاید اشعار مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی و مولانا محمد قاسم کے بھی متضمن اشعار استمداد یہ ہیں۔ پس یہ اشعار جائز ہیں یا شرک، اوران کے مصنفوں کے حق میں کیا کہا جائے؟۔ان اشعار کا پڑھنا اس ملک میں بہت رائج ہے، ان کے بحث کرنے والے کو منکر حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بتاتے ہیں ،مساجد اور خانقاہوں میں روبرو علماو مشائخ کے پڑھے جاتے ہیں،کوئی عالم یا شیخ کہ بعض حضرات ان میں خوش عقیدہ و دین دار بھی ہوتے ہیں کچھ تعرض نہیں کرتا.اھ ملخصاً۔

سوال کے مضامین یادرکھیے!

(۱)استعانت بغیر اللہ، غیر خدا سے مدد مانگنا۔

(۲)ان اشعار میں یہ کہ یارسول اللہ! حضور ہمارے حال پر نظر فرمائیے۔ یا نبی اللہ حضور ہماری عرض سنیں۔ ہماری دست گیری فرمائیں۔ ہماری مشکلیں آسان فرمائیں۔

(۳)ان اشعار کا عام مجالس میں پڑھنے کا رواج کثیر ہونا،کسی عالم کا انکار نہ کرنا۔

(۴)عام مسلمین کا ان کو عین دین سمجھنا، بحث کرنے والے کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا منکر جاننا۔

اب گنگوہی جواب سنیے!

’’ندا غیر اللہ کو کرنا دور سے شرک حقیقی جب ہوتا ہے کہ ان کو عالم سامع مستقل عقیدہ کرے، اشعار بزرگان فی حد ذاتہ شرک نہ معصیت، ہاں بوجہ موہم ہونے کے مجامع میں کہنا مکروہ ہے کہ عوام کو ضرر ہے،اور فی حد ذاتہ ایہام بھی ہے، لہذا نہ ایسے اشعار کا پڑھنا منع نہ مؤلف پر طعن ہوسکتا ہے،اور کراہت موہم ہونے کی بوجہ غلبہ محبت منجبر ہوجاتی ہے،مگر ایسی طرح پڑھنا کہ اندیشہ عوام کا ہو بندہ پسند نہیں کرتا،گو اس کو معصیت بھی نہیں کہہ سکتا.اھ مختصراً‘‘۔

جواب کے احکام یادرکھیے!

حکم اول: ان اشعار میں خود نہ شرک، نہ گناہ، نہ ان کے مصنفوں پر کچھ طعن۔

حکم دوم: ان کا پڑھنا منع نہیں۔

حکم سوم: موہم ضرور ہیں، اس سبب سے مجمع میں کراہت ہے،مگر غلبۂ محبت سے اس کی تلافی ہوجاتی ہے۔

حکم چہارم: ان سے عوام کو ضرر ہے، اس لیے مجمع میں پڑھنا مجھے پسند نہیں،مگر اس کو معصیت بھی نہیں کہہ سکتا۔

دیکھیے! یہاں جو اپنوں کے نام، اپنوں کے کام تھے، کیا ہتھیار ڈالے ہیں کہ:

(۱) غیر خدا کو دفع مصیبت کے لیے پکارنا جیسا کہ اشعار سے واضح ہے۔

(۲) خود غیر خدا سے کہنا کہ: ہماری دست گیری کرو، ہماری مشکلیں آسان کرو، شرک و کفر درکنار خود مکروہ تنزیہی بھی نہیں۔

(۳) صرف مجمع میں بخیال عوام کراہت ہے، اسے بھی غلبۂ محبت کی خوبی نے دبا دیا۔

(۴) اگر چہ رواج کی وہ کثرت اور بزعم وہابیہ فساد عقیدۂ عوام کی وہ حالت جو سائل نے لکھی کہ بحث کرنے والے کو کافر جانتے ہیں پھر بھی مجمع عوام میں پڑھنا معصیت تک نہیں ہوسکتا۔

اب اصل دلی فتاویٰ دیکھیے!

تناقض ۱/حصہ ۱/صفحہ ۳۱:

''مشابہ بشرک ہے کہ غیر اللہ تعالیٰ سے طلب حاجات ہے، معصیت سے خالی نہ ہوگا''۔

تناقض ۲/ایضا بعد چار ۴/سطر:

''موہم الفاظ کا پڑھنا معصیت ہے''۔

تناقض ۳/صفحہ ۳۲:

''اگر عالم الغیب و متصرف مستقل جان کر کہتا ہے تو خود شرک محض ہے، اور جو یہ عقیدہ نہیں تو بھی ناجائز ہے''۔

تناقض ۴/ایضا بعد یک سطر:

''جو لفظ موہم معنی شرک ہو اس کا بولنا بھی ناروا ہے لقولہ تعالیٰ: ﴿لا تقولوا راعنا﴾(۱) صحابہ کی نیت میں معنی قبیح نہ تھے، مگر بسبب مشابہت اور موہم معنی قبیح کے ممنوع ہوگئے، پھر عوام اس سے شرک و گناہ میں مبتلا ہوتے ہیں''۔

تناقض ۵/صفحہ ۱۱۵:

''ندائے غیر بدون عقیدۂ شرکیہ گناہ ہے''۔

اس فتوے میں براہ کمال چالاکی وہ الفاظ کہ ہماری دست گیری کرو، ہماری مشکلیں آسان کرو، اڑا کر صرف ندائے غیر رکھی، اور اسے بے عقیدۂ شرکیہ خالص مباح بتایا، اور دل میں یہ کہ یوں بھی گناہ ہے۔

---

(۱) [سورة البقرة: ۱۰٤]

تناقض ۶/ صفحہ ۸۵:

''موہم شرک ہیں، منع ہیں''

تناقض ۷/ حصہ ۳/ صفحہ ۹:

''درست نہیں کہ ظاہر اس کا موہم شرک کا ہے''۔

تناقض ۸/ صفحہ ۳۳/۳۴:

''ممنوع ست، سم قاتل بہ عوام سپر دن ست کہ صد ہا مردم بفساد عقیدہ شرکیہ مبتلا شوند و موجب ہلاکت ایشان گردد۔ یہ مسلمانوں کو زہر قاتل دینا ہے۔ وہاں کیسے ٹھنڈے جی سے حلال کیا''۔

تناقض ۹/:

پھر بھی یہاں تک تو یہی الفاظ تھے، کہ معصیت سے خالی نہیں، معصیت ناجائز، ناروا، گناہ، منع ہے، درست نہیں، کہ مکروہ تحریمی تک صادق آسکتے تھے۔ آگے چل کر خاص حرام ہو گیا۔

حصہ ا/ صفحہ ۱۱۱:

''چوں کہ بظاہر موہم شرک ہیں، اس لیے پڑھنے والے ان کے مجلس عوام میں گنہ گار ہوتے ہیں ،لہذا پڑھنا ان کا حرام ہے''۔

تناقض ۱۰/ حصہ ۳ ص ۱۸:

''وجہ فسق کی احتمال فساد عقیدہ عوام اور اپنے اوپر تہمت شرک رکھنا ہے''۔

طرفہ یہ کہ یہ اسی پہلے استفتا کا دوبارہ جواب ہے، یہاں جو جناب شاہ صاحب وقاسم صاحب کے باعث۔ ع

پتھر کے تلے دبا تھا دامن

آپ بادل ناخواستہ زبان چبا چبا کر ان کہی بولے، سائل نہ سمجھا، یا اس نے براہ شرارت آپ کو چھیڑنے اور کچھ بلوا قبلوا چھوڑنے کے لیے مکرر پوچھا تھا کہ:

''مجھ کو بصراحت معلوم نہ ہوا کہ آپ نے کیا ارشاد کیا''۔

اس کا صفحہ ۱۸ ر پر یہ جواب دیا کہ

''فساد عقیدہ عوام کا احتمال بھی ہو تو مجمع میں پڑھنا فسق''

اور اوپر ایک ہی صفحہ پہلے اسی سوال کے جواب میں احتمال درکنار وہ کچھ فساد موجود دیکھ کر بھی یہ تھا کہ:

''بندہ معصیت نہیں کہہ سکتا''۔

یعنی گناہ تو نہیں مگر فسق ضرور ہے۔ حافظہ نباشد۔

تناقض ۱۱ر:

اب حرام سے بھی اونچے چل کر بدعت وضلال واضلال لیتے ہیں۔

حصہ ارصفحہ ۱۸:

''اگر چہ بتاویل صحیح شرک نہیں مگر منجر بشرک اور باعث فساد عقیدہ عوام ہے، تو یہ امر بھی بدعت واضلال وگناہ سے خالی نہیں''۔

تناقض ۱۲ر:

وہ تو خالی نہیں سے ہی چلتے ہیں، آگے چل کر کھلتے ہیں۔ اول گناہ میں بھی اتنا ہی کہا تھا کہ معصیت سے خالی نہ ہوگا، رفتہ رفتہ حرام ہو گیا۔

یہاں بھی دیکھیے! درود تاج شریف میں جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ''دافع البلا'' کہا ،اس پر یہ غیظ ہے، حصہ ۳ر ص ۳۴:

''ورد ساختن بدعت ضلالت ست''۔

سبحان اللہ! یہ کہنا کہ: یارسول اللہ حضور ہماری مشکلیں آسان فرمائیں، مباح خالص۔ اور یہ کہنا کہ حضور دافع البلا ہیں، بددینی وگمراہی۔

تناقض ۱۳ر:

اب بدعت سے بھی چڑھ کر خاص اندر کے دل کی کھلتی ہے، شرک وکفر کی ڈھلتی ہے۔

حصہ ار ص ۹۴:

''صاحب قبر سے کہے کہ تم میرا کام کردو، یہ شرک ہے، خواہ قبر کے پاس سے خواہ دور''۔

تناقض ۱۴ار ص ۱۳۰:

''اس طور دعا کرنا کہ اے صاحب قبر میرا کام کردے، یہ حرام اور شرک بالاتفاق ہے''۔

تناقض ۱۵ار ص ۳ر ص ۱۹:

''وہ استعانت جو کفر ہے، وہ یہ ہے کہ تم میرا کام کردو''۔

''سهّل لنا إشكالنا'' میں یہی تو تھا، مگر وہاں اپنوں کے نام سوال میں شامل تھے، وہ کفر حلال ومباح ہو گیا۔

تناقض ۱۶/حصہ ۳/ص ۴۴:

شاعر جو نعت اقدس میں لفظ صنم یا بت یا آشوب ترک یا فتنۂ عرب باندھتے ہیں، اس کا سوال تھا، یہ لوگ نہ وہابی ہوتے ہیں، نہ ان کے اپنے، لہذا یہاں گنگوہی جولانیاں دیکھیے خود کہا کہ:

''یہ الفاظ قبیحہ بولنے والا معنی حقیقیہ ظاہرہ مراد نہیں رکھتا بلکہ معنی مجازی مقصود لیتا ہے، مگر ایہام گستاخی سے خالی نہیں''۔

اور آخر حکم یہ جڑا کہ:

''پس ان کا بکنا کفر''۔

ملاحظہ ہو! وہی ایہام وہاں تھا، وہی یہاں، وہاں تو مباح خالص تھا، حتی کہ عوام کی مجلسوں میں بھی اس کے پڑھنے کو معصیت کہنا بھی ناممکن تھا، بلکہ غلبۂ محبت نے کراہت تک کھودی تھی، یہ یوں کہ اپنوں کا قدم درمیان تھا۔

یہاں وہی ایہام کا لفظ نہ پیش عوام، بلکہ سرے سے کہنا ہی کفر ہو گیا، غلبۂ محبت نے بھی کام نہ دیا۔ یوں کہ یہ نعت گویوں کا معاملہ تھا۔

غرض کفر و شرک و حرام سب اپنے گھر کے ہیں، اسی بات پر اپنوں کو معصیت سے بھی بچا لیا، اسی پر اوروں کے لیے معصیت چھوڑ کفر پھنٹا دیا۔ مگر قرآن عظیم سے نہ سنا: ﴿أَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ أُولَٰئِكُمْ أَمْ لَكُم بَرَاءَةٌ فِي الزُّبُرِ﴾[سورۃ القمر: ۴۳] کیا تمہارے کافر کچھ ان سے بھلے ہیں کہ ان پر جو حکم ہوا ان پر نہ ہو۔ یا تمہارے لیے کتابوں میں آزادی لکھی کہ تمہاروں کو کفر بھی حلال۔

آپ نے دیکھا تناقض ایسے ہوتے ہیں، اور وہ بھی غلطی سے نہیں بلکہ کمال بد دیانتی سے کہ اپنوں کی خاطر ﴿يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِم مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ﴾[سورۃ آل عمران: ۱۶۷]

(۱۷) دیوبندیہ نے امام اہل سنت پر تو جتنا طوفان جوڑا تھا کہ ''اسمٰعیل'' کی نیت کا حال معلوم ہونے کا دعویٰ فرمایا۔ گنگوہی صاحب کی دیکھیے صاف بتا رہے ہیں کہ نعت گویوں کی نیت ہمیں معلوم ہے معنی حقیقی کہ کفر ہیں ان کے مراد نہیں، مجازی مقصود ہیں۔ پھر بھی یہی ہے کہ کافر ہیں۔

(۱۸) تناقض وغیرہ تو بالائے طاق رہے۔ گنگوہی فتووں پر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب و جناب حاجی امداد اللہ صاحب اور گیہوؤں کے ساتھ ''گھن'' قاسم نانوتوی صاحب کے کفروں کی خبر لیجیے!

حضرت شاہ صاحب اپنے قصیدہ ''اطیب النغم'' کی شرح و ترجمہ میں لکھتے ہیں:

''فصل یازدہم در ابتہال بجناب آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: اے بہترین عطا کنندہ، وائے

بہترین کسے کہ امید او داشتہ شود برائے ازالۂ مصیبت تو پناہ دہندۂ منی از ہجوم مصیبت وقتے کہ خلاند در دل بدترین چنگال"۔

اسی میں ہے:

"ذکر بعض حوادث زمان کہ دراں حوادث لابدست از استمداد بروح آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم"۔

یہی شاہ صاحب اپنے قصیدہ ہمزیہ کی شرح وترجمہ میں فرماتے ہیں:

"فصل ششم در مخاطبۂ جناب عالی علیہ افضل الصلوات والتسلیمات ندا کنند زار وخوار شدہ بشکستگی دل وبہ پناہ گرفتن کہ اے رسول خدا عطائے می خواہم روز فیصل کردن وقتے کہ فرود آید کار عظیم در غایت تاریکی پس توئی پناہ از ہر بلا بسوئے تست رو آوردن من بہ تست پناہ گرفتن من و در تست امید داشتن من"۔

یہ وہی دافع البلا ہے جس کے سبب درود تاج پر وہ حکم چلا ہے، اسی میں ہے:

"نیست ہیچ تشنہ کہ سوزش سینہ دارد دل وے مگر رجوع می کنند از عطائے آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بسیرابی"۔

جناب "حاجی امداد اللہ" صاحب:

کرو روئے منور سے مری آنکھوں کو نورانی مجھے فرقت کی ظلمت سے بچاؤ یارسول اللہ
اگرچہ نیک ہوں یا بد تمہارا ہو چکا ہوں میں بس اب چاہو ہنساؤ یا رلاؤ یارسول اللہ
پھنسا ہوں بے طرح گرداب غم میں ناخدا ہو کر مری کشتی کنارے پر لگاؤ یارسول اللہ
جہاز امت کا حق نے کردیا ہے آپ کے ہاتھوں بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یارسول اللہ
پھنسا کر اپنے دام عشق میں امداد عاجز کو بس اب قید دو عالم سے چھڑاؤ یارسول اللہ

نانوتوی صاحب:

اگر جواب دیا ہے کسوں کو تو نے بھی تو کوئی اتنا نہیں جو کرے کچھ استفسار
مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار
کروڑوں جرم کے آگے یہ نام کا اسلام کرے گا یا نبی اللہ کیا مرے پہ پکار

نانوتوی صاحب اپنا اسلام برائے نام آخر تحذیر الناس میں کہہ چکے ہیں کہ:

"اس گنہگار کو جس کا اسلام برائے نام ہے دست گیری فرما کر ورطۂ ہلاکت سے نجات دیں"۔

یعنی "قد یصدق" یہ حضرت کہ حضور سے مانگ رہے ہیں حضور سے عرض کر رہے ہیں کہ یوں

کردیجیے، حضور کو عطا کنندہ وپناہ دہندہ وغیرہ وغیرہ کہہ رہے ہیں۔ گنگوہی فتووں پر ضرور کافر مشرک بالاتفاق ہوئے۔

(۱۹) پھر گنگوہی صاحب کہاں بچ کر جاتے ہیں، یہ جناب حاجی صاحب کے مرید اور حضرت شاہ صاحب کے غلام۔ ''فتاوی گنگوہی'' حصہ دوم ص۱۸۲:

''بندہ خاندان حضرت شاہ ولی اللہ صاحب میں بیعت ہے اور اسی خاندان کا شاگرد ہے''۔

معاذ اللہ کافروں مشرکوں کو پیر بنانے والا کب مسلمان رہ سکتا ہے۔

(۲۰) تذییل اجل میں آپ نے کہا تھا:

''ہم یہی سنتے آئے تھے کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبی کا امکان ذاتی بھی موجب تکفیر ہے''۔

اس کا بطلان تو آپ پر واضح ہوگیا، ہاں آپ دیوبندیہ وہ امکان ذاتی بھی مانتے ہیں، جس کا ماننا قطعاً کفر ہے، اسے بھی سن لیجیے کہ آپ تو اب طالب تحقیق بنتے ہیں، جس دلیل سے بھی اپنا اور دیوبندیوں کا کفر آپ پر واضح ہوجائے آپ ضرور قبول فرمائیں گے۔

تمام دیوبندی بلکہ سارے وہابی لاکھوں کروڑوں خداؤں کو پوجتے ہیں اور ان کا خدا جوف دار کھکل ہے۔

امام الطائفہ اسمٰعیل دہلوی نے۔معاذ اللہ۔ باری عزوجل کا جھوٹا ہونا ممکن بنانے کے لیے دو۲ ملعون دلیلیں گڑھیں، جن کا نہایت قاہر رد ''سبحٰن السبوح'' شریف میں ہے۔ ان میں ایک یہ کہ آدمی تو جھوٹ پر قادر ہے خدا قادر نہ ہو تو آدمی کی قدرت اس سے بڑھ جائے۔

مولانا غلام دست گیر صاحب مرحوم نے اس پر نقض کیا کہ یوں تو تمہارے خدا کا چوری کرنا، شراب پینا بھی ممکن ہوجائے کہ آدمی چور اور شرابی ہوتے ہیں، خدا نہ ہوسکے تو آدمی سے قدرت میں گھٹ رہے، اس پر دیوبند کے بڑے معتمد مولوی محمود حسن دیوبندی صاحب نے ضمیمہ اخبار ''نظام الملک'' ۲۵/ اگست ۱۸۸۹ء میں صاف چھاپ دیا کہ:

''چوری، شراب خوری، جہل، ظلم، سے معارضہ کم فہمی۔ معلوم ہوتا ہے غلام دست گیر کے نزدیک خدا کی قدرت بندہ سے زائد ہونا ضرور نہیں، حالاں کہ یہ کلیہ ہے جو مقدور العبد ہے مقدور اللہ ہے''۔

یہ تو آنکھیں بند کرکے کہہ ہی بھاگے، اور آپ تھانوی صاحب ظاہری وغیرہ جس دیوبندی یا کسی قسم کے وہابی سے پوچھیے یہی کہے گا، ورنہ اپنے امام الطائفہ کی دلیل کیسے بنائے گا؟۔ کیا اسے گمراہ بد دین

ٹھہرائے گا کہ اس نے یہ کہہ کر اپنے معبود کو تمام ذلتوں، خواریوں، فاحشہ عیبوں، گھنونی باتوں کے قابل بنادیا ہے۔

اب ان کے خدا کا جوف دار کھکل ہونا تو امکان شراب خوری سے ظاہر۔ انسان کا شراب پینا یہی ہے کہ باہر سے شراب اپنے جوف میں داخل کرے، ان کا خدا اگر کھکل نہ ہوگا اس پر قادر نہ ہوگا، تو قدرت انسان سے گھٹ رہے گا، رہے کروڑوں خدا وہ یوں سمجھیے!

فرمایئے! چوری کیا ہے؟ پرائی ملک بے اس کی اجازت کے اس سے چھپا کر لے لینا۔ کیا اپنی ملک کسی کے پاس سے لے لینے کو کے پاگل کے سوا کوئی چوری کہہ سکتا ہے۔ اور ہو بھی تو یہ صورۃً چوری ہوگی نہ حقیقۃً۔ اور آدمی حقیقی چوری پر قادر ہے جس کا نفس وجود بے ملک غیر عقلاً ناممکن وناممتصور ومحال بالذات، "کجمیع الاضافات" تو چند باتیں قطعاً ثابت ہوئیں۔

(۱) بعض اشیا خدا کی ملک سے خارج اور دوسرے کی ملک مستقل ہوں جب تو چوری کر سکے گا۔

(۲) وہ دوسرا مستقل خدا ہو کہ اگر تقریر "تحذیر الناس" کے طور کا خدا بالعرض ہوا تو مالک بھی بالعرض ہوگا، اور اس چیز کا بھی مالک بالذات پھر اللہ واحد قہار رہے گا، اور چوری ناممکن ہوگی۔

(۳) جب وہ دوسرا مستقل خدا ہے تو ازلی ابدی ہوگا یا نہیں کہ امکان سرقہ کے لیے اس کا امکان کفایت کرے؟۔ اور بالفعل موجود نہ ہو کہ خدا کا وجود واجب ہونا لازم نہ کہ محض ممکن۔

(۴) انسان لاکھوں کروڑوں اشخاص کی چوری کر سکتا ہے، خدا اگر ایک ہی کی چوری کر سکے زیادہ پر قادر نہ ہو تو انسانی قدرت سے پھر گھٹ رہے۔

لہذا واجب کہ لاکھوں کروڑوں ازلی ابدی خدا موجود واجب الوجود ہوں تو قطعاً ثابت ہوا کہ دیوبندیہ وہابیہ کروڑوں خداؤں کے پجاری ہیں۔

ہے تھانوی وغیرہ کسی دیوبندی یا وہابی میں دم کہ اس کا جواب لا سکے؟۔ یا اپنے کروڑوں خدا میں سے ایک بھی گھٹا سکے ﴿کذلك العذاب ولعذاب الأخرة اکبر لو کانوا یعلمون﴾ [سورۃ زمر: ۲٦]

الحمد للہ اولاً وآخراً: جناب تھانوی صاحب! یہ اسّی جہال ہیں۔ تیس بحث اول۔ دس دوم۔ بیس بیس سوم وتذییل میں۔

اگر حسب عادت رسالہ واپس دیا۔ یاسکت یسکت سکوتاً کی گردان بھائی فبھا حق:

بحمد اللہ تعالیٰ ظاہر ہوگیا۔ ورنہ بخوشی اجازت ہے کہ تمام اصاغر واکابر وروس واذناب مل کر

جھولیں۔ اور ہم یہ بھی قید نہیں لگاتے کہ آپ خود کاتب بنیں یا ساری پارٹی، کہ یقیناً سر جوڑ کر بیٹھے گی دستخط کرے یا نہیں۔ جواب جس نام سے چاہے ہو، مگر آپ کی فقط تصدیق ہو۔ تصدیق بھی نہ سہی اتنا ہی لکھ دیں کہ ہم نے دیکھا امور ذیل کا لحاظ ضرور ہے:

(۱) آپ جواب جب چاہیں دیں۔ اتنا بفور وصول ایک کارڈ پر لکھ بھیجیں کہ جواب مہینے دو ۲ مہینے سال دو سال اتنے دنوں میں آئے گا۔ یا یہی کہ جواب نہ دیا جائے گا کہ انتظار نہ ہو۔ یہ کارڈ تیسرے چوتھے دن آسکتا ہے۔ ان دو حرفوں کے لکھنے میں آپ کو کیا گھنٹہ لگتا ہے، مگر مجھے تو آپ کی خاطر منظور، آپ پر نرمی مقصود، لہذا اس خیال سے کہ اتنی بات لکھنے کے لیے بھی شاید ساری پارٹی سے مشوروں کی ضرورت ہو، میں ساتویں بلکہ دسویں دن تک انتظار کروں گا۔ اگر یہ دو حرفی کارڈ نہ آیا تو اس کے معنی یہی سمجھے جائیں گے کہ حسب عادت عار سکوت اختیار فرمائی۔

(۲) یہ جواب خط دوم کی طرح افتراءات وانکار حسیات کی مثل مکابرات پر مشتمل نہ ہو، ورنہ ہمیں وقت ضائع کرنا نہیں، ورنہ افتراءات ومکابرات چھانٹ کر آپ کو بھیج دینا ہی کافی جواب ہوگا۔

(۳) اسی (۸۰) نمبروں کا جواب جدا جدا ہو، جتنے نمبروں کو حق سمجھیے، تصریحاً ان کی تسلیم لکھ دیجیے۔ ورنہ اگر عاجزوں کے داب قدیم کی طرح بعض باتوں پر کچھ لب کشائی اور باقی کو پشت نمائی، تو جن نمبروں کا جواب نہ ملے گا پہلے سے کہے دیتا ہوں وہ آپ کے تسلیم شدہ ٹھہریں گے، اور ان سے اسی طرح احتجاج کیا جائے گا جیسے آپ صراحۃً تسلیم لکھ دیتے۔ ﴿وَاللّٰهُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾[سورة البقرة : ۲۱۳] ﴿حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾[سورة آل عمران: ۱۷۳]

ولاحول ولاقوة الا بالله العلی العظيم . وصلى الله تعالىٰ وسلم وبارك على ناصرنا ومولانا محمد واله وصحبه وابنه وحزبه اجمعين آمين والحمد لله رب الغلمين .

فقیر مصطفےٰ رضا قادری برکاتی

۸ر صفر المظفر ۱۳۳۷ھ

سیف الجبار علیٰ کفر زمین دار

القسورة علی ادّوار الحمر الکفرة

۱۳۴۳ھ

ظفر علی رمة من کفر

۲۵........۱۹ء

فتویٰ ” سیف الجبار“ کا تقابلی مطالعہ

از صدر العلما علامہ محمد احمد مصباحی اعظمی

صدر مجلس شرعی وصدر المدرسین الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور

کسی شخصیت کے علمی فضل وکمال سے آشنائی کے لیے دو ہی طریقے زیادہ کارگر اور معتبر ہوتے ہیں۔ایک یہ کہ خود اس کی علمی گفتگو سنی جائے اور مختلف موضوعات پر اس سے کلام کر کے اس کی وسعت نظر، استحضار اور علمی گہرائی کا اندازہ کیا جائے۔ دوسرے یہ کہ اگر اس کے رشحاتِ قلم ہوں اور متعدد موضوعات پر اس کے مضامین و کتب دست یاب ہوں تو انھیں پڑھ کر اس کے علمی منصب و مقام کا تعین کیا جائے۔ ماضی کی شخصیات کے بارے میں یہی دوسرا طریقہ زیادہ استعمال ہوتا ہے، اور باوثوق سمجھا جاتا ہے۔اور دوسرے یہ کہ زبانی فضل وکمال کا جو اجمالی تعارف وتذکرہ ہوتا ہے اس سے کسی محقق کی پوری تسکین نہیں ہوتی۔ خصوصاً اگر بیان کرنے والے افراد کا علم وکمال اور ثقاہت وتقویٰ اس کے نزدیک زیادہ قوی نہ ہو تو اس کے لیے اعتماد اور مشکل ہو جاتا ہے۔

ہم نے مفتی اعظم کی علمی مجلسیں تو بالکل نہ پائیں یا بہت ہی کم پائیں۔اس لیے ہمارے لیے ان کی تصانیف اور ان کے رشحاتِ قلم ہی مشعل راہ کا کام کر سکتے ہیں، اور بحمدہٖ تعالیٰ جب ہم ان کا مطالعہ کرتے ہیں تو نہ صرف فقہ وفتویٰ بل کہ تفسیر و حدیث، عقائد وکلام، عربیت و بلاغت، حسنِ انشا وکمال تفہیم، حالات زمانہ سے آشنائی اور حکمت وتدبیر جیسے بہت سے محاسن مفتی اعظم کی ذات میں یک جا نظر آتے ہیں۔اس اجمال کی تفصیل یا اس دعوے کی تصدیق کے لیے میں کچھ شواہد پیش کر رہا ہوں، تاکہ عام قارئین بھی مفتی اعظم کی جلالت شان سے کسی قدر روشناس ہو سکیں۔

فتوے کا کام کوئی نئی چیز نہیں، مفتی اعظم کے زمانے میں اور اس عصر سے پہلے اور بعد میں بھی یہ کام برابر ہوتا رہا ہے اور آج بھی جاری ہے مگر جب فتاویٰ کا تقابلی مطالعہ کیا جائے اور ہر مفتی کے خاص کمال کو گہری نظر سے دیکھنے کی کوشش کریں تو ہر ایک کا جوہر نمایاں ہوتا ہے اور جو ان میں ممتاز ہے اس کی امتیازی حیثیت عیاں

ہوتی ہے۔

حسنِ اتفاق سے مجھے ایک سوال ایسا ملا جس کا جواب مفتی اعظم کے ساتھ ان کے معاصر متعدد ارباب فتویٰ نے رقم کیا ہے۔ان جوابات میں جو فرق میں نے محسوس کیا وہ بیان کرنے میں اگر کامیاب ہوگیا تو کسی حد تک مفتی اعظم کے افتا کا کمال واضح ہو سکے گا۔

قصہ یہ ہے کہ تحریک خلافت کے دوران مسٹر ظفر بی اے کی ایک نظم بعنوان ''نالۂ خلافت'' کئی بار شائع ہوئی۔ پھر ۷/جون ۱۹۲۵ء کے اخبار ''زمیں دار'' میں وہی نظم فیصلہ کفر و اسلام کے عنوان سے دوبارہ چھپی۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے خلیفہ وشاگرد مولانا سید احمد ابوالبرکات قادری رضوی قدس سرہ (۱۳۱۲ھ-۱۳۹۸ھ) نے اس نظم کے تین اشعار سے متعلق مفتیانِ کرام سے استفتا کیا۔اور ان کے جوابات شائع کیے۔(بعض حضرات سے سوالات میں اس سے قبل کے بھی دو شعر ارسال کیے گئے تھے) اشعار یہ ہیں۔

یہ سچ ہے کہ اس پہ خدا کا چلا نہیں قابو مگر ہم اس بت کافر کو رام کر لیں گے
بجائے کعبہ خدا آج کل ہے لندن میں وہیں پہونچ کے ہم اس سے کلام کر لیں گے
جو مولوی نہ ملے گا تو مالوی ہی سہی خدا خدا نہ سہی رام رام کر لیں گے

ذوق ایمانی رکھنے والا ہر شخص ان اشعار کو سن کر ہی متنفر و بیزار ہو جائے گا۔اور پکار اٹھے گا کہ یہ کسی ایمانی فکر وذہن کی پیداوار نہیں ہے۔اور شاعر حریم اسلام سے قدم باہر نکال چکا ہے۔مگر جب ایک مفتی سے اس کے متعلق سوال ہوگا تو وہ محض اپنے ذوق کے حوالہ سے جواب نہیں دے سکتا،بل کہ عقل واستدلال کی کسوٹی پر پرکھ کر اور شرعی اصول پر ہر شعر کو جانچ کر واشگاف انداز میں دلائل ووجوہ کے ساتھ واضح کر کے اسے جواب دینا پڑے گا۔اب آیئے دیکھیں کہ مفتیان کرام نے کیا جوابات تحریر فرمائے۔

(۱) مفتی مدرسہ ارشاد العلوم رام پور، مولانا ارشاد حسین مجددی نے ان تین اشعار اور ان سے قبل کے دو اشعار دیکھ کر جو حکم تحریر فرمایا ہے وہ ان کے الفاظ میں یہ ہے:

صورتِ مسئولہ میں تیسرے شعر کا پہلا مصرعہ، اور چوتھا شعر، اور پانچویں شعر کا آخری مصرع لزوم کفر میں صریح ہے۔اس وجہ سے کہ تیسرے شعر کے پہلے مصرعہ میں قائل خدائے تعالیٰ کے عاجز ہونے کی تصریح کرتا ہے۔وہل ہذا الا کفر صریح

اور چوتھے شعر کو بالفرض اگر تعریض پر محمول کیا جائے تب بھی ایسی تعریضیں کہ جن سے حق سبحانہ وتعالیٰ کی شان کی تنقیص مترشح ہو،اور اس کی تنزیہ وتقدیس کے خلاف ہوں قطعاً کفر ہیں۔خدا خدا نہ ہوا بل کہ ان یا وہ گو۔ اَلشُّعَرَاءُ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُوْنَ (سورہ شعراء/ر) کے تعریضات اور تمسخر کا آلہ ہوگیا کہ کبھی کسی اکفر سے خدا کو تعبیر کردیا،اور کبھی مشرک سے، ﴿ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ﴾ (سورہ کہف ۵/۱۸) کجا حق

سبحانہ وتعالیٰ، وحدہ لاشریک لہ، معبود برحق اور کجا رام وچھمن کہ جو دو شخص اہل ہنود کے معبود باطل، جن کو وہ نعوذ باللہ خدا مانتے اور جانتے ہیں۔

مؤخر الذکر تین شعروں کے بعض الفاظ صریح کفر ہیں۔اور شرعاً حکم کفر اس پہ ہوتا ہے جس پر صراحۃً قائل کا لفظ دلالت کرے اگرچہ قائل نے قصد کفر نہ کیا ہو۔

مذکورہ اشعار کے حکم میں کل اتنی ہی بات ہے جو اس فتویٰ میں لکھی گئی ہے۔اور قائل پر حکم کی صراحت قید تحریر میں نہ آئی۔ہاں ابتدائی تمہید اور بعد کی عبارتیں ایک ساتھ ملانے کے بعد یہی متعین ہوتا ہے کہ صاحب فتویٰ کے نزدیک ان اشعار کے قائل کی تکفیر ہی ہوگی۔وجہ کفر میں صرف ایک بات واضح طور پر بیان کی گئی کہ پہلے مصرعہ میں قائل نے خدا کے عاجز ہونے کی تصریح کی ہے۔اس کے باوجود یہ فرمایا ہے کہ لزوم کفر میں صریح ہے۔ اور بطور ابہام یہ لکھا ہے کہ تین شعروں کے بعض الفاظ صریح کفر ہیں۔جب کہ ان الفاظ کی صراحت اور وجہ کفر کی وضاحت کے لیے قاری کی جستجو اور دریافت کو سخت تشنگی محسوس ہوتی ہے۔

(۲) دوسرا فتویٰ پاکستان کے مشہور عالم مولانا عبدالکریم درس مفتی کراچی کا ملاحظہ ہو۔ان کے پاس مذکورہ تین اشعار اور اس سے قبل کے دو اشعار ارسال ہوئے تھے۔وہ تحریر فرماتے ہیں۔

نیچے کے تینوں شعر متوازی بکفر ومحتوی ارتداد ہیں۔ان تینوں شعروں میں کوئی لفظ ایسا نہیں جس کا حقیقی معنی مہجور یا متعذر یعنی ایسا متروک الاستعمال ہو جس میں تاویل کی گنجائش ہو۔تیسرے شعر کے جملہ یہ سچ ہے سے شائبہ تک بھی دور ہوگیا۔اور نعوذ باللہ من سوء ذاك الاعتقاد، خالق کا اپنی مخلوق پر قابو نہ چلنے کی تحقیق اور تاکید ہوگئی اور آیہ کریمہ ﴿ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾ (سورہ ہود:۱۱/۴) سے صاف صاف انکار ہو چکا۔وہذا کفر صریح۔

اور دوسرے مصرعہ میں ذاتِ خداوندی پر اپنی ندیت ثابت کی ہے۔خاک بدہنِ قائلش۔

چوتھے شعر کے پہلے مصرع سے اس موجود حقیقی کا کعبہ سے خلو، اور لندن کو اس لامکان ذات کا مکان اور مقام قرار دینا کفر نہیں تو اور کیا ہے؟

اور دوسرا مصرعہ پہلے مصرع کا مؤید، یعنی وہیں پہنچ کر ہم اس سے کلام کرلیں گے۔اور کلام کرلیں گیسے کلیم اللہ بننا سب سفسطہ اور الحاد ہے۔

پانچویں شعر میں آیہ کریمہ ﴿ وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ﴾ (سورہ فاطر ۱۹/۳۵) کا انکار ہے۔مولوی اور مالوی یعنی مومن اور کافر عارف اور اجنبی یعنی غیر عارف، دونوں مسٹر ظفر کے سامنے برابر ہیں۔مالوی ۔مولوی تو مولوی ایک فاسق مسلم کے برابر بھی نہیں ہوسکتا۔ان شعروں کا قائل کافر اور مرتد ہے۔ اِلَّا اَنْ یَّرْجِعَ وَ یَتُوْبَ

اس فتویٰ میں وجوہ کفر کو وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ جو حسب ذیل ہیں۔

(۱) یہ کہنا کہ مخلوق پر خالق کا قابو نہ چلا (۲) اپنے کو ذاتِ الٰہی کا مساوی و مقابل ٹھہرانا (۳) ذات لامکان کے لیے مکان قرار دینا (۴) کلیم اللہ بننے کا دعویٰ اور خیال (۵) مومن اور غیر مومن کو یکساں قرار دینا اور دونوں میں فرق نہ جاننا

ساتھ ہی قائل کا حکم آخر میں واضح کر دیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے یہ فتویٰ پہلے فتوے سے زیادہ وقیع اور تشفی بخش ہے۔ بیان میں اجمال اور عربی الفاظ کے، کثرت سے استعمال کی شکایت کی جاسکتی ہے۔ وہ غالباً اس وجہ سے ہے کہ مستفتی خود ہی زبردست عالم ہیں۔ بہر حال بحیثیت مجموعی پہلے فتوے سے یہ بدرجہا واضح و جامع ہے۔

(۳) تیسرا فتویٰ مولانا محمد ابراہیم قادری مدرس اول دارالعلوم شمس العلوم بدایوں کا ملاحظہ ہو وہ لکھتے ہیں:

فقہائے کرام علیہم الرحمہ نے فرمایا کہ جو شخص خدائے تعالیٰ کو معاذ اللہ ایسے وصفوں سے متصف کرے کہ اس کے لائق نہ ہوں، یا خدائے تعالیٰ کو جاہل، عاجز ٹھہرائے، یا اس کے نام کے ساتھ تمسخر کرے اور اختیاراً ایسے قول کہے (وہ تعریضاً نقلاً نہ ہوں) اگر چہ کہنے والا اسے کفر نہ جانے، اور اس کا اعتقاد نہ رکھے۔ وہ شرعاً ایسے قول کی بنا پر کافر ہو جاتا ہے۔

اس بیان کی مؤید عبارتیں نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

جو شخص نثراً نظماً یہ کہے کہ خدا کا اس بت کافر پر قابو نہ چلا مگر میں اس کو مطیع کرلوں گا یا خدا، خدا کی جگہ رام رام باتباع فلاں کافر کرلوں گا تو یہ کلمات صریحاً کفر کے ہیں۔ جس میں تاویل کی گنجائش نہیں۔ اگر چہ کہنے والا اعتقاد نہ رکھے۔

اس فتویٰ کی تمہید میں چند وجوہ کفر ذکر کرنے کے بعد ان کے قائل کا حکم بیان کیا اور اس کی تائید میں کتب فقہ کی عبارتیں پیش کر دیں۔ آخر میں شعر سے متعلق کفر کی دو وجہیں تحریر کیں۔ ایک خدا کو عاجز اور اپنے کو قادر بتانا۔ دوسری خدا کی جگہ بہ اتباع کافر رام رام کرنا، ان سب کو کفریہ کلمات بتایا۔ اور قائلِ خاص کا حال غالباً تمہید فتویٰ کی روشنی میں فہم ناظرین پر چھوڑا۔

بہر حال اس میں دو وجہیں بہت صراحت کے ساتھ بیان کیں۔ اور قائل کا حکم بھی کسی قدر ظاہر کر دیا۔ اگر چہ بہ الفاظ خویش صراحت نہ کی۔ اس لحاظ سے یہ فتویٰ پہلے فتوے سے بہتر اور دوسرے فتوے سے کم تر ہے۔

(۴) چوتھا فتویٰ امام احمد رضا قدس سرہ کے سچے اور جاں نثار حامی، ہمارے مخدوم گرامی حضرت

مولانا سید اولاد رسول محمد میاں قادری برکاتی سجادہ نشین سرکار مارہرہ شریف رحمہ اللہ تعالیٰ ورحمنا بہ کا ہے۔ان کی ابتدا واشگاف اور واضح وغیر مبہم ہے۔اور جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس میں کسی شہرت گیر اخبار کے ایڈیٹر کے ادنیٰ سے ادنیٰ پاس ولحاظ سے بہت دور ہو کر دین وایمان اور حقیقت وحقانیت کی پاسداری کا جذبہ بہت عیاں ہے۔جو اس خاندان والا شان کی ہر دور میں نمایاں روایت رہی ہے اور بفضلہ تعالیٰ آج بھی جاری ہے۔رقم طراز ہیں:

شعر ۲/ یقیناً قطعاً کفر خالص ہے۔اس میں نہایت صاف واضح الفاظ میں خدا کو عاجز کہا۔اور عاجز بھی کیسا کہ جس بت کا فر پر بقول اس شاعرِ کافر کے خود یہ قادر ہے۔خدا کا اس پر کچھ بس نہیں چلا۔اور یہ خدا کی طرف عجز کی نسبت،اور وہ بھی ایسی،یقیناً قطعاً اجماعاً کفر خالص ہے۔

اس کے بعد تائیدی عبارتیں نقل کی ہیں۔پھر فرماتے ہیں:

یہ شعر اپنے اس معنی کفری میں نہایت واضح وصاف،متعین،ناقابل تاویل وتوجیہ ہے۔جس میں کسی ایسی تاویل کی جو اسے کفر سے نکال سکے اصلاً گنجائش نہیں۔نہ ایسے کفر صریح میں ادعاے تاویل مقبول وصحیح۔

پھر شفاء ونسیم الریاض کی عبارتیں پیش کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

اس شاعر کے خسارو بوار کے لیے اس کا یہی ایک ملعون شعر کیا کم تھا کہ اس نے آگے اور کفر بکا۔اور شعر کے پہلے مصرعہ میں مشرک کو اپنا رہبر ورہنما،ہادی وپیشوا بنانے کی اپنی مشرک پرستی کو ایک تعلیق موہوم کی بے معنی آڑ کے ساتھ ظاہر کرنے کے بعد دوسرے مصرعہ میں صاف صاف کہہ دیا کہ ع خدا خدا نہ سہی رام رام کرلیں گے۔

اس مشرک پرستی پر تو ردِ کامل علماے اہل سنت کے رسائل میں ہے۔یہاں کہنا یہ ہے کہ اس دوسرے مصرع میں کلمہ اسلام خدا خدا کو ایک کلمہ کفر رام رام سے مساوی ماننا اور اس کلمہ اسلام کو چھوڑ کر اس کلمہ ملعونہ،یعنی رام رام کو اختیار کرنا ہے۔اور یہ دونوں یقیناً کفر ہیں۔

کفر واسلام کے مساوی جاننے کا کفر ہونا تو بدیہی ہے۔اور رام کے معنی ہیں رما ہوا،سمایا ہوا اور خدا کو کسی چیز میں رما ہوا جاننا یقیناً کفر ہے۔(پھر عبارت اعلام ابن حجر وحوالہ شفا) اور کفر اس وقت کرے یا آئندہ اس کے کرنے کا ارادہ کرے،بہر حال اسی وقت کافر ہو جائے گا۔(بعدہ عبارتِ ہندیہ عن الخلاصہ)

اس فتوے میں شاعر کا حکم بھی واضح ہے اور وجوہ کفر بھی تحقیقی طور پر صاف صاف بیان کی گئی ہیں۔الفاظ بھی سلیس،اکثر عام فہم زوردار اور واضح وغیر مبہم استعمال کیے گئے ہیں۔

غور فرمائیں درج ذیل وجوہ کفر کو کس عمدہ طریقہ پر ثابت فرمایا ہے۔

(۱) خدا کی طرف عجز کی نسبت،بل کہ صراحۃً عاجز کہنا،وہ بھی اس حد تک کہ جس پر خود یہ شاعر قادر ہے وہ اس سے عاجز ہے۔

(۲) مشرک کو اپنا ہادی و پیشوا بنانا۔ جس کی تفصیل رسائل علمائے اہل سنت کے حوالہ کی۔

(۳) کلمہ اسلام کو کلمہ کفر کے مساوی ماننا۔

(۴) کلمہ اسلام چھوڑ کر کلمہ کفر اختیار کرنا۔

(۵) خدا کو کسی چیز میں رما ہوا سمجھنا۔

یہ پانچ وجہیں اس فتوے سے عیاں ہیں۔ اور جیسا کہ راقم نے اخذ کیا۔ مولانا عبدالکریم درس علیہ الرحمہ کے فتوے سے بھی پانچ وجہیں دریافت ہوتی ہیں پہلی وجہ تو وہی ہے جو ہر فتوے میں بیان کی گئی ہے۔ باقی چار وجہیں الگ ہیں۔

(۲) اپنے کو ذات الٰہی کا مساوی و مقابل ٹھہرانا۔ (۳) ذات لامکاں کے لیے مکان قرار دینا۔

(۴) کلیم اللہ بننے کا دعویٰ (۵) مومن وغیر مومن کو یکساں قرار دینا۔

اگر چہ یہ وجہیں مولانا سید اولاد رسول محمد میاں برکاتی علیہ الرحمہ کے طرز تحقیق اور انداز بیان کے ساتھ بہت واضح طور پر نہیں لکھی گئیں۔ مگر ان کے کلام سے یہ وجہیں آسانی سے اخذ کی جاسکتی ہیں۔ تاہم تعداد وجوہ برابر ہے۔ اور فتوائے مارہرہ کی زبان و بیان کا کمال، اظہار حق میں صراحت و جسارت کا جلال، شعر کے فہم و تفہیم کے ساتھ بعض الفاظ کی تحقیق اور وجوہ کفر پر کتب علما کی تائید کا حسن و جمال اپنی جگہ عیاں ہے۔

(۵) اب آئیے امام احمد رضا قدس سرہ کے فرزند جلیل مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفیٰ رضا قدس سرہ کے فتوے پر نظر ڈالیں۔ جنھوں نے فتوے کے گھر میں آنکھیں کھولیں۔ فقہ و کلام کی باریکیوں کے حل میں طالب علمی کا زمانہ بسر کیا اور یہ عہد ابھی سر بھی نہ ہوا تھا کہ افتا کا آغاز کر دیا۔ اور والد گرامی کی اجازتِ افتا اور عطا کردہ مہر سے سرفراز ہوئے۔ دراصل اسی فتوے کے لیے سابقہ چار فتوے بھی مکمل پاس ادب کے ساتھ نقل کیے گئے۔ تقابلی مطالعہ کا کام ہی کچھ ایسا پیچیدہ ہے کہ بہت سے قابل قدر اور اپنی اپنی جگہ عظیم و جلیل رشحاتِ قلم پر نگاہ نقد گزارتے ہوئے ہر ایک کے درجہ و مقام کو متعین کرنا فرائض میں داخل ہو جاتا ہے۔ مگر ان شاء اللہ المولی الرؤف الکریم ہم کسی حال میں اکابر کے ادب و احترام کا دامن ایک لمحہ کے لیے بھی ہاتھ سے نہ چھوٹنے دیں گے۔ وَہُوَ الموفق و خیر معین۔

اس فتوے پر بیس جلیل القدر علما کی تصدیقات بھی ہیں، جن میں درج ذیل ہستیاں خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

(۱) صدر الشریعہ ابو العلا مولانا محمد امجد علی اعظمی

(۲) صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی

(۳) شیر بیشہ اہل سنت مولانا حشمت علی خاں قادری لکھنوی

(۴) مولانا سید غلام قطب الدین سہسوانی سہیلِ ہند

(۵) مولانا مفتی محمد غلام جان قادری ہزاروی

(۶) مولانا معوان حسین احمدی مجددی

(۷) مولانا محمد اسماعیل محمود آبادی

(۸) مولانا حسنین رضا قادری بریلوی

(۹) مولانا محمد مختار صدیقی میرٹھی

(۱۰) مولانا تقدس علی رضوی بریلوی، علیہم الرحمہ

مستفتی کی حیثیت سے نائب ناظم حزب الاحناف لاہور، جناب محمد الدین کاتھ مرچنٹ کا نام ہے اور صرف تین اشعار مذکورۃ الصدر سے متعلق سوال کیا گیا ہے کہ کفریات کا تعلق انھیں تین سے ہے۔ صورتِ سوال یہ ہے:

آیا یہ اشعار شرعاً درست ہیں یا خلاف شرع ہیں۔ درصورت ثانی شاعر کا کیا حکم ہے؟ ہمارے دیار کے علمائے کرام فرماتے ہیں کہ ان اشعار کا مفہوم کفر والحاد ہے۔ اور قائل پر تجدید اسلام اور تجدید نکاح لازم اور جس طرح ان اشعار کی اشاعت عام ہوئی اسی طرح توبہ نامہ کی اشاعت بھی واجب ہے۔

بعض شعرا کا خیال ہے کہ ان اشعار کا مفہوم کفر نہیں، پس جناب کی خدمت میں گزارش ہے کہ اشعار ذیل کے مفاہیم پر غور فرما کر جو حکم شرع شریف ہو اسے دلائل فقہیہ سے مزین بہ مواہیر فرما کر پتہ ذیل پر حتی الوسع جلد واپس فرمائیں۔

خاص ان اشعار سے متعلق جواب سات صفحات پر مشتمل ہے اور درمیان میں علمائے دین کے خلاف عوامی غوغا آرائیوں اور نئی روشنی، نئی تہذیب کے بے جا تجدد پسند اور فرقہ نیچریہ کے اضلال واغوا اور کید وافترا کا رد ہے۔

چوں کہ فتویٰ بہت تفصیلی ہے اس لیے یہاں اس کی تلخیص اور تقابلی مطالعہ کے طور پر ضروری تحلیل سے کام لیا جا رہا ہے۔

ابتداءً چند مثالوں کے ساتھ واضح کرتے ہوئے یہ رقم فرمایا ہے کہ:

اے عزیز! یہ کیا پوچھتا ہے کہ یہ اشعار درست ہیں یا خلاف شرع؟ ـــــ ارے برادر دینی یہ پوچھ کہ کیسے اخبث واشنع کفریات ہیں، جن میں شائبہ بھی ایمان کا نہیں، اور جو ان کے کفر ہونے اور ان کے قائل و قابل کے کافر ہونے میں شک کرے اس کا کیا حکم ہے؟ بل کہ درحقیقت تو بات پوچھنے کی یہ بھی نہیں کہ ہر مسلمان جانتا ہے کہ یہ قطعاً کفر ہیں، یقیناً کفر ہیں۔ فالعیاذ باللہ تعالیٰ

بے شک ان اشعار کا قائل وقابل کافر، اور جو اس کے کفرو مستحق عذاب ہونے میں ادنیٰ شک کرے وہ بھی اسی کا ساتھی۔

ان الفاظ سے قول اور قائل اور ان کے حامی وموافق سبھی کا حکم پہلی نظر میں ہی واضح ہو جاتا ہے۔ تفصیل اور دلائل کا نمبر اس کے بعد آتا ہے۔ یہ وہ طرز افتا ہے جو امام احمد رضا کے فتاویٰ میں عام طور سے ملتا ہے۔ والولد سر لابیہ۔

ساتھ ہی ان سطور کے تیور سے عیاں ہوتا ہے کہ باری تعالیٰ کی بارگاہ منزہ ومقدس میں جسارت و بے لگامی اور گستاخی و بدکلامی کس قدر شنیع وقبیح ہے۔ جس کے بعد انسان کی ذاتی شان وشوکت اور وجاہت وشہرت شریعت مقدسہ کی عدالت عالیہ اور علمائے ربانیین کی بارگاہ حق پسند میں ذرا بھی پاس ولحاظ کے قابل نہیں رہ جاتی جیسے دنیاوی کچہریوں میں قتلِ ناحق کا یقینی مجرم، یا کسی شاہی حکومت میں پاک وصاف بادشاہ پر غلط بہتان وافترا کرنے والا باغی یا خلاف تہذیب گالیاں دینے والا بے باک، یا ایسے کسی سلطان کا قاتل پوری حکومت میں کسی کے نزدیک قابل رحم ولائق حمایت نہیں قرار پاتا اور ہر شخص اس کے خون سے زمین کا چہرہ رنگین کر دینا سراسر عدل وانصاف تصور کرتا ہے۔ یہی حال ان افراد کا ہوتا ہے جو خدا کی تنزیہ وتقدیس اور اس کی اطاعت و وفاداری کا قلادہ گردن میں ڈال لینے کے بعد اس پاک و بے عیب ذات بلند کی شان اقدس میں یاوہ گوئی یا اس کے باجبروت قانونِ عام کی کھلی ہوئی خلاف ورزی و بغاوت اور اس کی حکومت میں رہ کر اس سے بے وفائی پر اتر آتے ہیں۔ یقیناً یہ کوئی زیادتی یا ناانصافی نہیں۔

نئی روشنی کے بے جا تجدد پسندوں کو شاتمانِ خدا ورسول کی یہ حیثیت شاید آفتاب کی روشنی میں بھی نظر نہیں آتی، یا دماغوں کی صائب روشنی سے عاری ہو چکے ہیں۔ اس لیے مذکورہ بالا قسم کے دنیاوی فیصلوں کو تو حق وانصاف سمجھتے ہیں مگر اس سے زیادہ بڑے جرم پر شرعی فیصلوں کو طعن وتشنیع سے یاد کرنا، اپنے ذہن ودماغ کا کمال اور اپنی زبان وقلم کا ہنر سمجھتے ہیں۔ جب کہ یہ سراسر ناانصافی، بددماغی اور بدزبانی ہے، خدا عقل سلیم سے نوازے اور حق کو حق، ناحق کو ناحق دکھائے۔

اب آیئے یہ دیکھا جائے کہ فتوے کی ابتدائی سطور کی تفصیل اور ان کی دلیل میں کیا لکھا گیا ہے؟

ابتدائی سطور چند باتوں پر مشتمل ہیں۔(۱) قول کا حکم (۲) قائل کا حکم (۳) اس قول کو ماننے والے اور قبول کرنے والے کا حکم (۴) قائل وقابل کے کفر میں شک لانے والے کا حکم۔ اس لیے تفصیل اور دلیل میں بھی ان سب سے بحث ناگزیر ہے۔ دیگر فتاویٰ سے اس فتوی کا ایک امتیازی پہلو یہ بھی ہے کہ یہ صرف قول وقائل ہی نہیں بل کہ ذکر شدہ چاروں امور کا احاطہ کرتا ہے۔ ملاحظہ ہو تحریر فرماتے ہیں:

شعر اول کے دونوں مصرعے کفر خالص ہیں۔(۱) پہلے میں صاف تصریح کی کہ اس بت پر خدا کا قابو نہ

چلا۔

(الف) یہ اللہ عزوجل کی کھلی توہین اور اس کی قدرت عظیمہ، کاملہ، کریمہ ﴿إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ کا رد وانکار ہے کہ ایک شی ایسی بھی ہے جس پر خدا کو قدرت نہیں اور اس پر اس کا قابو نہیں اور وہ اس سے عاجز رہا۔

(ب) یہ سرے سے الوہیت کا انکار ہوا کہ جو عاجز ہو خدا ہی نہیں ہوسکتا۔ تو مصرعہ خبیثہ لعینہ کے قائل نے الوہیت ہی کا حقیقۃً انکار وابطال کیا۔ تو بے شک وہ، اور جو اسے قبول کرے وہ، ہر مسلمان کے نزدیک کافر ہوا۔ اور جو ایسے کو کافر نہ جانے یا اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر کہ پہلے نے کفر کو کفر نہ جانا۔ الوہیت ہی کا انکار اگر کفر نہ ہوا تو اور کیا کفر ہوگا۔ ایمان کو ایمان جیسا جاننا ضرور ہے۔ یوں ہی کفر کو کفر جاننا، جو کفر کو کفر نہ جانے گا وہ ایمان کو کیا جانے گا کہ تعرف الاشیاء باضدادھا چیزیں اپنی ضدوں سے پہچانی جاتی ہیں) اندھا روشنی کی قدر کیا جانے گا۔ اور دوسرے نے شک کیا۔ اور کفر کے کفر ہونے کی تصدیق ضروری ہے تو شک اور ایمان جمع نہیں ہوسکتے کہ تصدیق ہی کا نام ایمان ہے اور وہ بہ حالت شک ناممکن۔

(۲) اور دوسرے مصرعہ میں برملا اپنے آپ کو خدا سے زائد قدرت والا بتایا تو اس کا مرتبہ گھٹایا اور اپنا رتبہ اس سے بڑھایا۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ یہ کتنا خبیث تر کفر ملعون ہوا۔

اس دوسرے مصرع میں اپنی الوہیت کا اثبات کیا، پہلے مصرعہ میں خدا کی الوہیت سے اسی لیے انکار کیا تھا۔ ظاہر ہے کہ مطلب یہ ہوا کہ لوگ جسے خدا کہتے ہیں اور اس کی قدرت بہت عظیم مانتے ہیں اور اسے ہر شی پر قادر جانتے ہیں۔ ہم سچ کہتے ہیں کہ ایک چیز ایسی ہے کہ اس سے وہ عاجز رہا۔ وہ اسے اپنی قدرت سے دباتا رہا۔ مگر اس کا اس پر قابو نہ چلا تو وہ خدا نہ ہوا کہ خدا عاجز نہیں ہوتا۔

اور ہم اس چیز کو بھی رام کرلیں گے، جس پر لوگوں کے خدا کا قابو نہ چل سکا، اور جس سے وہ عاجز رہا، کسی طرح اسے رام نہ کرسکا۔ تو ہم ہر شی پر قادر ہوئے، تو ہم خدا ہوئے نہ کہ وہ عاجز جسے لوگوں نے خدا بنالیا۔ والعیاذ باللہ سبحانہ وتعالیٰ۔

کیا کوئی مسلمان اس کے کفر وملعون ہونے میں ادنیٰ شک لائے گا۔ بے شک ہر مسلمان کہے گا لا ریب یہ کفر ہے اور اس کا قائل وقابل کافر۔

(۳) یوں ہی اس کا وہ دوسرا شعر

بجائے کعبہ خدا آج کل ہے لندن میں
وہیں پہنچ کے ہم اس سے کلام کرلیں گے

کفر خالص ہے۔ (۱) مسلمانوں کا دین مقدس اسلام، اللہ کو جسم وجسمانیات سے پاک بتاتا ہے۔

(الف) مکان جسم ہی کے لیے مخصوص ہے تو اللہ تعالیٰ مکان سے پاک ہے وہ مجسم نہیں۔ (ب) مکان مخلوق ہے وہ خالق ہے۔ (ج) مکان حادث ہے وہ قدیم ہے۔ (د) مکان جسم کو محیط ہوتا ہے اور اللہ اس سے پاک ہے کہ کوئی شی اس کا احاطہ کرے وہ اپنے علم وقدرت سے ہر شی کو محیط ہے۔ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُحِيْط۔ اور شاعر لندن کو خدا کا مکان بتاتا ہے۔ تو خدا کو مجسم جانتا ہے اور لندن کو اسے محیط مانتا ہے جب تو کہتا ہے کہ خدا آج کل کعبے میں نہیں، لندن میں ہے۔ بے شک وہ اہلِ اسلام کے نزدیک کافر ہے۔ اللہ ورسول کے نزدیک کافر ہے۔

باوجودیکہ مسلمان کعبہ معظمہ کو، بل کہ ہر مسجد کو، اس لیے کہ وہ خالصاً اللہ ہی کی ملک ہیں۔ بیت اللہ کہتے ہیں، مگر جو کعبہ معظمہ کو اللہ کا مکان اور اللہ تبارک وتعالیٰ کو اس کا مکین مانے ان کے نزدیک کافر ہے۔ یوں ہی اللہ عزوجل زمان سے بھی پاک ہے کہ زمانہ بھی حادث ومخلوق ہے۔

(۲) اور یوں بھی کہ اس نے کعبہ معظمہ سے لندن کو بڑھایا۔ کعبہ مقدس کی توہین کی۔ مگر جو ربّ کعبہ کی ایسی شدید توہین وتنقیص کر چکا ہو ایسے سے اس کی کیا شکایت۔ مَا عَلٰی مِثْلِهٖ يُعَدُّ الْخَطَا۔ (ایسے کی خطا کی کیا گنتی؟ کیا شمار؟)

(۴) یوں ہی اس کا تیسرا شعر کھلا الحاد وزندقہ ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ (الف) مولوی ومالوی اس کے نزدیک برابر ہیں۔ (ب) خدا اور رام ایک ہیں (ج) کفر واسلام میں کچھ فرق نہیں (د) اس کے نزدیک خدا خدا نہ کیا رام رام کر لیا بات ایک ہی ہے۔ حاصل وہی ہے۔ حالاں کہ ہرگز خدا رام نہیں اور ہرگز رام خدا نہیں۔ (ہ) مشرکین کا مذہب نامہذب ہے کہ خدا ہر چیز میں رما ہوا، سرایت وحلول کیے ہوئے ہے۔ خدا کو اپنے اسی عقیدہ خبیثہ کی بنا پر رام کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ رمنے اور حلول کرنے سے پاک ہے تو خدا کو رام کہنا کفر ہوا۔ اور خدا خدا کرنا عبادت اور کفر کو عبادت جاننا کفر۔ اور نہ سہی فرض کیجیے کہ وہ رام کے یہ معنی بھی نہ سمجھتا ہو جب بھی ہمارا خدا وہ نہیں، جو ہنود بے بہبود کا مذموم خدا ہے جسے مشرکین نے خدا سمجھ لیا ہے۔ (و) اور مشرکین میں اتنا جذب ہو جانے کو تو دیکھو کہ خدا خدا نہ سہی رام رام کر لیں گے کہ مسلمان اور ان کے پیشواؤں کو چھوڑنے کے کے ساتھ ساتھ ان کے معبود برحق کا ترک اور مشرکین میں گھلنے کے لیے ان کے معبود باطل کا اختیار ہے اور یہ ترک اور اختیار دونوں کفر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ کیسا اخبث کلمہ ہے۔

جو مولوی نہ ملے گا تو مالوی ہی سی

خدا خدا نہ سہی رام رام کر لیں گے

کہ مولوی نہ ملے گا تو وہ بدنصیب مولوی کے خدا کو ہی چھوڑ دے گا اور مشرکین کے طاغوت مالوی کو

اختیار کرے گا اور مالوی کے خدا کو پوجنے لگے گا۔

اس قائل اور ان شعرا پر جنھوں نے کہا ہے کہ ان اشعار کے مفاہیم کفر نہیں، توبہ و تجدید ایمان فرض، اور ہر فرض سے بڑھ کر فرض ہے۔ نئے سرے سے مسلمان ہوں اور اپنی اپنی بیویوں سے جب کہ وہ راضی ہوں، از سر نو نکاح کریں۔ اور اگر کہیں بیعت ہوں تو تجدید بیعت بھی لازم۔ یوں ہی اگر حج کر چکے ہوں تو پھر حج کرنا بھی ضروری ہے کہ کفر سے اعمال حبط ہو جاتے ہیں۔ تو پہلا حج مثل اور اعمال کے حبط ہو گیا اب دوسرا حج یوں فرض کہ حج کی فرضیت کا وقت عمر ہے۔ لہٰذا اب پھر حج ضروری و واجب، توبہ کریں اور بہانے نہ بنائیں کہ وہ کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔ واللہ الموفق۔ (ملخصاً)

اس فتویٰ میں وجوہ کفر کا جس ژرف نگاہی اور دقت نظر سے جائزہ لیا گیا ہے، وہ ناظرین پر عیاں ہے۔ ساتھ ہی ہر وجہ کی دلیل بھی بیان کر دی گئی ہے۔ اور قائل کا حال بھی منکشف کر دیا گیا ہے۔ وجوہ کفر پر نظر ڈالیں تو درج ذیل امور سامنے آئیں گے۔

(۱) خدا کی قدرت کاملہ کا انکار اور اس کی عاجزی کا اقرار (۲) اس سے دراصل خدا کی الوہیت اور اس کے خدا ہونے ہی کا انکار ہوا (۳) اپنی قدرت کو خدا کی قدرت سے زائد بتانا (۴) یہ دراصل اپنی الوہیت کا اثبات ہوا، اسی لیے پہلے خدا کی الوہیت سے انکار کیا (۵) خدا کے لیے مکان ماننا (۶) مکان جسم کے لیے ہوتا ہے تو خدا کو جسمانی جاننا (۷) یہ ماننا کہ لندن اسے محیط ہے۔ (۸) لندن کو کعبہ معظمہ سے بڑھانا اور کعبہ کی توہین کرنا (۹) مولوی و مالوی، مومن و غیر مومن میں فرق نہ ماننا (۱۰) خدا اور رام کو ایک سمجھنا (۱۱) کفر و اسلام میں فرق نہ جاننا (۱۲) کلمہ اسلام خدا خدا اور کلمہ کفر رام رام کو یکساں قرار دینا (۱۳) خدا کے لیے کسی چیز میں سرایت و حلول کے اعتقاد پر مشتمل لفظ اختیار کرنا (۱۴) اہلِ اسلام اور ان کے معبود برحق کا ترک (۱۵) اہل باطل اور ان کے معبود باطل کو اختیار کرنا۔

ان اشعار میں جو قوی، صاف، صریح اور ناقابل تاویل وجہیں التزاماً اور لزوماً موجود تھیں انھیں کو فتوے میں واضح طور پر پیش کر کے ان کے احکام بیان کر دیے گئے ہیں، اور جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس کی صداقت و قوت سے انکار کی گنجائش نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ خود فتوے کے الفاظ پیش کر دینے اور ان کی خصوصیات کی جانب اجمالی اشارہ، اور مختصر وضاحت کر دینے کے بعد دیگر فتاویٰ سے اس فتوے کا امتیاز اور مفتی اعظم کی دقتِ نظر، جودتِ قلم، حسن تفہیم، کمال تنقیح، زور بیان، شوکت کلام اور سطوتِ فتویٰ عیاں کرنے کے لیے مزید تبصرے اور بسط و تفصیل کی حاجت باقی نہ رہی۔

اس فتوے کے آخر میں حسبِ طلب سائل نصوص فقہیہ بھی پیش کر دیے گئے ہیں اور ایک حدیث کے ساتھ یہ حکم بھی مرقوم ہے کہ اعلان جرم کی طرح اعلان توبہ بھی ضرور ہے۔ یہ گمان نہ کریں اور اب اس گھمنڈ میں نہ

رہیں کہ کلمہ کفر ایک بار زبان یا قلم سے نکل گیا اس کے بعد ہزار بار کلمہ پڑھا ہے اب تک کیا وہ کفر باقی رہ گیا؟ اس پر مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر کی یہ عبارت بھی پیش کی ہے۔

ان اتی بکلمۃ الشھادۃ علی وجہ العادۃ لم ینفعہ مالم یرجع عما قالہ لانہ بالاتیان بکلمۃ الشھادۃ لا یرتفع الکفر.

(ج ۲۔ص ۳۲۵ کتاب السیر والجہاد، باب المرتد، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

اگر بطور عادت اس نے کلمہ طیبہ پڑھ لیا تو یہ اس کے لیے فائدہ مند نہیں ہوگا، جب تک کہ توبہ نہ کرے، کیوں کہ بغیر توبہ صرف کلمہ پڑھ لینے سے کفر ختم نہیں ہوتا۔

یہ مبارک فتویٰ انجمن حزب الاحناف لاہور سے پہلی بار ہ میں شائع ہوا۔

دوسری بار رضا دارالاشاعت، رچھا، ضلع بریلی شریف سے ۱۴۱۰ھ میں شائع ہوا۔

سرورق پر ایک عرفی نام ہے "سیف الجبار علی کفر زمیندار"

دوسرا ہجری تاریخ پر مشتمل "القسورۃ علی ادوار الحمر الکفرۃ" (۱۳۴۳ھ)

تیسرا عیسوی تاریخ پر مشتمل "ظفر علی رمۃ من کفر" (۱۹۲۵ء)

درمیان رسالہ ان لوگوں کی خبر گیری بھی ہے جو ایسے شخص کو دائرہ اسلام میں شمار کرتے ہیں، جو کلمہ اسلام کا مدعی ہے خواہ اس کے ساتھ وہ نبوت کا دعویٰ کرے، مدعی نبوت کی حمایت کرے، اسے نبی یا امام و پیشوا مانے، خدا کے لیے کذب ممکن بل کہ واقع مانے۔ علم رسول کو حیوانات و بہائم کے علم سے ناپاک تشبیہ دے۔ کلمہ میں نام رسول کی جگہ اپنے پیر اشرف علی کا نام لے۔ جنت و نار جن و ملائکہ کے وجود اور نماز و روزہ وغیرہ فرائض کا منکر ہو۔ ختم نبوت کے قطعی اجماعی معنی کو نہ مانے۔ دوسرا نبی آنا جائز یا واقع مانے اور ایسے ہی بڑے سے بڑے ایک یا چند کفر کا مرتکب ہو مگر ان کے نزدیک کلمہ پڑھ لینے کے بعد جس قدر کفریات کرتا اور بکتا رہے ایمان و اسلام رخصت نہیں ہوتا۔ آدمی سچا پکا مسلمان برقرار رہتا ہے۔

ہاں جو ایسے سخت شنیع کفریات کے مرتکب کو کافر کہے وہ ان کے نزدیک مجرم ہے اس کی ہر طرح تذلیل و تحقیر ان کے یہاں داخل تہذیب و شرافت ہے۔ اس کے خلاف صفحات کے صفحات رنگین کرنا عظیم خدمت ہے۔ ان کے خیال میں کفر کرنا، کفر بکنا کفر لکھنا کچھ عیب نہیں کافر کہنا عیب ہے۔

ان خیالاتِ فاسدہ کے رد میں رقم طراز ہیں:

قرآن و حدیث ہمیں بتاتے ہیں کہ زمانہ اقدس میں ایسے لوگ تھے جو کلمہ اسلام پڑھتے تھے اور نہ صرف کلمہ اسلام ہی پڑھتے تھے بل کہ دربارِ رسالت میں حاضر ہو کر شہادتیں ادا کرتے تھے کہ ضرور ضرور بے شک وشبہہ یقینی حضور اللہ کے رسول ہیں۔ حضور کی خدمت میں حاضر رہتے۔ حضور کے پیچھے نمازیں پڑھتے۔ حضور کے ساتھ

جہاد کرتے تھے، مگر اس کے باوجود انھیں اللہ ورسول نے جھوٹا فریبی، کذاب، منافق فرمایا۔ اور ان کے اس کلمہ طیبہ پڑھنے اور بڑی بڑی تاکیدات کے ساتھ شہادتِ رسالت دینے اور نمازیں ادا کرنے اور جہاد میں شریک ہو کر اپنی جانیں دینے اور کفار کی جانیں لینے پر نظر نہ فرمائی۔ سب کو ہباءً منثوراً فرمادیا۔ (انتہی بتلخیص یسیر)

اس کے بعد آیات واحادیث پیش کر کے اسے واضح فرمایا۔ حاشیہ کے چند صفحات پر قتل مرتد کا حکم، اور اس کے خلاف غوغا آرائیوں کا دلکش ودلنشین اور مستحکم وقوی جواب بھی رقم فرمایا ہے۔ اور یہ ثابت فرمایا ہے کہ علما جو کچھ بیان کرتے ہیں اپنی طرف سے نہیں، قرآن وحدیث سے بیان کرتے ہیں بل کہ قرآن نے ان باغیانِ بارگاہ صمدیت اور گستاخانِ دربار رسالت کو جس تذلیل وتحقیر کے ساتھ اور جیسے القابِ حقارت کے ساتھ یاد کیا ہے علما ان کے لیے وہ سب استعمال بھی نہ کر سکے۔ اگر اسی طرح وہ بھی انھیں یاد کرتے تو نہ معلوم کیسا کچھ جامہ سے نکلتے۔ آپے سے باہر آتے، اس پر قرآنی آیات لکھ کر وہ القاب مذمت عیاں کر دیے ہیں جو ان منکرین کے لیے وارد ہوئے۔ اس کے بعد فرمایا:

بحمد اللہ تعالیٰ کلام اپنے منتہی کو پہونچا اور ظاہر وباہر ہوا کہ یہ علما کو بے تہذیب وبے ادب بتانے والے خود سخت بے تہذیب اور نہایت بے ادب ہیں۔

آخر میں چند آیات وحدیث پیش کر کے یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ ان باغیوں اور گستاخوں کے ساتھ اہل ایمان کو کیسا سلوک کرنے کی ہدایت وتعلیم دی گئی ہے؟ اور بہ نظرِ اختصار چند ہی پر اکتفا کیا ہے۔

الغرض عہد وماحول کو سامنے رکھتے ہوئے اس مسئلہ کے تمام متعلقات بھی بیان کر دیے ہیں۔ اور متعدد فتنوں اور غوغا آرائیوں کی جڑ کاٹ کر رکھ دی ہے۔ اہل عقل وخرد اگر عدل وانصاف کے ساتھ اس رسالہ کا مطالعہ کریں تو ان کے دلوں میں ایمان واسلام کی اہمیت بارگاہِ خدا اور رسول کی عظمت، کفر وارتداد کی شناعت وقباحت اللہ ورسول کے قطعی احکام کی خلاف ورزی وبغاوت کرنے والوں کی خرابی وحقارت اور شانِ خدا ورسول میں بے ادبی وجسارت کی رذالت اچھی طرح جاگزیں ہو سکتی ہے اور جاہلانہ وظالمانہ مکر وفریب اور فتنہ وفساد سے نجات بہت آسان ہو سکتی ہے۔

اس رسالہ کے مطالعہ سے مفتی اعظم کے علم وافتا کے کچھ اور گوشے بھی ملے، جو ان کے کچھ اور فتاویٰ میں بھی دیکھے۔ ان شاء اللہ المولی تعالیٰ ان سب پر تفصیلی گفتگو ایک مستقل مضمون میں ہوگی۔ فی الحال میں سمجھتا ہوں کہ جو موضوع میں نے اختیار کیا اور جو عنوان منتخب کیا، اس سے مکمل طور پر نہیں تو بڑے حد تک سبک دوش ہو چکا ہوں۔ وَما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ اُنیب۔

☆☆☆☆☆

تمہید حمید

از: حضرت مولانا مولوی سید ابوالبرکات سید احمد صاحب سنی حنفی قادری رضوی نوری
صدر انجمن حزب الاحناف لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہزار ہزار حمد اس کے وجہ کریم کو جس نے ہم کو حق عطا فرمایا اور حق پر استقامت بخشی اور حق کے مقابل تمام اباطیل کو خاک وخون میں غلطاں فرمایا۔ ہمیں اہل سنت وجماعت میں داخل فرما کر اپنے پیارے حبیب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بندہ بنایا۔ حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غلامی کا شرف بخشا۔ تمام مذاہب باطلہ سے کنارہ کشی کا حکم فرمایا۔

صاف ارشاد کیا:

﴿وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ﴾(۱)

جو کسی کافر بدمذہب سے موالات ودوستی کرے وہ بھی انہی میں سے ہے۔ انہی کی طرح کافر ہے۔

محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہم کو سنایا کہ:

((لا تواکلوھم ولا تشاربوھم ولا توانسوھم ولا تجالسوھم.))(۲)

بدمذہبوں کے ساتھ نہ کھاؤ، نہ پیو، نہ نشست وبرخاست رکھو، نہ ان سے انس ومحبت رکھو۔

((فایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم))(۳)

(ان بدمذہبوں) سے دور بھاگو اور انہیں اپنے سے دور رکھو، کہیں وہ تمہیں گم راہ نہ کردیں کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔

الحمد للہ والمنۃ کہ محض اپنے فضل وکرم سے ہم کو ان احکامات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق

---

(۱) [سورۃ المائدۃ:۵۱]

(۲) [مشکاۃ المصابیح باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ:۱۵٤ـ۱/٤۸]

(۳) [مشکاۃ المصابیح باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ:۱۵٤ـ۱/٤۸]

بخشی۔ مگر مطلع علی الغیوب مخبر صادق ومصدوق۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ آگاہ فرما چکے ہیں کہ

((یاتی علی الناس زمان ، الصابر فیهم علیٰ دینه کالقابض علیٰ الجمر))(۱).

آخر زمانے میں گم راہی اور فتنہ بڑھے گا۔ آدمی کو اپنا دین سنبھالنا ایسا دشوار ہوگا جیسے ہاتھ میں انگارہ لینا۔

نیز فرماتے ہیں: صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

((یصبح الرجل مؤمناً ویمسي کافراً ویمسي مومناً ویصبح کافراً الحدیث.))(۲)

صبح کو آدمی مسلمان ہوگا اور شام کو کافر، شام کو مسلمان ہوگا، اور صبح کو کافر۔ **والعیاذ باللہ۔**

آج اس فرمان والا شان کی تصدیق ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ ایک طرف مرتد قادیانی اٹھتا ہے اپنی نبوت ومسیحیت کا دعویٰ کرتا ہے، اور کلمۃ اللہ سیدنا علیٰ عیسیٰ ونبینا علیہ الصلاۃ والسلام کی شنیع توہین وتحقیر کرتا ہے۔ دوسری طرف دیوبندی فتنہ کھڑا ہوتا ہے، اور اللہ ورسول کی عظمت پر ناپاک حملے کرتا ہے۔ تیسری طرف نیچری مرتد نکلتا ہے۔ وہ معاذ اللہ تمام قرآن وحدیث کو باطل کر دیتا ہے۔ ایک گوشہ سے چکڑالوی خبیث پیدا ہوتا ہے اور رب العزت کے نائب اعظم خلیفۂ مطلق مختار کل سید رسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو محض ایک ڈاکیے کے برابر بنا کر ان کی احادیث کریمہ کو بالکل جھوٹ بک دیتا ہے۔ ایک سمت سے رافضی فرقہ خارج ہوتا ہے اور قرآن عظیم کو ناقص مانتا، جبریل امین علیہ السلام کو خائن بتاتا، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو سب وشتم کرتا ہے۔ ایک طرف فرقہ ضالہ ندویہ ابھرتا ہے اور ہر کلمہ گو بد مذہبوں مرتدوں کے ساتھ اتحاد واتفاق کو فرض قطعی بلکہ ایمان بتاتا ہے۔ مرتدین ومبتدعین کے رد کو خدا ورسول کی اہانت کہتا ہے۔ ایک طرف نجدی فتنہ رونما ہوتا ہے اور تمام اہل اسلام مقلدین ائمہ اربعہ متوسلین انبیا اولیا علیہم الصلاۃ والسلام ورضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کافر ومشرک قرار دے کر واجب القتل مباح الدم سمجھتا ہے، ایک طرف سے گاندھویہ خلافتیہ نکلتا ہے جس نے ان سب بد مذہبوں کو اور نیز مشرکین کو اپنے اندر داخل کر کے علی الاعلان دعویٰ کر دیا کہ جو اس میں شریک نہ ہو مسلمان نہیں۔

---

(۱) جامع الترمذي. ۲/۵۲)

(۲) [مسند الامام احمد بن حنبل: ۹۰۶۱: ۳/۴۲۷]“

پس اس پرفتن زمانہ میں لوگوں کو اپنا ایمان محفوظ رکھنا اور ان فتنوں سے بچنا از بس دشوار ہے۔ مگر چونکہ ختم الرسل ہادی السبل سید الکل سیدنا مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ: میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا، تمام اہل باطل پر اسی کو غلبہ حاصل ہوگا۔ للہ الحمد کہ اس نے اپنے فضل سے اس فرمان کا مصداق علمائے اہل سنت ایدہم اللہ تعالیٰ کو بنایا کہ انہوں نے اپنی جان، اپنی زبان وقلم، اور قدم ودرم سے دین حق کی تائید کی اور تمام بد مذہبوں کی حتی الامکان بذریعہ تحریر وتقریر بیخ کنی فرمائی، اور الحمد للہ تعالیٰ تا ایں دم اس خدمت دینی میں مشغول ومنہمک ہیں اور مولیٰ سبحانہ تعالیٰ نے اپنے محبوب روحی فداہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں انہیں سربلندی اور کامیابی عطا فرمائی۔ فالحمد للہ علی ذلك۔ مگر یہ فتنے پیدا ہوتے ہی تھے، ان کے بعد اک تازہ فتنہ اور نکلا جو اپنے پہلوں سے زیادہ صمّ بکمٌ عميٌ ہے۔ یعنی فرقہ کمہاریہ (زمین داریہ) ماہ مئی ۱۹۲۵ء میں مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور نے ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا اور ہندوستان وپنجاب وسندھ وکراچی وغیرہ بلاد مختلفہ کے علمائے کرام وصوفیائے عظام کو دعوت دی، اور خداوند کریم ان فدایان ملت کو سلامت با کرامت زندہ رکھے کہ تکلیف سفر گوارا فرمائی اور سوا سو (۱۲۵) کے قریب تشریف لے آئے۔

اصل مقصد انعقاد جلسہ کا یہ تھا کہ گزشتہ چند سال سے سیاسی تحریکات کی آندھیوں نے سطح اسلام پر جو خس وخاشاک پھیلا دی تھیں انہیں صاف کیا جائے۔ کفر واسلام کی ہم آہنگی سے جو حق وباطل میں امتیاز مٹایا جارہا تھا اس کی روک تھام کی جائے۔ اور احقاق حق اور ابطال باطل کرکے اپنے سنی حنفی بے خبر بھائیوں کو خود غرض مطلب پرست اور عیار دنیا دار (نام کے لیڈر) حنفی نما وہابیوں سے بچایا جائے۔ الحمد للہ کہ علمائے کرام نے جو مواعظ حسنہ فرمائے ان کا خاطر خواہ اثر ہوا حتی کہ مخالفین کو بھی اعتراف کرنا پڑا۔ جلسۂ حزب الاحناف میں مالک اخبار زمین دار کی وہ نظم جو نالۂ خلافت کے نام سے ہنگامۂ خلافت میں بارہا شائع ہوئی اور وہی نظم بعنوان فیصلۂ کفر واسلام ۷؍جون ۱۹۲۵ء کے اخبار زمین دار میں دوبارہ چھپی، دوران وعظ اس نظم کے اشعار کفریہ مندرجہ رسالہ ہذا کا ذکر آیا، بالاتفاق علمائے کرام نے ان اشعار کو کفریہ بتایا، اس کے قائل وقابل کو کافر خارج از اسلام فرمایا۔ مسٹر ظفر۔ بی۔ اے۔ تو ہوں گے لیکن وہ کوئی علوم دینیہ اسلامیہ کے عالم نہیں ہیں۔ عالم ہونا تو اور بات ہے صوم وصلاۃ کے مسائل بھی بخوبی معلوم نہ ہوں گے۔ لہٰذا اگر ان سے شاعرانہ بلند پروازی میں کوئی شرعی فروگذاشت ہوگئی تھی تو کوئی تعجب نہ تھا، اس کا آسان علاج یہی تھا کہ: علمائے کرام کے حضور حاضر ہوتے اور اپنی غلطی کا اعتراف کرتے، زیر حکم شریعت سر جھکاتے، تائب ومستغفر ہوتے، اور جس طرح اشعار شائع ہوئے تھے ویسے ہی توبہ نامہ بذریعہ

اخبار شائع کر دیتے۔ مگر بجائے اس کے وہ علمائے کرام، مفتیان عظام کو سب وشتم اور ناپاک اور فحش گالیاں دیتے رہے حتی کہ اخبار کے کالم کے کالم علمائے کرام کی توہین وتحقیر میں سیاہ کرتے اور طرح طرح کی بہتان بندی اور افترا پردازی میں مشغول ہوگئے۔ خصوصاً حضرت سراپا برکت سیدی ومولوی قبلہ وکعبہ قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین محی السنۃ قامع البدعۃ حضور پرنور مولانا مولوی سید ابومحمد محمد دیدار علی شاہ صاحب خطیب مسجد وزیر خان کی شان والا میں وہ وہ گستاخیاں فحش سرائیاں کیں کہ مسلم تو مسلم کفار ومشرکین بھی شرما گئے۔

خیال تھا کہ دنیائے اسلام کی ملامت سے تائب ہوجاتے اور اپنے کفریات سے توبہ کرتے، دشنام دہی اور بہتان بندی اور افترا پردازی سے باز آجاتے۔ یہ خیال غلط نکلا اور بجائے اس کے وہ اپنے مربی ومحسن غدار نجد ابن سعود نامسعود سے جاملا۔ سچ ہے: "الجنس يميل الى الجنس." یہ کامل یقین ہوگیا کہ بموجب فرمان واجب الاذعان حبیب الٰہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ: "يمرقون من الدين." "دین سے نکل جائیں گے۔" "كالسهم من الرمية." "جیسے تیر شکار سے پار ہوجاتا ہے۔" "ثم لا يعودون." (۱) "پھر دین میں واپس نہ لوٹیں گے۔ چنانچہ مسٹر پر فتوائے کفر لگے، آٹھواں مہینہ ہے ابھی تک کوئی توبہ نامہ شائع نہیں ہوا۔ بلکہ گم راہی وبے دینی کے مضمون اشاعت پارہے ہیں، ہم نے باوجود متواتر تقاضوں کے اس وقت فتوائے تکفیر کی اشاعت کو ملتوی رکھا۔ لیکن بعض بعض جگہ ابھی تک زمین دار کی غلط بیانی اور بہتان بندی کا اثر باقی ہے۔ بس اس غلط فہمی کے دور کرنے کی غرض سے ارباب انجمن کی خواہش پر وہ متفقہ فتوائے تکفیر زمین دار مع تصدیقات ومواہیر علمائے ہندوستان وپنجاب وسندھ وکراچی وغیرہ نقل مطابق اصل رسالہ کی صورت میں ہدیۂ قارئین کرام کرتے ہیں۔ اب وہ لوگ جو آفتاب حق وہدایت کے حضور آنکھیں بند کر کے بلا تامل کہہ دیا کرتے ہیں۔ کہ بریلی اور مسجد وزیر خان لاہور سے مسلمانوں پر کفر کے فتوے نکلتے ہیں، ان کے پاس کفر کی مشین ہے، سب کو کافر بناتے ہیں۔ آنکھیں کھولیں اور چشم بصیرت ونور ایمان سے اس رسالۂ مبارکہ کو بہ نظر انصاف ملاحظہ کریں کہ یہ صرف علمائے بریلی اور حضرت مخدوم العلماء مدظلہ العالی ہی تکفیر فرمارہے ہیں یا تمام ہندوستان وپنجاب اور سندھ کے سنی وحنفی علمائے کرام۔

آخر میں اپنے خالص مخلص ناواقف بھولے بھالے مسلمان بھائیوں سے باادب التجا کرتا ہوں کہ وہ ایک دفعہ اول سے آخر تک حرف بحرف بہ نظر انصاف اس رسالہ کو ملاحظہ فرمائیں دوسروں کو سنائیں

(۱) [صحيح البخاري: باب قول الله عزوجل، وأما عاد..... ٤/١٣٧]

متر ددین کو دکھائیں، حق پسندی اور انصاف کو کام میں لائیں، اللہ ورسول وقرآن کی عظمت وعزت کو سامنے رکھ کر اپنے ایمان سے فتویٰ لیں، انشاءاللہ تعالیٰ حق واضح اور عیاں ہے۔ بحمد اللہ اپنے فرض سے سبک دوش ہونیکے لیے اظہار حق وابطال باطل کر دیا، اتمام حجت ہو چکی خواہ آپ لوگ خوش ہوں یا ناخوش۔ اللہ ورسول ۔جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ کی خوشنودی مطلوب ہے۔ محض خالصاً لوجہ اللہ ونصحاً للمسلمین شائع کیا جاتا ہے، حسد وعناد، کینہ وخود بینی، مکابرہ ومباحثہ، جنگ وجدل سے اس میں تعلق نہیں۔ ہاں اتنا ضرور ہے ''الحق مرٌ'' حق بات کڑوی لگتی ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے:

دکھتی ہوئی آنکھوں کو برا لگتا ہے سورج

بیمار زبانوں کو برا لگتا ہے پانی

(خیر اندیش ابوالبرکات)

چند کفری اشعار پر شرعی گرفت

حامداً ومصلیاً ومسلماً

(۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ...

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اشعار ذیل کے بارے میں کہ...

آیا یہ اشعار شرعاً درست ہیں یا خلاف شرع ہیں۔ درصورت ثانی شاعر کا کیا حکم ہے؟۔

ہمارے دیار کے علمائے کرام فرماتے ہیں کہ ان اشعار کا مفہوم کفر والحاد ہے اور قائل پر تجدید اسلام اور تجدید نکاح لازم اور جس طرح ان اشعار کی اشاعت عام ہوئی اسی طرح توبہ نامہ کی اشاعت بھی واجب ہے۔

بعض شعرا کا خیال ہے کہ ان اشعار کا مفہوم کفر نہیں۔ پس جناب کی خدمت میں گذارش ہے کہ اشعار ذیل کے مفاہیم پر غور فرما کر جو حکم شرع شریف ہو، اسے دلائل فقہیہ سے مزین بمواہیر فرما کر پتہ ذیل پر حتی الوسع جلد واپس فرمائیں۔ جواب کے واسطے ٹکٹ حاضر خدمت ہے، والسلام

اشعار یہ ہیں:

یہ سچ ہے اس پہ خدا کا چلا نہیں قابو
مگر ہم اس بت کافر کو رام کرلیں گے

بجائے کعبہ خدا آج کل ہے لندن میں
وہیں پہنچ کے ہم اس سے کلام کرلیں گے

جو مولوی نہ ملے گا تو مالوی ہی سہی
خدا خدا نہ سہی رام رام کرلیں گے

بینوا توجروا

محمد الدین کلاتھ مرچنٹ نائب ناظم حزب الاحناف لاہور

الجواب

اللھم ھدایۃ الحق والصواب .رب انی اعوذ بک من ھمزات الشیطین

وأعوذبک رب أن يحضرون .

اے عزیز یہ کیا پوچھتا ہے کہ یہ اشعار درست ہیں یا خلاف شرع۔ کہ داہنے ہاتھ سے ناک صاف کرنا بھی درست نہیں۔ مسجد میں جاتے پہلے بایاں قدم رکھنا بھی درست نہیں۔ مسجد سے آتے پہلے دہنا قدم نکالنا بھی درست نہیں۔ مسجد میں ایسے زور سے چلنا جس سے آواز پیدا ہو، دھمک ہو یہ بھی خلاف شرع ہے ۔مسجد میں زور سے بولنا بھی خلاف شرع ہے۔ مطلقا ٹھٹھے سے ہنسنا بھی خلاف شرع ہے۔ ارے برادر دینی یہ پوچھ کہ کیسے اخبث واشنع کفریات ہیں جن میں شائبہ بھی ایمان کا نہیں۔ اور جو ان کے کفر ہونے اور ان کے قائل وقابل کے کافر ہونے میں شک کرے اس کا کیا حکم ہے۔ بلکہ درحقیقت بات تو پوچھنے کی یہ بھی نہیں کہ ہر مسلمان جانتا ہے کہ یہ قطعا کفر ہیں۔" والعياذ با الله تعالى . "بیشک ان اشعار کا قائل و قابل کافر اور جو اس کے کفر ومستحق عذاب ہونے میں ادنی شک کرے وہ بھی اسی کا ساتھی۔ شفا درمختار وغیرہما معتمدات اسفار میں ہے:

"من شک في كفره وعذابه فقد كفر."(۱)

جو ایسے کے کافر ومستحق عذاب ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر۔

شعر اول:کے دونوں مصرع کفر خالص ہیں۔ پہلے میں صاف تصریح کی کہ اس بت پر خدا کا قابو نہ چلا۔ یہ اللہ عزوجل کی کھلی توہین اور اس کی قدرت عظیمہ کاملہ اور کریمہ:

﴿إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ﴾ (۲)

کا رد وانکار ہے کہ ایک شی ایسی بھی ہے جس پر خدا کو قدرت نہیں اور اس پر اس کا قابو نہیں۔ اور وہ اس سے عاجز رہا۔

تعالى الله عما يقول الظالمون علواً كبيراً. ولا حول ولا قوة الا با الله العلى العظيم .

اللہ تعالی ان تمام باتوں سے منزہ اور پاک ہے جن کو ظالم بکتے ہیں۔

---

(۱) (الدر المختار مع رد المحتار :۳/۳۱۷)

[الشفا بتعريف حقوق المصطفىٰ : الفصل الأول الحكم الشرعي فيمن سب النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم او تنقصه، ۲/۴۷۶]

(۲) [سورة البقرة:۲۰]

یہ سرے سے الوہیت کا انکار ہوا کہ جو عاجز ہو خدا نہیں ہو سکتا، تو مصرع خبیثہ لعینہ کے قائل نے الوہیت ہی کا حقیقۃً ردو ابطال ہے۔ تو بیشک وہ اور جو اسے قبول کرے وہ ہر مسلمان کے نزدیک کافر ہوا، جو ایسے کو کافر نہ جانے یا اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر کہ پہلے نے کفر کو کفر نہ جانا، الوہیت ہی کا انکار، اگر کفر نہ ہوا تو اور کیا کفر ہوگا۔ ایمان کو ایمان جیسا جاننا ضروری ہے، یونہی کفر کو ماننا، جو کفر کو کفر نہ جانے گا وہ ایمان کو کیا جانے گا۔ کہ

"الأشياء تعرف باضدادها."(١)

چیزیں اپنی ضدوں سے پہچانی جاتی ہیں۔

اندھا روشنی کی قدر کیا بتائے گا۔ اور دوسرے نے شک کیا۔ اور کفر کے کفر ہونے کی تصدیق ضروری ہے تو شک اور ایمان جمع نہیں ہو سکتے کہ تصدیق ہی کا نام ایمان ہے اور وہ بحالت شک ناممکن ۔ اور دوسرے مصرع میں برملا اپنے آپ کو خدا سے زائد قدرت والا بتایا۔ تو اس کا مرتبہ گھٹایا اور اپنا رتبہ اس سے بڑھایا۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ یہ کتنا خبیث تر کفر ملعون ہوا۔ اس دوسرے مصرع میں اپنی الوہیت کا اثبات کیا، پہلے مصرع میں خدا کی الوہیت سے اسی لیے انکار کیا تھا، ظاہر ہے کہ مطلب یہ ہوا کہ لوگ جسے خدا کہتے ہیں اور اس کی قدرت بہت عظیم مانتے ہیں اور اسے ہر شی پر قادر جانتے ہیں، ہم سچ کہتے ہیں کہ ایک چیز ایسی ہے کہ اس سے وہ عاجز رہا، وہ اسے اپنی قدرت دبا تا رہا، مگر اس کا اس پر قابو نہ چلا، تو وہ خدا نہ ہوا کہ خدا عاجز نہیں ہوتا۔ اور ہم اس چیز کو بھی رام کر لیں گے جس پر لوگوں کے خدا کا قابو نہ چل سکا اور جس سے وہ عاجز رہا۔ کسی طرح اسے رام نہ کر سکا۔ تو ہم ہر شی پر قادر ہوئے تو ہم خدا ہوئے نہ کہ وہ عاجز جسے لوگوں نے خدا بنالیا" والعیاذ باللہ سبحانہ تعالیٰ " کیا کوئی مسلمان اس کے کفر ملعون میں ادنیٰ شک لائے گا۔ ہر مسلمان کہے گا کہ لا ریب یہ کفر ہے کہ کوئی شی اس کا احاطہ کرے وہ اپنے علم وقدرت سے ہر شی کو محیط ہے۔

﴿وكان الله بكل شيئ محيطاً﴾[سورة النساء: ١٢٦] اور ہر چیز پر اللہ تعالیٰ کا قابو ہے۔

اور شاعر لندن کو خدا کا مکان بتاتا ہے تو خدا کو مجسم جانتا ہے اور لندن کو اسے محیط مانتا ہے، جب تو کہتا ہے کہ خدا آج کل کعبہ میں نہیں لندن میں ہے۔ بیشک وہ اہل اسلام کے نزدیک کافر ہے، اللہ ورسول کے نزدیک کافر ہے، باوجودیکہ مسلمان کعبہ معظّمہ کو بلکہ ہر مسجد کو اس لیے کہ وہ خالصاً اللہ ہی کی ملک

---

(١) [مجلة المنار: الباب الصيام والتمدن، ٢/٦٩٥]

ہیں، بیت اللہ کہتے ہیں۔ مگر جو کعبہ معظمہ کو اللہ کا مکان اور اللہ تبارک وتعالیٰ کو اس کا مکین مانے ان کے نزدیک کافر ہے۔ یونہی اللہ عزوجل زمان سے بھی پاک ہے کہ زمانہ بھی حادث ومخلوق ہے، اور یوں بھی کہ اس نے کعبہ معظمہ سے لندن کو بڑھایا کعبہ مقدس کی توہین کی۔ مگر جورب کعبہ کی ایسی شدید توہین وتنقیص کر چکا ہو ایسے سے اس کی کیا شکایت ع:

"ماعلی مثله یعد الخطا" اس جیسی غلطی کی کیا شمار وقطار

یہاں اس احتمال کی بھی گنجائش نہیں کہ مکان سے اس کے مجازی معنی مراد ہوں، اگرچہ اس طور پر بھی یہاں اطلاق درست نہ ہوتا مگر خاص شہروں کا تسمیہ اور ایک میں خدا کا وجود بتانا اور دوسروں کو اس سے خالی ماننا اس احتمال کو قطع کر کے کلام کا اخبث کفر متعین کرتا ہے۔ یوں ہی اس کا تیسرا شعر بھی کھلا الحاد وزندقہ ہے جس کا حاصل یہ ہے: کہ مولوی ومالوی اس کے نزدیک برابر ہیں۔ خدا اور رام ایک ہیں کفر واسلام میں کچھ فرق نہیں۔.

ولاحول ولا قوة الاباللہ العلی العظیم

اس کے نزدیک خدا خدا نہ کیا رام رام کر لیا بات ایک ہی ہے حاصل وہی ہے حالاں کہ ہرگز خدا رام نہیں اور ہرگز رام خدا نہیں۔

﴿تعالی الله عما یقول الظالمون علواً کبیراً. سبحن الله عما یصفون﴾(۱)

﴿سُبۡحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ﴾.(۲)

اللہ تعالیٰ ان تمام باتوں سے پاک ومنزہ ہے جن کو ظالم بکتے ہیں۔ اللہ کی پاکی ہے ان باتوں سے کہ جن کو یہ بتاتے ہیں اور جن چیزوں میں شریک کرتے ہیں۔

مشرکین کا مذہب نامہذب ہے کہ خدا ہر چیز میں رما ہوا سرایت وحلول کیے ہوئے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ رمنے اور حلول کرنے سے پاک ہے۔ مشرک خدا کو اپنے اسی عقیدۂ خبیثہ کی بنا پر رام کہتے ہیں۔ تو خدا کو رام کہنا کفر ہوا، اور خدا خدا کرنا عبادت، اور کفر کو عبادت جاننا کفر۔ اور نہ سہی فرض کیجیے کہ وہ رام کے یہ معنی بھی نہ سمجھتا ہو جب بھی ہمارا خدا وہ نہیں، جو ہنود کا مذموم خدا ہے جسے مشرکین نے خدا سمجھ لیا ہے۔ قرآن عظیم اس پر شاہد ہے۔

---

(۱) [سورة الأنعام: ۱۰۰]

(۲) [سورة الطور: ۴۳]

ارشاد فرماتا ہے:﴿ قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ. لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ. وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ. وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ. وَلَاۤ اَنْتُمْ عَابِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ﴾(۱)

اور فرماتا ہے:

﴿مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ﴾(۲)

تو معلوم ہوا کہ اللہ وہ نہیں جو کفار کا مزعوم ہے اور جسے وہ رام رام سے پکارتے ہیں۔ تو ظاہر ہوا کہ مسلمانوں کا خدا خدا کرنا، اور کفار کا رام رام بکنا ہرگز ایک نہیں ہوسکتا۔ اور کفار کے رام رام جپنے کو خدا کی یاد جاننا بے شک الحاد ہوا، اور مشرکین میں اتنا جذب ہوجانے کو تو دیکھو کہ خدا خدا نہ سہی رام رام کرلیں گے، کہ مسلمانوں اور ان کے پیشواؤں کو چھوڑنے کے ساتھ ساتھ ان کے معبو[د حق] کا ترک اور مشرکین میں گھلنے کے لیے ان کے معبود باطل کا اختیار ہے اور یہ ترک اور اختیار دونوں ک[ر]یں۔ **والعیاذ باللہ**۔ کیسا اخبث کلمہ ہے۔ جو مولوی نہ ملے گا تو مالوی ہی سہی الخ کہ مولوی نہ ملے گا تو وہ بدنصیب مولوی کے خدا ہی کو چھوڑ دے گا، اور مشرکین کے طاغوت مالوی کو اختیار کرلے گا، اور مالوی کے خدا کو پوجنے لگے گا۔ خدا کی اضافت چاہے وہ کسی صحیح لفظ ہی سے تعبیر کیا گیا ہو، رام رام تو لفظ بھی قبیح المعنی ہے، اگر خدا اور الٰہ اور معبود و رب وغیرہ سے تعبیر کرکے اسے محق کی طرف اضافت کرے۔ تو اس سے الٰہ حق اور مبطل کی طرف اضافت ہو تو الٰہ باطل مراد ہوتا ہے۔ حضرت حق تبارک وتعالیٰ ایمان فرعون عند الیأس کو اس طرح نقل فرماتا ہے:

﴿اٰمَنْتُ بِرَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ﴾(۳)

میں موسیٰ اور ہارون کے رب پر ایمان لایا۔

جس میں فرعون کو الٰہ حق کی طرف متوجہ ہونے لیے رب کی اضافت محق کی طرف کرنا ہوئی، اس سے معلوم ہوا کہ لفظ خدا کی اضافت اگر محق کی جانب ہے تو اس سے الٰہ حق مراد ہے، مبطل کی طرف تو الٰہ باطل۔ کفار کو تو خدا تک رسائی ہی نہیں، وہ الٰہ حق تک پہونچے ہی نہیں، ان کا خدا تو ان کی ہوا ہے۔ **ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم**.

اور اس کا خدا اس کی خواہش نفس ہے۔

---

(۱) [سورۃ الکافرون:۱، ۲، ۳، ۴، ۵] (۲) [سورۃ الأنعام:۹۱]

(۳) [الاعراف :۱۲۲]

اس قائل اوران شعراپر جنھوں نے کہاہے کہ:ان اشعار کامفہوم کفرنہیں ۔توبہ وتجدید ایمان فرض اور ہرفرض سے بڑھ کرفرض ہے۔ نئے سرے سے مسلمان ہوں اوراپنی اپنی بیویوں سے جب کہ وہ راضی ہوں ازسرنونکاح کریں۔اوراگرکہیں بیعت ہوں توتجدید بیعت بھی لازم۔یوں ہی اگرحج کرچکے ہوں تو پھرحج کرنا بھی ضروری ہے کہ کفرسے اعمال حبط ہوجاتے ہیں،توپہلاحج اوراعمال حبط ہوگئے۔اب دوسرا حج یوں فرض کہ حج کی فرضیت کاوقت عمرہے۔لہذااب پھرحج ضروری وواجب۔توبہ کریں اوربہانے نہ بنائیں کہ وہ کافرہوچکےاپنے ایمان کے بعد۔

قال تعالیٰ:

﴿لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ﴾(۱)

بہانے نہ بناؤتم کافرہوچکے مسلمان ہوکر۔ واللہ الموفق.

یہ لوگ یہ سمجھتے ہیں: کہ مسلمان کے گھرمیں پیداہونااورگائے کاگوشت کھالینااورکلمۂ اسلام پڑھ لینابس اسلام کے لیے پختہ رجسٹری ہے کہ پھرکچھ کریں،کچھ بھی کہیں،ہرطرح کھرے مسلمان ہی بنے رہیں۔

پچھلے دنوں کوئی دوبرس ہونے آئے بعض نیچری اخباروں میں ہماری نظرسے ایک مضمون گزراتھا جس میں مذکورتھاکہ جویہ کرے وہ بھی ہندوجویہ ناکرے وہ بھی ہندو،جویہ مانے وہ بھی ہندواورجویہ نہ مانے وہ بھی ہندو،غرض ہندومذہب کی کوئی حدبندی نہیں۔اس پرہم نے کہاتھاکہ:یہ نیچری ہندوؤں کاکیا مضحکہ اڑاتے ہیں اپنے گریبان میں تومنہ ڈالیں،اپنی حالت پرتونظرکریں،اپنی آنکھ کاتوٹنیٹ دیکھیں۔جواعتراض کہ ہندوؤں پرکررہے ہیں بعینہ ان پربھی واردہے۔ان کے خیال میں بھی تومذہب کوئی شی نہیں،ان کے نزدیک بھی توسارے باطل فرقے کھرے پختہ مسلمان ہی ہیں۔اللہ ورسول۔جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔جنھیں ضال مضل کافرجانتے ہیں،جنھیں حدیث میں:”کلهم في النار“فرمایا،ناری جہنمی بتایا۔اللہ ورسول کے نزدیک صرف ایک گروہ اہل حق ناجی ہے۔حدیث میں:”الا واحدة.“فرماکرجس کااستثنافرمایا،جس کی نشانی صحابہ کی عرض پر:”ما انا عليه وأصحابي.“ارشاد ہوئی،یعنی وہ فرقہ(اہل سنت)جواس راہ حق کامتبع ہے،جس پرمیں ہوں اورمیرے صحابہ۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہم۔اوران نیاچرہ خذلہم اللہ تعالیٰ فی الدنیاوالآخرہ کے نزدیک وہ سارے باطل

---

(۱) [سورة التوبة:٦٦]

فرقے بھی پکے مسلمان ہیں، کوئی کافر نہیں، سب باایمان ہیں، ناری نہیں ناجی از نیران ہیں کہ عبادالرحمٰن ہیں۔ دیوبندی ہوں، وہابی ہوں، قادیانی ہوں، بابی ہوں، رافضی ہوں، خارجی ہوں، خود یہ نیچری ہوں، ندوی ہوں، چکڑالوی ہوں، گاندھوی ہوں، غرض بدنام کنندگان اسلام سے جو بھی ہوں جتنے متبعین شیطان ہیں، ان کے نزدیک سب مسلمان ہیں۔ **ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم۔**

جو خدا کا جھوٹ بولنا ممکن جانے وہ بھی ان کے نزدیک مسلمان ہے، اور جو محال جانے وہ بھی ۔جو خبیث تصریح کرے کہ وقوع کذب کے معنی درست ہوگئے، یعنی معاذ اللہ اللہ جھوٹ بول چکا وہ بھی ان کے خیال میں مسلمان ہے، اور ایسے کو کافر جانے وہ بھی، جو یہ کہے: کہ قرآن ناقص ہے وہ بھی، اور جو بحکم:

﴿إِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُونَ﴾ (۱)

بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

اور:

﴿لَا يَأۡتِيهِ الۡبَاطِلُ مِن بَيۡنِ يَدَيۡهِ وَلَا مِنۡ خَلۡفِهِ﴾ (۲)

باطل کو اس کی طرف راہ نہیں نہ اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے سے۔

اسے دخل بشری سے محفوظ مانے اور کامل مانے اور ناقص کہنے والوں کی تکفیر کرے وہ بھی۔ جو یہ کہے: کہ جہل وظلم وچوری، شراب خوری سے معارضہ کم فہمی ہے کہ جو مقدور العبد ہے وہ مقدور اللہ ہے، یعنی معاذ اللہ صاف کہا کہ اللہ عزوجل ایک کذب ہی نہیں ان عیوب پر بھی قادر ہے اور ان سے بھی ملوث ہوسکتا ہے وہ بھی۔ اور جو اللہ عزوجل کو ہر عیب سے پاک جانے، کسی عیب سے ملوث ہونے کو ناجائز مانے، خدا کی الوہیت کو باطل ٹھہرانا جانے، اور اس پر اس قائل کی تکفیر کرے وہ بھی۔ جو یہ کہے: کہ اللہ تعالیٰ نے نبوت تو حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے لیے بھیجی تھی، جبریل علیہ الصلاۃ والسلام غلطی سے حضور کو دے گئے وہ بھی۔ اور جو حضور کی تنقیص حضرت جبریل کی توہین اور اللہ عزوجل پر ناپاک افترا حضرت جبریل پر گندا بہتان جانے اور قائل کو کافر مانے وہ بھی۔ جو حضرت مولیٰ علی وحضرت فاطمہ زہرا وسبطین کریمین۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ کو نبی ماننے اور انہیں انبیا کرام سے افضل جاننے کو کفر بتائے اور ایسے کو کافر جانے اور کسی غیر نبی سے افضل ہونے کو محال جانے وہ بھی۔ جو اللہ عزوجل کے حبیب، رب عم نوالہ کے محبوب محمد

---

(۱) [سورۃ الحجر:۹] (۲) [سورۃ فصلت:۴۲]

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالیاں دے، حضور کے علم عظیم کو شیطان رجیم کے علم سے گھٹائے، حضور کے علم کو ہر صبی بلکہ ہر مجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے علم سے ناپاک تشبیہ دے، جو بجائے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کلمہ میں ''اشرف علی رسول اللہ'' بکنے اور درود شریف میں بجائے نام نامی اسم گرامی حضرت رسالت پناہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ''علیٰ اشرف علی'' چھپنے پر اپنے مرید کی تسلی کرے، جو یہ کہے: کہ حضور کو تو دیوار کے پیچھے کی بھی خبر، نہ معاذ اللہ حضور کو اپنے خاتمہ کا حال معلوم تھا، جو یہ کہے: کہ معاذ اللہ حضور مر کر مٹی میں مل گئے۔ جو انبیا کو چوڑھے چمار سے زیادہ ذلیل جانے، جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نماز میں خیال آجانے کو اپنے گھر کے گاؤ خر کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر جانے وہ بھی۔ اور جو ان نجاستوں خباثتوں، سخت شدید کفروں پر ان کے قائلوں قابلوں کو کافر مانے وہ بھی۔ جو جنت ونار اور ملائکہ واجنہ اور نماز وروزہ وغیرہ کا منکر ہو وہ بھی۔ اور جو ان کے وجود کا قائل اور فرضیت صلاۃ وصیام وغیرہ کا معتقد ہو، اور ان کے وجود وفرضیت کے منکر ومقول کو کافر جانے وہ بھی۔ جو بعد ختم نبوت اپنے آپ کو نبی کہتا ہو، یا یہ بکتا ہو کہ آپ کے زمانہ میں یا آپ کے بعد بھی کہیں یا کوئی نبی ہو جب بھی آپ کی خاتمیت میں کوئی فرق نہ آئے گا وہ بھی۔ اور جو ایسوں کو کافر بتائے وہ بھی۔ جو حضرت عیسیٰ کلمۃ اللہ تعالیٰ علیٰ نبینا وعلیہ وعلیٰ سائر الانبیا۔ صلوات اللہ وسلام اللہ۔ سے اپنے آپ کو افضل بتائے، ان کے معجزات بابرکات کو مسمریزم کا عمل گائے اور کہے: کہ اگر میں اسے برا نہ جانتا تو اس میں عیسیٰ سے کم نہ رہتا، جو یوں بکے:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

جو اگلے انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی پیشین گوئیاں جھوٹی بتائے، جو حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلاۃ والسلام اور ان کی والدۂ ماجدہ طیبہ طاہرہ امۃ اللہ مریم۔ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ نبینا وابنہا ثم علیہا وسلم۔ کو سڑی سڑی ناپاک گالیاں دے۔ اس محض قدرت حق عزوجل سے ہویدا بے باپ حضرت بتول مریم سے پیدا کو باپ سے پیدا جانے، یوسف نجار (بڑھئی) کا بیٹا بتائے، حضرت مسیح کی فرضی دادیاں گائے اور انھیں اور حضرت مسیح علیہ السلام کی تائیوں کو سڑی سڑی گالیاں سنائے، زانیات بتائے، جو باوجود اس کے کہ قرآن مجید نے ارشاد فرمایا:

﴿مَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ﴾(۱)

(۱) [سورۃ النساء:۱۵۷]

اورانہوں نے نہ اسے قتل کیا اور نہ اسے سولی دی۔

یہود بے بہود نے نہ عیسیٰ کو قتل کیا نہ انہیں سولی دی، قرآن کے مقابل خم ٹھونکے اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو یہود کا مقتول ومصلوب مانے وہ بھی۔ اور جو ان سب کو کافر مانے اور قائلین وقابلین کو کافر جانے وہ بھی۔ جو سارے لوگوں کو اگر چہ ان سے کیسے ہی افعال واقوال کفر وضلال سرزد ہوں مسلمان جانے وہ بھی، اور جو انہیں اور خود ایسے کو کافر ومرتد جانے وہ بھی، جو مشرکین کی غلامی اور ان سے محبت ومودت کو فرض جانے، اور ان میں یہاں تک جذب ہو جائے کہ صاف کہہ دے کہ مشرک بھائیوں کو راضی کرلوگے تو خدا راضی کرلوگے۔ جو صاف بکے خدا نے گاندھی کو تمہارا فرض دینی یاد دلانے کو مذکر بنا کر بھیجا ہے، جو صاف کہہ دے کہ اگر نبوت ختم نہ ہوگئی ہوتی تو گاندھی نبی ہوتے۔ جو صاف بک دے کہ میں نے اپنی ذات سے ارادہ کرلیا ہے کہ میں ہندو بھائیوں سے نہیں لڑوں گا، چاہے وہ میری ماں، بہن، بہو اور بیٹی کی عزت خراب کریں، یا میرے قرآن شریف کو پھاڑ ڈالیں، یا میری مسجدوں کو شہید کرڈالیں۔ جو صاف واشگاف کہے کہ گاندھی اور لاجپت رائے وغیرہ سے بڑھ کر خدا نے کسی کو نہ بنایا۔ کوئی انسان ان سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا پیدا نہ فرمایا۔

"كان ربك لم يخلق لخشية سواهم من جميع الناس انساناً"(۱)

جو ہندوؤں کی رضا جوئی کے لیے شعار اسلام قربانی گاؤ کے گلے پر چھری پھیر دے، اسے حرام مردار نجس بتائے، مثل سور ٹھہرائے اور جسے کفر کے باطل ہونے کا یقین نہ ہو کہ جو یہ کہے اے ہندو بھائیو! دعا کرو کہ اگر ہندو مذہب سچا ہے تو پر ماتما مجھے ہندو مذہب پر اٹھائے، جسے اسلام کے حق ہونے میں شبہ ہو کہ اے مسلمانو! دعا کرو کہ اگر اسلام سچا ہو تو خدا مجھے مسلمانوں کے مذہب پر اٹھائے وغیرہ وغیرہ۔ خرافات ملعونہ کفریات لعینہ بکنے والے بھی ان کے نزدیک سب مسلمان، اور جو خباثات وکفریات پر ان قائلوں قابلوں کی تکفیر کریں وہ بھی۔ "والعياذ بالله الملك الديان من مكائد الشيطان"

ہاں تکفیر کرنے والے ان کے نزدیک خطا کار ہیں، قصوروار ہیں، مجرم ہیں، گنہ گار ہیں۔ ان کے خیال میں کفر کرنا، کفر بکنا، کچھ عیب نہیں، کافر کہنا عیب ہے، جب تو کفر بکنے والوں کے طرف دار ہیں اور تکفیر کرنے والوں سے برسر پیکار ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ صاحب ان کے یہاں تو کفر کی مشین ہے جس میں رات دن کفر کے فتوے ڈھلتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے اجی ساری دنیا کافر ہے بس یہ مسلمان ہیں۔ یہ بھی کافروہ

---

(۱) [شرح ديوان الحماسة للأصفهاني : قال بعض الشعراء بلعنبر، ۱/ ۲۶]

بھی کافر۔سب کو کافر کیے ڈالتے ہیں۔کوئی کہتا ہے یہ سب کو کافر کہتے ہیں انھوں نے اسلام کا دائرہ تنگ کر دیا ہے بڑے تنگ نظر ہیں۔بہت تنگ خیال ہیں۔نہایت کم ظرف ہیں۔اللہ انصاف، یہ نگہبان اسلام، یہ محافظین ایمان وسنت حضرت خیر الانام علیہ الصلاۃ والسلام جو اسلام کو برقرار واستوار رکھتے ہیں، یہ تو ایسے ویسے ہیں اور دشمنان دین وایمان جو دین کو مٹا ڈالنا چاہتے ہیں، جو مذہب کو صفحۂ ہستی سے حرف غلط کی طرح محو کر دینا چاہتے ہیں، اسلام کی چار دیواری چھوڑ کر اس کے حدود توڑ کر دہریت ولا مذہبی نیچریت کو فروغ دینا چاہتے ہیں۔وہ بڑے وسیع النظر وسیع الخیال عالی ظرف ہیں۔

﴿قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ﴾ (١)

اللہ انھیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں۔

﴿وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ﴾ (٢)

اوراب جانا چاہتے ہیں کہ ظالم کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔

﴿وَسَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ﴾ (٣)

اوراب جانا چاہتے ہیں کافر کسے ملتا ہے پچھلا گھر۔

تکفیر کی مشین کا غم بے کار، وہ تو جبھی تک جاری ہے، جب تک کفر کی مشین جاری ہے۔آج تم سب توبہ کرلو اور اپنی اپنی کفر کی مشین توڑ ڈالو۔علمائے کرام پھر تکفیر کی مشین نہ چلائیں۔تمہارے دل نہ ہلائیں گے، یہ عیار مکار بھولے بھالے سیدھے سادے مسلمانوں کو یوں چھلتے اور فریب دیتے ہیں کہ اب یہ آج کل کے علما ایسے پیدا ہوئے ہیں، جو بات بات پر لوگوں کو کافر کہتے ہیں، کفر کا باڑا بانٹتے ہیں، پہلے کے علما ایسے نہیں تھے۔امام صاحب تو یہ فرماتے ہیں کہ جو شخص ننانوے وجوہ سے کافر ہو، اور صرف ایک وجہ سے مسلمان ہو، وہ مسلمان ہے کافر نہیں۔

مسلمانو! یہ ان کیا دوں کا عظیم کید ہے۔کیا اس وقت کے علما کچھ اپنے گھر سے کہتے ہیں۔جو کچھ کہتے ہیں کتاب وسنت واقوال علما ہی سے کہتے ہیں۔امام عالی مقام پر یہ ان کا افترائے خبیث ہے۔ہرگز کہیں امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے یہ نہیں فرمایا۔اور نہ کسی اور نے ایسا کہا۔اور کوئی ایسا کیسے فرما سکتا ہے۔امام تو امام ہیں، عالم تو عالم ہے، کوئی ذرا سی عقل والا بھی ایسا نہیں کہہ سکتا۔کیا جو ننانوے سجدے

---

(١) [سورۃ التوبۃ:٣٠] (٢) [سورۃ الشعراء:٢٢٧]

(٣) [سورۃ الرعد:٤٢]

روزانہ بت کو کرے اور ایک خدا کو وہ مسلمان کہا جاسکتا ہے ''ولا حول ولا قوۃ الا با لعلی العظیم''

ہاں امام نے تو یہ فرمایا ہے کہ: اگر ایک مسئلہ میں چند وجوہ ہوں، مثلاً کسی کے ایک قول کے سو پہلو نکلتے ہیں، ننانوے اسے کفر کی طرف لیے جاتے ہیں اور ایک اسلام کی جانب لاتا ہے۔ سو معنی ہوسکتے ہیں ننانوے کفر اور ایک اسلام۔ تو تا وقتے کہ یقین نہ ہو کہ اس کے قائل نے اپنے اس قول کے معانی کفریہ سے کسی معنی کفری کا ارادہ کیا ہے اسے کافر نہ کہا جائے گا۔ اور ایک پہلوئے اسلام ان ننانوے کفری پہلوؤں پر غالب ہوگا۔ اور قائل کی تکفیر سے باز رکھے گا کہ ممکن ہے کہ قائل نے یہی معنی مراد لیے ہوں۔ تو معانی کفریہ پر اسی ایک معنی اسلام کو ترجیح ہوگی نہ کہ ان کو۔

''فان الحق یعلو و لا یعلی'' کہ حق بلند ہوتا ہے پست نہیں ہوتا۔

مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر میں ہے:

"اذا كان في المسئلة وجوه توجبه، ووجه واحد يمنعه، يميل العالم الى ما يمنع من الكفر ولا يترجح الوجوه على الوجه"(۱)

جب کسی ایک مسئلہ میں چند وجوہ کفر کی نکلتی ہوں اور ایک اسلام کی، تو عالم کا فتویٰ اسلام ہی کی جانب مائل ہوگا، وہ چند وجوہ کفر ایک اسلامی وجہ پر غالب نہیں ہوسکتیں۔

یہ تھا وہ حق جسے ان مفتریوں نے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے محض باطل کر کے دکھایا۔ یہ تو یہ جانتے ہیں کہ کلمۂ طیبۂ اسلام پڑھ لینے کے بعد آدمی کچھ بھی کرے کافر نہیں ہوتا، اور قرآن وحدیث ہمیں بتاتے ہیں کہ زمانۂ اقدس میں ایسے لوگ جو کلمہ پڑھتے تھے اور نہ صرف کلمہ اسلام ہی پڑھتے تھے بلکہ دربار دُربار سرکار نور بار رسالت میں حاضر ہوکر شہادتیں ادا کرتے تھے کہ ضرور ضرور بے شک وشبہ یقینی حضور اللہ کے رسول ہیں، حضور کی خدمت میں حاضر رہتے، حضور کے پیچھے نمازیں پڑھتے، حضور کے ساتھ جہاد کرتے تھے، مگر اللہ ورسول نے انھیں باوجود اس کے جھوٹا فریبی کذاب منافق فرمایا۔ اور ان کے اس کلمہ طیبہ پڑھنے اور بڑی بڑی تاکیدات کے ساتھ شہادت رسالت دینے، اور نمازیں ادا کرنے اور جہاد میں شریک ہوکر اپنی جانیں دینے اور کفار کی جانیں لینے پر نظر نہ فرمائی، سب کو ہباءً منثورا فرمادیا، قرآن فرماتا ہے:

﴿وَقَدِمْنَا اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا﴾(۲)

---

(۱) [مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر: الصبي العاقل اذا ارتد، ۱/۶۸۸]

(۲) [سورة الفرقان:۲۳]

اور جو کچھ انھوں نے کام کیے تھے ہم نے قصد فرما کر انھیں باریک باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذرے کر دیا کہ روزن کی دھوپ میں نظر آتے ہیں۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الآخِرِ وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ﴾ (١)

بعض وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور قیامت پر ایمان لائے اور در حقیقت وہ مسلمان نہیں۔

﴿يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلاَّ أَنفُسَهُم وَمَا يَشْعُرُونَ﴾ (٢)

وہ اللہ اور مسلمانوں کو فریب دینا چاہتے ہیں اور واقع میں اپنی جانوں کو فریب دے رہے ہیں اور انھیں اس کا شعور نہیں۔

﴿فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضاً وَلَهُم عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ﴾ (٣)

ان کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ نے ان کے مرض کو اور بڑھا دیا۔ اور ان کے لیے سخت دردناک عذاب ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔

اور ارشاد فرماتا ہے۔

﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ﴾ (٤)

جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں تو عرض کرتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک بے شبہہ بالیقین حضور ضرور اللہ کے رسول ہیں۔ اور اللہ جانتا ہے کہ بے شک تم اس کے رسول ہو، اور اللہ شاہد ہے کہ بے شک یہ منافق اپنے اس دعوے میں ضرور جھوٹے ہیں۔

دیکھا قرآن مجید کا یہ قہری فتوی ان کے حق میں جو نہ صرف کلمہ اسلام پڑھتے تھے بلکہ سب کچھ کرتے تھے جو صرف مسلمان کیا کرتے تھے، خدمت نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم میں حاضر بھی ہوتے تھے، با جماعت نمازیں بھی پڑھتے تھے، جہاد بھی کرتے تھے، سارے ہی اعمال کرتے تھے۔

اور سنیے! انھیں کلمہ پڑھنے والوں اور بظاہر سارے اعمال خیر کرنے والوں کی نسبت قرآن عظیم کا ارشاد:

---

(١) [سورة البقرة:٨] (٢) [سورة البقرة:٩]

(٣) [سورة البقرة:١٠] (٤) [سورة المنافقون:١]

﴿قُلْ أَنفِقُواْ طَوْعاً أَوْ كَرْهاً لَّن يُتَقَبَّلَ مِنكُمْ إِنَّكُمْ كُنتُمْ قَوْماً فَاسِقِينَ. وَمَا مَنَعَهُمْ أَن تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقَاتُهُمْ إِلاَّ أَنَّهُمْ كَفَرُواْ بِاللّهِ وَبِرَسُولِهِ وَلاَ يَأْتُونَ الصَّلاَةَ إِلاَّ وَهُمْ كُسَالَى وَلاَ يُنفِقُونَ إِلاَّ وَهُمْ كَارِهُونَ﴾(۱)

تم فرمادو! اللہ کی اطاعت میں تم خوشی سے خرچ کرو یا ناپسندی سے ہرگز تم سے قبول نہ فرمایا جائے گا کہ تم نافرمان قوم ہو، اور نہ باز رکھا انہیں اس سے کہ ان کے نفقات قبول ہوتے مگر اس نے کہ بے شک انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور نمازوں کو نہیں آتے مگر اس حال میں کہ وہ کسل مند ہوتے ہیں اور نہیں خرچ کرتے ہیں مگر اس حال میں کہ وہ کارہ ہوتے ہیں۔

دیکھا باوجود کلمہ گوئی قرآن نے انہیں کافر فرمایا، ان کے زکاۃ وصدقات اگرچہ وہ خوشی سے کیوں نہ دیں مردود فرمائے، ان کی نمازیں منہ پر ماردیں۔

اور سنیے! آگے انھیں حلف کے ساتھ مدعیان ایمان کے متعلق فرماتا ہے:

﴿وَيَحْلِفُونَ بِاللّهِ إِنَّهُمْ لَمِنكُمْ وَمَا هُم مِّنكُمْ وَلَكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَفْرَقُونَ﴾(۲)

وہ منافق اس پر اللہ کے ساتھ حلف کرتے ہیں کہ وہ ضرور تم میں سے ہیں، یعنی مسلمان ہیں۔ اور اللہ فرماتا ہے کہ وہ تم میں سے نہیں، یعنی مسلمان نہیں، لیکن وہ تو ایسی قوم ہیں جو اس سے ڈرتے ہیں کہ تم ان کے ساتھ وہ برتاؤ نہ کرو جو مشرکوں کے ساتھ کیا، یعنی قتل وغارت تو وہ یقیناً حلف اٹھاتے ہیں۔

پھر فرماتا ہے:

﴿لَوْ يَجِدُونَ مَلْجَأً أَوْ مَغَارَاتٍ أَوْ مُدَّخَلاً لَّوَلَّوْاْ إِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُونَ﴾(۳)

اگر وہ کوئی جائے پناہ یا غار یا سما جانے کا موضع پائیں تو وہ ضرور تم سے پھر کر اس کی جانب جلد ایسا بھاگیں جیسا شریر منہ زور گھوڑا کہ اسے کوئی چیز لوٹا نہیں سکتی۔

یعنی پھر کبھی وہ تمہاری طرف منہ بھی نہ کریں۔

اور سنیے! انھیں بڑے بڑے دعوائے اسلام کرنے والوں کے لیے اس بات پر کہ انہوں نے یہ کہا تھا: کہ حضور کان ہیں، جو جیسا حضور سے کہہ دے اسے حضور سن لیتے ہیں اور قبول فرمالیتے ہیں۔ اس پر قرآن عظیم کا قہری فرمان۔ فرماتا ہے:

---

(۱) [سورۃ التوبۃ:۵۳، ۵۴] (۲) [سورۃ التوبۃ:۵۶]

(۳) [سورۃ التوبۃ:۵۷]

﴿وَمِنۡهُمُ الَّذِيۡنَ يُؤۡذُوۡنَ النَّبِىَّ وَيَقُوۡلُوۡنَ هُوَ اُذُنٌ قُلۡ اُذُنُ خَيۡرٍ لَّكُمۡ يُؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤۡمِنُ لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَرَحۡمَةٌ لِّلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡكُمۡ وَالَّذِيۡنَ يُؤۡذُوۡنَ رَسُوۡلَ اللّٰهِ لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ﴾ (۱)

اور بعض ان میں سے وہ ہیں جو نبیصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ تو کان ہیں تم فرمادو! وہ تمہاری بھلائی کے لیے کان ہیں، ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور مسلمانوں کی تصدیق فرماتے ہیں، نہ کہ کافروں کی اور وہ رحمت ہیں ان کے لیے جو تم میں سے ایمان لائے اور جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا دیتے ہیں ان کے لیے سخت دردناک عذاب ہے۔

اس کے بعد انہیں کی نسبت ارشاد فرماتا ہے:

﴿يَحۡلِفُوۡنَ بِاللّٰهِ لَكُمۡ لِيُرۡضُوۡكُمۡ وَاللّٰهُ وَرَسُوۡلُهٗۤ اَحَقُّ اَنۡ يُّرۡضُوۡهُ اِنۡ كَانُوۡا مُؤۡمِنِيۡنَ﴾ (۲)

تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ تمہیں راضی کرلیں، اور تمہیں اس کا یقین دلادیں کہ تمہیں ان کی جانب سے جو خبر ایذا دہی رسول پہونچی ہے غلط ہے، انہوں نے نبیصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا نہیں دی ہے اور وہ کلمہ خبیثہ نہیں بکا ہے۔ اور اللہ ورسول احق ہیں اس کے لیے کہ اسے طاعت سے راضی کریں یعنی توبہ کرتے اگر یہ سچے مسلمان ہوتے۔

پھر فرماتا ہے:

﴿اَلَمۡ يَعۡلَمُوۡۤا اَنَّهٗ مَنۡ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيۡهَا ذٰلِكَ الۡخِزۡىُ الۡعَظِيۡمُ﴾ (۳)

کیا انہیں نہیں معلوم کہ وہ جو اللہ ورسول کے خلاف کرے تو بے شک اس کے لیے جہنم کی آگ ہے کہ ہمیشہ اس میں رہے گا یہی بڑی رسوائی ہے۔

اور سنیے!

غزوۂ تبوک کو جاتے ہوئے بعض انھیں حلفوں کے ساتھ اپنے ایمان واسلام کا یقین دلانے والوں نے کہا تھا: محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب کی خبریں بتاتے ہیں ﴿وما یدریہ بالغیب﴾ اور وہ غیب کیا جانیں۔ اللہ عزوجل نے اس کی اطلاع اپنے حبیبصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلمکو فرمادی اور یہ بھی فرمادیا:

---

(۱) [سورة التوبة:٦١] (۲) [سورة التوبة:٦٢]

(۳) [سورة التوبة:٦٣]

﴿وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ﴾(۱)
اور تم ان سے پوچھو گے تو کہیں گے ہم تو یوں ہی ہنسی کھیل میں تھے۔

اگر تم ان سے اپنے قرآن کے ساتھ اس استہزا کو پوچھو گے تو ضرور ضرور وہ معتذرانہ کہیں گے کہ: ہم تو اس میں ہنسی کھیل اور خوش گپیاں کر رہے تھے، کہ راہ قطع ہو اور ہم نے استہزا کا ارادہ نہ کیا تھا۔

اس پر ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ أَبِاللّٰهِ وَآيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ﴾(۲)
تم فرمادو! کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول کے ساتھ استہزا کرتے تھے۔

﴿لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ﴾(۳)
جھوٹے بہانے نہ بناؤ بے شک تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔

پھر فرمایا:

﴿يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ﴾(۴)
وہ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ انہوں نے نہیں کہا اور بے شک انہوں نے کلمۂ کفر بکا اور کافر ہو گئے اپنے اسلام کے بعد۔

اور سنیے! ان بڑے بڑے مؤکد دعوئ ایمان و اسلام کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ اور کفار سے بدتر جانتا ہے کہ وعید میں پہلے انھیں ذکر فرماتا پھر اور کفار کے لیے ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا هِيَ حَسْبُهُمْ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ﴾ (۵)

وعدہ دیا ہے اللہ نے منافقوں اور منافقات اور کافروں کو جہنم کی آگ کا کہ ہمیشہ رہیں گے اس میں وہ انھیں بدلہ کے لیے کافی ہے اور اللہ نے ان پر لعنت فرمائی اور ان کے لیے ہمیشہ کے رہنے والا عذاب ہے۔

کیا اب بھی یہ ظاہری آنکھیں رکھتے ہوئے اندھے بننے والے یہی کہے جائیں گے، حضور صلی

---

(۱) سورة التوبة:٦٥]
(۲) [سورة التوبة:٦٥]
(۳) [سورة التوبة:٦٦]
(۴) [سورة التوبة:٧٤]
(۵) [سورة التوبة:٦٨]

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نام لے کر خطبۂ جمعہ فرماتے ہوئے جن تین سو مردوں اور ایک سو عورتوں کو اپنی مجلس مبارک سے اپنی مسجد مقدس سے یہ فرما کر سخت فضیحت اور نہایت رسوائی کے ساتھ نکالا کہ: ''یا فلان أخرج فانک منافق.''(۱)

اے فلاں نکل جا کہ تو منافق ہے،

وہ سب کلمۂ اسلام پڑھتے تھے، اہل قبلہ بنتے تھے کہ: نمازیں باجماعت ادا کرتے تھے جو مسلمان کیا کرتے تھے یہاں تک کہ جہادوں میں شریک ہوتے تھے، کفار سے لڑتے تھے، انھیں قتل کرتے تھے۔ مارے جاتے تھے۔ مگر اللہ ورسول نے اس سب پر بھی انہیں کافر، منافق، فاجر، ناری، جہنمی، جھوٹا، فریبی، نا مسلم، موذی ہی فرمایا۔ اور مسلمانوں کے مجمع سے مسجد نبوی سے سخت فضیحت ورسوائی سے نکالا۔ اور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں دعائے قہر: ''اللھم مزّقھم کلّ ممزق''(۲) فرما کر برباد کردیا۔

بعض احمق یہاں شاید یہ شبہ کریں کہ یہ تو منافق ہیں جو دل سے مسلمان ہی نہیں ہوئے تھے۔ محض زبان سے دھوکہ دینے کے لیے کلمہ پڑھتے تھے۔ ہم تو ان کے لیے کہتے ہیں جو واقعی مسلمان ہیں۔ یہ شبہ جیسا کچھ لغو بے ہودہ پادر ہوا ہے، ہر ادنیٰ عقل والے پر روشن ہے۔

اولاً: ان کا واقعی مسلمان ہونا کہاں سے جانا۔ کیا اب منافقین کا بیج مارا گیا، اب منافقین کا پیدا ہونا بند ہوگیا۔

ثانیاً: کیا جو شخص واقعی مسلمان ہو وہ معاذ اللہ کبھی کافر نہیں ہوسکتا۔ ہم اول کا منہ بند کرنے کو قرآن عظیم واحادیث نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم ہی کے ارشادات کریمہ سنائیں۔ انہیں سے ان کے منہ میں پتھر دیں۔ قرآن کریم نے کس ونا کس سے نہیں صحابہ سے خطاب فرما کر فرمایا:

﴿یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ﴾ (۳)

اے ایمان والو اپنی آوازیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آواز شریف پر بلند نہ کرو اور ان کے حضور

---

(۱) [المعجم الأوسط للطبراني : ۲٤۱/۱ الناشر: دار الحرمين القاهرة]
[الدر المنثور للسيوطي : ۲۷۳/٤- سورة التوبة : ۱۰۱]
(۲) [تفسير ابن أبي حاتم: والوجه الثاني، ۱٦۰٥/٥]
(۳) [سورة الحجرات:۲]

اتنی زور سے کلام نہ کرو جیسے آپس میں کرتے ہو کہ تمہارے اعمال حبط ہو جائیں۔ اور تمھیں خبر بھی نہ ہو۔

تو معلوم ہوا کہ سچے پکے مسلمان سے اس ممانعت کے بعد اگر معاذ اللہ ایسا ہو تو وہ کافر ہو جاے گا۔

بلکہ خاص لفظ مرتد کا پتہ قرآن سے دیں فرماتا ہے:

﴿وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّىٰ يَرُدُّوكُمْ عَن دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا وَمَن يَرْتَدِدْ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾ (۱)

کفار ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ تمہیں تمہارے دین سے پھیر دیں گے اگر قابو پائیں اور تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے اور کافر ہو کر مرے۔ تو ان کے سارے اعمال اکارت ہیں دنیا اور آخرت میں وہ دوزخ والے ہیں ہمیشہ اس میں رہنے والے ہیں۔

اور فرماتا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ﴾ (۲)

اے ایمان والو تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا تو عن قریب اللہ ایسے لوگ لاے گا کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا، مسلمانوں پر نرم، اور کافروں پر سخت۔ اللہ کی راہ میں لڑیں گے۔ اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

احادیث اگر ذکر کریں تو بہت ہیں۔ اور مضمون طویل ہو جاے۔ اور منظور اختصار، اس لیے صرف چند احادیث پر اقتصار، روافض کے متعلق ایک حدیث میں ارشاد فرمایا:

((لا تسبوا أصحابي. في آخر الزمان قوم يسبون أصحابي ، فلا تصلوا عليهم ولا تصلوا معهم ، ولا تناكحوهم ولا تجالسوهم ، وان مرضوا فلا تعودوهم.))(۳)

---

(۱) [سورة البقرة:۲۱۷] (۲) [سورة المائدة:۵٤]

(۳) [كنز العمال ، كتاب الفضائل:۳۲۵۳۹:۱۱/۲٤۸]

میرے اصحاب پر تبرا نہ کرو کہ ایک قوم آخر زمانے میں آئے گی، میرے صحابہ پر تبرا کرے گی، تم ان کے جنازے کی نماز نہ پڑھنا، اور نہ ان کے ساتھ نماز پڑھنا، نہ ان کے ساتھ شادی بیاہ کرنا، اور نہ ان کے ساتھ نشست و برخاست کرنا، اور اگر وہ بیمار ہو تو نہ ان کی عیادت کرنا۔

ایک اور حدیث میں ہے:

((یکون في آخر الزمان دجالون کذابون یأتونکم من الأحادیث بما لم تسمعوا أنتم ولا أبائکم ایاکم وایاهم ولا یضلونکم.ولا یفتنونکم.))(۱)

آخر زمانہ میں کچھ دجال کذاب ہوں گے وہ تمہیں ایسی حدیثیں سنائیں گے کہ نہ تم نے کبھی سنی ہوں نہ تمہارے باپ دادا نے۔ ان کو دور کرو ان سے بچو کہ کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔

ان نجدیان لئام کے بارے میں جن کی حمایت میں آج کل سوائے چند سارے اخبار گلے پھاڑے ڈالتے ہیں بعض احادیث میں ارشاد ہوا:

((یخرج ناس من قبل المشرق یقرؤن القرآن لا یجاوز عن تراقیهم یمرقون من الدین کما یمرق السهم من الرمیة لا یعودون فیه حتی یعود السهم إلیٰ فوقه سیماهم التحلیق.))(۲)

کچھ لوگ مشرق کی جانب (نجد) سے پیدا ہوں گے، قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کی گھانٹیوں سے نیچے نہ اترے گا وہ دین سے ایسا نکل جائیں گے جیسا شکار سے تیر۔ دین میں لوٹ کر نہ آئیں گے۔ جیسے تیر سوفار کی طرف لوٹ نہیں سکتا، ان کی علامت سر منڈانا ہے۔

ایک حدیث میں فرمایا: ((سیکون في امتي اختلاف وفرقة قوم یحسنون القیل ویسیؤن الفعل یقرؤن القرآن لا یجاوز تراقیهم یمرقون من الدین مروق السهم من الرمیة لا یرجعون حتی یرتد السهم علیٰ فوقه هم شر الخلق والخلیقة طوبیٰ لمن قتلهم و قتلوه یدعون إلیٰ کتاب اللّٰه ولیسوا منا في شیء من قاتلهم کان أولیٰ باللّٰه منهم قالوا: یا رسول ما قال سیماهم هم التحلیق.))(۳)

---

(۱) (الصحیح لمسلم.مقدمه.۱/۱۰)

(۲) [مسند الإمام احمد بن حنبل: ۶۸۷۱-۴/۶۷۲]"

(۳) [مشکاة المصابیح کتاب القصاص باب قتل أهل الردة:۳۵۴۳:۲/۳۶]

قریب ہے کہ میری امت میں اختلاف وافتراق ہوگا، ایک قوم ہوگی اس کے لوگ باتیں بنانی اچھی جانیں گے اور کام کو برا خیال کریں گے، یعنی باتیں بہت بڑھ بڑھ کر ماریں گے اور کام کچھ نہ کریں گے بلکہ کام کرنے کو برا سمجھیں گے، قرآن پڑھتے ہوں گے مگر ان کا ایمان ان کی گھانٹیوں سے نیچے نہ اترے گا۔ وہ دین سے یوں نکل جائیں گے جیسے شکار سے تیر۔ پھر دین میں پلٹ کر نہ آئیں گے۔ جیسے تیر سوفار کی جانب نہیں لوٹتا وہ ساری خلقت جانوروں چوپاؤں سے (جن میں کتے سور بھی ہیں) بدتر ہیں ۔شادمانی ہے اسے جو انہیں قتل کرے یا وہ جسے قتل کریں۔ وہ کتاب اللہ کی جانب لوگوں کو بلائیں گے حالاں کہ انہیں کتاب سے کوئی واسطہ ذرا سا علاقہ بھی نہ ہوگا، جو انہیں قتل کرے وہ اللہ کے نزدیک ان سے بہتر ہے، ان کی علامت سر منڈانا ہے۔

ایک اور حدیث میں فرمایا:

((سیخرج في آخر الزمان قوم حداث الأسنان، سفهاء الأحلام يقولون من خير قول البرية ، لا يجاوز إيمانهم حناجرهم يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية فاذا لقيتموهم فاقتلوهم فان في قتلهم آجر لمن قتلهم عند الله يوم القيامة.))(۱)

آخر زمانے میں ایک قوم نکلے گی وہ لوگ نوخیز اور سخت بدعقل ہوں گے، بات بات پر حدیث کا نام لیں گے قرآن پڑھیں گے جو ان کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا۔ وہ دین سے تیر کی طرح نکل جائیں گے۔ تو جب تم انہیں پاؤ قتل کرو کہ ان کے قتل کرنے میں ان کے قاتل کے لیے قیامت کے دن اللہ کے یہاں اجر عظیم ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے:

((تحقرون صلاتكم مع صلواتهم وصيامكم مع صيامهم وعملكم مع عملهم ويقرؤن القرآن لا يجاوز حناجرهم يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية.))(۲)

تم اپنی نمازوں کو ان کی نماز کے سامنے حقیر جانو گے اور اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے سامنے اور اپنے عملوں کو ان کے عملوں کے مقابل، (باوجود اس کے ان کا حال یہ ہوگا کہ) قرآن پڑھیں

---

(۱) [مشكاة المصابيح: كتاب القصاص. ۳۵۳۵: ۳۴/۲، ۳۵]"

(۲) (كنز العمال: ۱۳۱/۱۱)

گے جوان کے گلوں کے نیچے نہ اترے گا، اور دین سے یوں نکل جائیں گے جیسے کمان سے تیر۔

ایک اور حدیث میں ہے:

((ان بین یدی الساعة فتناً، یصبح الرجل فیها مومناً ویمسي کافراً.))(۱)

قریب قیامت بے شک ایسے عظیم فتنے برپا ہوں گے کہ آدمی صبح مسلمان ہوگا اور شام کو کافر ہو جائے گا۔

اب تو واضح ہوا کہ محض کلمہ پڑھنا اور اہل قبلہ بننا اور قرآن وحدیث کا نام لینا ہرگز مسلمان ہونے کے لیے کافی نہیں۔ اب دیکھنا ہے کہ یہ آنکھوں کے کورے ان آیات واحادیث کو دیکھ کر کیا کہتے ہیں۔ کیا عجب کہ اپنے زعم باطل وخیال فاسد وعاطل سے رجوع لائیں اور اللہ دے تو ہدایت پائیں۔ مگر وہ جن کے دلوں پر اللہ نے مہر فرمادی اور کانوں اور آنکھوں پر پردے ڈال دیے کہ حق نہ سن سکتے ہیں، نہ دیکھ سکتے ہیں، نہ قبول کر سکتے۔

﴿خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ (۲)

﴿صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ﴾ (۳)

اللہ نے ان کے دلوں پر اور کانوں پر مہر کردی اور ان کی آنکھوں پر گھٹا ٹوپ ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب، بہرے گونگے اندھے تو وہ پھر آنے والے نہیں۔

یہ بے تہذیب وبے ادب مدعیان تہذیب وادب، علما پر بے تہذیبی کا الزام لگاتے ہیں اور بے ادبی کا منہ آتے ہیں کہ یہ لوگ گالیاں سناتے ہیں، مخلوق خدا کو ناحق ستاتے ہیں، بہت سختیاں برتتے ہیں، نہایت شدتیں کرتے ہیں، ان کے اعتراض علما ہی تک نہیں رہتے، بلکہ اللہ ورسول تک جاتے ہیں، علما ہی ان گندی گھنونی گالیوں سے ایذا نہیں پاتے، بلکہ یہ کہہ کر اللہ ورسول تک ایذا پہونچاتے ہیں۔ علما کیا فرماتے ہیں جنھیں یہ گالیاں بتاتے ہیں، بے تہذیبی ٹھہراتے ہیں، علما تو وہی کہتے ہیں جو قرآن وحدیث انہیں سکھاتے ہیں۔

وہ اگر کافر کہتے ہیں تو اللہ ورسول نے کافر فرمایا:

---

(۱) (الجامع للترمذی:۲/۴۳)

(۲) [سورۃ البقرۃ:۷] (۳) [سورۃ البقرۃ:۱۸]

﴿فَإِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ﴾(۱) تو اللہ دشمن ہے کافروں کا۔
وہ فاسق کہتے ہیں۔تو قرآن نے فاسق فرمایا:
﴿وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ﴾(۲) اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔
وہ اگر ضال کہتے ہیں تو خدا نے فرمایا:
﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾(۳)
وہ اگر منافق کہتے ہیں تو ان کے رب نے فرمایا:
﴿اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ يَأْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ﴾(۴)
منافق مرد اور منافق عورتیں ایک تھیلی کے چٹے بٹے ہیں برائی کا حکم دیں اور بھلائی سے روکیں۔
وہ اگر فاجر کہتے ہیں تو اللہ نے فرمایا:
﴿أُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ﴾(۵) یہ وہی ہیں کافر بدکار۔
وہ اگر ملعون کہتے ہیں تو قرآن نے فرمایا:
﴿وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ﴾(۶) اور اللہ کی ان پر لعنت ہے۔
وہ اگر جھوٹا کہتے ہیں تو قرآن نے فرمایا:
﴿لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ﴾(۷) جھوٹوں پر اللہ کی لعنت۔
وہ اگر ظالم کہتے ہیں تو قرآن میں آیا:
﴿اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ﴾(۸) ارے ظالموں پر خدا کی لعنت۔
وہ اگر خائن کہتے ہیں۔تو قرآن میں ہے:
﴿وَأَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ﴾(۹) اور اللہ دغابازوں کا مکر نہیں چلنے دیتا۔

---

(۱) [سورة البقرة:۹۸] (۲) [سورة التوبة:۸۰]
(۳) [سورة الفاتحة:۷] (٤) [سورة التوبة:٦٧]
(٥) [سورة عبس:٤٢] (٦) [سورة التوبة:٦٨]
(٧) [سورة آل عمران:٦١] (٨) [سورة الأعراف:٤٤]
(٩) [سورة يوسف:٥٢]

وہ اگر خائب وخاسر کہتے ہیں۔تو یہ بھی قرآن میں ہے:

﴿أُولَٰئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾ (۱) وہی نقصان میں ہیں۔

وہ انھیں ناری جہنمی بتاتے ہیں۔تو قرآن میں ہے:

﴿أُولَٰئِكَ أَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ﴾ (۲) وہ دوزخ والے ہیں ان کو ہمیشہ اس میں رہنا۔

وہ اگر فریبی کہتے ہیں۔تو ہم یہ بھی قرآن سے دکھا چکے ہیں۔

وہ اگر مرتد کہتے ہیں۔تو ہم اس کا پتہ بھی قرآن سے بتا چکے۔

غرض وہ کیا ہے جو علما اپنی طرف سے کہتے ہیں،وہ حکم شریعت بیان کرتے ہیں،اس پر تو یہ شرار لئام، جاہلان بدلگام یہ منہ زوریاں کرتے ،اور علما پر بے تہذیبی ، بے ادبی اور تعصب وجہالت، ضدو نفسانیت،اور غرور وتکبر کا الزام لگاتے ہیں۔انھیں شریر النفس مفسد مسلمانوں میں تفریق کرنے والا، بھائیوں میں پھوٹ ڈالنے والا بتاتے ہیں،ان احکام شریعت کو گالیاں ٹھہراتے ہیں،اگر علما وہ سب کچھ بھی اعلان کے ساتھ فرماتے، جو کفار ومنافقین کے لیے قرآن عظیم نے فرمایا اور جیسا کچھ انہیں بتایا۔تو معلوم نہیں یہ شریر النفس ،متعصب، پیکر غرور، مجسمہ ضد ونفسانیت، جہال بے خرد، کیسا کچھ جامہ سے نکلتے، آپے سے باہر آتے ،قرآن نے انہیں سفیہ، احمق، بے وقوف، بدعقل فرمایا:

﴿أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ﴾ (۳)

سنتا ہے وہی احمق ہیں مگر جانتے نہیں۔

وہ اگر انہیں مفسد کہتے ہیں۔تو قرآن نے انہیں مفسد فرمایا:

﴿أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ﴾ (۴)

سنتا ہے وہی فسادی ہیں مگر انہیں شعور نہیں۔

قرآن نے انہیں جاہل بتایا:

﴿وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ﴾ (۵)

اور جاہلوں سے منہ پھیر لو۔

---

(۱) [سورة البقرة:۲۷] (۲) [سورة البقرة:۳۹]

(۳) [سورة البقرة:۱۳] (٤) [سورة البقرة:۱۲]

(٥) [سورة الأعراف:۱۹۹]

﴿سَلٰمٌ عَلَيۡكُمۡ لَا نَبۡتَغِي الۡجٰهِلِيۡنَ﴾(۱)
بس تم پر سلام۔ہم جاہلوں کے غرضی نہیں۔
قرآن نے انہیں گدھا بتایا:
﴿كَمَثَلِ الۡحِمَارِ يَحۡمِلُ اَسۡفَارًا﴾ (۲)
گدھے کی مثال ہے جو پیٹھ پر کتابیں اٹھائے۔
﴿كَاَنَّهُمۡ حُمُرٌ مُّسۡتَنۡفِرَةٌ فَرَّتۡ مِنۡ قَسۡوَرَةٍ﴾(۳)
گویا وہ بھڑکے ہوے گدھے ہوں کہ شیر سے بھاگے ہوں۔
قرآن نے انہیں کتا کہا:
﴿كَمَثَلِ الۡكَلۡبِ اِنۡ تَحۡمِلۡ عَلَيۡهِ يَلۡهَثۡ اَوۡ تَتۡرُكۡهُ يَلۡهَثۡ﴾(۴)
کتے کی طرح ہے تو اس پر حملہ کرے تو زبان نکالے اور چھوڑ دے تو زبان نکالے۔
بلکہ کتے سور سے بھی زیادہ بدتر فرمایا:
﴿اُولٰٓئِكَ كَالۡاَنۡعَامِ بَلۡ هُمۡ اَضَلُّ﴾ (۵)
وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر گم راہ۔
﴿اُولٰٓئِكَ هُمۡ شَرُّ الۡبَرِيَّةِ﴾(۶)
وہی تمام مخلوق میں بدتر ہیں۔

بحمد اللہ تعالیٰ کلام اپنے منتہی کو پہونچا، اور ظاہر و باہر ہوا کہ یہ علما کو بے تہذیب و بے ادب بتانے والے خود سخت بے تہذیب اور نہایت بے ادب ہیں۔ **ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔**

علمائے کرام "تخلقوا باخلاق اللہ." پر عامل ہیں، اور اخلاق الٰہیہ سے شدت علی الکفار ہے، اس لیے وہ اپنے محبوب رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیٰ سائر الانبیا والمرسلین وآلہ وصحبہ اجمعین کو اس کا حکم فرماتا ہے۔کہ ارشاد کرتا ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الۡكُفَّارَ وَالۡمُنٰفِقِيۡنَ وَاغۡلُظۡ عَلَيۡهِمۡ﴾(۷)

---

(۱) [سورة القصص:۵۵] (۲) [سورة الجمعة:۵]
(۳) [سورة المدثر:۵۱] (٤) [سورة الأعراف:۱۷۶]
(۵) [سورة الأعراف:۱۷۹] (٦) [سورة البينة:۷] (۷) [سورة التحريم:۹]

اے نبی جہاد فرماؤ کافروں اور منافقوں سے اور ان پر سختی کرو درشتی برتو۔

اور اسی شدت علی الکفار کی بنا پر اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محبوب جاں نثار خادموں مسلمانوں کو سراہتا ہے۔ کہ فرماتا ہے:

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ﴾(۱)

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے ساتھی کفار پر سخت اور آپس میں ایک دوسرے پر مہربان ہیں۔

اسی لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے غلاموں کو حکم فرمایا:

"لا تواكلوهم ولا تشاربوهم ولا تجالسوهم ولا تناكحوهم".(٢)

واذا مرضوا فلا تعودوهم واذا ماتوا فلا تشهدوهم.(٣)

ولا تصلوا عليهم ولا تصلوا معهم. (٤)

أو كما قال۔ اياكم واياهم لا يضلونكم ولا يفتنونكم."(٥)

نہ ان کے ساتھ کھاؤ پیو، نہ ان کے ساتھ بیٹھو اٹھو، نہ ان کے ساتھ شادی بیاہ کرو۔ وہ جب مریض ہوں تو ان کی عیادت نہ کرو، مرجائیں تو ان کے جنازے پر نہ جاؤ۔ نہ ان کے جنازے کی نماز پڑھو، نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو، ان سے بچو انہیں دور کرو کہ تم کو گمراہ نہ کردیں، کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

بلکہ اسی لیے خود قرآن عظیم میں ارشاد ہوا:

﴿وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطَٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّٰلِمِينَ﴾ (٦)

اور اگر تجھے شیطان بھلادے۔ تو یاد آنے پر کافروں کے پاس نہ بیٹھو۔

---

(١) [سورة الفتح:٢٩]

(٢) [الضعفاء الكبير للعقيلي: ١/١٢٧]

(٣) [سنن أبي داؤد: باب في القدر، ٤/٢٢٢]

(٤) [جامع الأحاديث للسيوطي : ٧/٤٣١ ـ عن ابن مسعود]

[كنز العمال: الفصل الأول في فضائل الصحابة: ١١/٥٤٠ ـ عن أنس]

(٥) [صحيح مسلم : الباب في الضعفاء والكذابين، ١/١٢]

(٦) [سورة الأنعام:٦٨]

﴿وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ﴾(۱)

کافروں کی طرف ادنیٰ میل بھی نہ کرو کہ تمہیں آگ چھوے گی۔

اسی شدت علی الکفار کی بنا پر فرمایا:

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ﴾(۲)

تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو اللہ اور قیامت پر ایمان لائے کہ محبت کرتے ہوں اس سے جس نے اللہ ورسول سے لڑائی کی اگر چہ ان کے باپ دادا یا بیٹے پوتے یا بھائی یا کنبے کے لوگ ہوں۔

اگر اس قسم کی آیات واحادیث لکھوں تو دفتر درکار ہے، اور مدنظر اختصار ہے اور ہے یہ: ع

درخانہ اگر کس ست یک حرف بس ست۔

اور معاند کے لیے اوراق سموات وارض کے شواہد ناکافی۔ غرض اتنا تو بفضلہ تعالیٰ ہر ادنیٰ عقل والے پر روشن ہو گیا کہ علمائے کرام متخلق باخلاق اللہ المنان ہیں۔ ہر طرح اس کے اور اس کے رسول کے تابع فرمان ہیں۔ اور یہ ان کے دشمن اعدائے دین ومذہب ومتبع خطوات شیطان ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اے عزیز! یہ مسئلہ بھی ایسا ہے جس کے لیے دلائل فقہیہ درکار ہیں، اور اگر یہی اصرار ہے تو یہاں کب انکار ہے۔ سنیے!

مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر میں فرمایا:

"إذا وصف الله بما لا يليق أو نسبه إلى العجز والنقص يكفر."(۳)

اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی چیز ثابت کرنا جو اس کے لائق نہیں اس کو عاجز اور عیب دار بتانا کفر ہے۔

اسی میں ہے:

"يكفر باثبات المكان لله تعالىٰ فان قال الله في السماء اذا أراد به المكان كفرٌ وان لم يكن له نية يكفر عند أكثرهم وعليه الفتوىٰ."(٤)

---

(۱) [سورة هود:۱۱۳] (۲) [سورة المجادلة:۲۲]

(۳) [مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر: الفاظ الكفر الأنواع، ۱/ ٦۹۰]

(٤) (الفتاوىٰ الهندية مع الخانيه:۲/۲٥۹)

اللہ تعالیٰ کے لیے مکان ثابت کرنا کفر ہے،اور" اللّٰہ فی السماء" کہہ کر مکان مراد لینا بھی کفر ہے،فقہانے بغیر نیت کے بھی کفر لکھا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

اسی میں ہے:

"لو قال أری الله تعالیٰ في الجنة فهذا كفر"(۱)

اسی میں ہے:

زخدائے ہیچ مکانے خالی نیست کفر۔(۲)

خدا سے کوئی مکان خالی نہیں کہنا کفر ہے۔

"مایکون کفراً بالاتفاق یوجب إحباطاً لعمل کما في المرتد وتلزم إعادة الحج إن کان قد حج ،ویکون وطؤه حینئذ مع إمرأته زناً والولد الحاصل منه في هذه الحالة ولد الزنا."

جو سب کے نزدیک کفر ہو،اس سے عمل برباد ہو جاتے ہیں،جیسے مرتد کے،لہٰذا اس کو بعد توبہ دوبارہ حج کرنا ضروری ہے اور بغیر دوبارہ نکاح کیے عورت سے وطی کرنا محض زنا ہوگا،اولاد حرامی ہوگی۔

بے شک بے شبہہ یقیناً ان سب پر توبہ فرض ہے،جرم کا جیسا اعلان ہوا ایسے ہی اعلان سے توبہ ہو۔

((قال صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم: توبة السر بالسر والعلانية بالعلانية.))(۳)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ پوشیدہ گناہ کی توبہ پوشیدہ اور علانیہ کی علانیہ ہوتی ہے۔

یہ گمان نہ کریں اور اس گھمنڈ میں نہ رہیں کہ کلمۂ کفر ایک بار زبان سے یا قلم سے نکل گیا اس کے بعد ہزار بار کلمہ پڑھا ہے اب تک کیا وہ کفر باقی رہ گیا۔ہاں ہاں ویسا ہی باقی ہے اگر چہ بے شمار کلمہ پڑھا ہو اور روزانہ دانے کی تسبیح گھمائی ہو۔جب بھی تا وقتے کہ اسی اعلان کے ساتھ اپنے ان کفریات سے توبہ نہ کرو،رجوع نہ لاؤ،ہرگز کچھ مفید نہیں۔

---

(۱) (الفتاویٰ الهندية مع الخانيه:۲/ ۲۵۹)

(۲) (الفتاویٰ الهندية مع الخانيه:۲/ ۲۵۹)

(۳) [المعجم الكبير للطبراني: عن معاذ بن جبل ، ۲۰/ ۱۵۹]

اسی مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر میں ہے: "إن أتیٰ بکلمة الشهادة علیٰ وجه العادة لم ینفعه مالم یرجع عما قاله ،لأنه بالاتیان بکلمة الشهادة لا یرتفع الکفر."(۱)

اگر بطور عادت اس نے کلمہ طیبہ پڑھ لیا تو یہ اس کے لیے فائدہ مند نہیں ہوگا، جب تک کہ توبہ نہ کرے کیوں کہ بغیر توبہ صرف کلمہ پڑھ لینے سے کفر ختم نہیں ہوجاتا۔

ان کی عورتیں بائنہ ہوگئیں بعد عدت جس سے چاہیں نکاح کرسکتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمه جل مجده أتم۔

کتبــــــــــه:

الفقیر مصطفیٰ رضا القادری البریلوی

(۱) ☆لقد أصاب من أجاب .

خویدم الطلبه محمد حسنین رضا القادری النوری الرضوی غفرله ربه

(۲) ☆صح الجواب واللہ تعالیٰ أعلم.

محمد مختار احمد صدیقی میرٹھی عفی عنه

(۳) ☆لقد أصاب من أجاب.

فقیر سردار علی بریلوی غفرله

(۴) ☆صح الجواب واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب.

فقیر محمد تقدس علی الرضوی البریلوی غفرله مولاه القوی

(۵) ☆ یہ اشعار متعدد کفریات پر مشتمل اور قائل کافر، واللہ تعالیٰ أعلم.

فقیر ابوالعلا محمد امجد علی اعظمی عفی عنه

صدر مدرس مدرسہ دارالعلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف

(۶) ☆صح الجواب واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب.

محمد اسماعیل محمود آبادی ضلع سیتاپور تو ابعات لکھنو

(۷) ☆ان اشعار کے کفر اور قائل کے کافر ہونے میں شک نہیں، واللہ تعالیٰ أعلم۔

محمد نعیم الدین عفا عنه المعین

---

(۱) [مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر: الصبي العاقل اذا ارتد، ۱/۶۸۷]

(۸) ☆جواب صحیح ہے.

سید غلام قطب الدین سہیل ہند سہسوانی۔

(۹) ☆هذا هو الجواب الصحيح والحق الصريح .

المصدق الفقیر محمد ابراہیم عفا عنہ ناظم جمعیۃ الاحناف صوبہ سندھ

(۱۰) ☆الجواب صحيح.

فقیر محمد حسین البلوچستانی

(۱۱) ☆لعمری لقد أجاب في ما أجاب وأطاب وأصاب فأوضح الصواب عن اللباب أبو العرفان.

فقیر محمد غلام جان قادری رضوی عفی عنہ
مدرسہ انجمن نعمانیہ ہند لاہور

(۱۲) ☆نعم الجواب وحبذا التوفيق وحضرة المجيب مصيب ومثاب وعلىٰ من خالفه سوء العقاب والله تعالىٰ أعلم وعلمه جل مجده أتم وأحكم.

فقیر ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی قادری الرضوی لکھنوی غفرلہ
مفتی جامعہ رضویہ منظر اسلام خانقاہ عالیہ قدسیہ رضویہ بریلی شریف۔(مہر)

(۱۳) ☆ذلك كذلك وانى مصدق لذلك.

فقیر غلام رسول قادری بھاول پور مفتی ریاست

(۱۴) ☆الجواب صحيح والمجيب نجيح .

الفقیر محمد علی القادری الحامدی غفرلہ

(۱۵) ☆هذا هو الحق.

عبد النبی المختار محمد یار بھاولپوری بقلم خود

(۱۶) ☆جواب صحیح ہے.

غلام محمد نبی رام پوری مدرس مدرسہ ارشاد العلوم رام پور

(۱۷) ☆اشعار مندرجہ سوال کفریات پر مشتمل ہیں جن کے کہنے والے کو کافر کہنے میں ذرا بھی تامل نہیں ہے، یہ اشعار کفر اور کہنے والا کافر بلا شک ہے۔

العبد محمد معوان حسین احمدی المجددی النقشبندی

ناظم مدرسہ ارشاد العلوم ریاست رام پور محلّہ چاہ شور

(۱۸) ☆الجواب صحیح وصواب والمجیب اللبیب مصیب ومثاب.

عبدالغنی غفرلہ مدرسہ مدرسہ نعمانیہ لاہور ہند

(۱۹) ☆بے شک یہ اشعار کفریہ اور قابل وقائل ان اشعار کا کافر ہے.

كتبه بقلمه وقاله بفمه

العبد المذنب ابوالبرکات سید احمد غفرلہ الأحد

فتویٰ

حضرت والا برکت بالا منزلت علامہ زمان مفتی دوراں مولوی محمد ابراہیم صاحب قادری

مدرس اول دارالعلوم شمس العلوم بدایوں

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فقہاے کرام علیہم الرحمہ نے فرمایا: کہ جو شخص خدائے تعالیٰ کو (معاذ اللہ) ایسے وصفوں سے متصف کرے کہ اس کے لائق نہ ہوں یا خدائے تعالیٰ کو جاہل عاجز ٹھہرائے یا اس کے کسی نام کے ساتھ تمسخر کرے اور اختیاراً ایسے قول کہے (وہ تعریضاً اور نقلاً نہ ہوں) اگر چہ کہنے والا اسے کفر نہ جانے اور اس کا اعتقاد نہ رکھے وہ شرعاً محض ایسے قول کی بنا پر کافر ہو جاتا ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

”يكفر إذا وصف الله تعالىٰ بما لا يليق به أو سخر بإسم من أسمائه إلىٰ أن قال أو نسبه إلىٰ الجهل والعجز أو النقص كذا في البحرا الرائق.“(۱)

جو اللہ تعالیٰ کو کسی ایسی چیز سے متصف کرے جو اس کے لائق نہیں وہ کافر ہے۔اسی طرح وہ جس نے اللہ تعالیٰ کے کسی نام کا مذاق اڑایا۔یا اس کو جاہل عاجز عیب دار بتایا کافر ہے۔

اسی میں ہے:

”إذا أطلق الرجل كلمة الكفر عمداً لكنه لم يعتقد الكفر۔ قال بعض أصحابنا

(۱) [فتاوى عالمگیری کتاب السیر،باب التاسع في أحكام المرتلين موجبات الكفر أنواع:۲/۳۲۸]

لا یکفر، وقال بعضهم: یکفر، وهو الصحیح عندي، کذا في البحر الرائق :من أتیٰ بلفظه الکفر وهو لم یعلم أنها کفر إلا أنه أتیٰ بها عن اختیار یکفر عند عامة العلماء خلافاً للبعض ولا یعذر بالجهل."(۱)

کسی شخص نے عمداً کلمہ کفر بولا لیکن کفر کا اعتقاد نہیں کیا تو وہ ہمارے بعض علما کے نزدیک کافر نہیں، لیکن بعض دیگر علما نے اس کو کافر کہا ہے، اور یہ ہی میرے نزدیک صحیح ہے۔ بحر الرائق میں ہے: کہ کسی نے کلمہ کفر کہا اور اس کو علم نہیں تھا مگر اس نے یہ اپنے اختیار سے بولا تھا تو عام علما کے نزدیک کافر ہے، اس کا عذر قابل قبول نہیں۔ لیکن بعض نے کافر نہیں کہا۔

فتاویٰ قاضی خاں میں ہے:

"رجل کفر بلسانه طائعاً وقلبه علی الایمان یکون کافراً ولا یکون عند اللّٰه مومناً." (۲)

کسی شخص نے زبان سے کفر بکا لیکن دل میں ایمان تھا تو وہ کافر ہے، اللہ کے نزدیک بھی مومن نہیں۔

جو شخص نثر انظما یہ کہے کہ: خدا کا اس بت کافر پر قابو نہیں چلا مگر میں اس کو اپنا مطیع کرلوں گا، یا خدا خدا کی جگہ رام رام باتباع فلاں کافر کرلوں گا، تو یہ کلمات صریحاً کفر کے ہیں جس میں تاویل کی گنجائش نہیں اگرچہ کہنے والا اعتقاد نہ رکھے۔ واللّٰه تعالیٰ أعلم وعلمه أتم وأحکم۔

حررہ: محمد ابراہیم الحنفی القادری البدایونی غفرلہ

☆الجواب صحیح.

فقیر محمد عبد القدیر القادری البدایونی۔

☆الجواب الصحیح.

فقیر محمد امین عفی عنہ۔

☆ذلک کذلک إني مصدق لذلک .

حررہ العبد المذنب ابوالبرکات

---

(۱) [الفتاوی الهندیة: کتاب السیر. باب التاسع في أحکام المرتدین: ۲/۳۴۷]

(۲) (الفتاویٰ الخانیه مع الهندیة: ۳/۵۷۳)

☆الجواب صحیح .

ابو یوسف محمد شریف کوٹلی لوہاران غفرلہ

☆لقد أصاب المجیب جزاه الله المجیب.

محمد حبیب الرحمٰن القادری البدایونی غفرلہ

فتویٰ

فاضل جلیل عالم نبیل حامی سنن ماحی فتن حضرت مولانا مولوی سید اولاد رسول محمد میاں صاحب قادری برکاتی سجادہ نشین سرکار مارہرہ شریف

الجواب

اللھم ھدایة الحق والصواب:

شعر ۳: یقیناً قطعاً کفر خالص ہے۔ اس میں نہایت صاف واضح الفاظ میں خدا کو عاجز کہا۔ اور عاجز بھی کیسا کہ جس ''بت کافر'' پر بقول اس شاعر کافر کے خود یہ قادر ہے خدا کا اس پر کچھ بس نہیں چلا۔ اور یہ خدا کی طرف عجز کی نسبت اور وہ بھی ایسی یقیناً قطعاً اجماعاً کفر خالص ہے۔ فتاویٰ ہندیہ و بحر الرائق علامہ زین ابن نجیم واعلام بقواطع الاسلام امام ابن حجر مکی علیہم رحمۃ الملک المنان میں کفر متفق علیہ کے بیان میں ہے:

''واللفظ للبحر ''یکفر إذا وصف الله تعالیٰ لا یلیق به أو نسبه إلی الجھل والعجز والنقص ''الخ ملخصاً.''(۱)

اعلام میں فرمایا: جو اللہ عزوجل کو کسی ایسی چیز سے موصوف مانے جو اس کی شان کریم کے لائق نہیں یا اس کی طرف جہل کی ''سواء صدر عن اعتقاد أو عنادٍ أو استھزاءٍ'' یا عجز یا نقص کی نسبت کرے وہ قطعاً کافر ہے برابر ہے کہ اس کا یہ قول اعتقاداً ہو یا عناداً یا ہنسی میں کہہ دیا ہو۔

یہ شعر اپنے اس معنی کفری میں نہایت واضح وصاف متعین نا قابل تاویل وتوجیہ ہے۔ جس میں کسی ایسی تاویل کی جو اسے کفر سے نکال سکے اصلاً گنجائش نہیں، نہ ایسے کفر صریح میں ادعائے تاویل مقبول وصحیح۔ شفائے امام قاضی عیاض میں ہے:

---

(۱) [الفتاوی الھندیة. کتاب السیر . باب التاسع في أحکام المرتدین: ۲/ ۳۲۸]

"ادعاء التاويل في لفظ صراح لا يقبل."(۱)

صریح لفظ میں تاویل کا دعویٰ نہیں سنا جاتا۔

نسیم الریاض علامہ شہاب خفاجی میں ہے:

"ولا يلفت لمثله ويعد هذياناً."(۲)

ایسی تاویل کی طرف التفات نہ ہوگا اور وہ ہذیان سمجھی جائے گی۔

اس شاعر کے خسار وبوار کے لیے اس کا یہی ایک ملعون شعر کیا کم تھا۔ نہ کہ اس نے آگے اور کفر بکا۔ اور شعر (۴) کے پہلے مصرع میں مشرک کو اپنا رہنما، ہادی وپیشوا بنانے کی اپنی شرک پرستی کو ایک تعلیق موہوم کی بے معنی آڑ کے ساتھ ظاہر کرنے کے بعد دوسرے مصرع میں صاف کہہ دیا کہ:

خدا خدا نہ سہی رام رام کرلیں گے

اس شرک پرستی پر تو رد کامل علمائے اہل سنت کے رسائل میں ہے۔ یہاں کہنا یہ ہے: کہ اس دوسرے مصرعہ میں کلمۂ اسلام خدا خدا کو ایک کلمۂ کفر رام رام سے مساوی ماننا۔ اور اس کلمۂ اسلام کو چھوڑ کر اس کلمۂ ملعونہ یعنی رام رام کو اختیار کرنا ہے۔ اور یہ دونوں یقیناً کفر ہیں۔ کفر واسلام کو مساوی جاننے کا کفر ہونا تو بدیہی ہے۔ اور رام کے معنی ہیں: رما ہوا سمایا ہوا۔ مشرک خدا کو اسی لیے رام کہتے ہیں کہ وہ ان کے زعم فاسد میں ہر شی ہر خلا میں رما ہوا سمایا ہوا ہے۔ اور خدا کو کسی چیز میں رما ہوا جاننا یقیناً کفر ہے۔ شفائے امام قاضی عیاض واعلام ابن حجر میں ہے:

"واللفظ للاعلام :من زعم أن الاله سبحانه وتعالىٰ يحل في شيء من أحاد الناس أو غيرهم فهو كافر،اه ملخصاً"

جو یہ زعم کرے کہ اللہ عزوجل کسی آدمی یا کسی چیز میں حلول کیا ہوا سمایا ہوا ہے وہ کافر ہے۔

اور کفر اس وقت کرے یا آیندہ اس کے کرنے کا ارادہ کرے۔ بہر حال اسی وقت کافر ہو جائے گا۔

---

(۱) [الشفا بتعريف حقوق المصطفىٰ : الفصل الأول الحكم الشرعي فيمن سب النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أو تنقصه، ۲/ ۴۸۰ ۔ الناشر: دار الفيحا عمان]

(۲) [نسيم الرياض في شرح شفاء القاضي عياض: الباب الأول في بيان ماهو في حقه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم سب أونقص من تعريض أو نص، ۴/ ۳۴۳]

فتاویٰ ہندیہ میں خلاصہ سے ہے:

”وإذا عزم على الكفر ولو بعد مائة سنة يكفر في الحال كذا في الخلاصة.(۱)

اگر کفر کا قصد کرے اگر چہ سو برس بعد اسی وقت کافر ہو جائے گا۔ هذا. والله تعالىٰ أعلم وعلمه جل مجده أتم وأحكم۔

کتبہ الفقیر اولاد رسول محمد میاں القادری البرکاتی المارہروی کان اللہ تعالیٰ لہ

(مہر) ۶/ذی الحجۃ الحرام ۱۳۴۳ھ

الجواب صحيح والمجيب اللبيب نجيح.

نمقه وقاله بفمه العبد الجاني

سید احمد المکنی بأبي البرکات السني القادری الرضوی والنوری

(مہر)

فتویٰ

حضرت عالی درجت والا برکت فاضل یلمعی عالم لوذعی مولانا مفتی عبدالکریم صاحب مدرس السنوی الحنفی مفتی کراچی

الجواب:۔ نیچے کے تینوں شعر متوازی بکفر ومحتوی ارتداد ہیں، ان تینوں شعروں میں کوئی لفظ ایسا نہیں جس کے حقیقی معنی مجہورہ یا متعذرہ یعنی ایسا متروک الاستعمال ہو جس میں تاویل کی گنجائش ہو۔ كما هو لا يخفي علىٰ من له أدنىٰ مما رسة في الفن ۔ تیسرے شعر کے جملہ: یہ سچ ہے، سے شائبہ شک بھی رفع ہو گیا اور نعوذ بالله من سوء ذاك الاعتقاد خالق کا اپنی مخلوق پر قابو نہ چلنے کی تحقیق اور تاکید ہو گئی، اور آیہ کریمہ: ﴿وَهُوَ عَلىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ (۲) سے صاف صاف انکار ہو چکا۔ وهذا كفر صريح ۔ اور دوسرے مصرع میں ذات خداوندی پر اپنی مزیت ثابت کی ہے، خاک بدہن قائلش، چوتھے شعر کے پہلے مصرع سے اس موجود حقیقی کا کعبہ سے خلو اور لندن کو اس لامکان ذات کا مکان اور مقام قرار

---

(۱) [الفتاویٰ الهنديه، كتاب السير، باب التاسع في أحكام المرتدين ۲/ ۳۵۴]“

(۲) [سورة هود:۴]

دینا کفر نہیں تو اور کیا ہے۔ تعالی اللہ عما یصفون۔

اور دوسرا مصرع پہلے مصرع کا مؤید، یعنی وہیں پہونچ کر الخ۔ اور کلام کریں گے، سے کلیم اللہ بننا سب سفسطہ اور الحاد ہے۔ پانچویں شعر میں آیت کریمہ:

﴿مَایَسْتَوِي الْأَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ﴾(۱) کا انکار ہے۔ مولوی اور مالوی یعنی مومن اور کافر، عارف اور اجنبی یعنی غیر عارف دونوں مسٹر ظفر کے سامنے برابر ہیں۔ مالوی، مولوی تو مولوی ایک فاسق مسلم کے برابر بھی نہیں ہوسکتا۔

ردالمحتار حاشیہ درمختار کے باب صلاۃ الجنائز میں ہے:

"إن الكافر أجنبي غير عارف بالله تعالىٰ (إلى أن قال) والفاسق عارف۔"(۲)

ان شعروں کا قائل کافر اور مرتد ہے. إلا أن يرجع ويتوب۔

حررہ المفتی عبدالکریم الدرس السنوی الحنفی عفا اللہ عنہ از کراچی

الجواب صحیح۔

فقیر محمد امین عفی عنہ

أصاب من أجاب

نمقه الراجی رحمة الله القوي ابو البرکات سید احمد حفظه ربه

فتویٰ

حضرت حامی سنت ماحی بدعت مولانا مولوی محمد ریحان حسین صاحب سنی حنفی مدرس مفتی ارشاد العلوم رام پور

الجواب

واللہ سبحانہ وتعالیٰ ھو الموفق للصواب:

ہر چند کہ بجائے خود یہ مسئلہ نہایت صحیح ومسلم۔ درمختار، شامی، اور درر، غرر وغیرہ کتب معتبرہ فقہ میں مصرح ہے کہ حتی الامکان مسلمان پر حکم کفر نہ کیا جائے یہاں تک کہ کفر کے وجوہ اگر متعدد ہوں اور عدم تکفیر

---

(۱) [سوة غافر:۵۶]

(۲) [رد المحتار باب صلاة الجنازة مطلب فی قبول توبة اليأس:۷۵/۳]

کی صرف ایک ہی وجہ اور وہ بھی روایت ضعیف تب بھی مفتی کو اسی وجہ کی بناپر عدم تکفیر کرنا چاہیے لیکن یہ سب اس وقت ہے کہ قائل کا کلام کفر اور عدم کفر میں محتمل ہو اور مدلول صریح اور نص نہ ہو، اس وجہ سے کہ قول صریح میں تاویل کی گنجائش نہیں۔

کما فی الشفا:التاویل في صراحٍ لا یقبل۔انتھیٰ۔(۱)

صریح میں تاویل غیر مقبول ہے۔

ونسیم الریاض:

ولا یلتفت لمثله ویعد ھذیاناً۔انتھی۔(۲)

صریح الفاظ میں کسی طرح کی تاویل غیر معقول ہے۔

وشرح الشفا للعلامه القاری:

"ھو مردود عند قواعد الشرعیة."(۳)

قانون شرع کے اعتبار سے صریح لفظ میں تاویل مردود ہے۔

نیز یہ کہ تاویل بھی اگر ہو تو صحیح اور موید بالدلیل عندالفحول نامقبول ہے،

"في التوضیح والتلویح لاعبرة باحتمال لم ینشأ عن دلیل"(٤)

جو احتمال کسی دلیل کے تحت نہ ہو غیر معتبر ہے۔

اور صورت مسئولہ میں تیسرے شعر کا پہلا مصرع۔اور چوتھا شعر اور پانچویں شعر کا آخری مصرع لزوم کفر میں صریح ہے، اس وجہ سے کہ تیسرے شعر کے پہلے مصرع میں قائل خدائے تعالیٰ کے عاجز ہونے کی تصریح کرتا ہے۔

---

(۱) [الشفا: الفصل الأول الحکم الشرعي فیمن سب النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ، ۴۸۰/۲ ۔ الناشر: دار الفیحاء ، عمان]

(۲) [نسیم الریاض في شرح شفاء القاضي عیاض: الباب الأول في بیان ماھو في حقه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم سب أونقص من تعریض أو نص ، ۳٤۳/٤]

(۳) [شرح الشفا للملا القاري : الباب الأول في بیان ماھو في حقه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم سب أو نقص : ۳۹٦/۲]

(٤) [شرح التلویح علی التوضیح : التقسیم الثالث في ظھور المعنی، ۲٤۱/۱]

"وهل هذا إلا كفر صريح في الفتاوىٰ الهندية:

"يكفر إذا وصف الله تعالىٰ بما لا يليق به أو نسبه إلى الجهل أو العجز.(١)

جو اللہ کو کسی ایسی چیز سے متصف مانے جو اس کی شان کے لائق نہیں یا اس کو عاجز و جاہل مانے وہ کافر ہے۔

اور چوتھے شعر کو بالفرض اگر تعریض پر محمول کیا جائے تب بھی ایسی تعریضیں کہ جن سے حق سبحانہ وتعالیٰ کی شان کی تنقیص مترشح ہو اور اس کی تنزیہ وتقدیس کے خلاف ہوں قطعاً کفر ہے۔

فی الاعلام بقواطع الاسلام:

"من نفى أو أثبت ماهو صريح في النقص كفر."(٢)

جس نے کوئی ایسی چیز اللہ تعالیٰ کے لیے مانی جس میں کھلا عیب ہے تو وہ کافر ہے۔

خدا خدا نہ ہوا بلکہ ان یاوہ گو شعرا کی تعریضات اور تمسخر کا آلہ ہو گیا:

﴿وَالشُّعَرَاء يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُنَ﴾(۳)

کہ کبھی کسی کافر سے خدا کو تعبیر کر دیا اور کبھی مشرک سے۔

﴿كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ﴾(۴)

کجا حق سبحانہ وتعالیٰ وحدہ لاشریک لہ معبود برحق، اور کجا رام وچھمن کہ جو دو شخص اہل ہنود کے معبود باطل جن کو وہ نعوذ باللہ خدا مانتے اور جانتے ہیں۔

موخر الذکر تین شعروں کے بعض الفاظ صریح کفر ہیں۔ اور شرعاً حکم کفر اس پہ ہوتا ہے جس پہ صراحۃً قائل کا لفظ دلالت کرے اگرچہ قائل نے قصد کفر نہ کیا ہو۔

اعلام بقواطع الاسلام میں ہے:

"حكمنا بمادل عليه لفظه صريحاً وقلنا له: أنت حيث أطلق هذا اللفظ كنت كافراً وإن كنت لم تقصد ذلك؛ لأنا إنما نحكم بالكفر باعتبار الظاهر، فاللفظ إذا كان محتملاً لمعان، فإن كان في بعضها أظهر حمل عليه، وكذا إن استوت ووجد

---

(١) [الفتاوى الهنديه. كتاب السير. باب في أحكام المرتدين:٢/٣٢٨]"

(٢) [الفتاوىٰ الحديثية لابن حجر، ١٤٢/١ ـ ناشر: دار الفكر]

(٣) [سورة الشعراء:٢٢٤] (٤) [سورة الكهف:٥]

ل أحدهما مرجح ، والارادة وعدمها لا شغل لنا۔"

ہم لفظ صریح کے مفہوم پر حکم لگاتے ہیں اور ہمارا یہ فتویٰ ہے کہ تم کفریہ الفاظ جب بھی بولو گے کافر ہو جاؤ گے، خواہ تمہاری مراد یہ نہ ہو کہ ہم ظاہر پر حکم لگاتے ہیں۔ لہذا اگر کسی لفظ میں چند معانی کا احتمال ہوگا اور ان میں ایک معنی ظاہر ہوں گے حکم اسی کے اعتبار سے ہوگا، اور اسی طرح اس وقت جب کہ تمام معانی برابر ہوں لیکن ایک معنی کے لیے کوئی وجہ ترجیح ہو تو بھی اسی پر حکم لگے گا، مراد وعدم مراد سے ہم کو کچھ کام نہیں۔

یعنی قائل کا قول اگر چند معانی کا محتمل ہے تو ان میں سے جو معنی اظہر ہوں گے وہ کلمہ اس پر محمول ہوگا اور نیت سے کوئی غرض نہ ہوگی، اور اگر اس کا ظہور سب میں مساوی ہو، ا... معنی کے واسطے مثلاً قرینہ وغیرہ مرجح ہو تو اس مرجح معنی پر حمل کریں گے۔ هذا ما يقتضيه المقام والله سبحانه وتعالىٰ أعلم بحقيقة الحال۔

کتبہ: العبد المجیب محمد ریحان حسین مجددی کان اللہ تعالیٰ لہ۔

☆الجواب صواب.

العبد محمد معوان حسین مجددی کان اللہ تعالیٰ لہ

ناظم مدرسة ارشاد العلوم رام پور

☆نعم الجواب والمجيب مصيب ومثاب

وانا الفقير الى المولى القدير

سيد احمد القادری الرضوی

المكنى بأبي البركات حماه الله من الأفات.

☆الجواب صحيح،

العبد محمد شجاعت علی عفی عنہ

مدرس مدرسه ارشاد العلوم

☆ الجواب صحيح والمجيب نجيح

لاشک في حقيقة المسئلة المزينة المذكورة لا ينبغي للمسلم الحنفي أن يريب في محقها.

حررہ ابوالخیر فیض اللہ جان دیروی مروتی بقلم خود

☆الجواب صحيح والمجيب نجيح.

العبد الفقير محمد أكبر الحنفى القادرى الشاديوالى

غفرله ولوالديه

☆الجواب صحيح والمجيب نجيح

ابو الحسنات حافظ محمد احمد حسينى قادرى

الورى

☆صح الجواب

نظام الدين الملتاني ثم الوزيرآبادي

رسالہ

نمود ظلم مشرکین گاؤزور

۱۹ ء ۳۰

موجب رقت کاسہ لیسان کانگریس

۱۳ ھ ۴۹



کانگریسی پٹھوؤں کی داستان دلریش

۳۰ ء ۱۹

(۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ...

(الف) آیا کانگریس میں مسلمانوں کو شریک ہوکر حکومت موجودہ کے خلاف شوروشر اور عدم تشدد کے نام سے تشدد کر کے خود کو اور اپنے متعلقین کو مصیبت میں ڈالنا جائز ہے؟۔

(ب) ایسی حالت میں جب کہ بدیشی کپڑا و نیز دیگر اشیا کو قرآن وحدیث نے ممنوع قرار نہیں دیا ہے، مسلمانوں کو ان ارزاں اور خوش نما ولایتی کپڑے اور دیگر اشیا کو اپنے اوپر حرام کر لینا چاہیے جب کہ بدیشی اشیا کے عدم استعمال سے کوئی اقتصادی فائدہ بھی نہ ہو؟۔

(ج) جو بدیشی مال مسلمان خرید چکے ہیں اس کو جلا کر مالی نقصان اٹھا لینا چاہیے، ایسی حالت میں جب کہ ہر مسلمان کی مالی حالت روز بروز گرتی چلی جا رہی ہے؟۔

(د) موجودہ ہر قانون کی خلاف ورزی کر کے جیلوں میں جانا، پولیس کے ہاتھوں سے پٹنا، ذلتیں اٹھانا اور جب تک جیل میں رہے پسماندگان بیوی بچوں کو ہر طرح کے مصائب بھگتنے کے لیے چھوڑ جانا چاہیے؟۔

(ہ) پردہ نشین مسلم خواتین کو ہندو بے پردہ نوجوان حسین عورتوں کی اپیل پر اس تحریک میں حصہ لینے کے لیے موقعہ دینا چاہیے؟۔

(و) بعض جگہ کانگریس کے شوروشر کی بنا پر بلوہ اور فسادات ہوتے رہتے ہیں، ان فسادات کو دور کرنے کے سلسلہ میں اکثر پولیس یا فوج کو گولیاں چلانی پڑتی ہیں، ان میں اموات بھی ہوجاتی ہیں۔ کیا اس قسم کے شوروشر والی تحریک میں شریک ہوکر گولیاں کھانا اور بچوں کو آریہ یا عیسائی مشنریوں کے رحم پر چھوڑ کر مر جانا چاہیے؟۔

(ز) اس طرح کے مر جانے والوں کو بعض کانگریسی مولوی شہید کہتے ہیں، کیا ان مرنے والوں کو

شہادت ملتی ہے اور کیا اس طرح مرنے والوں کو شہید کہہ کر یوم الشہدا کی رسم منا کر دیگر مسلمانوں کو اسی طور پر مرنے کی ترغیب و تحریص دلانا چاہیے؟۔

(ح) اگر یہ فرض کرلیا جائے کہ کانگریس ہندوستان میں اپنی مجوزہ حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہو جائے گی، تو کیا آئے دن کے ہندو مظالم جو خصوصیت سے اس حصہ ملک میں اکثر و بیشتر ہوتے ہیں، جہاں مسلم آبادی کی کمی ہے فراموش کیے جاسکتے ہیں؟۔ اور کیا یہ امید کی جاسکتی ہے کہ ہندو مسلمانوں کو مذہبی، اقتصادی، سیاسی حقوق کو کام میں لانے کا اسی آزادی سے موقعہ دے سکیں گے جس طرح کہ ان کو حقیقۃً حاصل ہونا چاہیے، اور کیا مسجدوں کے سامنے باجا بجانا بند کردیا جائے گا اور مسلمان ذبیحہ گاؤ کو آزادانہ جس طرح ان کو حق حاصل ہے انجام دے سکیں گے، کیا موجودہ میونسپل بورڈ، دسٹرکٹ بورڈ، کونسل اور اسمبلی کے ہندو ارکان کی غاصبانہ روش مسلمانوں کے سیاسی تمدنی اور اقتصادی حقوق کی ضامن ہوسکتی ہے؟ بینوا توجروا

محمد مشتاق حسین فاروقی مختار، مرادآباد

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

واللہ ھو الموفق للصدق والصواب :

اللہ عزوجل سچا اس کے کلام بلاغت کا جملہ جملہ، کلمہ کلمہ، حرف حرف سچا

﴿وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا﴾ (۱)

﴿وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا﴾ (۲)

اس پاک سبوح قدوس کا حبیب صادق و مصدق سچا، اور ایسا سچا جس کے صدق کا اس کے اعدا نے کلمہ پڑھا، جس کی سچائی، پاکبازی، اور پارسائی کا دشمنوں نے لوہا مانا، یہاں تک کہ وہ جو جان لیوا تھے انھوں نے ہمیشہ اس کی سچائی کا گیت گایا، پکی دشمنی اور سچی عداوت کی کھلی ہٹ دھرمی اور بڑی بے ایمانی اور سخت عناد و طبعی فساد کی وجہ سے یہ تو ہوا کہ اس جان صدق و ایمان صدق پر طرح طرح کے گندے گھنونے جھوٹے الزام رکھے، طوفان باندھے، افترا کیے، چٹے جوڑے، مگر حبیب لبیب کی سچائی اور صدق کی زبان

(۱) [سورۃ النساء: ۱۲۲] (۲) [سورۃ النساء: ۸۷]۔

نہ محض زبان بلکہ دل سے تصدیق کرتے رہے، صادق امین نام ہی رکھا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اس سچے حبیب کے سچے اسلام کے سچے خدام، علمائے کرام سچے، پھر وہ جو کچھ فرماتے ہیں اپنی طرف سے نہیں ہوتا، وہ وہی فرماتے ہیں جو ہمارے سچے رب تبارک وتعالیٰ نے فرمایا، جو ہمارے سچے مولیٰ کے سچے حبیب نے ارشاد فرمایا: وہ اللہ ورسول۔ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ کے فرمانوں، ارشادوں ہی سے کہتے ہیں، جو کہتے ہیں الفاظ ان کے ہوتے ہیں اور معنی مطلب قرآن وحدیث۔

قرآن کریم فرقان عظیم حدیث فخیم میں جو اللہ ورسول نے فرمایا وہی علمائے کرام، ائمہ اعلام نے ہمیں بتایا، سکھایا، پڑھایا، مجمل کو مفصل، خفی کو واضح وجلی کر کے سمجھایا۔

شكر الله مساعيهم وكثر أمثالهم ومن يساويهم ورحمهم رحمة واسعة في الدين والدار الآخرة ۔

جو اللہ ورسول ۔جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ نے فرمایا، اور جو علمائے کرام نے ہم تک پہنچایا مسلمان کا فرض اولین ہے کہ اسے حق جانے اور دل سے مانے، اس میں دین ودنیا کی بہبودی وصلاح وفلاح سمجھے، دونوں جہان کا نفع اس پر عمل میں یقین کرے، اور دنیا وعقبی دونوں کی برائی، دونوں عالم میں رسوائی، اللہ ورسول وعلما کا کہنا نہ ماننے میں، اس پر عمل نہ کرنے میں اعتقاد کرے۔ اللہ ارحم الراحمین اکرم الاکرمین عز جلالہ اپنے بے انتہا کرم اور نامحدود رحمت سے اپنے بندوں کو بھلائی کا حکم فرماتا اور برائی سے روکتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رحمۃ للعلمین، رؤف ورحیم، رب العلمین کی رافت ورحمت، رحم وکرم کے مظہر اتم، ایسے کریم ورحیم کہ عین رحم وکرم، (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اکلوتے کی ماں سے زائد اپنے ہر ہر امتی پر مہربان، وہی چاہتے ہیں جو ان کا چاہنے والا رب جل مجدہ چاہتا ہے، یعنی محاسن سے ہر ہر فرد امت کی آراستگی اور قبائح سے جدائی وعلیحدگی۔

ان کا فرض ہی تزکیہ نفوس ہے، جابجا قرآن عظیم میں دیکھو گے ﴿ویزکیھم﴾ علمائے اعلام، ائمہ فخام، رحمت عالم رحم مجسم عین لطف وکرم کے سچے نائب بھی تزکیہ نفوس کرتے، بدی سے روکتے، بھلائی کا حکم فرماتے ہیں، شر سے بچاتے خیر کی طرف بلاتے ہیں۔ مبارک وہ بندے جو اللہ ورسول کے ارشادات سنیں، ان کے احکام کی جان ودل سے تعمیل کریں، سچے علمائے کرام کے کہے پر چلیں، دونوں عالم کی خوبیوں، دونوں جہان کی بھلائیوں سے اپنے دامن بھریں، دنیا وآخرت کی برائیوں رسوائیوں سے بچیں۔

﴿أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾(۱)

ایسوں کے لیے ان کے رب کریم سے عظیم بشارت ہے اور یہی لوگ عقل مند ہیں۔

قال تعالیٰ:

﴿فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللَّهُ وَأُولَٰئِكَ هُمْ أُولُو الْأَلْبَابِ﴾(۲)

ایسوں پر رحمت والے، رافت والے رب رؤف ورحیم کی رحمتیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت یاب ہیں۔

﴿أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ﴾(۳)

اور نرے احمق سفیہ، بے خرد جاہل، بے وقوف غافل، محض نادان متبع شیطان ہیں وہ جو اللہ ورسول کے خلاف چلیں، ان کے اشادات گوش دل سے نہ سنیں، ان کے اوامر ونواہی کی پروانہ کریں، ان کے احکام کو پیٹھ دیں، اللہ ورسول سے علاقہ توڑیں، ان کے اور اپنے دشمنوں سے رشتہ جوڑیں، موالات ومواخات کریں، یارانہ گانٹھیں، سخت بغض، اشد عداوت، کھلی نفرت کی جگہ ان سے محبت والفت جتائیں، علمائے کرام کی ایک نہ مانیں، دشمنوں پر اعتماد کریں، ان کی معاونت کریں، ان سے ارادۂ اعانت اور ہر گونہ بھلائی کی امیدیں رکھیں، ان کی تعظیم وتکریم کریں، ان کی خوشی کے لیے تحلیلیں، ان کی رضا کے لیے تحریمیں، یعنی جس بات کی وہ جب حلت چاہیں حلال کہہ دیں، اور جب حرمت چاہیں تو حرام۔

﴿أولئك هم الفسقون ،أولئك هم الضالون ، اولئك هم الخسرون ،بل اولئك هم الكافرون﴾

قال تعالیٰ:

﴿وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ﴾(۴)

یہی دین فروش دنیا خر ہیں جنہوں نے اپنی دنیا بھی تباہ کی اور آخرت بھی برباد کی

﴿خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ذَٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ﴾(۵)

---

(۱) [سورۃ البقرۃ:۵] (۲) [سورۃالزمر:۱۸]

(۳) [سورۃ البقرہ:۱۵۷] (٤) [سورۃ المائدۃ:٤٤]

(۵) [سورۃ الحج:۱۱]

[دنیا وآخرت دونوں کا گھاٹا، یہی ہے صریح نقصان]

کے مصداق ہوئے، یہی وہ احمق سفیہ ہیں جنھیں اللہ کا دردناک عذاب کفایت کرنے والا ہے اگر توبہ نہ کی۔

یہی ہیں وہ خائب وخاسر جنہوں نے اپنی تجارت میں سخت ٹوٹا کھایا۔

﴿أُولَـٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَـٰلَةَ بِالْهُدَىٰ فَمَا رَبِحَت تِّجَـٰرَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ﴾(۱)

یہی ہیں شیطان کے نشانہائے اقدام پر چلنے والے اگرچہ سچا خدا ارشاد فرمایا کرے

﴿وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَٰتِ الشَّيْطَـٰنِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ﴾(۲)

شیطان کے قدم بقدم نہ چلو کہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے، یہ خود بھی اور اوروں کو بھی شیطان کی راہ پر چلانا چاہیں۔

سچا قرآن بار بار کان کھول کر سنائے:

﴿لَّا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَـٰفِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ﴾ (۳)

مسلمان مسلمانوں کے سوا کافروں کو دوست نہ بنائیں، ان سے یارانہ نہ گانٹھیں، انہیں اپنا یار ویاور وناصر ومددگار نہ ٹھہرائیں، مسلمانوں ہی کو اپنا حامی کار اپنا معاون اپنا انصار بنائیں، اور جو ایسا کرے گا (کہ کافروں سے موالات کرے گا) اسے اللہ سے کوئی علاقہ نہ ہوگا۔

مگر قرآن کو پیٹھ دینے والے اسے اک آنکھ نہیں دیکھ سکتے جو مشرکوں کو اپنا خداوندان نعمت ٹھہرا چکے، وہ ان سے مونھ نہیں پھیرتے، روگردانی نہیں کرتے، اپنے تئیس (۳۳) کرور جھوٹے ارباب کے آگے وہ ہمارے سچے رب واحد کا ارشاد نہیں دیکھتے

﴿عمي فهم لا يبصرون﴾(۴)

ولا حول ولا قوة الا بالله۔

سچے مسلمان ہوتے تو احد صمد جل جلالہ کے ایک ارشاد ہی کے آگے گردن جھکاتے، سر تسلیم خم کرتے، ان کے دشمنوں سے ربط وضبط، میل جول، محبت، مودت، موالات، مواخات، کیسی، ان کی جانب

---

(۱) [سورة البقرہ:۱٦] (۲) [سورة البقرہ:۱٦٨]

(۳) [سورة آل عمران:٢٨] (٤) [سورة البقرة: ١٨]

ذرا نہ جھکتے، ادنیٰ میل نہ کرتے، ان سے اس سے زیادہ دور بھاگتے جتنا اپنے جان لیوا کھلے دشمن سے، ان کے ساتھ اس سے زائد بغض ونفرت رکھتے جتنا اپنے عدو پرفن سے۔

اللہ سچا، قرآن سچا، اللہ کا رسول سچا کہ ایسوں کو اللہ ورسول وقرآن سے کوئی علاقہ نہیں

﴿فلَيۡسَ مِنَ اللّٰهِ فِىۡ شَىۡءٍ﴾ (۱)

کافروں، مشرکوں، اللہ ورسول کے دشمنوں کو حقیقۃً اپنا ناصر وولی ماننے والا، انھیں اپنا یار غار سمجھنے، دوست وولی جاننے والا، ایسا ہی ہے۔

سچی الٰہی کتاب ہزار ہزار فرمائے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيۡنَ اتَّخَذُوۡا دِيۡنَكُمۡ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ وَالۡكُفَّارَ اَوۡلِيَآءَ‌ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ﴾ (۲)

اے ایمان والو! تمہارے دین کو جنہوں نے ہنسی کھیل ٹھہرالیا ہے اہل کتاب اور کفار انہیں کسی کو اپنا یار رویا ورنہ بناؤ اور اللہ سے ڈرو اگر تم ایمان دار ہو۔

مگر ایسی کب سنتے ہیں ﴿صم بكم فهم لا يسمعون.﴾ اور خطاب بھی تو مسلمانوں سے ہے، مسلمان کے گھر میں پیدا ہونا، اسلامی نام ہونا، اسلامی وضع، اسلامی صورت ہونا، سچا مسلمان ہونے کے لیے کب کافی ہے، یہ اللہ سے بے خوف ہیں، سچا مسلمان اللہ سے ڈرتا ہے۔ اللہ کے دشمنوں کو اپنا دوست گردانتے والا نام ہی نام کا مسلمان ہے۔

اللہ اکبر، خودسر کافروں سے مواخات وموالات واتحاد، ان کی اطاعت وغلامی وانقیاد، ان سے مشورہ تک ناجائز وحرام ہے۔ کہ جو مشیر کار ہوگا وہ راز دار ودخیل کار ہوگا، اور کفار کو راز دار بنالینا، دخیل کار کرلینا، شرعاً بھی حرام اور عقلاً بھی۔ غیر نہ صرف غیر، دشمن کو اپنے راز سے خبردار کرنا، اسے اپنا بھید دینا، اس کو سربراہ کار کرنا، سخت جہالت، اشد حماقت، کھلی سفاہت اور صریح بطالت۔ مگر یہ تو اس کے لیے ہے جو شریعت سے علاقہ، عقل سے واسطہ رکھتا ہو۔ اور جو دونوں سے بے بہرہ ہے وہ خلاف شرع، خلاف عقل ہونے کی کب پروا کرتا ہے۔

الٰہی فرمان لاکھ لاکھ فرمائے:

﴿اَمۡ حَسِبۡتُمۡ اَنۡ تُتۡرَكُوۡا وَلَمَّا يَعۡلَمِ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ جٰهَدُوۡا مِنۡكُمۡ وَلَمۡ يَتَّخِذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ

---

(۱) [سورة آل عمران: ۲۸] (۲) [سورة المائدة:۵۷]

وَلاَ رَسُولِهِ وَلاَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيجَةً وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾(۱)

کیا یہ گمان کرتے ہو کہ یونہی سستے چھوٹ جاؤ گے اور ابھی تم میں سے اللہ نے بہ علم ظہور ایسوں کو کہاں جانا جو جہاد کریں اور اللہ ورسول اور مسلمانوں کے سوا کسی کو اپنا راز دار ودخیل کار نہ بنائیں اور اللہ تمہارے اعمال سے خبر دار ہے۔

وہ کھول کر ارشاد فرمائے:

﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا لاَ تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِّن دُوْنِكُمْ﴾(۲)

اے مسلمانو! اپنے غیروں سے کسی کو اپنا راز دار ودخیل کار نہ بناؤ۔

﴿لاَ يَأْلُوْنَكُمْ خَبَالاً﴾(۳)

وہ تمہاری نقصان رسانی، تمہاری آزار دہی میں ذرا بھی گئی نہ کریں گے۔

﴿وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ﴾(۴)

وہ امر جو تمہیں مشقت میں ڈالے ان کی دلی تمنا، قلبی آرزو، اندر کے دل کی خواہش ہے۔ تم پر مصائب کی گھٹائیں چھانا، آلام کا مینھ اور موسلا دھار مینھ برسنا، رنج وغم کی بجلیاں گرنا، تکلیفوں، اذیتوں کے پہاڑ گرنا، سخت بلاؤں میں تمہارا گھرنا، شدید سے شدید آفتوں میں گرفتار ہونا، بکت میں گرنا، دریائے فلاکت میں تمہارا سراپا ڈوبنا، غرض ومال وجان وآبرو وایمان پر ہر ہر طرح بن جانا، ایک آن کو تمہیں آرام نہ ہونا، ذرا سی راحت نہ پانا، وہ دل سے چاہتے ہیں۔

﴿قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ﴾ (۵)

بے شک بے شبہ دشمنی وعداوت ان کے مونھوں سے ابل پڑی

﴿وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ أَكْبَرُ﴾ (۶)

اور جو ان کے سینوں میں دبی ہے اور بڑی ہے۔

﴿قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيٰتِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾(۷)

---

(۱) [سورۃ التوبۃ:۱٦]
(۲) [سورۃ آل عمران:۱۱۸]
(۳) [سورۃ التوبۃ:۱۱۸]
(۴) [سورۃالتوبۃ: ۱۱۸]
(۵) [سورۃ التوبۃ:۱۱۸]
(۶) [سورۃ التوبۃ: ۱۱۸]
(۷) [سورۃ التوبۃ:۱۱۸]

ہم نے تمہارے لیے نشانیاں صاف بیان فرمادیں اگر تم سمجھو۔

مگر توبہ، یہ کہاں۔ دیکھتے، سنتے، سمجھتے ہیں۔ آنکھیں ہوں تو دیکھیں، کان ہوں تو سنیں، عقل رکھتے ہوں تو سمجھیں۔ اور جب یہ مشرکوں کی شراب محبت کا جام پی چکے، اس کے خمار سے سرشار ہو چکے، تو سب کچھ و داد مشرکین پر قربان کر چکے، اپنے چہیتوں کی بھینٹ چڑھا چکے، اب کون دیکھے، کون سنے، کون سمجھے۔ الا لعنة الله على الظلمين .

اللہ سچا، اللہ کا رسول سچا، قرآن سچا، بے شک لا ریب کافروں کی مسلمانوں سے عداوت ظاہر، بے شک وہ مسلمانوں کو ہر طرح نقصان پہنچانے میں کبھی کمی نہیں کرتے، ان کی ایذا رسانی میں ذرا دریغ نہیں کرتے، جب جب موقع پاتے ہیں سخت سے سخت نقصان پہنچاتے ہیں، اشد سے اشد ایذائیں تکلیفیں دیتے دلاتے ہیں، جتنا ہو سکتا ہے اتنا پریشان کرتے کراتے ہیں۔ مسلمانوں کے اموال سود در سود بالائے سود، اور طرح طرح کی مکاریاں کر کے کس نے لوٹے؟ مسلمانوں کو ننگا، بھوکا، دانہ دانہ کو محتاج کس نے بنایا؟ اور اب تک کون برابر لوٹ کھسوٹ کر رہا ہے؟ اور محتاج کر دینے پر بھی ابھی کسے صبر نہیں آیا ہے؟ یہی ان کے یار غار، ممد و معاون، ناصر و مددگار۔ مسلمانوں کی رہی سہی جاہ و منزلت، عزت و وقعت پر ہر طرح کون پے در پے حملے کرتا رہتا ہے؟ یہی ان کے دلی دوست، جگری یار، مسلمانوں کو ظلم وستم کی چھریوں سے کون ذبح کرتا رہتا ہے؟ یہی ان کے گہرے غم خوار۔ آرہ، کٹار پور اور کہاں کہاں مسلمانوں کے سروں پر آرے کس نے چلائے، ان کے دل وجگر پر کٹاریاں کس نے ماریں، ظلم وستم کے تیر کس نے برسائے ، انہیں ان کے حامی کاروں نے۔ ان پر اندوہ غم، رنج والم کے پہاڑ کس نے توڑے؟ انہیں ان کے سرداروں نے۔ زندہ مسلمانوں کو مٹی کا تیل چھڑک چھڑک کر کس نے جلایا، مسجدیں کس نے ڈھائیں، قرآن عظیم کس نے پھاڑے، کتاب الٰہی کے مقدس اوراق کس نے پامال کیے، اللہ ورسول کو چھاپ چھاپ کر گالیاں کس نے دیں؟ انہیں ان کے برادروں نے یاروں نے۔

الٰہی ارشاد ہزار راہ دکھائے مگر یہ کب راہ پر آتے ہیں، انہوں نے تو طاغوت مشرکین کو اپنا رہبر و رہ نما، ہادی و پیشوا، سردار و سربراہ کار بنالیا ہے، وہ جو کہتا ہے وہی مانتے ہیں، اس کے کہے کو قرآن وحدیث سے زیادہ واجب العمل جانتے ہیں۔

سچا خدا۔ سچے قرآن میں لاکھ موالات کفار سے منع فرمائے، ان سے موالات کو کافروں کا کام ٹھہرائے کہ ارشاد فرمائے:

﴿تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ

عَلَيۡهِمۡ وَفِي ٱلۡعَذَابِ هُمۡ خَٰلِدُونَ﴾ (۱)

﴿وَلـو كانوا يؤمنون بالله والنبي وما انزل اليه ما اتخذاوهم اولياء ولكن كثيراً منهم فٰسقون﴾(۲)

تم ان میں بہت کو دیکھو گے کہ کافروں سے دوستی کرتے ہیں کیا ہی برا ہے وہ جو انھوں نے خود اپنے لیے تیار کیا، یہ کہ اللہ عزوجل کا ان پر غضب نازل ہوا اور وہ ہمیشہ ہمیشہ عذاب میں رہیں گے، اور اگر وہ اللہ اور نبی اور قرآن پر ایمان رکھتے تو کافروں کو ولی وناصر، یار ویاور نہ بناتے۔لیکن ہے یہ کہ وہ نافرمان ہیں۔

مگر کون سنتا ہے، سنے وہ جسے اللہ ورسول واسلام عزیز ہوں، وہ جو مشرکوں کو اپنا عزیز بنا چکے، وہ جو بت پرستوں پر اپنا تن من دھن قربان کر چکے،ان پر دین وایمان نثار کر چکے، وہ ایسی کیسے سنیں، اور سنیں تو کھائیں کیا، مسلمان خدا کو رزاق سمجھتے ہیں، انہوں نے تو ان بت پرستوں ہی کو اپنا رزاق یقین کیا ہے۔

ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

سچا اللہ تو سچے فرقان میں یہ فرمائے:

﴿فَإِن تَوَلَّوۡاْ فَخُذُوهُمۡ وَٱقۡتُلُوهُمۡ حَيۡثُ وَجَدتُّمُوهُمۡ وَلَا تَتَّخِذُواْ مِنۡهُمۡ وَلِيّٗا وَلَا نَصِيرًا﴾(۳)

پھر اگر کفار ایمان سے روگردانی کریں تو انہیں پکڑ و اور جہاں پاؤ قتل کرو اور ان میں سے کسی کو نہ اپنا یار بناؤ نہ یاور۔

اور ارشاد فرمائے:

﴿وَقَٰتِلُواْ ٱلۡمُشۡرِكِينَ كَآفَّةٗ كَمَا يُقَٰتِلُونَكُمۡ كَآفَّةٗ﴾ (۴)

سب مشرکوں سے قتال کرو جیسے وہ سب تم سب سے مقاتلہ کرتے ہیں۔

اور ارشاد فرمائے:

﴿قَٰتِلُواْ ٱلَّذِينَ يَلُونَكُم مِّنَ ٱلۡكُفَّارِ وَلۡيَجِدُواْ فِيكُمۡ غِلۡظَةٗ﴾(۵)

---

(۱) [سورۃ المائدۃ:۸۰] (۲) [سورۃ المائدۃ:۸۱]

(۳) [سورۃالنساء : ۸۹] (۴) [سورۃ التوبۃ:۳٦]

(۵) [سورۃ التوبۃ:۱۲۳]

اے ایمان والو اپنے پاس والے کفار سے [پہلے] قتال کرو اور تم پر لازم ہے کہ وہ تم میں سختی و درشتی پائیں۔

اور فرمائے:

﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّيْنُ كُلُّهُ لِلّٰهِ﴾(۱)

ان سے [کافروں سے] لڑو یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے اور سارا دین اللہ ہی کے لیے ہو جائے۔

اور یہ ان ارشادات الٰہیہ، احکام قرآنیہ کے خلاف، بالکل ان کے برعکس عمل کریں، یعنی بجائے قتال کفار، ان سے محبت و وداد کریں، ان کی غلامی وانقیاد کے حلقے اور طوق اپنے کانوں اور اپنے گلوں میں ڈالیں۔ قتال وجدال پر قدرت نہیں رکھتے تو ظالم ان سے دوستی تو نہ کرتے، یارانہ تو گانٹھتے۔ قتال کا اس وقت تو یہاں حکم بھی نہیں کہ

﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْساً اِلَّا وُسْعَهَا﴾(۲)

﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ اِلَّا مَا آتٰهَا﴾(۳)

سچا قرآن مسلمانوں کی شان بتاتا ہے:

﴿أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ﴾(۴)

یہ برخلاف قرآن مشرکوں کے جرنوں تلے بچھے جاتے ہیں، اور مسلمانوں سے لڑتے، مرتے، ان سے گتھے جاتے ہیں، مشرکوں کے معاون ومددگار، یار غار، احبار وانصار ہیں، مسلمانوں سے برسر پیکار ہیں ۔فسبحن مقلب القلوب والأبصار۔

سچے قرآن نے مشرکوں کو مسلمانوں کا شدید ترین عدو مبین بتایا کہ فرمایا:

﴿لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِيْنَ أَشْرَكُوا.﴾(۵)

ضرور ضرور تم سب لوگوں سے سخت تر مسلمانوں سے عداوت میں یہود کو پاؤ گے اور انھیں جنھوں نے شرک کیا۔

---

(۱) [سورۃ الأنفال:۳۹] (۲)[سورۃ البقرۃ:۲۸٦]

(۳) [سورۃ الطلاق: ۷] (٤)[سورۃ الفتح:۲۹]

(۵) [سورۃ المائدۃ:۸۲]

یہ آج قرآن، الٰہی فرمان کے اس ارشاد کو بالکل بھول رہے ہیں، انھیں بدترین اعدائے دین سے دوستی کر رہے ہیں، ان کی امداد واعانت، ان کی حمایت وصیانت خود کرتے، اوران کی فریب کاریوں، کیا دیوں، مکاریوں پر پھول رہے ہیں، اور لطف یہ کہ وہ کوئی بڑا وعدہ دیتے بھی نہیں، اور جو کچھ حقیر وعدہ ازراہ فریب کرتے بھی ہیں وہ بھی باضابطہ نہیں، نرا زبانی محض ہوائی، وہ بھی ان میں کسی بڑے اور ذمہ دار کی زبانی نہیں، یہی ردوا، حدوا، نھتوا، کنوا، کی زبانی۔

وہ اگر بڑے بڑے وعدے باضابطہ کرتے اور انھیں طرح طرح مؤکد بناتے، قسمیں کھاتے، حلف اٹھاتے، مسلمان تو جب بھی ان خودسروں کا اعتبار نہ کرتے، ایک آن کو ان پر اعتماد نہ کرتے، اور کیوں کر کرتے، حالاں کہ ہمارا سچا خدا تبارک وتعالیٰ فرمارہا ہے:

﴿كَيْفَ وَإِن يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوا فِيكُمْ إِلًّا وَلَا ذِمَّةً يُرْضُونَكُم بِأَفْوَاهِهِمْ وَتَأْبَى قُلُوبُهُمْ وَأَكْثَرُهُمْ فَاسِقُونَ﴾(۱)

عہد مشرکین کیوں کر، کہ کبھی اگر وہ تم پر غلبہ پائیں گے تو وہ تمہارے بارے میں نہ کسی قرابت کو نگاہ میں رکھیں گے، نہ کسی عہد کی طرف نظر بھر کر دیکھیں گے، زبانی جمع خرچ سے وہ تمھیں راضی کرنا چاہتے ہیں، اوران کے اکثر دل انکاری ہیں اوران کے اکثر فاسق ہیں۔

نیز ارشاد فرماتا ہے:

﴿إِنَّهُمْ لَا أَيْمَانَ لَهُمْ﴾(۲)

(ان کی قسموں پر بھروسا نہ کرنا) ان کی قسمیں کچھ نہیں (دھوکے کی ٹٹیاں ہیں)

نیز فرماتا ہے:

﴿إِن يَثْقَفُوكُمْ يَكُونُوا لَكُمْ أَعْدَاءً وَيَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ وَأَلْسِنَتَهُم بِالسُّوءِ وَوَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ﴾(۳)

اگر وہ تم پر قابو پالیں تو وہ تمہارے کھلے دشمن ثابت ہوں گے اور تم پر دست درازی، زبان درازی کریں گے (جو برا کہہ سکیں گے اس میں کمی نہ کریں گے)

جو برائی تمہارے ساتھ کرسکیں گے اس میں کوئی گئی نہ کریں گے، جو آزار دے سکیں گے دیں گے

---

(۱) [سورۃ التوبۃ:۸] (۲) [۹:سورۃ التوبۃ:۱۲]

(۳) [سورۃ الممتحنۃ:۲]

اس میں ذرا دریغ نہ کریں گے، وہ تمہارے کافر ہو جانے کو دوست رکھتے ہیں، جب تک تمھیں اپنی طرح معاذ اللہ کافر نہ بنالیں گے تمھیں تکلیف دیتے ہی رہیں گے۔

مگر یہ احمق ہیں کہ ان بدعہدوں کے محض جھوٹے، نرے دکھاوے کے وعدوں پر اعتماد کامل کیے ہوئے ہیں، خود ان کے دام میں گرفتار ہیں، ان کے ہاتھوں کھوٹے داموں دام دام بکے ہوئے ہیں، ان کے غلام بے دام بنے ہوئے ہیں، اور اوروں کو بھی ان کی کمند کید میں پھانسنا چاہتے ہیں، مگر انشاء اللہ مسلمانوں پر ان کا قابو نہ چلے گا۔

((لایلدغ المومن من جحر مرتین))(١)

ایک بار ان کا جادو کام کر گیا اور بعض مسلمان ان کے فریب میں آگئے تھے، اب کبھی ایسی غلطی نہ کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کبھی ان کے مکر کے جال میں نہ پھنسیں گے، ان کے مکائد خدا چاہے انہیں پر مردود ہوں گے، آج تک تو بفضلہ تعالیٰ مسلمان باجود ان کی شب وروز کی تابڑتوڑ کوششوں کے ان کے داؤ پر نہ چڑھے۔ آگے بھی خدا چاہے محفوظ رہیں گے۔ یہ اور ان کے مشرک سردار، سربراہ کار خائب، خاسر رہے اور انشاء اللہ یونہی آیندہ بھی ناکامیابی کا منھ دیکھتے رہیں گے۔ ان کے مکر کا وبال انہیں پر پڑے گا۔

﴿والمکر السیئ لایحیق الا بأھلہ﴾(٢)

ان کا کید چل نہ سکے گا،

﴿واللہ لایھدي کیدالخائنین﴾(٣)

سچا پروردگار دو جہاں فرماتا ہے:

﴿إِن تُطِيعُواْ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ يَرُدُّوكُمۡ عَلَىٰٓ أَعۡقَٰبِكُمۡ فَتَنقَلِبُواْ خَٰسِرِينَ﴾ (٤)

اگر تم نے کافروں کی اطاعت کی، تو وہ تمہیں تمہاری ایڑیوں پر پلٹا دیں گے تو تم پلٹو گے خائب خاسر۔

مگر یہ لایعقل مشرکین کی اطاعت ہی میں سارا نفع پورا فائدہ یقین کیے ہوئے ہیں۔

---

(١) [سنن ابن ماجة کتاب الفتن باب العزلة، حدیث: ٣٩٨٢ـــ٤/٦١٨]

(٢) [٣٥:سورة فاطر:٤٣]

(٣) [١٢:سورة یوسف:٥٢]

(٤) [٣:سورة الال عمران:١٤٩]

سچا رب العالمین پھر مکرر ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَن ذِكْرِنَا﴾ (۱)

اس کی اطاعت نہ کر جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا۔

مگر یہ بے وقوف غافل ان سودیوں ہی کی پیروی وعدم پیروی ہی میں سارے سود وزیاں، نفع ونقصان پر عقیدہ جمائے ہوئے ہیں۔

سچا مالک دنیا ودین فرماتا ہے:

﴿وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ﴾ (۲)

اگر تم نے کافروں مشرکوں کی اطاعت کی تو بے شک تم ضرور مشرک ہو گے۔

مگر یہ نادان جاہل ہیں کہ مشرکوں کی فرماں برداری کو مسلمانی کا طغرائے امتیاز اور مشرکین کی رضامندی کو رضائے خدائے بے نیاز سمجھ رہے ہیں۔قاتلهم الله انى يؤفكون.

سچا الٰہ حق حق فرماتا ہے: ﴿وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِماً أَوْ كَفُوراً﴾ (۳)

اور ان میں کسی آثم یا ناشکرے کی اطاعت نہ کر۔

مگر یہ اجہل ہیں کہ مشرکین کی اطاعت وفرماں برادری، ان سے الفت ومحبت ویاری ہی اپنا فرض دینی سمجھ رہے ہیں، ان سے میل اور ان کی طرف ادنیٰ میل میں اپنی عزت گمان کر رہے ہیں۔أعاذنا الله تعالىٰ منها.

سچے رب العزۃ عز مجدہ نے بکمال رحمت بتادیا اور اپنی عنایت سے جتادیا، کان کھول کر سنادیا کہ عزت کا مالک ایک اللہ ہے، تو وہ جسے عزت دے اسے ملے۔اس نے اپنے رسول کو عزت دی اور ان کے صدقہ وطفیل میں ان کے غلاموں کو، کہ فرمایا:

﴿وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (۴)

کافروں کے لیے ذرا بھی عزت نہیں وہ تو نہایت ذلیل تروں میں ہیں۔

﴿أُولٰٓئِكَ فِي الْأَذَلِّيْنَ﴾ (۵)

---

(۱) [۱۸: سورۃ الکھف: ۲۸]

(۲) [٦: سورۃ الانعام: ۱۲۱]

(۳) [سورۃ الدھر: ۲٤]

(٤) [٦٣: سورۃ المنٰفقون: ۸]

(٥) [٥٨: سورۃ المجادلۃ: ۲۰]

مگر اندھوں کو مسلمانوں میں عزت نظر نہ آئی، شیطان نے کافروں کی چھاؤں میں عزت سوجھائی۔ الا لعنة الله على الظلمين.

سچے رب عزیز نے ایسوں کو جو کافروں کو اپنا یار و یاور بناتے ہیں، ان کے میل سے اپنے لیے عزت کی ہوس خام اور باطل تمنا رکھتے ہیں منافق فرمایا، اور انھیں عذاب الیم کا مژدہ دیا کہ ارشاد فرمایا:

﴿بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمَا الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا.﴾(۱)

اے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) منافقوں کو عذاب الیم کا مژدہ دو وہ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو یار و مددگار بناتے ہیں، کیا ان کے پاس عزت ڈھونڈتے ہیں، عزت تو سب کی سب اللہ ہی کے قبضہ میں ہے۔

سچا مولیٰ تعالیٰ تو کافروں کے پاس نشست و برخاست تک سے منع فرمائے کہ ارشاد فرمائے:

﴿وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾(۲)

اور اگر تجھے شیطان بھلادے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

نیز فرمائے: ﴿فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ﴾(۳)

ان کے ساتھ نہ بیٹھو۔

اور یہ عقل کے دشمن نہ صرف ان کے ساتھ مجالست ہی کریں بلکہ ان سے محبت، مودت، مواخات، اتحاد بلکہ ان کی غلامی وانقیاد بھی۔ وسيعلم الذين ظلموا اى منقلب ينقلبون۔

سچا حقیقی عزت والا خدا کافروں کی طرف ادنیٰ میل سے روکے کہ ارشاد ہو:

﴿وَلَا تَرْكَنُوْا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ﴾(۴)

اور ذرا نہ جھکو ان کی طرف جنہوں نے ظلم کیا (کہ ایسا کروگے) تو تمہیں آگ چھوئے گی۔

یہ ان کی جانب میل کیسا، ان سے میل کریں، نہ صرف میل بلکہ ان کے ہر طرح مطیع و منقاد بنیں۔

سچا عزیز حمید ارشاد فرمائے: ﴿فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ﴾(۵)

---

(۱) [٤: سورة النساء: ١٣٨، ١٣٩] (۲) [٦: سورة الانعام: ٦٨]

(۳) [٤: سورة النساء: ١٤٠] (٤) [١١: سورة هود: ١١٣]

(٥) [٢٨: سورة القصص: ٨٦]

کافروں کا پشت پناہ نہ ہو،

یہ ان کی غلامی و بندگی وانقیاد کا دم بھرنے والے ان کی حمایت، ان کی صیانت، ان کی امداد، ان کی اعانت کریں، ان سے اپنے لیے نصرت وعزت کے طلب گار ہوں، انہیں اپنا پشت پناہ بنائیں خود ان کی پشت پناہی کریں۔

﴿یوادون من حادالله ورسوله ثم یقولون اٰمنا بالله وبالیوم الاٰخر.﴾

الالا ایمان لهم ، یخادعون الله والدین آمنوا ومایخدعون الا أنفسهم ومایشعرون، فی قلوبهم مرض فزادهم الله مرضا ولهم عذاب ألیم بما کانوا یکذبون۔ لهم فی الدنیا خزی وبهم فی الاٰخرة عذاب عظیم ﴾

سچا اللہ رحمت والا، اللہ رحم ولطف وکرم والا، اللہ عز جلالہ وعم نوالہ ارشاد فرمائے:

﴿وَلَا تُلْقُواْ بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ (۲)

اور فرمائے:

﴿وَلَا تَقْتُلُواْ أَنفُسَكُمْ﴾ (۲)

یہ دشمن عقل وخرد ایک نہ مانیں، اپنے ہاتھوں اپنی جان ومال، عزت وآبرو گنوائیں، گئو پتروں پر بھینٹ جڑ جائیں، کافروں کی اطاعت وفرماں برداری میں اپنے سینوں پر گولیاں کھائیں، یہ مشرکوں کے بندی، جو بچ رہیں نصاریٰ کے قیدی بنیں، بہ ہر صورت زن وفرزند، مادر پدر، اعزا اقربا سب پر مصیبتوں کے پہاڑ توڑیں۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

سچا خدا فرمائے:

﴿وكُلُواْ وَاشْرَبُواْ وَلَا تُسْرِفُوا﴾ (۳)

کھاؤ پیو اور حد سے نہ بڑھو فضول خرچ نہ کرو۔ ان نعمتوں کا شکر کرو جو اللہ کریم نے محض اپنے فضل سے تمہیں عطا کیں اور بے جا خرچ کرنا ان نعمتوں کو ضائع وبرباد کرنا اللہ عزوجل کی ناشکری ہے۔

اور ارشاد فرمائے:

﴿وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُواْ إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا﴾ (۴)

---

(۱) [۲: سورۃ البقرۃ: ۱۹۵] (۲) [۴: سورۃ النساء: ۲۹]

(۳) [۷: سورۃ الاعراف: ۳۱] (۴) [سورۃ الاسراء: ۲۶، ۲۷]

مال ضائع نہ کر بے شک مال بے کار فضول خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا، یہ اخوان الشیاطین، برادران دشمنان دین اتلاف مال کریں وہ بھی مشرکین کے کہے سے، ہندوؤں کی خوشی کو کپڑوں کی ہولی جلائیں، اپنے اموال بھی ضائع کریں اور مسلمانوں سے بھی برباد کرائیں حالاں کہ اللہ عزوجل اجلہ صحابہ کرام کے بارادہ خیر عزم ترک لحم وخوشبو وغیرہ پر ارشاد فرمائے:

﴿يَـاأَيُّهَا الَّـذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَٰتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ﴾(۱)

اے ایمان والو! اللہ نے جو تمہارے لیے حلال فرمایا اس کے طیبات کو حرام نہ ٹھہراو، یعنی ان سے حرام کا سا معاملہ نہ کرو، اور حد سے نہ بڑھو، بے شک اللہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

وہ اجلہ صحابہ جن سے یہ ارشاد ہوا یہ حضرات کرام ہیں:

حضرت افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت امیر المومنین مولی المسلمین دفاع المصائب سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم

حضرت افقہ الصحابۃ الکرام سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سیدنا عبداللہ بن امیر المومنین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما

حضرت سیدنا ابوذر غفاری حضرت سیدنا سلمان فارسی

حضرت سیدنا عثمان بن مظعون۔ وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم

اس آیہ کریمہ کا شان نزول جلالین میں یوں لکھا:

"نزل لماهم قوم من الصحابة رضي الله تعالىٰ عنهم أن يلازموا الصوم والقيام ولايقربوا النساء والطيب ولايأكلوا للحم ولايناموا على الفراش ."(۲)

﴿ياايها الذين امنوا الآية﴾(۳)

جب ایک گروہ صحابہ نے ہمیشہ روزہ رکھنے اور رات بھر نماز پڑھنے اور اپنی عورتوں سے قربت نہ کرنے اور گوشت نہ کھانے اور بچھونے پر نہ سونے کا ارادہ کیا تو نازل ہوا۔

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَٰتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ﴾(۴)

---

(۱) [سورة المائدة:۸۷] (۲) [جلالين ،ص:۱۰۶]

(۳) [سورة البقرة :] (٤) [سورة المائدة: ۸۷]

علامہ سلیمان جمل نے جلالین کے حاشیہ تفسیر خازن سے نقل فرمایا:

قوله: نزل لما هم قوم الخ عبارة الخازن ، قال علماء التفسير ان النبى ﷺ ذكر الناس يوما ووصف القيامة فرق الناس وبكوا ، فاجتمع عشرة من الصحابة فى بيت عثمان بن مظعون الجهمي ، وهم ابوبكر ، وعلى بن أبي طالب ، وعبدالله بن مسعود ، وعبدالله بن عمر ، وابوذر الغفاري ، وسالم مولىٰ أبي حذيفة ، والمقداد بن الاسود ، وسلمان الفارسي ، ومعقل بن مقرن ، وعثمٰن بن مظعون ، وتشاوروا واتفقوا على أنهم يترهبون ويلبسون المسوح ويجبوا مذاكيرهم ، يصوموا الدهر ، و يقوموا الليل ، ولا يناموا على الفرش ، ولايأكلوا اللحم والودك ، ولايقربوالنساء ولاالطيب ، وان يسيحوا فى الأرض ، فبلغ ذلك النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فأتىٰ دار عثمان بن مظعون فلم يصادفه ، فقال لامرأته أحق مابلغني عن زوجك وأصحابه فكرهت أن تكذب و كرهت أن تفشي سر زوجها ، فقالت : يارسول الله !إن كان قد أخبرك عثمان فقد صدق ، فانصرف رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ، فلما جاء عثمان أخبرته بذلك فأتى هو وأصحابه العشرة الى رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، فقال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: ألم أخبر أنكم اتفقتم على كذا وكذا ، فقالوا :بلى، يارسول الله !وما أردنا الاالخير ، فقال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم :إني لم أومر بذلك ، ثم قال صلى الله تعالىٰ عليه وسلم :ان لأنفسكم عليكم حقاً ، فصوموا وافطروا وقوموا وناموا ، فإني أقوم وأنام وأصوم وأفطروآكل اللحم والدسم وآتى النساء ، فمن رغب عن سنتي فليس مني ، ثم جمع الناس وخطبهم فقال :مابال أقوام حرموالنساء والطعام والطيب وشهوات الدنيا، وانى لست امركم أن تكونوا قسيسين ورهبانا ، فانه ليس في دينى ترك اللحم والنساء ، ولااتخاذ الصوامع ، وان سياحة أمتى ورهبانيتهم الجهاد ، اعبدوالله ولاتشركوا به شيئا ، وحجوا واعتمروا ، وأقيموا الصلاة وآتواالزكوة وصوموا رمضان ، واستقيموا يستقم لكم ، فانما هلك من كان قبلكم بالتشديد شددوا على أنفسهم فشددالله عليهم ، فتلك بقاياهم في الديار والصوامع فانزل الله عزوجل هذه الآية ﴿يأيهاالذين امنوا لاتحرموا﴾(۱)

---

(۱) [تفسیر خازن:۲/۷۱]

علمائے تفسیر نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک روز وعظ فرمایا اور قیامت کا حال بیان کیا، لوگوں پر رقت طاری ہوئی اور روئے۔ مجلس ذکر سے فارغ ہوکر یہ دس صحابۂ کرام حضرت عثمان بن مظعون جمحی کے گھر میں جمع ہوئے۔ حضرت ابوبکر، حضرت مولیٰ علی، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ابوذر غفاری، حضرت سالم مولیٰ حضرت ابوحذیفہ، حضرت مقداد بن الاسود، حضرت سلمان فارسی، حضرت معقل بن مقرن اور حضرت عثمان بن مظعون۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

ان سب صاحبوں نے آپس میں مشورہ فرمایا اور سب نے اس پر اتفاق فرمایا کہ رہبانیت اختیار فرمائیں گے، اور کمبل اور ٹاٹ پہنیں گے، اور اپنے آلہ نسل کو کاٹ ڈالیں گے، اور ہمیشہ روزہ رکھیں گے ، اور رات بھر قیام کریں گے، اور بچھونے پر سونا چھوڑ دیں گے، گوشت اور اس کی چکنائی نہ کھایا کریں گے ، عورتوں سے قربت نہ کیا کریں گے، اور خوشبو نہ لگایا کریں گے، اور سیاحت ارض کرتے رہیں گے۔ اس کی خبر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہنچی حضور حضرت عثمان بن مظعون کے گھر رونق افروز ہوئے، ان سے ملاقات نہ ہوئی، ان کی بی بی سے ارشاد فرمایا: تمہارے شوہر اور ان کے یاروں کی طرف سے جس بات کی مجھے خبر پہنچی ہے کیا وہ سچ ہے؟ جھوٹ بولنا وہ بھی حضور کے سامنے یہ انھوں نے سخت مکروہ جانا اور اپنے شوہر کے راز کا افشا بھی پسند نہ ہوا، تو یوں عرض کیا: یارسول اللہ! اگر عثمان نے حضور کو خبر دی ہے تو انہوں نے سچ عرض کیا۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام واپس تشریف لے گئے۔ جب حضرت عثمان آئے ان کی بی بی نے ماجرا عرض کیا۔ وہ اور ان کے دسوں اصحاب حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضور علیہ التحیۃ والثنا نے ان سے فرمایا: کیا میں تمہیں نہ بتاؤں تم نے جس جس بات پر اتفاق کیا ہے۔ انھوں نے عرض کی: بے شک یارسول اللہ! اور ہم نے بھلائی ہی کا ارادہ کیا ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک مجھے اس کا حکم نہیں دیا گیا، پھر فرمایا: بے شک تمہارے نفوس کا تم پر حق ہے، جب یہ بات ہے تو روزہ رکھو اور افطار کرو، اور قیام لیل کرو اور سوؤ بھی ، کہ میں بھی رات کو قیام فرماتا ہوں اور آرام بھی فرماتا ہوں، اور روزہ رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، اور میں گوشت اور اس کی چکنائی تناول فرماتا ہوں، اور میں بیبیوں سے قربت بھی کرتا ہوں، تو جو کوئی میری سنت سے، میرے طریقہ سے روگردانی کرے گا وہ مجھ سے نہیں۔ پھر لوگوں کو جمع فرمایا اور خطبہ ارشاد فرمایا۔ خطبہ میں فرمایا: ان لوگوں کا کیا حال ہوا جنہوں نے عورتوں اور طعام اور خوشبو اور لذائذ دنیا کو حرام ٹھہرالیا ہے، اور تحقیق میں تمہیں قسیس ہوجانے، رہبان بن جانے کا حکم نہیں فرماتا۔ کہ بے شک میرے دین میں گوشت چھوڑ دینا، قربت نساء ترک کردینا اور شب وروز صوامع میں رہنا نہیں۔ میری امت کی سیاحت اور ان کی رہبانیت جہاد ہے۔ اللہ عزوجل کی عبادت

کرو اور اس واحد حقیقی کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اور حج کرو اور عمرہ کرو، اور نمازیں قائم کرو اور زکاۃ دو، اور رمضان کے روزے رکھو، اور مستقیم رہو کہ تمہارے لیے دین مستقیم رہے۔ کہ یونہی تمہارے اگلے بوجہ تشدید ہلاک ہوگئے، انھوں نے اپنی جانوں پر بندشیں کیں تو اللہ عزوجل نے ان پر تشدید فرمائی، وہی ان کے بقیہ ہیں جو آج دیروں اور صومعوں میں ہیں۔

پھر اللہ عزوجل نے یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی:

﴿یاایھاالذین لا تحرمواالآیہ﴾(١)

بلکہ خود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا گیا جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعض ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنھن کی مرضی کے لیے شہد ترک فرما دیا تھا، یا بروایت دیگر حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قربت سے اپنے نفس کریم کو روک لیا تھا۔

﴿ یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾(٢)

اے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کیوں حرام ٹھہراتے ہو اسے جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے حلال فرمایا اپنی ازواج کی رضا کے لیے۔ اور اللہ غفور رحیم ہے۔

اب ہر اس شخص سے جس کے پہلو میں قلب اور قلب میں ذرا سا انصاف ہے داد انصاف طلب ہے، کہاں تو بارادۂ خیر لذائذ دنیا کا ترک اور کہاں بارادۂ شر ان کی شرعی اعتقادی تحریم، کہاں اپنی ازواج کی خوشی کے لیے بعض حلال اشیا سے کف نفس اور کہاں دشمنان خدا کی اطاعت و فرماں برداری اور ان کی خوشی ورضا جوئی کے لیے حلال کو حرام یقین کرنا، اس کی حرمت شرع سے ثابت بتانا، اس کے حرام ہونے کا فتویٰ دینا۔ ہرگز صحابۂ کرام اور خود حضور سید الانام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان اشیا کو حرام نہ جانا تھا۔ صرف ان کے ترک پر (چوں کہ پھر استعمال کا ارادہ نہ تھا تو حلال کے ساتھ حرام کا سا معاملہ ہوا) اس پر تو صحابہ کو توبیخ اور حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تنبیہ فرمائی گئی اور یہ ارشاد ہوا کہ ''حلال چیزوں کو کیوں حرام کرتے ہو''۔ ان لوگوں پر جو واقعی حرام جانتے اور برائے اطاعت ورضائے مشرکین اس کی حرمت کے فتوے گڑھتے ہیں، ان پر کیسا قہر قہار ٹوٹے گا غضب جبار ہوگا۔ والعیاذ باللہ سبحنه وتعالیٰ شانه.

---

(١) [٥: سورة المائدة: ٨٧]

(١) [سورة التحريم: ١]

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَٰذَا حَلَالٌ وَهَٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ﴾(۱)

اپنی زبانوں سے جھوٹ بیان کرنے کو کہ اللہ پر افترا کرو۔ یہ حلال ہے یہ حرام بے شک وہ لوگ جو اللہ پر افترا کرتے ہیں فلاح نہیں پاتے۔

یہ مفتری علی اللہ نہایت بے باک وجری ہیں، باوجودے کہ قرآن کا یہ ارشاد ہے۔ یہ اللہ پر افترا کرتے اور جھوٹے فتوے گڑھ کر اپنے خداوندان نعمت کو خوش کرتے ہیں۔ سچے ہیں تو بتائیں کہ اللہ نے کہاں ولایتی ہر شے کو حرام فرمایا ہے، کہاں ولایتی مال کا بائیکاٹ فرض ٹھہرایا ہے، یا واجب ہی سہی، یا جانے دیں مستحب ہی اللہ کے رسول کے ارشاد سے ثابت کر دکھائیں۔ کیا ان مفتریوں سے کوئی یہ کہنے والا نہیں جو اللہ عزوجل نے ایسوں کے لیے فرمایا:

﴿وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُم بِعَذَابٍ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرَىٰ﴾(۲)

﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أُولَٰئِكَ يُعْرَضُونَ عَلَىٰ رَبِّهِمْ وَيَقُولُ الْأَشْهَادُ هَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾(۳)

تمہاری خرابی ہو اللہ پر جھوٹے افترا نہ کرو کہ وہ تمہیں عذاب سے بھون ڈالے اور بے شک مفتری خائب ہوا۔ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ افترا کرے یہی ہیں وہ جو اپنے رب کے حضور پیش کیے جائیں گے، اور گواہ کہیں گے یہ وہ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ باندھا تھا۔ سن لو ظالموں پر خدا کی لعنت۔

اور جھوٹا کذاب نرا دروغ باف وہ جو کہے کہ ہم بدیشی اشیا کے استعمال کو شرعا حرام نہیں کہتے، کیا اس کی حرمت کے فتوے چھپ سکتے ہیں، فتوی میں شرعی احکام ہوتے ہیں یا گھریلو نجی۔ یہ بھی جانے دو، وہ حرام نہیں جانتے تو جو نہیں مانتے ان سے نفرت کی کیا وجہ، اور انھیں ہر طرح مجبور کرنا کیوں کر روا ہوا؟۔ اور فرض کیجیے کہ یہ اسے شرعا حرام نہیں جانتے (اگر یہ واقعی ہے چھاپ دیں) تو اس کے ساتھ معاملہ تو حرام سے بھی کہیں زائد کرتے کراتے ہیں۔ جو حرام سے نہیں بچتے کھلے بندوں حرام کے مرتکب ہیں ان سے

---

(۱) [سورۃ النحل:۱۱۶] (۲) [سورۃ طٰہٰ:۶۱]

(۳) [سورۃ ہود:۱۸]

نفرت نہیں کرتے اور بدیشی مال خریدنے والے سے سخت نفرت رکھتے ہیں، اُس کی تحقیر نہیں کرتے اور اِس کی تذلیل وتحقیر پر آمادہ وتیار رہتے ہیں۔ مباح سے فقط حرام کی طرح احتراز پر تو قرآن نے وہ ارشاد فرمایا ،ان کو تنکوں کو تحریم حلال کیوں نہ کہا جائے گا، اور اس کا وبال ونکال ان کے سر کیوں نہ ہوگا۔

﴿وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ﴾(۱)

اوراب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھاتے ہیں۔

سچے خدا کا سچا رسول علیہ الصلاۃ والسلام فرمائے:

((انا بريء من مسلم مع مشرك))(۲)

میں ہر ایسے مسلمان سے بیزار ہوں جو کسی مشرک کے ساتھ میل جول رکھتا ہے۔

نیز ارشاد کرے:

((أنا بريء من كل مسلم يقيم بين اظهر المشركين))(۳)

یہ نہ صرف ساتھ ہوں بلکہ ان میں جذب ہوں، ان سے ایکا کریں، اتحاد منائیں، ان کی محبت ومودت وموالات کو دل میں جگہ دیں، ان کی غلامی اختیار کریں۔ اللہ اکبر: مشرک کے ساتھ صورت موالات برتنے پر تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیزار وبری ہوں، حقیقۃً ان سے دوستی، یارانہ کرنے والے سے کیسی شدید نفرت فرمائیں گے، اور اسے کیسا سخت مبغوض رکھیں گے۔ ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم۔

سچے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو ان مشرکین سے ہاتھ ملانے، ان کے نام کی بجائے انھیں کنیت سے ذکر کرنے، ان کے آتے وقت انھیں مرحبا کہنے سے منع فرمائیں۔ حدیث میں ہے:

((نهى النبي ﷺ أن يصافح المشركون أويكنوا أويرحب بهم.))(۴)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ مشرکوں سے ہاتھ ملایا جائے یا وہ کنیت سے ذکر کیے جائیں یا انھیں مرحبا کہا جائے۔

---

(۱) [سورة الشعراء:۲۲۷]

(۲) [كنزالعمال : كتاب الهجرتين، حديث:٤٦٢٩٥، ٢٨٨/١٦]

(۳) [سنن أبي داؤد كتاب الجهاد، حديث:٢٦٤٥ـ٣/٤٥]

(٤) [حلية الأولياء: ٢٣٦/٩]

یہ نافرمان مصافحہ تو مصافحہ مشرکوں سے گلے ملیں، معانقہ کے ساتھ ان کے چرنوں لگیں، پاؤں پڑیں، کنیت ذکر کرنا کیسا ان کی عظیم مدحیں، جلیل تعظیمیں کریں، لا نبی لا نبی تعریفیں بڑی بڑی توصیفیں کریں، ان کی حمد کے گیت گائیں، یہاں تک کہ ان کا دین سے آزادی میں امام، امام الاحرار کہلانے والا، مشرکین کے طاغوت کی منبر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر خدا کے مقدس گھر میں جمعہ کے وقت، خطبۂ جمعہ میں حمد کرتا، نہیں نہیں بجائے خطبہ جمعہ میں اس کی حمد میں خطبہ پڑھتا ہے۔ ایک بدایونی متلذرا سے "مذکر مبعوث من اللہ" کہتا، دوسرا اسے نبی بالقوہ لکھتا ہے، اور ان میں کون ہے جو مشرکین کو اپنا گرامی برادر عزیز بھائی نہیں جانتا، مشرکوں کے طاغوت کو اپنا امام و پیشوا اور رہبر ورہ نما، اعظم سپہ سالار اور معظم سردار نہیں مانتا، ان میں کون اس کی مدح وستائش سے تر زبان نہیں رہتا، ہر دم اس کا دم نہیں بھرتا۔ فسبحٰن مقلب القلوب والابصار، ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العزیز الغفار۔

سچے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو منافق کے بارے میں ارشاد فرمائیں:

((لاتقولوا للمنافق یاسید، فانه ان یکن سیدکم فقد اسخطتم ربکم))(۱)

منافق کو "اے سردار" نہ کہو کہ اگر وہ تمہارا سردار ہوا تو بے شک تم نے اپنے رب کا غضب اپنے سر لیا۔

بلکہ سچے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاسق کے لیے ارشاد فرمائیں:

((اذا مدح الفاسق غضب الرب واهتزلذلك العرش))(۲)

جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے رب تبارک وتعالیٰ غضب فرماتا اور اس سے عرش الٰہی لرز جاتا ہے۔

یہ کھلے کافروں، اپنے اور اللہ ورسول واسلام کے دشمنوں کی مدحیں کریں اور ان کے طاغوت کو اپنا امام و پیشوا بنائیں، کہاں منافق بلکہ فاسق اور کہاں کھلا کافر وہ بھی حربی۔

ع ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

سچے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمائیں:

((لن نستعین بمشرك))(۳)

---

(۱) [سنن أبي داؤد، كتاب الأدب، حديث:۴۹۷۷: ۴/۲۹۵]

(۲) [مشكاة المصابيح كتاب الأدب، حديث: ۴۸۵۹: ۲/۲۶۰]

(۳) [مسندالامام أحمد بن حنبل، حديث: ۲۵۶۷۳، ۸/۲۷۳]

ہم ہرگز کسی مشرک سے اعانت نہ چاہیں گے، استمداد نہ کریں گے۔

یہ ننگ اسلام، مشرکوں کے غلام، اپنے آقایان دولت کے مددگار بنیں، ان سے مدد کی بھیک مانگیں، ان کے آگے گڑگڑا گڑگڑا کر دست سوال پھیلائیں، ان کے آگے جبین نیاز خاک مذلت پر رگڑیں، ان کے ہر امر پر سر تسلیم جھکائیں، ان کے قدموں پر لوٹیں، مچلیں، مچلائیں۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو فساق ومبتدعین کے پاس بھی بیٹھنے، ان کو اپنے پاس بٹھانے سے نہی فرمائیں، ان سے مباعدت کا امر کریں، ان سے بغض وعداوت کا حکم دیں، ان سے ترش روئی کو فرمائیں، اور اسے اللہ تعالیٰ کے حضور تقرب بتائیں، فاسقین مبتدعین کو انھیں کے غضب کی آگ میں جلانا رضائے الٰہی کا سبب ٹھہرائیں کہ ارشاد فرماتے ہیں:۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

((تقربوا الی اللہ ببغض اھل المعاصی ، والقوھم بوجوہ مکفھرۃ ، والتمسوا رضااللہ تعالیٰ بسخطھم ، وتقربوا الی اللہ بالتباعد عنھم))(۱)

اللہ کی جانب تقرب کرو بغض اہل معاصی سے، ان سے ترش رو ہو کر ملو، اللہ کی رضا ان کے غضب سے چاہو، اور اللہ کی نزدیکی ان کی دوری سے۔

نیز ارشاد فرماتے ہیں علیہ الصلاۃ والسلام:

((لاتجالسوھم ولاتؤاکلوھم ولاتشاربوھم))(۲)

مبتدعین کے ساتھ نہ مجالست کرو نہ ان کے ساتھ کھاؤ نہ ان کے ساتھ پیو۔

نیز ارشاد فرماتے ہیں: علیہ الصلوٰت والتسلیمات

((لاتجالسوا اھل القدر ولاتفاتحوھم))(۳)

قدریوں کے ساتھ نہ مجالست کرو نہ ان سے ابتدا بالسلام۔

اور یہ ظالم کھلے کفار کے ساتھ نہ صرف مجالست ہی کرتے ہیں بلکہ ان سے موالات ومواخات ،ان کی تعظیم وتکریم، ان کی تقدیم باقصی غایات، اور ہرنا کردنی۔فالی اللہ المشتکیٰ

سچے رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بکمال رحمت بدوں کی صحبت سے بچنے کی طرح طرح

---

(۱) [کنز العمال، کتاب الأخلاق، حدیث:۵۵۱۵،۳/۳۱]

(۲) [کنز العمال کتاب الفضائل، حدیث:۳۲۵۲۶۔۱۱/۲۴۶]

(۳) [سنن أبي داؤد کتاب السنة، حدیث:۴۷۱۰۔۴/۲۲۸]

ہدایت فرمائیں۔فرماتے ہیں:

((مثل جليس السوء كمثل صاحب الكير،إن لم يصبك من سواده أصابك من دخانه)) (۱)

بدہم نشین کی مثل ایسی ہے جیسے لوہار کی بھٹی کہ اگر اس کی سیاہی سے تو بچ بھی جائے گا تو اس کا دھواں تجھے جب بھی پہنچے گا۔

نیز فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

((انما مثل الجليس الصالح وجليس السوء كحامل المسك ونافخ الكير فحامل المسك اما ان يحذيك واما أن تبتاع منه واما أن تجد منه ريحا طيبة ونافخ الكيرا ماان يحرق ثيابك واما أن نجد منه ريحا خبيثة)) (۲)

اچھے اور برے ہم نشین کی مثل یوں ہی ہے جیسے مشک والا اور بھٹی دھونکنے والا، تو مشک والا یا تو تجھے مشک دے دے گا، یا تو اس سے خرید لے گا، ورنہ جب تک وہ رہے گا تو اس کی خوشبو پائے گا، اور بھٹی والا یا تیرے کپڑے جلا دے گا، اور یہ اگر نہ ہوا تو بد بو تو اس سے پائے گا ہی۔

مگر یہ بدعقل ہیں کہ دشمنوں کی بھٹی میں گھسے جاتے ہیں، بدبو پانا کیسا، کپڑے جلانا کیسا، یہ خود جلے جاتے، بھسم ہوئے جاتے ہیں، اپنی عزتیں آبروئیں پھونک دیں، اپنے ایمان خاکستر کیے بیٹھے ہیں۔والعياذ بالله تعالىٰ

کانپ میں بھی کوئی ایسا نہ پھنسے گا جیسا یہ ان کے گنگا جمنی ریت میں پھنسے ہیں، سو سو تدبیروں سے انہیں نکالا جاتا ہے، اس قعر مذلت سے اٹھایا جاتا ہے، مگر یہ اتنا ہی اور دھنستے جاتے ہیں۔ولاحول ولاقوة الا بالله العلي العظيم

سچے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((اياك ورفيق السوء فان الشر للشر خلق ، اياك وقرين السوء فانك به تعرف)) (۳)

برے رفیق کی صحبت سے بچ کہ بد تو بد کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔برے قرین سے دور رہ کہ تو اسی

---

(۱) [الترغيب والترهيب: ۲/۳۴۸]

(۲) [الجامع الصغير،باب حرف الألف،حديث: ۲۶۰۱/ ۱۹۴]

(۳) [جمع الجوامع: ۹۲۸۸]

کے ساتھ معروف ہوگا۔(جیسا وہ ہے ویسا تو مشہور ہوگا)

((لاتصاحب الامومنا ولایاکل طعامك الاتقیٌّ))(۱)

مسلمان ہی کو اپنا مصاحب بنا اور تیرا کھانا نہ کھائے مگر متقی پرہیزگار مسلمان۔

اللہ اللہ۔اسلام فاسق فاجر سے ہم صحبت ہونے کا روادار نہیں،مگر یارب! کافروں کا یار غار،ناصر و مددگار،مطیع ومنقاد وفرماں بردار بننا کیوں کر ان مدعیان اسلام نے روا کرلیا۔

لیجیے وہ بھی سن لیجیے جس میں لفظ مشرکین موجود ہے کہ ان دعوے داران اسلام،گندم نما جو فروشوں پر قیامت کبریٰ قائم ہو۔

((لاتساکنوا المشرکین ولا تجامعوا ، فمن سا کنهم او جا معهم فهو منهم، من جا مع المشرك وسکن معه فا نه مثله))۔ (لباب التاویل)(۲)

مشرکوں کے ساتھ مساکنت نہ کرو،نہ ان کے ساتھ کسی مجلس میں جمع ہو،جو ان کے ساتھ مساکنت ومجامعت کرے گا وہ انہیں سے ہوگا۔جو مشرک کے ساتھ جمع ہوگا اور جو ان کے ساتھ سکونت رکھے گا وہ اسی کے مثل ہوگا۔(لباب التاویل)

سچے ائمہ دین علمائے معتمدین فرماتے ہیں:

”نهی الله المؤمنین أن یوا لوا الکفار أویلاطفوهم لقرابة بینهم أو محبته أو معا شرة فلا تتخذوهم اولیاء، تنصرونهم وتستنصرونهم وتؤاخونهم وتعاشرونهم معاشرة المومنین.“(۳)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کو اس سے منع فرمایا کہ رشتے ناتے یا دوسرے یارانے۔یا۔نرے میل کے سبب کافروں سے سے موالات کریں۔یا۔ملاطفت (نرمی) برتیں،کافروں کو دوست نہ بناؤ کہ ان کی مدد کرو،ان سے مدد لو،ان سے بھائی چارہ کرو،ان سے مسلمانوں کا سا معاملہ وبرتاؤ برتو۔

”نهوا عن موالاتهم لقرابة أو صداقة جاهلیة ونحوهما من اسباب المصا دقة والمعاشرة وعن الاستعانة بهم فی الغزو سائر الامور الدینیة“(۴)

---

(۱) [مشکاة المصابیح، کتاب الآداب،حدیث:۵۰۱۸-۲۸۳/۲]

(۲) [السنن لأبي داؤد کتاب الضحایا۳/۹۳-حدیث:۲۷۸۷]

(۱۳) [تفسیر خازن:تفسیر سورة آل عمران:۲۸]

(٤) [الفتوحات الالٰهیة:سورةآل عمران:۲۸]

مسلمان منع کیے گئے ہیں کافروں کے ساتھ موالات سے، خواہ وہ کسی قرابت سے ہو، یا زمانۂ جاہلیت کی دوستی کے باعث، اور ان دونوں جیسے اور اسباب مصادقت (یاری) اور معاشرت (میل جول) کے سبب، اور وہ روکے گئے ہیں کافروں سے جہاد اور باقی امور دینیہ میں استعانت سے۔

''لاتعتمدوا علیٰ الاستنصار بهم والتودد اليهم "(۱)

کافروں کی امداد واعانت اور دوستی ومحبت پر اعتماد نہ کرو۔

''ان الله تعالیٰ امر المسلم ان لا يتخذالحبيب والنا صر الا من المسلمين."(۲)

بے شک اللہ عزوجل مسلمان کو حکم فرماتا ہے کہ بس مسلمانوں ہی کو اپنا دوست اور مددگار بنائے۔

علامہ ابوالسعود تفسیر ارشاد العقل میں زیر آیۂ کریمہ ﴿بشر المنافقين﴾ الآیہ فرماتے ہیں:

"بيان لخيبة رجاء هم وقطع لأطماعهم الفارغة أيطلبون بموالاة الكفرة العزة والغلبة."(۳)

یہ بیان ہے اس بات کا کہ کافروں سے دوستی کر کے ان کی مدد سے عزت وغلبہ چاہنے میں ہمیشہ نامراد رہو گے، لہذا اس کی امید ہی ختم کر دو۔

(فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعاً) (۴)

عزت تو ساری اللہ کے لیے ہے۔

علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

''جانبوهم رأسا ولاتقبلوامنهم ولاية ولا نصرة"(۵)

کافروں سے بالکل دور الگ تھلگ کنارہ کش رہو اور کبھی ان کی دوستی اور مدد قبول نہ کرو۔

تفسیر خازن میں ارشاد فرمایا:

''موالاةُ الكفار والمنفقين لا تجوز بحال ."(۶)

---

(۱) [تفسير الرازي: ۲۷۵/۱۲۔ سورة المائدة : ۵۲]

(۲) [تفسير الرازي : ۳۸٦/۱۲۔ سورة المائدة: ۵۵]

(۳) [تفسير ارشاد العقل،۱۳۹/۱ .سورة النساء:۱۳۸]

(٤) [سورة النساء:۱۳۹]

(۵) [تفسير البيضاوي : ۸۹/۲ ۔ سورة النساء : ۹۲]

(٦) [تفسير الخازن : ٤۰۸/۱۔ سورة النساء ۹۱]

کافروں اور منافقوں سے دوستی کسی حال جائز نہیں بہر حال حرام ہے۔

تفسیر جمل میں ہے:

"اما الموالاۃ فحرام لا تجوز بحال ."(۱)

لیکن دوستی وہ تو مطلقا حرام ہے کسی حال میں جائز نہیں۔

تفسیر کرخی میں ہے:

"التولی منهم حرام بلا استثناء"(۱)

کافروں سے کسی کو یار و یاور بنانا بلا استثنا حرام ہے۔

امام علامہ عبد الغنی نابلسی قدس سرہ اللہ القدسی زیر حدیث ((انما مثل الجلیس الصالح)) الخ حدیقۂ ندیہ شرح طریقۂ محمدیہ میں فرماتے ہیں:

"هذا مثل الجليس الصالح ، فانه اما أن يعطيك من فوائده ويهديك الى مقا صده ، واما أن تأ خذ من اخلاقه ويسرى اليك من طبا عه ، واما ان تجد منه ريحا طيبة من حكمة تجد ها عنده ، أو رحمة تنزل عليه وانت معه فترحم۔"

یہ مثل ہے اچھے ہم نشین کی کہ وہ یا تو اپنے فوائد سے تجھے فائدہ عطا کرے گا، اور اپنے مقاصد کی تجھے راہ دکھائے گا، یا تو خود اس کے اخلاق حسن سے اور اس کی اچھی عادتوں سے نفع اٹھائے گا، اور یا تو اس سے اچھی خوشبو پائے گا اس حکمت کی جو اس کے پاس تو دیکھے گا۔ یا اس رحمت کی جو اس پر نازل ہوتی ہو گی، جس وقت تو اس کے ساتھ ہوگا تو بھی مرحوم ہوگا۔

"وجليس السوء اما ان يتلف عليك دينك ويدنس منك عرضك ، واما أن تجد منه ريحا منتنة من نحو غيبة ونميمة أو نحو ذلك ، او من سخط ينزل عليه وانت عنده ، أو عذاب يأخذه وانت معه ، فمن يجا لس السوء فقد تعرض لذلك كله۔"

اور بدہم نشین یا تو تیرا دین تباہ و برباد کر دے گا اور تیری عزت و آبرو خاک میں ملا دے گا۔ یا تو اس سے سخت بدبو غیبت چغلی اور اس کے مثل باتوں کی پائے گا۔ یا اس غضب کی جو اس پر جس وقت تو اس کے ساتھ ہوگا نازل ہو رہا ہوگا۔ یا تیری موجودگی میں جو اس پر عذاب نازل ہوگا اس کی۔ تو جو شخص بد سے مجالست رکھتا ہے وہ اپنے آپ کو اس سب کے لیے پیش کرتا ہے۔ والعیا ذ با للہ تعالیٰ۔

نیز اسی میں فرماتے ہیں:

"مصافحة الذمى مكروه كالسلام عليه بلا حاجة ؛لما في ذلك من المودة لا هل

الکفر وقدنهيا عنها لقوله تعالىٰ: ﴿ لَا تَجِدُ قَوْماً يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُولَه ﴾(١)

ذمی سے ہاتھ ملانا ناجائز ہے جیسے بے حاجت اسے سلام کرنا کہ اس میں کافروں کے ساتھ محبت ہے، اور بے شک ہم محبت کفار سے منع کیے گئے ہیں، ارشاد الٰہی ہے: تو نہ پائے گا اس قوم کو جو ایمان لائے اللہ پر اور قیامت پر کہ وہ دوست بنائیں انھیں جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی۔

علامہ عبدالرؤف مناوی قدس سرہ ''تیسیر شرح جامع صغیر'' میں زیر حدیث :من جامع الخ فرماتے ہیں:

''ای اتی معه مناصراً له فانه مثله أي من بعض الوجوه لأن الاقبال على عدوالله وموالاته توجب اعراضه ومن اعرض عنه تولاه الشيطان۔''(٢)

جو جمع ہوا مشرک کے ساتھ یعنی اس کے ساتھ اس کا ناصر و مددگار ہو کر آیا، وہ بعض وجوہ سے اس کی مثل ہے، اس لیے کہ دشمن خدا کی جانب توجہ اور اس کی دوستی اس کی روگردانی کی موجب ہے، اور جو اللہ سے منہ پھیرتا ہے شیطان اس کا ولی ووالی ہو جاتا ہے۔

مگر یہ جنھوں نے اپنے نفوس کو بت پرستوں پر نچھاور کر دیا، اور یہ جنھوں نے اپنی جانوں کو گئوں پتروں کے ہاتھوں کھوٹے داموں بیچ ڈالا، یہ ائمہ دین کی کیا سنیں گے، انھوں نے تو گاندھی کو اپنا امام بنالیا ہے، جو وہ کہے ان کے نزدیک وہی حق ہے، ماننے کے لائق ہے، جب یہ اللہ اور اس کے رسول کی اپنے آقایان دولت کے خلاف نہیں مانتے تو ائمہ کرام، علمائے اعلام، حامیان اسلام کی کیوں مانیں گے۔ اور وہ کوئی نئی بات بھی تو نہیں سناتے، وہی رب کریم الہٰ قدیم کا کلام قدیم اور تیرہ سو برس سے زائد کی احادیث سناتے اور ان کے وہی قدیم پرانے مطلب بتاتے ہیں، مطالب ہی نئے بتاتے جب بھی سن لیتے۔ چوں کہ یہ نئے ہیں، ان کا دین و مذہب نیا ہے، ان کا امام نیا ہے، ان کے نزدیک یہ ائمہ اور علما پرانی لکیر کے فقیر ہیں۔ ہاں اگر ان کے نئے امام کی ہاں میں ہاں ملائیں، وہ رات کو دن کہے، علما بھی دن بتائیں، وہ دن کو رات بتائیں علما بھی رات فرمائیں، تو یہ خوش، ان کا وہ طاغوت خوش، آنکھیں اور کلیجے ٹھنڈے۔

برداران اسلام! انھیں جانے دیجیے، یہ اگر توبہ نہ کریں تو یہ جانیں اور ان کا جہنم (یعنی شکم) جس

---

(١) [سورۃ المجادلۃ:٢٢]

(٢) [التیسیر لشرح الجامع الصغیر، باب حرف المیم، ٢/٤١٢]

کی آگ بجھانے کو یہ مشرکوں کی گنگا، بت پرستوں کی جمنا میں ڈوبے ہیں، جس کی آگ پر صبر نہ کرسکے ،جس پر نار جہنم اختیار بیٹھے۔

اب تو آفتاب نصف النہار کی طرح قرآن وحدیث سے روشن ہوا کہ کفار کی دوستی وموالات اگر چہ صوریہ ہو، ان کی اعانت ،ان سے استعانت ،ان کی خیر خواہی ،ان سے امید خیر خواہی ،ان سے مواخات، ان کی راہ پر چلنا، ان کا پس رو اور متبع بننا، ان سے وداد واتحاد، ان کی غلامی وانقیاد، انھیں راز دار ودخیل کار بنانا، ان پر بھروسہ واعتماد کرنا، ان کی مدح وتعظیم وتکریم، ان کی تقدیم، سب خلاف اسلام، بیخ کن اسلام، اشد تر حرام، کفر انجام، ظلم عظیم وفساد جسیم ہے۔ والعیاذ باللہ العزیز الرؤف الرحیم . اللہ جل جلالہ کے قہر وغضب اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نفرت وبیزاری کا کام ہے۔

قرآن عظیم کی آیات باہرہ سے ظاہر ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ سے آشکار ہوا کہ کفار سے موالات حقیقیۃً کار مومناں نہیں، اور صوریہ بھی شان مسلماناں نہیں، ان کی صحبت، ان سے استعانت، ان کی اعانت ونصرت وحمایت، ان سے مشورت، ان سے بھائی چارہ، یارانہ، محبت ،مودت، ان سے مشارکت سب شدید حرام اور اللہ ورسول کے قہر وغضب وناراضی وبیزاری اور ایذا کے کام ہیں۔

میں گزارش کرتا ہوں کہ اگر آپ کے سامنے علمائے کرام یہ آیات واحادیث پیش نہ فرماتے جب بھی تو ہر وہ شخص جس کے منہ پر آنکھیں، اور جس کے چہرہ پر کان، اور سر میں دماغ اور دماغ میں عقل، اور جس کے پہلو میں دل اور دل میں انصاف ہے، جس کے دل پر عناد کا گھٹاٹوپ نہیں، بت پرستوں کی محبت کا بھوت سوار نہیں، جس نے اپنے نفس کو چند کوڑیوں پر بیچ نہیں ڈالا ہے، وہ واقعات سابقہ وحالات حاضرہ لاحقہ (جن کے چند مشتے نمونہ از خروارے سوال میں مذکور ہوئے) کو دیکھ کر، سن کر، عقلاً دل سے اس فیصلہ اور قطعی حتمی جزمی فیصلہ پر مجبور ہے کہ مشرک مسلمانوں کے دشمن ہیں، اور سخت سے سخت دشمن ہیں، وہ مسلمانوں کے نہ دوست تھے نہ ہیں نہ آیندہ کبھی ہوں، جب تک مسلمان مسلمان، اور مشرک مشرک ہیں ،مشرک کبھی کسی وقت کسی آن مسلمانوں کی خیر خواہی نہیں کریں گے، وہ کبھی مسلمانوں کی سچی امداد واعانت کے لیے تیار نہ ہوں گے۔ اور کوئی دشمن اپنے دشمن کی بھلائی نہیں چاہا کرتا، وہ ہمیشہ برائی چاہیں گے، دن رات نقصان رسانی آزار دہی کی فکر میں ہیں، اور رہیں گے، شب وروز مال وجان وعزت وآبرو ودین وایمان پر طرح طرح حملے کر رہے ہیں یوہیں کرتے رہیں گے، کبھی ظاہر کبھی پوشیدہ، کبھی کھل کر کبھی خفیہ، کبھی مل کر کبھی علیحدہ ہو کر، احمق وہ جو دشمن کا اعتبار کرے، دشمن پر اعتماد کرے، اس کے مکر سے بے خوف

رہے، اس کے تملق وچاپلوسی، اس کی تواضع بہ مکاری پر پھولے اور اس کی دشمنی وعداوت یکسر بھولے۔

برتواضع ہائے دشمن تکیہ کردن ابلہی ست	پائے بوس سیل از پا افگند دیوار را

تملق وچاپلوسی اور مکاری کی تواضع کا عادی دشمن کھلے دشمن سے زیادہ خطرناک اور خوف کی چیز ہے، مگر یہ عقل مندوں کے نزدیک ہے، نہ ابلہ بے وقوفوں، احمق سفیہوں، بلیدوں بے خردوں، بدعقلوں بد منشوں کے نزدیک۔

یقیناً یہ لوگ جو مشرکوں کے ہاتھوں بڑگئے ہیں، ان کے ہاتھ کی کٹھ پتلی بن گئے ہیں، ان کے اشاروں پر ناچ رہے ہیں، اسلام ومسلمین کی کھلی بدخواہی کررہے ہیں۔ دشمن کا دوست بھی دشمن ہی ہوتا ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے:

تودعدوی ثم تزعم انني	صديقك ليس النوك عنك بعازب(۱)

تو میرے دشمن سے محبت کرتا ہے اور مجھے اپنا دوست خیال کرتا ہے، حماقت تجھ سے دور نہیں۔

ان واقعات سے اگر قطع نظر اور چشم پوشی بھی کچھ دیر کو کرلی جائے جب بھی مشرکوں کو خیر خواہ اور اپنا دوست ولی اور ناصر وولی کوئی سخت بے وقوف، بے خرد، نرا احمق سفیہ ہی جانے گا، کہ یہ تو بداہۃً ہر ادنیٰ عقل والا مسلمان بھی جانتا اور مانتا ہے کہ مشرکین دشمنان دین متین، اعداء اللہ واعداء الرسول الامین ہیں، اور اللہ ورسول۔ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ان کے دشمن۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے: ﴿فَإِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ﴾(۲)

نیز مشرکین شیاطین کے پجاری اور شیاطین اللہ ورسول کے دشمن۔

قال تعالیٰ:

﴿اَلَّذِيْنَ آمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْا أَوْلِيَاءَ الشَّيْطٰنِ إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا﴾(۳)

قال تعالیٰ:

﴿وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا أَوْلِيَاؤُهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ إِلَى الظُّلُمٰتِ أُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ﴾(۴)

---

(۱) [مقامات الزمخشري، مقامة الولاية: ۱/۹۸]

(۱) [سورة البقرة:۹۸] (۱)[سورة النساء:۷۶] (۱)[سورة البقرة:۲۵۷]

وقال تعالیٰ:

﴿ إِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِينَ أَوْلِيَاءَ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ﴾(۱)

جو ایمان لائے وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور جو کافر ہیں وہ شیطان کے راستہ میں لڑتے ہیں، تو مقابلہ کرو شیطان کے یاروں مددگاروں سے بے شک شیطان کا کید کم زور ہے

اور فرماتا ہے:

وہ جو کافر ہیں، ان کے یار دیا ور طاغوت ہیں، وہ انھیں روشنی میں نہیں آنے دیتے، اندھیریوں میں رکھتے ہیں، یہی اصحاب نار ہیں وہ ہمیشہ آگ میں رہیں گے۔

اور فرماتا ہے:

بے شک ہم نے کر دیا شیطانوں کو دوست ان کا جو ایمان نہیں لاتے۔

اور مسلمان اولیا اللہ واحباء اللہ، اور اللہ ان کا ولی وناصر ومولیٰ۔

وہ خود فرماتا ہے:

﴿الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمٰتِ إِلَى النُّورِ﴾(۱)

اللہ ناصر ومولیٰ ہے مومنوں کا جو انہیں اندھیریوں سے نور میں نکال لاتا ہے۔

وقال تعالیٰ:

اور فرماتا ہے:

بلکہ اللہ تمہارا مولیٰ ہے اور تمام ناصروں سے بہتر ہے۔

اور عقل بتاتی ہے کہ محبوب کا دشمن اپنا دشمن۔ یونہی دشمن کا دوست اپنا دشمن۔ تو ہر طرح مشرک مسلمان کا دشمن۔ اور دشمن سے اگر کسی وجہ سے ابھی تک کوئی امر عداوت ظاہر نہ ہوا ہو، بے خوف رہنا احمق کا کام ہے، اور اس سے الٹی امید نفع کرنا قطعاً غلط، نری باطل ہوس وخیال خام وسفاہت تام، الٹی کھوپڑی اور اندھی سمجھ رکھنے والے پاگل کا کام، شرعاً وعقلاً وعرفاً ہر طرح ناجائز وحرام۔ اور خود دشمنوں کا آلۂ کار بننا، اپنے منہ پر طمانچے اور اپنے ہاتھوں اپنے سر پر جوتے بلکہ خود اپنے آپ گلا کاٹنا، اور خود ہی اپنے پاؤں میں تیشہ مارنا ہے۔

---

(۱) [سورۃ الأعراف:۲۷] (۱) [سورۃ البقرۃ:۲۵۷]

(۱) [سورۃ آل عمران:۱۵۰]

بحمدہ تعالیٰ اس تقریر منیر سے جواب سوال اول: مبین من الامس وابین من الشمس ہوا کہ کانگریس کی شرکت حرام ہے اور بہر حال حرام ہے، کانگریس شور و شر کرے جب بھی حرام، اور خاموش بیٹھی رہے جب بھی حرام، کانگریس مشرکوں کی جماعت ہے اور مشرکوں سے موالات نہیں، نہیں ان کی صحبت میں بیٹھنا ہی حرام ہے، دیکھو اوپر گزری ہوئی آیات واحادیث خصوصاً ایسی صورت میں کہ وہ فتنہ وفساد میں مشغول ہو اشد تر حرام ہے کہ خود فتنہ وفساد حرام اور اشد حرام۔

قال تعالیٰ:

﴿وَلَا تُفْسِدُواْ فِي الْأَرْضِ﴾ (۱) زمین میں فساد نہ کرو۔

قال تعالیٰ:

﴿وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ﴾ (۲) اللہ عزوجل مفسدوں سے راضی نہیں۔

قال تعالیٰ:

﴿وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ﴾ (۳) فتنہ قتل ناحق سے بھی سخت تر ہے۔

قال: صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

((ایاکم والفتن)) (٤) فتنوں سے دور رہو۔

اور فرماتے ہیں: صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

((کفر باللہ العظیم عشرة من ھذہ الامة (الی ان قال) والساعی فی الفتن)) (۵)

اس صورت میں کانگریس کا شریک دوہرے حرام کا مرتکب اور جرم بالائے جرم کا ملزم ہوگا، ایک کافروں کے ساتھ مجالست، دوسرے فتنہ وفساد کی شرکت، جب کفار کے ساتھ اپنے قصد و اختیار سے ایک گھر میں، نہیں، نہیں ایک محلہ میں جہاں صرف مشرکین ہی ہوں ان کی طرف رغبت کی وجہ سے رہنا جائز نہیں، تو ان کے پاس بیٹھنا اور ان کے جلسوں میں شریک ہونا، اس سے بھی شدید حرام اور ان کا شریک کار ہونا ان کی خاص کمیٹی کانگریس یا کسی دوسری کا ممبر بننا تو اور بھی اشد حرام۔

---

(۱) [سورة الأعراف:٥٦] (۲) [سورة المائدة:٦٤]

(۳) [سورة البقرة:١٩١]

(٤) [کنز العمال : الفصل الثاني في الفتن والهرج : ١١/١٢٨]

(۵) [کنز العمال : کتاب المواعظ والرقاق والخطب والحکم، حدیث:٤٤٠٤٦-١٦/٤١]

حدیقہ ندیہ میں زیر حدیث ((لاتساکنوا المشرکین)) فرمایا:

"أي: لاتسكنوا معهم في بيت واحد ودار واحد او محلة واحدة عن قصد منكم رغبة ، ومتى اتفق ذلك ولم يمكن التحول الا بحرج فلاباس به ، ولاتجامعوهم اى لاتجمعوا معهم في مجلس رغبة فيهم الا لمن اراد اصلا حهم وطمع في حصول ايمانهم ، فمن ساكنهم اوجامعهم اى اجتمع بهم راغبا في سكنا هم والاجتماع معهم ومحبا لذلك و مقدما على مساكنة المسلمين والاجتماع بالمؤمنين فهو معهم لان المرء على دين خليله ومن احب قوما فهو معهم."

یعنی مشرکوں کے ساتھ ایک مکان، یا ایک احاطہ، یا ایک محلّہ میں بالقصد ان میں رغبت کی بنا پر نہ سکونت کرو، اور جب کبھی ایسا اتفاق ہو اور وہاں سے ہٹنا بے حرج ممکن نہ ہو تو خیر۔ اور ان کے ساتھ مجامعت نہ کرو، یعنی کسی مجلس میں ان کی جانب رغبت سے ان کے ساتھ جمع نہ ہو، مگر وہ جو ان کی اصلاح کا ارادہ رکھتا اور ان کے حصول ایمان کی طمع کرتا ہو (یعنی اس لیے ان سے مجامعت کرتا ہو کہ اسے گمان ہو کہ اس کے پاس بیٹھنے سے ان کی اصلاح ہوگی اور وہ ایمان لے آئیں گے) جو ان کے ساتھ سکونت رکھے گا، یا مجامعت کرے گا، یعنی ان میں رہائش کی طرف راغب ہو کر اور اسے اچھا سمجھ کر اس کے ساتھ راضی ہو کر میان مسلمانان رہائش اور مسلمانوں کے ساتھ اجتماع چھوڑ کر ان کے ساتھ جمع ہوگا تو وہ انہیں کے ساتھ ہوگا، اس لیے کہ آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، اور جو جس قوم سے محبت کرتا ہے وہ انہیں کے ساتھ ہے۔

الٰہی ارشادات سے اوپر معلوم ہوا کہ کانگریسی مشرکین کے غلام بے دام، انہیں اپنا امام و پیشوا بنانے والے، ان سے دلی محبت رکھنے والے، ان پر عزت وآبرو اور جان و مال نثار کرنے والے، اللہ سے محض بے علاقہ ہیں۔ اللہ کا ان پر قہر وغضب ہے۔ ان میں ہر ایک مغضوب ومقہور رب ہے۔ ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ عذاب میں رہنے والے ہیں اگر توبہ نہ کریں۔ وہ بے ایمان ہیں، انہیں اللہ ورسول وقرآن پر ایمان ہوتا تو ان سے کٹی چھنی رکھتے، کم از کم ان سے ہرگز دلی دوستی نہ کرتے، ان کے اعوان وانصار نہ بنتے، انہیں اپنا راز دار ودخیل کار نہ جانتے، انہیں اپنا معاون ومددگار نہ مانتے، ان کی اطاعت وفرماں برداری، ان پر جاں نثاری اور ان کی غمخواری نہ کرتے، ان کی غلامی وانقیاد کا جوا اپنے کندھوں پر نہ دھرتے، ان سے حرمت کے طلب گار نہ ہوتے، اپنی عزت آبرو، حیا وغیرت نہ کھوتے۔ اور الٰہی فرمان سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ وہ کانگریسی جو حقیقۃً مشرکین سے موالات نہیں کرتے ہیں، بلکہ محض

صوری موالات کے مرتکب ہیں، وہ بھی سخت گنہ گار، مستوجب غضب جبار، مبتلائے قہر قہار، مستحق نار ہیں ۔والعیاذ باللہ تعالیٰ ۔ حقیقی موالات برتنے والا کیسا شدید مغضوب، کتنا سخت مقہور ہوگا، جب کہ حدیث سے معلوم ہولیا کہ صوری موالات کرنے والا، مشرکین کے ساتھ رہنے والا، ان کے جلسوں میں شرکت کرنے والا، وہ ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بے زار و بری ہیں ۔اور اللہ تعالیٰ ان صوری والوں کو اس سے بچائے کہ وہ کفار کے ساتھ موالات حقیقیہ والوں کے گروہ میں داخل ہوکر منھم ہوجائیں ۔والعیاذ باللہ

حقیقیہ والے تو منھم اور مثلھم میں داخل، اور اس ارشاد الٰہی کے مصادیق میں شامل ہو چکے۔

﴿وَفَرِيقاً حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ إِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ أَوْلِيَاء مِن دُونِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُم مُّهْتَدُونَ﴾(١)

اور ایک فریق جسے اللہ نے گمراہ فرمایا، ان پر ازل میں گمراہی ثابت ہوگئی، اس لیے کہ وہ شیطانوں کو اپنا دوست بناتے ہیں، اور طرفہ یہ کہ خیال کرتے ہیں کہ وہ ہدایت یاب ہیں۔

خود اپنے آپ مصیبت میں اپنے ہاتھوں پڑنا حرام، اور اوروں کو ڈالنا اور زیادہ سخت کہ حق اللہ اور حق العبد دونوں میں گرفتاری ۔واللہ تعالیٰ اعلم

جواب سوال دوم: بھی ہماری تقریر بالا سے آفتاب نصف النہار کی طرح روشن و آشکار۔ کپڑا اور دیگر اشیا بدیسی ہوں یا دیسی، جو اللہ و رسول ۔جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ نے حلال فرمائیں حلال ہیں، انہیں حرام کرنے والا حد سے گزرنے والا ہے، اور اللہ حد سے بڑھنے والوں سے راضی نہیں، خود فرماتا ہے:

﴿وَاللّٰهُ لَايُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ﴾(٢)

کپڑا زینت ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿يٰبَنِيْ آدَمَ خُذُواْ زِيْنَتَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ و كُلُواْ وَاشْرَبُواْ وَلاَ تُسْرِفُواْ إِنَّهُ لاَ يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ﴾(٣)

اے اولاد آدم ۔علیہ السلام۔ ہر نماز و طواف کے وقت اپنی زینت "کپڑے" پہن لیا کرو اور کھاؤ

---

(١) [سورۃ الاعراف: ٣٠] (٢) [سورۃ المائدۃ: ٨٧]

(٣) [سورۃ الاعراف: ٣١]

پیو اور حلال کو حرام، حرام کو حلال نہ ٹھہراو، حلال کو حرام کی طرح ترک نہ کرو، نہ حرام کو حلال کی طرح اختیار کرو، اور طعام میں افراط نہ کرو۔

پھر ایسوں پر انکار اور توبیخ کے لیے ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللّٰهِ الَّتِىٓ أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ﴾ (١)

تم فرماؤ کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لیے پیدا فرمائی۔

تفاسیر میں زینت کو ''ثیاب'' سے تفسیر کیا،

مثلاً بیضاوی میں ہے:

﴿یٰبنی ادم خذوا زینتکم﴾ ثیابکم لمواراة عورتکم ﴿عند کل مسجد﴾ لطواف اوصلاة. (٢)

جلالین میں ہے.

﴿زینتکم﴾ مایستر عورتکم. (٣)

اپنی زینت وہ جو تمہارے ستر چھپائے۔

اس آیت کریمہ کا شان نزول ہی یہ ہے کہ کفار عرب کعبۂ معظّمہ کا طواف ننگے ہو کر کرتے، مرد دن میں عورتیں شب میں۔ کہتے تھے کہ ہم ان کپڑوں میں جن میں رہ کر ہم نے گناہ کیے ہیں طواف نہ کریں گے۔ اس پر یہ ارشاد نازل ہوا ''اے اولاد آدم اپنی زینت ہر نماز وطواف کے وقت لو'' یہ شان نزول ہی بتا رہا ہے کہ زینت سے مراد کپڑے ہیں، بنی عامر ایام حج میں کھانا چھوڑ دیتے صرف بقدر سد رمق کھا لیتے، اور گوشت اور اس کی چکنائی بالکل ترک کر دیتے، وہ اسے حج کی تعظیم خیال کرتے تھے۔ یہ دیکھ کر بعض مسلمانوں نے بھی ایسا ارادہ کیا، اس پر یہ ارشاد نازل ہوا

﴿کلوا واشربوا ولا تسرفوا﴾ (٤) کھاؤ پیو حد سے نہ بڑھو۔

﴿انه لایحب المسرفین.﴾ (٥)

---

(١) [سورۃ الاعراف:٣٢]

(٢) [تفسير البيضاوي: ١/٣٣٦، سورة الأعراف]

(٣) [تفسير الجلالين: ١/١٣١، سورة الأعراف:٣٢]

(٤) [٧: سورة الأعراف:٣٢] (٥) [٧: سورة الأعراف:٣٢]

بے شک اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں سے راضی نہیں۔

علامہ شیخ سلیمان ''جمل حاشیہ جلالین'' میں تفسیر خازن سے ناقل:

''قال ابن عباس: كان العرب يطوفون بالبيت عراة الرجال بالنهار والنساء بالليل: يقولون لاتطوف في ثياب عصينا الله فيها فنزل ﴿يبنى آدم﴾ الآيه. (۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ عرب دن کے اجالے میں ننگے بدن بیت اللہ کا طواف کیا کرتے تھے اور ان کی عورتیں رات کی تاریکی میں۔ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ ہم ان کپڑوں کو پہن کر طواف نہیں کریں گے جن میں ہم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہیں تو آیت کریمہ ﴿یابنی آدم﴾ نازل ہوئی۔

علامہ بیضاوی فرماتے ہیں:

''روى ان بنى عامر في أيام حجهم كانوا لايأكلون الطعام الاقوتا ولايأكلون لحما ولادما، يعظمون بذلك حجهم فهم المسلمون به فنزلت ﴿كلوا واشربوا ولاتسرفوا﴾ ابح تحريم الحلال أو بالتعدى الى الحرام او بالافراط في الطعام.''(۲)

روایت ہے کہ قبیلہ بنو عامر کے لوگ اپنے حج کے دنوں میں صرف گزر بسر کے لیے تھوڑی سی ہی غذا کھایا کرتے تھے، چربی اور گوشت نہیں کھاتے تھے، اپنے اس فعل سے وہ حج کا احترام کرتے تھے، چناں چہ مسلمانوں نے بھی اس کا ارادہ کیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ﴿ولا تسرفوا﴾ اور اسراف نہ کرو حلال کو حرام ٹھہرا۔ یا حرام کی طرف متجاوز ہوکر۔ یا طعام میں افراط کرکے۔

جلالین میں فرمایا:

﴿قل﴾ انكارا عليهم. (۳)

جمل میں ہے:

وتوبيخاً۔ (۴)

اب یہ مفرط اور مسرف حد سے متجاوز، حدود الٰہیہ کو درہم و برہم کرنے والے، اللہ و رسول سے آگے بڑھنے والے ہوئے یا نہیں، جو بدیشی کپڑے اور اشیا کے استعمال کو حرام بتاتے، بدیشی چیزیں خرید

(۱) [الفتوحات الالٰهية:۲۸/۳] (۲) [تفسير البيضاوي:۳۳۷/۱]

(۱۳) [تفسير الجلالين:۱۳۱/۱] (٤) [الفتوحات الإلهية:۲۸/۳]

نے والے بندگان خدا کو جو محض اس لیے خریدتے ہیں کہ وہ اچھی خوش نما پائیدار ہوتی ہیں، نفرت کی نظر اور قہر کی نگاہ اور غضب کے تیوروں سے دیکھتے، طرح طرح انہیں آزار پہنچانا جائز رکھتے، فروخت کرنے والوں کی روزیوں پر پک سیٹنگ کرتے ہیں، وہ بتائیں اور جلد بتائیں کہ اللہ عزوجل نے بدیسی مال کا استعمال حرام کیا؟۔ یا اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بدیسی اشیا کا بائیکاٹ ومقاطعہ کب واجب ہوا؟۔ پک سیٹنگ لگانا کس نے حلال کیا؟۔ مباح کے ترک پر جبر کس طرح جائز ٹھہرایا؟۔ یہ جبر نہی عن المباح کا تمہیں کس نے حق دیا؟۔ بلکہ بہت مواقع پر ادائے واجب سے یہ جبر ممانعت کا عالم آشکار ہے۔

مسلمانوں کی بیش تر تجارتیں قرض روپیہ یا مال لے کر ہوتی ہیں، جن جن تاجروں نے قرض روپیہ لے کر بدیسی مال خریدا تھا، یا مال ہی قرض لے آئے انھیں مجبور کیا جاتا ہے کہ اس مال کو ضائع کردو۔ اب فرمائیے وہ اس مال کو ضائع کردیں تو کیا کریں؟۔ کانگریس تو ان کا قرضہ چکا نہ دے گی۔ اور بفرض محال دینے پر کسی طرح تیار بھی ہو تو ایک آدھ نہ سہی دس پانچ کو سہی سب کو تو نہ دے گی، کس کس کو دیتی پھرے گی۔ نہ یہ جابر کانگریسی پٹھو کسی کو کچھ دے دیں گے۔ کہیے وہ قرض کہاں سے ادا کریں گے۔ ان پر جو قرض ہے اس کی ادا کی سعی ان پر واجب ہے یا نہیں۔ اور کوئی کام وہ کر نہیں سکتے، مال ان کے پاس ہے اسے بیچ کر وہ ادا کرسکتے ہیں، اور جو ادا پر قدرت رکھ کر پھر درنگ کرے وہ ظالم ہے،

حدیث میں ارشاد ہوا: ((مطل الغنی ظلم.)) (۱)

غنی کا کسی کو اس کا حق دینے میں ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔

یہ اس ظلم سے کیوں کر بچیں گے۔ پھر تضیع مال خود حرام ہے، مال ضائع کرکے کیا اللہ عزوجل کی ناشکری کریں گے، اور معاذ اللہ شیطان کے بھائی بنیں گے۔ اوپر معلوم ہو چکا کہ تضیع مال ناشکری اور شیطان کے بھائی کا کام ہے، پڑھو آیت کریمہ:

﴿إِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْا إِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهِ كَفُوْرًا﴾ (۲)

نیز کسب معاش واجب، خود اپنے نفس کے لیے بھی کہ حدیث کا ارشاد ہے:

((ان لنفسك عليك حقا)) (۳)

---

(۱) (مشكاة المصابيح، كتاب البيوع، باب الافلاس والانظار: ۱/۵۲۴)

(۲) [سورہ بنی اسرائیل: ۲۷]

(۳) [مسند الامام أحمد بن حنبل، حديث: ۲۶۸۳۹-۸/۵۳۱]

اور اپنے اہل وعیال کے لیے بھی ان کا نفقہ اس کے ذمہ واجب ہے۔

حدیث میں ہے: ((کفی بالمرء اثماً أن یضیع من یقوت))(۱)

بتائیے یہ حق نفس وحقوق عبد کیوں کر ادا کریں گے؟۔ یہ جن کے منہ کو حرام لگا ہے، اس حلال طیب کو حرام بتاتے ہیں۔ مگر ہر عاقل جانتا ہے کہ یہ جائز ہے اور بے دغدغہ جائز ہے، اور بہت لوگوں کے اعتبار سے لازم وواجب ہے۔ جس کسب حلال سے روزی کمارہے ہیں اسے برابر جاری رکھیں، کسی کانگریسی پالتو کے بھروسہ میں نہ آئیں، اپنے نفس اور اہل وعیال کی بربادی کے خود باعث نہ ہوں، ورنہ ننگے بھوکے پھریں گے، کانگریسی پٹھوؤں کے کہنے سے اپنا جائز عمل ہرگز ترک نہ کریں، خصوصاً اس لیے کہ اس کا ترک مشرکوں کے حکم کا اتباع اور ان کی اطاعت ہے، جو ترک کریں گے وہ اتنے جرموں کے مرتکب ہوں گے۔ اضاعت مال، ترک واجب، تضیع نفس، تضیع اہل وعیال، اطاعت کفر۔

جو چھوڑ بیٹھے ان کی زبون حالتیں دیکھیں، حیران وپریشان سرگرداں اور دربدر مارے مارے پھر رہے ہیں، کسی کانگریسی چوکی کے بلاؤ نے ان خبر گیری نہ کی، پوری لاکردی نہ ادھوری۔

جن لوگوں نے ان بدیشی مال کے تاجروں سے مال خرید لیا مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ مال واپس کردیں، جو ان کے کہے میں آکر واپس کرتے ہیں وہ بھی دوہرے مجرم ہیں، ایک تو وہی اتباع واطاعت مشرکین کا ان پر الزام، دوسرا مان نہ مان میں ترا مہمان، بہ جبر واپسی کا، بائع کبھی واپسی پر راضی نہیں ہوتا، زبردستی مال اس کے یہاں پھینک دیا جاتا ہے۔

مشرکین کی رضا جوئی وخوشنودی کے لیے بائیکاٹ کرتے کراتے پکسیٹنگ لگاتے، کیا آج سے پہلے [آج تو نام جہاد بدنام کیا جاتا ہے، درحقیقت کافروں مشرکوں کے لیے جد وجہد کا نام جہاد رکھا جاتا ہے] جب واقعی جہاد ہوئے کبھی بائیکاٹ اور پکسیٹنگ ہوئے۔ برابر بیع وشرا، خرید وفروخت جاری رہے، ہمیشہ تاجر آتے جاتے رہے، صرف ان اشیا کے کفار کے ہاتھ فروخت کرنے ان کے ملک میں بغرض تجارت لے جانے کی ممانعت ہوئی جو جنگ میں کام دیں۔

عالم گیری میں ہے: ”قال محمد: لاباس بأن یحمل المسلم الی اهل الحرب ما شاء الاالکراع والسلاح والسبی.“(۲)

---

(۱) [مسند الامام أحمد بن حنبل، حدیث: ۶۴۹۵-۲/۵۹۲]

(۲) [الفتاویٰ الهندية: الباب السادس، الفصل الأول في دخول المسلم دار الحرب بأمان، ۲/۲۳۳]

امام محمد نے فرمایا: مسلمان جو مال چاہے اہل حرب کی طرف لے جاسکتا ہے، مگر گھوڑے ہتھیار، قیدی۔

کراع سے مراد خچر، گھوڑے، گدھے، اونٹ، بیل، جو بار برداری کے کام آئیں، اور سلاح سے مراد ہر وہ شی جو قتال کے لیے تیار ہو اور جنگ میں استعمال ہوتی ہو، جنگ کے علاوہ بھی وہ مستعمل ہوتی ہو یا نہ ہوتی ہو۔ ہتھیار چاہے بڑا ہو یا چھوٹا، اہل حرب کی طرف لے جانا علی السویہ مکروہ ہے، یونہی لوہا جس سے ہتھیار بنتے ہیں، یونہی حریر و دیبا اور بے کتا ریشم، کہ ان سے ایسے کپڑے بنائے جاسکتے ہیں جو تلوار کی کاٹ سے جسم کو بچائیں، ہاں اگر ریشمی دوپٹے، یا باریک کپڑے ہوں تو ان کے لے جانے میں اصلا حرج نہیں، اور تانبے پیتل شیشے کے لے جانے میں کوئی مضائقہ نہیں، کہ یہ چیزیں غالباً ہتھیاروں کے کام نہیں آتیں، ہاں اگر کفار اپنے بڑے ہتھیار سے بناتے ہوں، تو ان میں سے کسی شی کا وہاں لے جانا حلال نہ ہوگا۔

فتاویٰ ہندیہ میں فرمایا:

"قال الشيخ الامام شمس الائمة السرخسي في شرح السير الكبير: الكراع الخيل والبغال والحمير والابل التى يحمل عليها المتاع ، والمراد من السلاح مايكون معداللقتال ويستعملون في الحرب سواء مع ذلك يستعمل في غير الحرب اولايستعمل ، واجناس السلاح ماكبر منه وماصغر حتى الابرة والمسلة فى كراهة الحمل اليهم سواء ، وكذلك الحديد الذى يصنع منه السلاح يكره حمله اليهم، وكذلك الحرير والديباج والقرالذى غيرمعمول ، فان كان خمرا من ابريسم اوثيابا رقاقا من القز فلاباس بادخالها اليهم ، ولاباس ادخال الصفر والشبه اليهم ، وكذلك الرصاص لأن هذا لايستعمل للسلاح في الغالب وان كانو يجعلون اعظم سلاحهم من ذلك لم يحل ادخال شئ من ذلك .(١)

اسی میں فرمایا:

اذا أراد المسلم أن يدخل دارالحرب بامان للتجارة لم يمنع ذلك منه ، وكذلك اذا اراد حمل الا متعة اليهم في البحر في السفينة اه مختصرا۔

مسلمان ہر مال ان کے ہاتھ فروخت کرسکتا ہے، مگر وہ جو جنگ میں کام دے، گھوڑے ہتھیار

---

(١)[الفتاویٰ الهندية : الباب السادس، الفصل الأول في دخول المسلم دار الحرب بأمان ، ٢٣٣/٢]

وغیرہ۔ اور کفار سے مطلقا ہر مال جو مسلمان کے حق میں متقوم ہو خریدنا بے دغدغہ جائز ہے۔ جن سے خریدے وہ کفار ذمی ہوں یا حربی، بیع وشرا، بیچنا خریدنا، معاملت جس سے دین پر کوئی ضرر نہ ہو سوا مرتد کسی سے حرام نہیں۔

کفار کا مال خریدا جائے تو انھیں روپیہ پہنچے گا۔ اور اپنا بیچا جائے تو انھیں مال ملے گا۔ قوت جس طرح روپے سے پہنچی ہے یونہی مال سے، اسی لیے حضرت امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"وأن لایحمل الیھم شیئا احب الی." جنگ میں روپے کی ضرورت بھی ہوتی ہے اور مال کی بھی۔ مگر شریعت طاہرہ نے اس مال کی بیع حرام فرمائی جو جنگ کے کام آئے، ہتھیار بار برداری کے جانور وغیرہ، اور اموال کھانے پینے برتنے کے ان کا فروخت کرنا حرام نہ فرمایا۔ یہاں سے ظاہر ہوا کہ ان کی یہ دلیل کہ جن کا مال لیا جائے گا تو انہیں روپیہ پہنچے گا، اور روپے سے انھیں قوت ہوگی، لہذا ان کا مال خریدنا نا جائز، محض علیل ہے۔

دیکھیے حضرت ثمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اسلام لائے کفار مکہ نے ان پر طعن کیا، کہا کہ تم صابی ہو گئے۔ انہوں نے فرمایا: واللہ ماصبوت، خدا کی قسم میں صابی نہ ہوا، میں تو اسلام لایا اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصدیق کی اور ان پر ایمان لایا ہوں، اور عزت والے کی قسم جس کے ید قدرت میں میری جان ہے کہ یمامہ سے تمھیں ایک دانہ نہ آئے گا جب تک میں باقی ہوں، یہاں تک کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذن فرمائیں۔ یہ فرما کر اپنے شہر یمامہ کی طرف پلٹ گئے اور وہاں جا کر بندش فرمادی۔ کفار قریش نے مشقتیں جھیلیں، پھر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت میں عرضی بھیجی، اپنے ارحام کا واسطہ دے کر اس کا سوال کیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ثمامہ کو اجازت طعام تحریر فرمادیں، حضور علیہ الصلاۃ والتحیۃ نے اجازت لکھ دی۔ اب تو واضح ہوا کہ یہ بائیکاٹ اور پکسینگ محض جبر اور زجر ہے۔

درمختار میں فرمایا تھا:

"وأمر بالمیرة وھي الطعام والقماش فجاز استحساناً۔"(۱)

طحطاوی میں اس پر فرمایا:

"قولہ: أمر بالمیرة" أي: أمر ثمامة فانه لما اسلم، قال اهل مكة : صبوت، فقال في والله ماصبوت ولكني أسلمت وصدقت محمدا(صلى الله تعالىٰ عليه وسلم) وامنت به

(۱) [الدر المختار علیٰ تنویر الأبصار: کتاب الجھاد، ۱۳۴/۴]

ایم الذی نفسی بیدہ لاتاتیکم حبة من الیمامة مابقیت حتی یأذن فیھامحمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وانصرف الی بلدة ومنع الحمل الی مکة، حتی جھدت قریش فکتبوا الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یسألونہ بأرحامھم ان یکتب الی ثمامہ یحمل الیھم الطعام ففعل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔"

نہ ہوئے اس عہد پاک صاحب لولاک میں یہ ظالم ستم گار، ورنہ پیش خویش حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو اصلاح دیتے، کفار مکہ سے ایسے بائیکاٹ کی صلاح دیتے، یہ تو آج مسلمانوں کو ان مسلمانوں سے بائیکاٹ کرنا لازم ٹھہرا رہے ہیں، جنھوں نے کافروں کا مال بغرض تجارت خرید لیا ہے۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

زیرک سائل، واقعات وحالات سے باخبر سائل کا تو اتنا ہی خیال ہے کہ اس سے کوئی اقتصادی فائدہ نہیں، میں کہتا ہوں یہی نہیں کہ اس میں مسلمانوں کا کوئی فائدہ نہیں، اتنا ہی ہوتا تو بائیکاٹ محض عبث بھی ہوتا۔ مسلمانوں کا اس سے سخت نقصان ہے۔ اور ہر قسم کا نقصان ہے، دینی بھی اور دنیوی بھی، دینی تو ظاہر کہ ایسا کرنے میں وہ تضیع مال، تضیع نفس، تضیع اہل وعیال اور اس سے بڑھ کر اطاعت واتباع اعداء اللہ کے وبال میں مبتلا ہوں گے، حقوق واجبہ کی ادا سے قاصر رہیں گے، اور دنیاوی بھی کسی پر پوشیدہ نہیں۔

ہر وہ شخص جس کے سر میں دماغ اور دماغ میں عقل کا چراغ روشن ہے، بے تامل یہی کہے گا کہ اس میں مسلمانوں کو ضرر ہے، مسلمان اگر یہ تجارتیں چھوڑیں تو کیا کھائیں کیا کھلائیں۔ کیا پہنیں، کیا پہنائیں، کیا کانگریس انہیں کھلائے گی، پہنائے گی، جنھوں نے مسلمانوں کے خون چوسے، جنھوں نے مسلمانوں کے لہو پانی کیے، جنھوں نے ان کے خون پانی کی طرح بہائے، جنھوں نے ان میں نہ خون چھوڑا نہ گوشت، کچھ باقی نہ رکھا مگر ہڈی اور پوست، جواب ان پر بھی دانت جمارہے ہیں، دندان تیز کررہے ہیں، کھالیں پکاتے ہڈیاں چچوڑ رہے ہیں، کیا ایسوں سے کوئی عاقل یہ امید کرسکتا ہے کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ کبھی کوئی بھلائی کریں گے۔ کھانے پینے کو، پہننے اوڑھنے کو، رہنے بسنے کو کچھ دیں گے ، اگرچہ تھوڑا اور بہت ہی تھوڑا۔ اللہ سچا، اللہ کا کلام سچا، اللہ کا حبیب سچا۔

﴿لَا یَأْلُوْنَکُمْ خَبَالًا. لَا یَرْقُبُوْا فِیْکُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً﴾ (۱)

ان پر اعتماد اور ان کا اعتبار کرکے اپنی چلتی گاڑی میں خود روڑا اٹکانا کس نے مانا، اپنے ہاتھ پاؤں

---

(۱) [۹:سورۃ التوبۃ:۸]

توڑ کر بیٹھنا اور دشمنوں کے ٹکڑوں کی غلط امید پر اپنے عمل چھوڑ کر ان کے دروازہ پر جا پڑنا نہ شرعاً جائز، نہ عقلاً روا، نہ عرفاً درست، بے غیرتی اور حد بھر بے غیرتی، بے حیائی بے شرمی اور انتہا کی بے حیائی اور بے شرمی، اس کا بدیہی نتیجہ یہی ہوگا کہ معاذ اللہ مسلمان دانے دانے کی بھیک مانگیں، اور نہ پائیں، دربدر مارے مارے پھریں، دردر پھٹ پھٹ سنیں، لیل ونہار ذلیل وخوار، جگہ جگہ ٹکر گدائی کریں۔ ولا حول ولاقوة الاباللہ العلی العظیم.

اور بفرض غلط وہ مسلمانوں کی بھلائی کے لیے نہیں اپنے کسی فائدہ کی غرض سے کچھ روز جب تک ان کا مطلب نکلے، دو چار دس پانچ، یا سو پچاس، یا ہزار دو ہزار سے ان کی تجارتیں چھڑا کر پوری کچوری نہ سہی، دال بھات بھی جانے دو چنی بھسی دیتے رہنے کا وعدہ بھی کریں، تو مسلمان تو ایسے بے حیا بے غیرت بے شرم بے حمیت نہیں کہ ان کے ٹکڑے توڑنے پر راضی ہو جائیں۔ عباداللہ کا ذکر ہے، صورت کے مسلمانوں، شیاطین کے بھائیوں، مشرکوں کے غلاموں، عبادالدینار والدرہم کا ذکر نہیں جنھوں نے اپنی جانوں اپنے ایمانوں کو کھوٹے داموں مشرکین کے ہاتھ بیچ ڈالا۔

اگر اس میں مسلمانوں کا یہ عظیم دینی ودنیوی نقصان نہ بھی ہوتا تو یہی کیا کم تھا کہ وہ بات کی جائے جس میں دشمنوں کو فائدہ ہو اپنا ارتی نہ ہو، بلکہ اگر مشترک کا فائدہ ہوتا جب بھی عاقل اس اپنے فائدہ پر نظر نہ کرتا جس میں دشمن کا فائدہ دیکھتا اسے اپنا نقصان ہی گمان کرتا۔

اس بائیکاٹ سے جو فائدہ عظیم حاصل ہو سکتا ہے وہ مشرکوں کو۔ دیسی کپڑوں کے ملوں کے مالک کون ہیں، تھوک فروش کون ہیں، بڑی بڑی دوکانیں کون کھولے بیٹھے ہیں، بلکہ چھوٹی چھوٹی دوکانیں بھی مسلمانوں کی دوکانوں سے کہیں زائد مشرکین ہی کی ہیں۔ مسلمان اب قرض دام کر کے تھوڑا تھوڑا بدیشی مال جوں توں لے آتے ہیں، اسے بیچ باچ کر اپنی جیسے تیسے گزر اوقات کر لیتے ہیں۔ پھر دیسی مال کا یہی حال ہوگا، اسی صورت سے لائیں گے، یہ ہندؤں کے مطیع ومنقاد وغلام تو الٹی گنگا بہاتے ہیں۔

سچ پوچھو تو یہ وقت ہے اگر مسلمان تاجر عقل سے کام لیں تو خاطر خواہ نفع اٹھائیں، ہندو بدیشی مال کا بائیکاٹ کر رہے ہیں، یہ اب براہ راست بدیشی تاجروں سے خود معاملہ کریں، یوں مسلمانوں کو کپڑے کی تجارت اور بڑی تجارت مفت ہاتھ آتی ہے، بڑے تاجر جگہ جگہ کپڑے کی کوٹھیاں کھولیں، براہ راست مال منگائیں، جگہ جگہ تھوک فروش بنائیں، انہیں واجبی داموں پر مال دیں، وہ خوردہ فرشوں کو مناسب قیمت پر، خوردہ فروش عام گاہکوں کے ہاتھ قلیل نفع پر فروخت کریں، بہت سے دربدر مارے مارے پھرنے والے ابھی کام سے لگے جاتے ہیں، اور تھوڑے دنوں میں دیکھنا مسلمان کچھ سے کچھ ہوئے جاتے

ہیں، بائی کاٹ کی ہوا جب تک ہے، جب تک ہے، اور جب تک ہے بھی تو اس کا اثر عالم گیر نہیں، بہت ہندو آج بھی بدیشی مال برغبت وشوق استعمال کررہے ہیں، جب ہندوؤں میں نہ پائیں گے شوقین لوگ مسلمانوں ہی سے خریدیں گے، وہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مسلمان ہندوؤں کو اجیر رکھ کر کام لیں۔

مگر مشرکین کاہے کو چھوڑیں گے، ہرگز نہ چھوڑیں گے، وہ تو مسلمانوں ہی کو گھسے پٹی دے دے کر ان سے یہ تجارت چھڑانا چاہتے ہیں، کہ وہ یہ نہیں دیکھ سکتے کہ کچھ مسلمان اس تجارت سے جو دال روٹی کھالیتے ہیں چین سے کھاتے رہیں، وہ یہی چاہتے ہیں کہ یہ تھوڑے مسلمان جو چھوٹی چھوٹی دوکانیں لیے بیٹھے ہیں چھوڑ بیٹھیں، اور ان کی جگہ ان کے بھائی حاصل کریں، کیا پچھلے دنوں اس کا تجربہ نہ ہو چکا، کے ہندوؤں نے ملازمتیں چھوڑیں، یہی ہوا کہ مسلمانوں نے ترک کیں، ہندوؤں نے وہ ملازمتیں حاصل کیں، کے ہندوؤں نے ہندوستان چھوڑا ترک وطن کیا، اپنی اپنی جائدادیں بیچیں۔ یہی ہوا کہ مسلمانوں کو ہجرت کا بھرّا دیا، وہ اپنی جائدادیں کوڑیوں کے مول بہا کر افغانستان گئے۔ ہندوؤں نے ان کی جائدادوں پر قبضہ کیا۔ وہ خستہ وخوار باحال تباہ وہاں سے واپس آئے۔ اور اب برباد پھر رہے ہیں۔

ع پھرتے ہیں میر خوار کوئی پوچھتا نہیں

ہندو کیا پوچھتے، ان غلامان ہنود نے بھی ان کی بات نہ پوچھی جن کے بھروں سے ان کی خرابی یہاں تک پہنچی، ان میں کوئی ایسا بھی نہ تھا جس نے ہندوؤں میں کسی سے یہ کہا ہو کہ وہ جائدادیں یہ مسمان بہ ضرورت تمہارے ہاتھ بیچ گئے تھے انہیں واپس کردو۔ گورنمنٹ ایڈ کا مقاطعہ پاس ہوا، جو اسکول گورنمنٹ ایڈ لینا نہ چھوڑے اسے برباد کردینا پاس ہوا، مگر یہ جو کچھ ہوا سب مسلمانوں کے لیے، ہندو ان سے عملاً مستثنیٰ رکھے گئے، گورنمنٹ ایڈ اسلامیہ اسکولوں سے بہ جبر چھڑائی گئی، ہندوؤں سے کسی نے کچھ نہ کہا، علی گڑھ کالج کی اینٹ سے اینٹ بجانا چاہی، اس کی بربادی کی تابڑ توڑ جان توڑ کوششیں کی گئیں لڑکوں کو بھڑکایا گیا، اس کے مقابلہ جامعہ ملیہ بنائی گئی، مگر بنارس یونیورسٹی سے کسی نے کچھ نہ پوچھا۔ غرض تجربہ اور بارہا کا تجربہ بھی شاہد ہے کہ مشرکین کا مقصود مسلمانوں کی بربادی ہے، ان کا مطلب مسلمانوں کی مفلسی محتاجی ہے۔

اس بائی کاٹ سے ایک کھلا اور نقصان یہ ہے کہ جب بدیسی اشیا کا بائی کاٹ کیا گیا، سنا ہے انگریزوں نے دیسی چیزوں کا بائی کاٹ کردیا، انگریزوں کے اس بائی کاٹ کا سارا اثر، یا بیشتر اثر بھی غریب مسلمانوں ہی کے سر ہے، مثلاً مرادآبادی برتنوں کا بائی کاٹ ہوا، یہ کام مسلمانوں کا تھا، مرادآباد کے اکثر مسلمان یہی کام کیا کرتے تھے، سنا ہے اب ہاتھ رکھے بیٹھے ہیں۔ میز کرسی لکڑی کا سامان ہندوستان

سے جاتا تھا، اس کا مقاطعہ ہوا یہ کام بھی زیادہ تر مسلمان ہی کرتے تھے۔ کہیے اس کا اثر زیادہ تر کس پر ہوا۔ چمڑے کا مقاطعہ ہوا، کہیے اس کی زد میں کون آیا۔ اگر ان دین فروشوں دنیا خروں کی دلیل ذلیل مان لی جائے کہ چوں کہ نصاریٰ مسلمانوں کے دشمن ہیں ان کے ہاتھوں مسلمانوں کو نقصان پہنچتے ہیں، لہذا ان سے معاملت نہ کی جائے تو عافیت تنگ ہو جائے تو یہی دلیل دربارۂ مشرکین بھی جاری ولازم کہ ان سے بھی یہ مقاطعہ کیا جائے، نصاریٰ بے شک دشمن اسلام و مسلمین ہیں، مگر مشرکوں سے ہلکے، قرآن عظیم کا ارشاد سن ہی چکے:

﴿لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّا نَصٰرٰى﴾(۱)

نصاریٰ کی دشمنی سے ہرگز وہ ضرر اسلام و مسلمین پر نہیں جو یہاں کے مشرکین اعدائے دین سے، وہ دور کے دشمن ہیں، اور یہ ایسے کہ زبان زد عام ہے کہ ہندو مسلمانوں کا چولی دامن کا ساتھ ہے، اُن سے کبھی کوئی نقصان پہنچتا ہے، ان سے ہر آن گلغپ رہتی ہے، مسجدوں کے آگے باجا، قربانی کا مسئلہ تو نزاع کے اسباب تھے ہی، اب تو اذانوں پر جھگڑا ہوتا ہے، ان کا مرام و مقصد اضرار وایذا، انہیں ان کا ہر وقت دن میں، رات میں، ہر معاملہ ہر بات میں یہی مقصود، یہی مطلوب، یہی مراد، یہی محبوب، یہی خواہش، اسی کی سعی، اسی کی کوشش۔ اس دلیل ذلیل کو مانا جائے تو نتیجہ یہ ملے کہ جب تک مسلمان کسان تمام ملک کے مسلمانوں کے کھانے کے قابل اناج دینے کے لائق نہ ہوں، اس وقت تک سب بھوکے پھریں، اور جب تک مسلم جولاہے تمام مسلمانوں کے لیے کپڑا تیار کر کے نہ دیں اس وقت تک سب ننگے رہیں، اور ننگے بھوکے نہ رہیں تو پیڑوں کے پتے کھائیں، اور اوراق اشجار سے آگے پیچھے ستر غلیظ ڈھانپ لیں، مگر یہ لحاظ رکھیں کہ درخت مسلمانوں ہی کے ہوں اور مسلمانوں ہی کی زمین میں ہوں۔

جولاہے جو کپڑا تیار کریں وہ اپنی زمین میں، کسان کھیتی کریں تو اپنی ہی زمین میں، اگر ایسا کریں گے جب تو وہ کپڑا اور اناج مسلمانوں کے پہننے کھانے کا ہوگا، ورنہ اسی قانونی بائی کاٹ کے نیچے آئے گا، جتنا اناج کپڑا ہندوؤں عیسائیوں کی زمینیں کرایہ پر لے کر وہاں تیار کیا جائے گا سب بیکار، پھینک دینے، ضائع کر دینے، ہولی میں پھونک دینے کا ہوگا، کہ دشمنان اسلام کی زمین اجارہ پر لی، اس کی اجرت دی، دشمنان مسلمین کو روپیہ پہنچا، انہیں قوت ہوئی۔ واہ ری دلیل۔ احمق اتنا نہیں سمجھتے کہ نصاریٰ دشمن ہیں تو

---

(۱) ۔[سورۃ المائدۃ: ۸۲]

مشرکین کب دوست ہیں، وہ کیا دشمن نہیں، مسلمانوں کے سگوں میں ہیں، بدیشی مال کی خریداری سے اگر ہلکے اور دور کے دشمن، ایسے دشمن کو جو درپے آزار نہیں، فائدہ پہنچتا ہے تو دیسی مال خریدنے سے بڑے اور برے دشمن، گھر کے بھیدی ہر دم کے ہمراہی، ایسے دشمن کو قوت پہنچتی ہے جس کا مقصود ہی مسلمانوں کی آزار رسانی ایذا دہی ہے، اور جس سے ہر وقت نقصان دہی واقع ہے، جو خود جتنی تکلیفیں پہنچا سکتا ہے پہنچاتا ہے، ہر قسم کی جواذیتیں دے سکتا ہے دیتا ہے، اور انگریزوں کو بھی مسلمانوں کے خلاف ابھارتا رہتا ہے، جو خود نہیں کر سکتا وہ انھیں ابھار کر ان سے کرواتا ہے۔

بحمدہ تعالیٰ روشن ہوا کہ بدیسی مال کو حرام وممنوع ٹھہرانے والے مفتری علی اللہ ومفتری علی الرسول ہیں۔ اور جو اسے حرام کی طرح ترک کرنے کو کہتے ہیں وہ بھی حد سے گزرنے والے ہیں، اور جو جور وظلم وستم کر کے لوگوں کو اس کے چھوڑنے پر مجبور کرتے ہیں، یا کسی طرح جبر سے چھڑاتے ہیں، وہ جابر، ظالم، ستم گار، مبتلائے قہر قہار، مستوجب غضب جبار، مستحق عذاب نار ہیں، اللہ ورسول ان سے ناراض اور بری وبیزار ہیں۔ اوپر گزری ہوئی آیات واحادیث وتفاسیر پھر پڑھ لیجیے۔

یہاں تک تو بدیسی اشیا کی بیع وشرا کی حلت وحرمت کی بحث تھی، اب ذرا نظر اور وسیع کیجیے اور نگاہ انصاف سے دیکھیے تو اس کی بھلائی اور خوبی نظر آئے گی، اور دیسی ہندوانی مال کی برائی کھل جائے گی۔ ظاہر ہے کہ بدیسی مال خوبصورت، خوشنما، عمدہ، مضبوط۔ دیسی مال بدصورت، بدنما، بھدا، کمزور۔ بدیسی ان خوبیوں کے باوجود ارزاں۔ دیسی بڑھیا سے بڑھیا خوبیوں میں بدیسی سے کم گراں۔ اول عقل ہی جائز نہیں رکھتی کہ اچھی چیز ملتے ہوئے آدمی بری اختیار کرے، سستی ہوتے ہوئے مہنگی خریدے۔ تھوڑے داموں میں ایک بڑھیا مال ملتا ہوا اسے چھوڑ کر زیادہ دام دے کر دوسرا بڑھیا لے جو پہلے کی طرح ہو بھی نہیں، یا محض خوشنمائی میں مقابلہ کر کے مضبوط چھوڑے، کمزور لے لے، یا مضبوطی کمزوری کا مقابلہ کر لے اور اور اوصاف کو بھولے۔ ایسے کو جو کم خرچ بالانشین چھوڑے اور زیادہ رقم دے کر بری بدحیثیت چیز لے، یا صرف خوبصورت خوشنمائی پر لے، یا صرف مضبوطی کمزوری ہی کو دیکھے، اور وصفوں سے غرض نہ رکھے۔ عقل مند تو عقل مند نہ کہیں گے اور کچھ نہیں کہیں گے تو بے وقوف کا خطاب تو ضرور دیں گے۔ پھر اچھی چیز سستی چھوڑنا، اور بے وجہ معقول ومقبول شرعی بری شے مہنگی لینا شرعاً بھی ناجائز۔

قرآن کریم کا ارشاد سن چکے: ﴿لَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ﴾ (۱)

---

(۱) [۷: سورۃ الاعراف: ۳۱]

﴿وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا﴾ (١)

ہر عاقل کے نزدیک یہ بھی اسراف وتبذیر میں داخل، اور یقیناً کفران نعمت اسے شامل۔

رہا یہ کہ دیسی گھٹیا مال بدیسی اچھے مال کے برابر قیمت کا یا اس سے ارزاں لیا جائے تو جو اچھی چیز اگر بری سے گراں لینے پر قادر ہو کہ محض سستی کے خیال سے بری خریدے، دنیا ایسے کو کنجوس بخیل ناشکرا کہے گی۔ خصوصا کپڑا تو اچھا ہی لینا چاہیے کہ نماز کے لیے اچھی ہیأت مہیا ہو۔ ململ سے اچھی ہیات ہوگی، یا کھدر سے؟۔ نماز کے لیے اچھی ہیأت اختیار کرنا سنت اور زیادہ ثواب کی بات ہے، چند پیسوں کی خاطر آدمی قادر ہو کر بدہیأت سے نماز میں حاضر ہو، ترک سنت کرے، اپنے ثواب میں کمی کرے، حیف ہے۔

بیضاوی شریف میں ہے:

''ومن السنة ان يأخذ الرجل احسن هيأته للصلاة.''(٢)

نیز نماز مسلمانوں کی معراج ہے۔

''الصلاة معراج المومنين .''(٣)

نماز میں بندے کو تقرب خداوندی ہوتا ہے۔ نماز دربار الٰہی کی حاضری ہے۔ نماز میں ہر گونہ تعظیم چاہیے۔ آدمی کے حرکات وسکنات، وضع، صورت، ہیأت سب سے تعظیم عیاں ہو، اور تعظیم کا مدار عرف پر۔ آدمی کہیں بھی جائے، بہتر لباس پہنتا ہے، خصوصاً بادشاہوں کے حضور حاضری پر تو بہتر سے بہتر استعمال کرتا ہے کہ یہ بھی ان کی تعظیم ہے۔ جس کے پاس اچھا لباس ہو وہ معمولی لباس پہن کر جائے، صاف ستھرے کپڑے ہوتے ہوئے میلے کچیلے خراب پہن جائے، حکام وسلاطین اسے اپنے دربار کی توہین جانیں گے۔ اس لیے مسنون ہوا کہ بادشاہوں کے بادشاہ حقیقی شہنشاہ احکم الحاکمین عزوجلا وعم نوالہ کے دربار فیض بار میں حاضری کے وقت اچھا لباس جو میسر ہو سکے پہنے۔ عجب نہیں کہ قرآن عظیم میں ''ثیاب'' کی بجائے لفظ ''زینت'' ارشاد فرمانے سے اس طرف بھی اشارہ ہو۔ **واللہ تعالیٰ اعلم بمرادہ۔**

بلکہ حدیث میں مطلقا اچھے لباس کا امر موجود، فرماتے ہیں: (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

---

(١) [سورہ بنی اسرائیل:٢٦،٢٧](ا)

(٢) [تفسير البيضاوي : ٣/١١- سورة الأعراف: ٣٥]

(٣) [مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح: كتاب الايمان، ١/٥٥]

((ان الاسلام نظيف فتنظفوا.)) والمراد كونوا فى احسن زي واصلح هيأته حتى تظهروا فى الناس فيروكم بالتوقير والاحترام كما يستلحون الشامة لئلا تحتقروا فى العوام والكفار ويزدريكم اهل الجهالة والضلال.))(۱)

اس کا فیصلہ ہر وہ شخص کرے گا جس کے منہ پر آنکھیں اور جس کے سر میں صحیح دماغ ہوگا،نہیں بلکہ اندھا بھی ٹٹول کر بتادے گا کہ گزی، گاڑھا، ٹھٹھوا،لمدراز، سوسی، گبرون، بہتر کپڑے ہیں۔ یالٹھا، تنزیب، بوئل، نینون ،ڈوریا،چکن وغیرہ وغیرہ۔ نیز اچھا لباس اچھی نیت سے تحدیث نعمت ہے، اورتحدیث نعمت مامور۔

قرآن عظیم فرماتا ہے:

﴿وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾(۲)

توجو اچھا قیمتی لباس پہننے پر قدرت رکھ کر بے وجہ مقبول شرع موٹا جھوٹا کھدر پہنے،ناشکرا بنے۔ ہاں تواضعاًللہ ترک لباس حسن امر مستحسن ہے، یہ امر آخر ہے۔

﴿وَاللَّهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ﴾(۳)

وقال: صلى الله تعالىٰ عليه وسلم

((من ترك اللباس وهو يقدر عليه دعاه الله يوم القيمة على رؤس الخلائق حتى يخيره من أى حلل الايمان شاء يلبسها۔))(۴)

جیسی نیت ویسا عمل، جیسا تخم ویسا پھل۔

قال : صلى الله تعالىٰ عليه وسلم

((انماالاعمال بالنيات))(۵)

وقال : صلى الله تعالىٰ عليه وسلم

((وانما لكل امرئ مانوى))(۶)

---

(۱) [المعجم الأوسط للطبراني: ۱۳۹/۵ عن عائشة.]

(۲) [سورة الضحى:۱۱] (۳) [سورة البقرة: ۲۲۰]

(۴) [مسند الامام أحمد بن حنبل،حديث ۱۵۷۱۶ـ۵/۳۷۵]

(۵ـ۶) [صحيح البخارى: كتاب بدء الوحي، باب كيف كان بدء الوحي،حديث:۱،۱/۱۷]

حدیث ہی میں یہ بھی فرمایا:

((اذااتاك الله مالا فلیراثر نعمة الله علیك و کرامته.))(۱)

جب خدا تجھے مال دے تو اللہ تعالیٰ کی نعمت اور اس کے فضل وکرم کا اثر تجھ پر دکھائی دینا چاہیے۔

نیز فرماتے ہیں: صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

((ان اللّٰه جمیل یحب الجمال ویحب أن یری أثر النعمة علی عبده))(۲)

بے شک اللہ جمیل ہے جمال کو محبوب رکھتا اور اسے کہ اپنے بندے پر اپنی نعمت کا اثر دیکھے۔

امام علامہ سیدی عبدالرؤف مناوی زیر حدیث "اذااتاك" فرماتے ہیں:

"اذا اتاك الله مالا فلیر ای فلینظر الناس اثر نعمة الله علیك ای سمد افضاله وبهاء عطاء ه وکرامته التی اکرمك بها فلاینبغی لعبد أن یکتم نعمة الله ولا ان یظهر البوس والحاجة یبالغ فی التنظف وحسن الهیئة والتجمل."(۳)

جب خدا تجھے مال دے تو چاہیے کہ دیکھا جائے، یعنی لوگ تجھ پر نعمت الٰہی کا اثر دیکھیں، یعنی اس کے فضل فرمانے کی علامت، اور اس کی عطا کی روشنی، اور اس کی بخشش وہ جس سے تجھ پر کرم فرمایا۔ تو بندے کے لیے جائز نہیں کہ نعمت الٰہی کو چھپائے، اور سختیاں اور محتاجی ظاہر کرے، بلکہ خوب صفائی رکھے اور حسن ہیأت اور تجمل میں مبالغہ کرے۔

علامہ سلیمن جمل زیر آیہ کریمہ ﴿واما بنعمة ربك فحدث﴾ لکھتے ہیں:

"روی ان شخصا کان جالساً عندالنبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فراٰه رث الثیاب، فقال صلی الله تعالیٰ علیه وسلم :الك مال ؟، قال: نعم، فقال صلی الله تعالیٰ علیه وسلم :اذا اتاك الله مالا فلیر اثره علیك."(٤)

مروی ہوا کہ ایک شخص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور بیٹھا ہوا تھا، حضور نے اسے میلے کچیلے کپڑوں میں ملاحظہ فرمایا، تو ارشاد فرمایا: الک مال ؟ کیا تیرے پاس مال ہے؟، اس نے عرض کی: "جی"

---

(۱) [مشکاة المصابیح: کتاب اللباس۔ ٤٣٥٢۔۔۔ ١٧٩/٢]

(۲) [مشکاة المصابیح کتاب اللباس۔ ٤٣٥٠۔۔ ١٧٠/٢]

(۳) [التیسیر بشرح الجامع الصغیر: حرف الهمزة، ٥٦/١]

(٤) [السراج المنیر للخطیب الشافعي : ٥٥٤/٤۔ سورة الم نشرح:]

تو ارشاد فرمایا: جب خدا تجھے مال عطا فرمائے تو چاہیے کہ اس کا اثر تجھ پر دیکھا جائے۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

"کل ماشئت والبس ماشئت ، ماأخطأ تك اثنتان سرف ومخيلة. (١)

جو چاہو کھاؤ، جو چاہو پہنو، جب تک اسراف وتکبر تم سے دور ہے۔

نیز حدیث میں ہے:

كلوا واشربوا وتصدقوا والبسوا مالم يخالط اسراف ولا مخيلة. (٢)

کھاؤ پیو اور تصدق کرو اور پہنو بے اسراف اور تکبر کے۔

الحمدللہ کالشمس فی نصف النہار روشن و آشکار ہوا کہ بدیسی مال کی خرید و فروخت ہر طرح مسلمانوں کے حق میں دیسی سے زیادہ نافع اور بدیسی کا مقاطعہ سخت مضر، نافع کا ترک اور مضر کا اختیار نہ شرعاً جائز نہ عقلاً۔ هكذا ينبغي التحقيق. والله تعالىٰ ولى التوفيق . وهو سبحنه وتعالىٰ أعلم . وعلمه جل مجده أتم وأحكم

جواب سوال سوم

کسی حال میں بھی اضاعت مال حلال نہیں۔ اس عام ابتلائے افلاس کی حالت میں تو حرام بھی، اور اپنے ساتھ سخت دشمنی بھی، بلکہ بہر صورت اس کی حرمت اور اس کی حماقت وسفاہت اور اپنے ساتھ خود عداوت ہونا ظاہر۔ اور چوں کہ وہ رضا جوئی وخوشنودی دشمنان دین واطاعت واتباع کفرۂ ظالمین کے لیے ہے، یوں اس کی حرمت اور بھی اشد تر۔ اوپر گزری ہوئی آیات پھر تلاوت فرمائیے۔

﴿وكُلُواْ وَاشْرَبُواْ وَلَا تُسْرِفُواْ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ﴾

﴿ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيراً إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُواْ إِخْوَانَ الشَّيٰطِينِ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهِ كَفُوراً﴾ (٣)

نیز اطاعت کفرہ کی حرمت کے متعلق آیات پر پھر نظر کر لیجیے۔

---

(١) [مشكاةالمصابيح كتاب اللباس الفصل الثالث،٤٣٨٢ــ٢،١٨٣]

(٢) [مشكاة المصابيح كتاب اللباس الفصلالثالث: ٤٣٨٠ــ٢،١٨٣]

(٣) [سورة الاسراء:٤٧]

طریقہ محمدیہ اور اس کی شرح حدیقہ ندیہ میں فرمایا:

''أیھاالانسان !ان الاسراف اھلاك المال واضاعتہ، وانفاقه في سبیل الھوی والنفس من غیر فائدة معتدة بھا، ای: منفعة معتبرة دینیة أو دنیویة مباحة، فمنه ظاھر معروف یعرف کل احد انه اسراف، کالقاء المال فی البحر والبیر والنار ونحوھا وخرقه وکسرہ وقطعه بحیث لاینتفع.

اے انسان بے شک اسراف مال کا ہلاک اور ضائع کرنا، اور ہوا و ہوس خواہش نفس میں خرچ کرنا ہے جس میں کوئی معتد بہ فائدہ منفعت معتبرہ دینیہ یا دنیویہ نہ ہو، اور بعض باتیں تو اسراف کی بالکل ظاہر ومعروف ہیں، ہر کوئی جانتا ہے کہ یہ اسراف ہے، جیسے مال کا دریا اور کوئیں میں پھینک دینا، یا آگ میں ڈال دینا اور اس کی مثل، اور اس کا پھاڑنا توڑنا کاٹنا اس طور پر کہ پھر وہ کام کا نہ ہو۔

اسی میں تنویر مختصر تفسیر کبیر سے نقل فرمایا:

''التبذیر افسادالمال وانفاقه في السرف'' واللہ تعالیٰ اعلم

جواب سوال چہارم

بھی تفسیر بالا سے روشن، اپنی عزت کی حفاظت فرض ہے، اپنے آپ کو ذلت کے لیے پیش کرنا حرام ہے، بیوی بچوں کو ضائع چھوڑنا حرام ہے، ان کی خبر گیری واجب ہے، اوپر گزری ہوئی حدیثیں دیکھو ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

جواب سوال پنجم

جو اپنی عورتوں کو بے پردہ رکھے دیوث ہے، جو انہیں نامحرموں میں پہنچائے دیوث ہے، جو ان کی آوازیں غیر محرموں کو سنائے جوان سے غیر محرموں کے سامنے تقریریں کرائے دیوث ہے۔ ایسی عورت فاسقات فاجرات، اللہ ورسول کی مغضوبات مقہورات ہیں، سخت عذاب نار کی مستحق ہیں، اور ان کے وہ خاندان والے جوان کی اس ملعون نجس ناپاک حرکت سے راضی ہوں، انھیں ممانعت پر قدرت رکھتے ہوئے مانع نہ ہوں، ان کا کافی علاج اور پورا بندوبست نہ کرتے ہوں، بے پروائی برتتے ہوں، سب گنہ گار حرام کار مبتلائے قہر قہار مستوجب غضب جبار مستحق عذاب نار ہیں ۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ پردہ مرد وعورت سب پر فرض ہے۔

قال تعالیٰ:

﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى﴾(۱)

اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور پہلی جاہلیت کی طرح ظاہر ظہور نہ پھرا کرو۔

وقال تعالیٰ:

﴿يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَاۤءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾(۲)

اور فرماتا ہے: اے نبی اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں اور تمام مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادو کہ وہ اپنی اپنی چادریں اوڑھ لیں۔

وقال تعالیٰ:

﴿وَإِذَا سَأَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَاۤءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ﴾ (۳)

اور فرماتا ہے: اور جب تم ان عورتوں سے کوئی شی مانگو تو پردے کے پیچھے سے ان سے مانگو یہ تمہارے اور ان کے دلوں کے لیے زیادہ پاک کرنے والا ہے۔

وقال تعالیٰ:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ﴾(۴)

اور فرماتا ہے: مومنین سے فرمادو کہ اپنی آنکھیں [نامحرم عورتوں سے] بند رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔

وقال تعالیٰ:

﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاۤءِ بُعُوْلَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاۤءِ بُعُوْلَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِيْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِيْ أَخَوٰتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى

(۱) [سورۃ الأحزاب:۳۳] (۲) [سورۃ الأحزاب:۵۹]

(۳) [سورۃ الأحزاب:۵۳] (٤) [سورۃالنور:۳۰]

عَوْرٰتِ النِّسَاءِ وَلَا یَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِن زِیْنَتِهِنَّ وَتُوبُوا إِلَى اللّٰهِ جَمِیْعاً أَیُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾(۱)

اورفرماتا ہے: اور مسلمان بیبیوں سے فرمادو کہ (نامحرموں سے) اپنی آنکھیں بند کریں، اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت رکھیں، اور اپنی آرائش ظاہر نہ کریں، مگر وہ جو اس میں سے ظاہر ہے، اور اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈال لیں اور اپنی زینت نہ ظاہر کریں مگر اپنے شوہروں، اور اپنے باپوں ،اور سسروں، اور اپنے بیٹوں، اور اپنے شوہروں کے بیٹوں، اور اپنے بھتیجوں، اور اپنے بھانجوں، اور اپنی مسلمان عورتوں، اور اپنے غلاموں، اور ان مردوں سے جو مقطوع الشہوات ہوں، اور ان بچوں کے آگے جو عورتوں کے رازوں پر مطلع نہ ہوں۔ اور دھمک کے پاؤں نہ رکھیں کہ وہ زینت جو عورتیں چھپاتی ہیں جانی جائے اور اللہ کی جانب توبہ رجوع کروائے تمام مسلمانو کہ تم فلاح یاب ہو۔

حدیث میں فرمایا:

((ایما امرأة وضعت ثیابها فی غیر بیت زوجها فقد هتکت ستر ما بینها وبین الله عزوجل)) (۲)

دوسری حدیث میں ارشادفرمایا:

أیما امرأة نزعت ثیابهافي غیر بیتها خرق الله عز وجل ستره .(۳)

ایک اور حدیث میں ارشاد ہوا:

((أیما رجل کشف ستراً فأدخل بصره من قبل أن یؤذن له فقد حدا لایحل ان یأتیه ، ولو ان رجلا فقاء عنه لهدرت ، ولو أن رجلا مر علی باب لاستره له فرأی عورة أهله فلاخطیئة علیه ، انما الخطیئة علی أهل المنزل.))(۴)

جس شخص نے بلا اجازت کسی کے دروازے کا پردہ اٹھا کر اس کے گھر میں نظر ڈالی تو اس نے ایک امر قبیح کا ارتکاب کیا جو اس کے لیے حلال نہیں تھا۔ اور اگر کوئی شخص اس کی آنکھ پھوڑ دے تو وہ رائگاں

---

(۱) [سورة النور:۳۱]

(۲) [ابن ماجه، کتاب الأدب، باب دخول الحمام. حدیث، ۳۷۵۰ــ۴/۵۴۱]

(۳) [شعب الایمان : فصل في الحمام، ۱۰/۲۰۶]

(٤) [الترغیب والترهیب ،الترهیب أن یطلع الانسان في دار قبل أن یستأذن۔۳/۴۳۶)

ہوگی۔اگر کسی کا گزر ایسے دروازے سے ہوا جس پر کوئی پردہ نہیں تھا اور اس نے اہل خانہ کی عورتوں کو دیکھا تو اس پر کوئی گناہ نہیں بلکہ گھر والوں پر ہے۔ایک اور حدیث میں فرماتے ہیں: علیہ الصلاۃ والسلام

((من اطلع في بيت قوم بغير اذنهم فقد حل لهم أن يفقؤا عينه))(۱)

جو شخص لوگوں کے گھروں میں تانک جھانک کرے ان کی اجازت کے بغیر تو انھیں جائز ہے کہ وہ اس کی آنکھیں پھوڑ دیں۔

اسلام میں اول اول پردے کے ساتھ جمعہ وجماعت اور عیدین کی شرکت کے لیے خروج نسا کی ممانعت نہ تھی بلکہ عہد پاک رسالت میں تو یہاں تک حکم تھا کہ وہ عورتیں جو حیض کے سبب نماز سے ممنوع ہوں، وہ بھی عیدین میں عیدگاہ حاضر ہوں، مصلے سے الگ بیٹھی رہیں، اور دعا میں شرکت کریں، پھر حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم وعادل اکرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خروج کی قطعاً ممانعت فرمادی، جمعہ وجماعت وعیدین کی شرکت بھی روک دی۔عورتیں حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حضور شکایت لے کر حاضر ہوئیں۔شکایت سنی تو انھوں نے بھی حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تائید فرمائی۔حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود افقہ الصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"المرأة عورة،وانها اذا خرجت استشرفها الشيطان وانها أقرب ما تكون الى الله وهي في قعر بيتها۔"(۲)

عورت سراپا شرم کی شی ہے، اللہ سے تقرب اسے سب سے زائد اپنے گھر کے گڑھے میں ہوتا ہے ، جب باہر نکلتی ہے اسے شیطان پیش آتا ہے، جھانکتا ہے۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عورتوں کو جمعہ کے روز کنکریاں مار مار کر مسجد سے نکال دیتے، حضرت سیدنا امام ابراہیم نخعی تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور پرنور سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استاذ الاستاذ اپنی بیبیوں کو جمعہ وجماعت میں نہ جانے دیتے۔

عینی شرح صحیح بخاری میں ہے:"كان ابن عمر يحصب النساء يوم الجمعة ويخرجهم من المسجد وكان ابراهيم يمنع نساء ه الجمعة والجماعة."(۳)

---

(۱) [الترغيب والترهيب ،الترهيب أن يطلع الانسان في دار قبل أن يستأذن۔۳/۴۳۶]

(۲) [كنز العمال كتاب النكاح الفصل الثاني في ترغيبات تختص بالنساء،۴۵۱۵۰۔۱۶/۱۷۱]

(۳) [عملة القاري شرح صحيح البخاري: باب خروج لنساء الى المساجد بالليل والغلس، ۶/۱۵۷]

عنایہ وغیرہا کتب معتمدہ فقہیہ میں ہے:

''والـلـفـظ لـلـعـنـايـة لـقـد نهى عـمـر رضى الله تعالىٰ عنه النساء عن الخروج الى المساجد فشكون الى عائشة رضى الله تعالىٰ عنها ، فقالت: لو علم النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلمماعلم عمر ماأذن لكُنّ الخروج .''(۱)

بخاری ومسلم وابوداؤد کی حدیث میں حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

((لـوادرك رسول الله صلى الله تعالىٰ عيه وسلم مااحدث النساء لمنعهن المسجد كما منعت نساء بني اسرائيل . (۲)

اللہ اللہ، قرآن عظیم تو کافر عورتوں سے زینت چھپانے کا حکم دے، سوا منہ کی ٹکلی اور پہنچوں تک ہاتھ اور ٹخنوں تک پاؤں کی بالائی سطح کے سوا سب جسم کافر عورت سے بھی چھپانے کا حکم ہو، یہ بے حیا اپنی عورتوں کو بناؤ سنگھار کرا کے، صاف ستھرے کپڑے پہنا کے، کافروں کے مجمع میں، کافروں کی مجلس میں، کافروں کی کمیٹی میں، کافروں کے گھر پر، کافروں کے در پر، یا نہ سہی مسلمانوں ہی کے گھر در پر، مگر مخلوط مجمع میں، بہر صورت کافروں کے سامنے لے جائیں، اور نہ صرف لے جانا ان سے تقریریں کرائیں، کھیے رنڈیوں اور ان بیبیوں میں کیا فرق رہا، وہ نظم گاتی ہیں یہ نثر فرماتی ہیں۔ رنڈیاں وہ بھی ہیں جو صرف اپنی چھب دکھاتی لوگوں کے دل للچاتی ہیں اور زنا نہیں کراتی ہیں۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ قیامت قریب ہے اس کی نشانیاں ظاہر ہو رہی ہیں۔ حسبنا الله ونعم الوكيل.

کافرات کی اس نجس اپیل پر ایسی گندی ناپاک تحریک میں مسلمان مؤمنات حصہ لیں **ولاحول ولاقوة الا بالله** ، جو نہ صرف چند در چند وجوہ سے حرام ہی ہے دینی تباہی ہے، اللہ ورسول کی سخت نافرمانی ہی ہے، بلکہ سخت بے حیائی، اشد بے شرمی، نہایت بے غیرتی، حد درجہ بے عزتی بھی ہے۔ ان کا اس میں حصہ لینا یہی ہوگا کہ یہ بھی عام مجمعوں، کانگریسی جلسوں میں گاتی بجاتی، مسلم وکافر سب کو اپنی ٹھاٹ دکھاتی، اور اپنی جانب رغبت دلاتی لبھاتی للچاتی، ناز وادا، انداز وغمزہ دکھاتی، دل پسند تقریریں، دل نشیں باتیں، نرم نرم بول سناتی، شیریں گفتاری کے جوہر دکھاتی پھریں، یا دوکان دوکان پکسینگ لگاتی پھریں، جو سنگین دل کسی طرح قابو میں نہ آئے، جس کے پتھر دل پر کسی طرح جونک نہ لگے، جو ناز وانداز عشوہ وغمزہ

---

(۱) [العناية شرح الهداية: باب الامة ، ۱/۳٦۵]

(۲) [أبو داؤد: كتاب الصلاة باب ما جاء في خروج النساء الى المسجد، ۵٦۹ـ۱/۱۵۵]

کی برچھیوں اداؤں کے خنجروں کے سارے وار بچائے، کسی سے گھائل نہ ہو، جب نگاہوں کے تیر سارے خطا جائیں، ابروؤں کی تلواریں بھی کام نہ دیں، سارے وار وہتھیار بے کار ہو جائیں، تو ایسے کے آگے لیٹ جائیں۔شاید ہی کوئی نام کی مسلمان عورت ایسی حیا باختہ آبرو ریختہ غیرت وشرم سوختہ ہو جو اس بے حیائی کے لیے تیار ہو۔ وہ نام ہی کے مسلمان ہوں گے جو اپنی عورتوں کو ایسی بے غیرتی بے شرمی کا موقع دیں گے، کسی سچے مسلمان سے تو اس کی ہرگز امید نہیں۔ظاہر ہے کہ ایسے لوگ جو اس بے حیائی کی اجازت دیں، یا اس بے غیرتی سے راضی ہوں، ایسی بے شرمی اوڑھ لیں وہ دیوث ہیں، قلبتان ہیں قرم ہیں اخوان الشیطان ہیں۔

اللہ اکبر! حضرت امیر المؤمنین فاروق اعظم اور صحابہ وتابعین تو اس بہتر زمانہ قرن خیر میں فتنہ وفساد کے اندیشہ سے عورتوں کو کھلے بندوں نہیں پردے کے ساتھ بھی مسجد سے روک دیں، جمعہ وعیدین وجماعت میں شرکت سے قطعاً منع فرمادیں، مسلمان جب سے اب تک بے نکیر اس پر عمل کرتے ہیں، ساری امت، ائمہ وعلما، اولیا وزہاد، صلحا اور بندگان خدا، خواص وعوام سب اس پر عملاً اتفاق واطباق واجماع کریں تو آج اس بدتر زمانہ میں ایسے بے ہودہ کاموں، ناجائز مجمعوں، کفار کے یا کفار سے مخلوط جلسوں میں عورتوں کی شرکت کیوں کر روا ہوسکتی ہے۔

اللہ اللہ مسلمان نامحرم جو اپنا عزیز وقریب ہو جیسے چچا پھوپی ماموں خالہ کے بیٹے، مسلمان عورتوں پر ان سے تو پردہ لازم ہو، ان کے یہاں بے ضرورت شرعی جانے کی اجازت نہ ہو، تو محض غیروں، نہ صرف غیروں بلکہ کافروں، دین کے دشمنوں کے جلسوں کمیٹیوں میں، وہ بھی ناجائز ناروا کاموں میں، ان کی شرکت کیوں کر سخت سے سخت شدید تر جرم عظیم نہ ہوگا۔ مسلمان عورت دینی مجلسوں، وعظ کے جلسوں میں اگرچہ پردے کے ساتھ جائے جا نہیں سکتی، خود تقریر کرنا کیا معنی، تو ایسے مجامع کفار یا مخلوط جلسوں میں بے محابا تقریر کرنا معنی چہ۔ **ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم**

تنویر الابصار اور اس کی شرح درمختار میں فرمایا:

(یکرہ حضورهن للجماعة) ولو لجمعة وعيد ووعظ (مطلقاً) ولو عجوزاً ليلاً على المذهب المفتي به لفساد الزمان.(۱)

عورتوں کا جماعت میں اگرچہ جمعہ یا عیدین کی حاضر ہونا اور مجلس وعظ میں آنا مذہب مفتی بہ پر

(۱) [الدر المختار: باب الامامة، ۲/۲۶۳]

مطلقاً نا جائز ہے اگر چہ بوڑھی اگر چہ رات میں حاضر ہو بوجہ فساد زمانہ۔

طحطاوی علی الدر المختار میں فرمایا:

''لایأذن لها ولواذن وخرجت كانا عاصيين.''

مرد عورت کو اجازت نہ دے اور اگر اس نے اجازت دی اور وہ نکلی تو دونوں گنہ گار ہوں گے۔

قہستانی پھر طحطاوی میں ہے:

''قوله: لفسادالزماں ، ولذا قالت عائشة حين شكون اليها من عمر لنهيه لهن من الخروج الى المساجد :لو علم النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ماعلم عمر ماأذن لكن للخروج.''(۱)

مصنف کا ارشاد: بوجہ فساد زمانہ، اور اسی لیے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جب عورتوں نے حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انہیں مساجد میں آنے کی ممانعت فرمانے کی شکایت کی، فرمایا: اگر حضور علیہ الصلاۃ والسلام وہ حال ملاحظہ فرماتے جو عمر نے دیکھا تو تمہیں خروج کی اجازت عطا نہ فرماتے۔

کافی و درر منتقی وغیرہا میں ہے:

''امافي زماننا فالمفتى به منع الكل في الكل حتى فى الوعظ ونحوه.''

لیکن ہمارے زمانہ میں تو ساری عورتوں کی ساری نمازوں میں شرکت ممنوع ہونا مفتی بہ ہے، حتی کہ وعظ اور اس کے مثل میں۔

طریقۂ محمدیہ اور اس کی شرح حدیقۂ ندیہ میں فرمایا:

''لایدعها أن تخرج من الستر لقضاء حوائجها خارج البيت ، فانها اى المرأة عورة مستورة وخروجها من وراء الستر لقضاء الحوائج خارج البيت اثم ، اى معصية لها ولزوجها حيث قصر فى المنع .(۲)

اسے نہ چھوڑے کہ اپنی حاجتوں کے پورا کرنے کو پردے سے گھر کے باہر نکلے، کہ عورت سراپا عورت اور چھپنے کی شے ہے اور اس کا پردہ سے نکلنا گھر کے باہر آنا (اگرچہ) اپنی حاجتوں کے لیے ہو اس کے اور اس کے زوج دونوں کے لیے معصیت ہے کہ شوہر نے ممانعت میں کمی کی۔

---

(۱) [البحر الرائق شرح كنز الدقائق : حضور النساء الجماعت، ۱/ ۳۸۰]

(۲) [بريقة محمودية في شرح طريقة محمدية : ٤/١٥]

درمختار میں فرمایا:

(دیوث) ھو من لایغار علی امرأۃ او محرمہ (قرطبان) مرادف دیوث.(۱)

دیوث وہ شخص جو اپنی بی بی اور اپنی محرم عورتوں پر غیرت نہ کرے،قرطبان دیوث کا ہم معنی۔

حموی پھر طحطاوی میں فرمایا:

"قرطبان مرادف دیوث معرب قلتبان ، وقیل : ھو المتسبب للجمع بین اثنین لمعنی غیر ممدوح ، وقیل: ھوالذی یبعث المرأۃ مع غلام بالغ اویأذن لہ بالدخول علیھا في غیبتہ انتھیٰ مختصر."(۲)

قرطبان دیوث کا مرادف قلتبان کا معرب، اور کہا گیا وہ جو کہ برے مطلب سے جمع ہونے کا سبب بنے۔ اور کہا گیا وہ جو عورت کو بالغ لڑکے کے ساتھ بھیجے، یا اسے عورت کے پاس اپنی غیبت میں جانے کی اجازت دے۔

بزازیہ میں فرمایا:

"القرطبان من یکون عالما بفجورھا ، وقیل :ھو العالم الراضی بفجور محارمہ ، وقیل : من یبعث الیھا التلمیذ أو یخلیھا مع الغلام البالغ.

قرطبان وہ جو عورت کے فجور کا عالم ہو (اور کچھ نہ کہے) اور کہا گیا وہ جو محارم کے فجور کا عالم اور اس پر راضی ہو۔ اور کہا گیا وہ جو عورت کے پاس بالغ شاگرد کو بھیجے، یا بالغ لڑکے اور عورت میں تخلیہ کرے۔

مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر میں ہے۔

"دیوث الذی لاغیرۃ لہ ممن یدخل علی اھلہ.(۳)

دیوث وہ جسے اس کی غیرت نہ ہو کہ کون اس کے اہل کے پاس آتا جاتا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ عز مجدہ اتم واحکم.

---

(۱) [الدرالمختار علی تنویر الأبصار: ٤/ ٧٠]

(۲) [تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق فصل في التعزیر : ٣/ ٣٠٨]

(۳) [مجمع الأنھر في شرح الأبحر فصل في التعزیر: ١/ ٦١٠]

جواب سوال ششم

کفار کے کسی مجمع میں شرکت کا حکم اوپر معلوم ہو چکا کہ ناجائز وحرام ہے خصوصاً کانگریس کی شرکت اس لیے اور بھی شدید تر حرام ہے کہ وہ بیہودہ شور وشر کرتی فتنہ وفساد کرتی، اوروں سے کراتی، فتنے اٹھاتی ہے، بلکہ مسلمانوں کو اسی لیے اپنا شریک بناتی ہے کہ انہیں ابھار کر جوش دلا کر بھرے دے کر آگے بڑھائے، ان کی آڑ میں خود فساد کرے فتنے اٹھائے اور ڈھلی بگڑی میانجی کے سر آئے، یہ امر مشہود ہے کہ کانگریس جمالو کی طرح بھس میں چنگاری ڈال علیحدہ کھڑی ہو جاتی ہے اور خود بچ جاتی ہے، سارے کیے دھرے کا الزام مسلمانوں کے سر لگاتی ہے، انہیں پھنسواتی، پھانسیوں پر لٹکواتی، ان کے سینوں پر گولیاں چلواتی ہے۔

اگر کافروں کا مجمع نہ بھی ہوتا۔ کافروں کا ولی وناصر بنانا یہ بھی نہ ہوتا۔ کافروں کو اپنا یار ومددگار بنانا نہ ہوتا۔ کافروں کی تعظیم وتکریم نہ ہوتی۔ ان کی امامت وپیشوائی وتقدیم نہ ہوتی۔ خالص مسلمانوں کا گروہ ہوتا۔ مگر جب کہ وہ ایسی تحریک لے کر اٹھتا جس میں سراسر نقصان وضرر ہوتا۔ فتنہ وفساد وشر ہوتا۔ بدامنی ہوتی، بے چینی ہوتی، یا نفع کم برائے نام، اور ضرر بیشتر ہوتا، نفع خاص نقصان عام ہوتا۔ تو اس کا شریک ہونا بھی حرام ہوتا۔

قال تعالیٰ:

﴿وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ﴾(۱) زمین میں فساد نہ کرو۔

﴿وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ﴾(۲) اللہ مفسدوں سے راضی نہیں۔

وقال تعالیٰ: ﴿وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ﴾(۳) فتنہ قتل ناحق سے بھی سخت تر ہے۔

بے فائدہ اپنی عزت کھونا، آبروڈبونا، اپنی جان عزیز بلکہ کسی ادنی چیز کا رائیگاں کرنا حرام ہے۔

قال تعالیٰ:

﴿وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾(۴)

اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاک میں نہ ڈالو۔

---

(۱) [سورة البقرة:۱۱] (۲) [سورة المائدة:٦٤]

(۳) [سورة البقرة:۱۹۱] (۴) [سورة البقرة:۱۹۵]

وقال تعالیٰ:

﴿لَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ﴾ (۱)

جب ادنی سے ادنی شی کا اتلاف حرام ہے، تو اپنے سینے گولیوں سے چھلنی کرانا، اپنی جانیں ضائع وبرباد کرنا، اپنی عزت وآبرو گنوانا، کیوں کر شدید تر حرام نہ ہوگا۔ وہ بھی مشرکوں کی حمایت ونصرت، امداد واعانت، حفاظت وصیانت، پیروی واطاعت میں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

ایک جان مسلم کے زوال سے اللہ عزوجل کے نزدیک ساری دنیا کا زوال کہیں ہلکا ہے۔

حدیث میں ہے:

((لزوال الدنيا أهون على الله من زوال رجل مسلم))(۲)

اور یہاں اتنا ہی نہیں کہ محض بے فائدہ اضاعت مال وجان وعزت وآبرو ہو، نہیں اسلام ومسلمین کی توہین، ایمان ومؤمنین کا ضعف بین، خود اپنے آپ اپنے نقصان کا سبب ہونا، اپنی کمزوری اور ضعف اپنی ذلت وخواری کا اپنے ہاتھوں سامان کرنا، کس ادنی سے ادنی سمجھ والے نے مانا، آج جب کہ ایک تیسری قوم برسر حکومت ہے، مشرکوں کی مسلمانوں پر چیرہ دستیاں، ان کی طبعی شر پرستیاں، فتنہ جوئیاں، ظاہر وخفیہ کارستانیاں، جیسی کچھ ہیں معلوم ومشہور ہیں، ان کی ظلم رانیاں، ان کی ستم کاریاں، زبردستیاں، مسلم آزاریاں جو لیل ونہار میں کسی پر پوشیدہ نہیں، عالم آشکار ہیں، اس برے وقت اور بدعہد سے خدا بچائے، جب خدانخواستہ خدانہ کردہ یہ ستم گر قوم برسر حکومت آئے اس وقت جو جو ظلم وستم کے یہ پہاڑ توڑیں گے، جیسا جیسا یہ مسلمانوں کے دل وجگر مسوسے مروڑیں گے، اس کا تصور ہی دل خون کن ہے۔

حسبنا الله ونعم الوكيل.

آج تو کچا چبائے جاتے ہیں، جب ہڈیاں پسلیاں کچھ نہ چھوڑیں گے، انہیں بھی بار بار چچوڑیں گے، ابھی کئے دن ہوئے آرہ، کٹارپور اور کہاں کہاں مسلمانوں کے خون بہائے، اور اس طرح کہ مسلمانوں نے خون بہا بھی نہ پائے، مسلمانوں کے اموال لوٹے، مسلمانوں کی عزتوں پر گندے ستم جوتے، آبروؤں پر پانی پھیرے، اللہ ورسول اور اسلام وقرآن پر حملے کیے، کیسے کیسے جور وظلم کے آرے، جفا کی کٹاریاں چلیں، کیسی کیسی بے دردیاں ہوئیں، اس پر بھی انہیں صبر نہ آیا، آج تک برابر یہ سفاک، ستم

---

(۱) [سورۃ النساء: ۲۹]

(۲) [سنن نسائی کتاب تحریم الدم باب تعظیم الدم، ۸۲/٤]

شعار، جفا کار، سفا کیاں، ستم انگیزیاں، ظلم رانیاں، جفا کاریاں کر رہے ہیں، اور آج کب نچلے بیٹھے ہیں۔ حسبنا الله ونعم الوكيل ، نعم المولىٰ ونعم النصير ، وسيعلم الذين ظلموا أى منقلب ينقلبون ۔ والله تعالىٰ اعلم .

جواب سوال ہفتم

وہ کانگریسی مولوی مولوی نہیں برادران مالوی ہیں، اللہ ورسول پر مفتری ہیں، بے حد بے باک، نہایت جری ہیں، جب تو اللہ ورسول کے خلاف چلتے، ان سے لڑائی لیتے، ان کے بدترین مخالفوں مشرکوں کے یار دیاور بنتے، انھیں اپنا پیشوا و رہبر بناتے، اور مفسدوں مفتنوں مشرکین کے ساتھیوں، مشرکین کے حامیوں، مشرکین کے یاروں، مشرکین کے مددگاروں، مشرکین کے متبعوں، اطاعت شعاروں، خودکشی کے لیے طیار ہونے والوں، باطاعت مشرکین گولیوں کے لیے اپنے سینے تاننے والوں کو شہید بناتے ہیں۔ یہ غافل جاہل نہیں جانتے کہ ایسے ہر احمق بلید، سفیہ پلید کے پھونک دینے کو تھوڑا ہی سا عذاب اللہ کفایت کرے گا، اور یہ تو سخت دردناک عذاب الیم و عظیم عذاب میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے کی تیاری دکھاتے ہیں، اللہ اکبر یہی وہ نا ہنجار بدکردار شہدے ہیں جو اللہ ورسول۔ جل جلاله وصلى الله تعالىٰ عليه وسلم۔ کی عزت پر جان نثار کرنے والوں، دین متین پر مر مٹنے والوں، ناموس اسلام پر اپنی قربانیاں چڑھانے والوں کی شہادت کو حرام موت جتاتے، جنت کے ٹھیکیدار بن کر انہیں جنت کی خوشبو سے بھی محروم رکھاتے ہیں۔ ﴿قاتلهم الله انى يوفكون﴾ (۱) کیسی الٹی گنگا بہاتے ہیں۔ **واللہ تعالیٰ اعلم**

جواب سوال ہشتم

بھی تقریر بالا واجوبۂ سابقہ سے آفتاب کی طرح روشن۔

﴿لايألونكم خبالا﴾ (۲)

وہ کبھی تمہاری نقصان رسانی میں کمی نہ کریں گے۔

آج جب وہ بے پر ہیں اس بے پری پر تو ان کی اڑان یہاں تک ہے، جب خدانخواستہ پر نکلیں گے کانگریس مختار ہوگی، اپنے من مانے ارادوں میں کامیاب ہوگی، اپنے پروں پر ہوگی تو کہاں تک اڑے

---

(۱) [سورة التوبة : ۳۰] (۲) [سورة آل عمران: ۱۱۸]

گی۔ آج وہ مسلمانوں کو شودر و ملیچھ کہتی ہے، جب بنا کر چھوڑے گی، ہندوستان میں وہی رہ سکے گا جو ہندو ہو جائے گا، مگر ہندوؤں کے برابر جب بھی نہ بیٹھ سکے گا، شودر ہی رہے گا۔ نام کا مسلمان بھی کوئی کانگریس کے نزدیک ہندوستان میں سکونت رہائش کا کوئی حق نہ رکھے گا۔ کیا مشرکین نے مسلمانوں کو یہ الٹی میٹم نہ دیا کہ ہندوستان ہمارا ہے، تم جہاں سے آئے ہو وہیں چلے جاؤ۔

ابھی پر کٹے ہیں تو اتنا اڑے ہیں جو نکلیں گے پر اور اونچے اڑیں گے
ابتدائے فتنہ میں ایسے ستم آگے آگے دیکھو ہوں کیسے ستم

اللہ عزوجل کا رحم و کرم۔ ہماری خطاؤں پر پھرے عفو کا قلم، مسلمان وہ روز بد نہ دیکھیں، بطفیل حبیب اکرم۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه ونور عرشه سیدنا ومولٰنا محمد حبیبه ومحبوبه وطالبه ومطلوبه وعلی اله وصحبه وابنه وحزبه وبارك وسلم، وشرف ومجد وكرم۔ واللہ سبحنه وتعالیٰ اعلم، ربنا تقبل منا انك أنت السميع العليم، وتب علينا انك انت التواب الرحيم۔

کتبہ: عبده المذنب مصطفیٰ رضا القادری البرکاتی النوری غفر اللہ له ولوالدیه بجاه حبيبه النبي الامی صلی اللہ تعالیٰ علیه و آله وصحبه وبارك وسلم

تصدیقات

اصاب المجیب واللہ اعلم

محمد عبد العزیز غفرلہ مدرس مدرسہ اہل سنت بریلی شریف

للہ در المجیب المصیب

رحم الٰہی غفرلہ مدرس مدرسہ اہل سنت و جماعت بریلی شریف

علامہ مجیب نے جو کچھ تحریر فرمایا وہ سراسر حق وصواب ہے، کانگریسی تحریکات پر علامہ مجیب کا یہ ایک ایسا جامع ومشبع فاضلانہ تبصرہ ہے، کہ اس نازک ترین زمانہ میں جب کہ کانگریس کی محشر سامانیاں ملک کو تباہ و برباد کر دینا چاہتی ہیں، ہر مسلمان پر اور ہر اس انسان پر جو مفاد ملک وملت کو اپنی عزیز جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہے لازم ہے کہ اس تبصرہ کی ہر ایک سطر کو نہ صرف بغور مطالعہ ہی کرے بلکہ سختی کے ساتھ اس کی ہدایات پر عمل پیرا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد ابرار حسن صدیقی

مفتی جماعت رضائے مصطفے بریلی

مسلمانوں کو کانگریس کی شرکت ہرگز مفید نہیں اور نہ ان کی شریعت مطہرہ ان کو اجازت دیتی ہے۔

سردار علی غفرلہ بریلوی مدرس دار العلوم منظر اسلام

ذلک ھو الحق واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

احسان علی عفی عنہ مظفر پوری خادم مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف

اصاب المجیب

فقیر محمد عبد اللطیف عفی عنہ مدرس مدرسہ منظر اسلام

مسلمانوں کو دینی و دنیوی لحاظ سے غرض کہ کسی طرح کانگریس کی شرکت مفید نہیں، بلکہ سخت مضرت رساں ہے۔

فقیر تقدس علی رضوی بریلوی مدرس و نائب مہتمم

دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

محمد حسنین رضا خاں قادری نوری رضوی بریلوی

الرمح الدياني

على

رأس الوسواس الشيطاني

(۱۳۳۱ھ)



بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

وہ جس کا عقیدہ رسالہ "إیضاح التلبیس الشیطاني مافي تفسیر النعماني" مؤلفہ فقیر نبی بخش حلوائی لاہوری مطبوعہ لاہور پریس اسلامیہ کے صفحہ سات (۷) سے واضح ہے جس کی تکفیر وارتداد علمائے نامدار ہندوستان وپنجاب کی تقریظات وشہادات سے شائع ہوئی۔

نیز ایک اشتہار جس کا عنوان یہ ہے: ''مصنف تفسیر نعمانی کے معتقدات کا نمونہ''

اس سے اس کا ارتداد اظہر من الشمس ہو چکا ہے باوجود اس کے تائب ہونا درکنار بلکہ ایک مستقل رسالہ "ازالة الوسواس الشیطاني عن مطالب تفسیر النعماني" میں اپنے معتقدات ملحدانہ پر مصر ہوا اور عوام کو یہ دھوکا دیا کہ میرے معتقدات پر علما کو دھوکا ہوا ہے، اور میں سچا حنفی المذہب قادری المشرب رہا ہوں، ناحق اسلام سے خارج کیا جاتا ہوں۔

کیا مؤلف تفسیر نعمانی کو اس کے معتقدات کی بنا پر کافر اعتقاد کرنا درست ہے یا نہیں، اور ایسے ضال ومضل کی تالیفات سے مسلمانوں کو بچنا واجب ولازم ہے یا نہیں؟۔ بینوا توجروا یوم الحساب

از لاہور بیرون دہلی دروازہ مرسلہ مولوی نبی بخش صاحب حلوائی

مؤلف تفسیر نبوی بزبان پنجابی ۱۲؍ربیع الآخر شریف ۱۳۳۱ھ

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

رب إني أعوذ بك من همزات الشياطين وأعوذ بك رب أن يحضرون۔

تحریرات ملاحظہ ہوئیں، ایسے شخص کی نسبت کسی جدید سوال وجواب کی حاجت نہیں، علمائے کرام

حرمین شریفین زادھما اللہ تعالیٰ شرفاً و تکریماً مدتوں سے اس کی نسبت فتویٰ دے چکے اور وہ برسوں سے عرب وعجم میں شائع ہو لیے، اس شخص کی تفسیر وغیرہ کوئی تحریر یہاں نہ آئی، مگر ان تحریرات پر جو تکفیر و تضلیل کے فتوی ہوئے ان کے جواب میں اس کا رسالہ " إزالة الوسواس الشيطاني" کہ سائل نے بھیجا ملاحظہ ہوا۔ یہ رسالہ اس نے اپنی برأت ودفع الزامات کے لیے لکھا تو ضرور اس کی تحریر سب سے ہلکی اور الزام سے بچنے کی طرف مائل ہوگی، صرف اسی کو فتاوی عالیہ حضرات علمائے کرام حرمین شریفین سے ملا کر دیکھیے تو حکم خود واضح ہو جائے گا۔

اولاً: وہ وہابیہ کو اہل سنت اور اپنا دینی بھائی کہتا ہے۔ ازالہ ص ۵ میں اپنے اوپر ایک الزام یہ نقل کرتا ہے کہ ''وہابیہ اہل حدیث داخل اہل سنت ہیں'' پھر اس کا جواب دیتا ہے کہ ''بے شک میں اہل حدیث فرقہ کو داخل اہل سنت سمجھتا ہوں اور بحکم آیہ شریفہ ﴿إنما المؤمنون إخوة﴾ جب سب مسلمان بھائی بھائی ہیں تو بھائیوں سے ارتباط واخوت کا برتاؤ منصوص ہوا۔ کلمہ گو اہل قبلہ بھائیوں سے اتحاد کرنا سنت کی تابعداری ہے۔

اب فتاوی الحرمین ملاحظہ ہو:

ص ٦٨، الوهابية طائفة ضالة قد صنفت الزبر عرباً وعجمًا في تضليلها، منها كتاب شيخنا في الحديث سيدنا العلامة أحمدبن زيني دحلان المكي قدس سره الملكي المسمىٰ بالدرر السنية في الرد على الوهابية، وأجمل كلمة قيل فيهم ماقال مفتي المدينة المنوره مولانا أبوالسعود رحمه الله تعالىٰ أنهم استحوذ عليهم الشيطٰن فانسٰهم ذكر الله، اولٰئك حزب الشيطان، الا ان حزب الشيطٰن هم الخسرون۔

(ترجمہ: ص ٦٩) وہابیہ ایک گمراہ طائفہ ہے کہ عرب وعجم میں جس کی گمراہی ثابت کرنے میں کتابیں تصنیف ہوئیں، از انجملہ علم حدیث میں ہمارے استاذ ہمارے سردار علامہ احمد بن زینی دحلان مکی قدس سرہ الملکی کی کتاب ''درر سنیہ فی الرد علی الوہابیہ'' ہے۔ اور مختصر و خوبتر بات کہ وہابیہ کے حق میں کہی گئی وہ ہے جو مفتی مدینہ منورہ مولانا ابوالسعود رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمائی کہ وہابیہ پر شیطان نے غلبہ کر کے انہیں خدا کی یاد بھلا دی، وہ شیطان کے گروہ ہیں، سن لو شیطان کے گروہ ہی زیاں کار ہیں۔

ایضاً ص ۱۳۸، اللهم إليك مما تفوه به طوائف المارقين من الدين من النيشرية والرافضة والوهابيين وغيرهم من الملحدين۔

(ترجمہ ص ۱۳۹) الٰہی ہم تیری طرف التجا لا کر ان باتوں سے بیزار ہوتے ہیں جو طوائف بے

دین نیچری ورافضی وہابی وغیرہم ملحدوں نے بکیں۔

ایضاً ص۱۷٦، حزب الملحدين الخارجين عن ملة الاسلام والدين من النياشرة والندوية والرافضة والوهابين

(ترجمہ ص۱۷۷)''ملت ودین اسلام سے نکل جانے والے گروہ ملحدین نیچری، ندوی، رافضی، وہابی ہیں''۔ یہ شخص کہ وہابیہ کو اہل سنت اور اپنا دینی بھائی کہتا ہے پہلی بات میں صریح جھوٹا اور دوسری میں ضرور سچا ہے، بے شک وہ ان کا سگا بھائی اور انہی کے دین باطل پر ہے، ایسوں ہی کی نسبت فتاوی الحرمین ص۷۴ میں ارشاد ہوا۔ كلهم من انفار غير المقلدين و شر كائهم في الضلال المبين۔

(ترجمہ ص۷۵)غیر مقلدوں کے گر گے ہیں اور صریح گمراہی میں ان کے شریک۔ تو جو جو احکام علمائے کرام نے وہابیہ لئام پر فرمائے یعنی گمراہ وخدا فراموش وگروہ شیطان وزیاں کار وبے دین وملحد وخارج از اسلام وہ سب ان کے ارشاد اور خود اس کے اقرار سے اس پر بھی صادق آئے۔ باقی رہا اس کا تمام گمراہوں سے اتحاد واخوت منانا حرمین شریفین کا وہ تمام وکمال فتویٰ اسی زندقہ نیچریہ ملعونہ کے رد میں ہے لیکن۔ من لم يجعل الله له نوراً فماله من نور۔

ثانیاً: وہابیہ درگور وہ نیچریوں کو بھی مسلمان کہتا اور بکثرت ضروریات دین مثل عموم قدرت ربانی ومعجزات ووحی وجبریل وملائکہ وجنت ونار وجن وشیطان وآسمان واستر قاق کفار وحشر اجساد وغیرہا میں مسلمانوں سے ان کے اختلاف کو فروعی بتاتا ہے۔ ازالہ ص۳۱۔ ''افسوس ابھی ہندوستان میں فروعی خانہ جنگیوں کا خاتمہ نہیں، جب کبھی جہاں کسی سنی وہابی نیچری مرزائی وغیرہ وغیرہ سے پوچھا جائے کے آپ کون ہیں تو جواب ملتا ہے کہ مسلمان اور اس کے اعمال مثلاً کلمہ، نماز، روزہ وغیرہ اس کی تائید کرتے ہیں تو ہمارا کیا حق ہے کہ خواہ نخواہ اس کے سینہ کو چیر کر اس کی اندرونی حالت کی جانچ کرتے پھریں، ظاہر شریعت میں اسے مسلمان کہا اور تسلیم کیا جائے گا۔ یہ صراحۃً ان تمام ضروریات دین سے انکار اور بوجوہ کثیرہ قطعاً اجماعاً کفر خالص ہے اب فتاوی الحرمین ملاحظہ ہو:

ص۶۲ پر نیچریوں کی نسبت فرمایا:

كلا والله ماهي من الاسلام في شئ وانما هي من اخبث الكفرة المرتدين لانكارها ضروريات الدين فلايكفي تكلمها بالشهادتين ولااقرارها بقبلة المسلمين لعدها من أهل القبلة والمؤمنين۔

(ترجمہ ص۶۳)''ہیں ہیں۔ خدا کی قسم نیچریہ کو اسلام سے کچھ علاقہ نہیں وہ تو نہایت گندے کافر،

مرتد ہیں کہ ضروریات دین کا انکار کرتے ہیں، ان کا کلمہ شہادت پڑھنا یا قبلہ مسلمانان کو ماننا انہیں اہل قبلہ ومسلمان جاننے کے لیے کافی نہیں"۔

پھر ص ۶۴ پر اس کی نسبت جو اس شخص کی طرح نیچریوں کو مسلمان جانے ارشاد کیا:

من أنكر شيئا من ضروريات الدين فقد كفر، ومن شك في كفره وعذابه فقد كفر، كما نص عليه في البزازية والدر والشفاللامام القاضي عياض، وروضة للامام النووى، والاعلام للامام ابن حجر المكى، فكيف من حكم عليه بالاسلام مع علمه بعقيدته المكفرة۔

(ترجمہ ص ۶۵) جو ضروریات دین سے کسی چیز کا منکر ہے وہ کافر اور جو اس کے کفر وعذاب میں شک کرے وہ بھی کافر جیسا کہ بزازیہ ودرمختار وشفا امام قاضی عیاض وروضہ امام نووی واعلام ابن حجر مکی میں ہے تو اس کا کیا پوچھنا جو ایسے شخص کے عقیدہ کفری پر آگاہ ہو کر اسے مسلمان کہے اور ان کی کلمہ گوئی ونماز دروزہ سے ان کے اسلام پر استدلال کا رد بالغ کتاب مستطاب حسام الحرمین کے مقدمہ مسمّی بہ تمہید الایمان آیات قرآن میں صرف آیات کلام اللہ سے دیا ہے جس سے ان بے دینوں کا یہ دھوکا پادر ہوا ہے۔ ولكن الظلمين بايٰت الله يجحدون.

ثالثاً: نیچری بھی بجہنم اس نے اسی عبارت میں مرزائیوں کو بھی مسلمان بتایا اور مسلمانوں سے ان کے وہ ملعون اختلافات کہ خاتم النبیین کا انکار کرنا مرزا دجال کو نبی ماننا۔ اسے اگلے بہت انبیا سے افضل جاننا۔ اگلے چار سو پیغمبروں کی پیشین گوئی جھوٹی ٹھہرانا سیدنا مسیح رسول اللہ کو سڑی سڑی گالیاں دینا۔ ان کے معجزات کو مکروہ مسمیریزم بتانا، ان کی نبوت کو باطل وبے دلیل بلکہ خلاف دلیل ونا ممکن الثبوت کہنا ان پر اور ان کی والدہ ماجدہ مریم صدیقہ پر یہود ملاعنہ کے طعنوں کو لاجواب قرار دینا وغیرہ وغیرہ سب فروعی ٹھہرائے تو قطعاً یہ بھی انہی کی طرح ان تمام ضروریات دین کا منکر اور قطعاً اجماعاً مرتد کافر ہے اب علمائے کرام حرمین شریفین کا فتوائے اجل کو اعلیٰ حسام الحرمین ملاحظہ ہو ص ۸۔

غلام أحمد القادياني دجال حدث في هذاالزمان ادعى مماثلة المسيح، وقد صدق والله فإنه مثل المسيح الدجال الكذاب، ثم ترقى به الجال فادعى الوحي، وقد صدق والله لقوله تعالىٰ في شان الشياطين ﴿يوحي بعضهم إلى بعضٍ زخرف القول غروراً﴾ فذلك أيضاً مما أوحى إليه إبليس، ثم صرح بإدعاء النبوة والرسالة وإنه أحمد الذي بشربه ابن البتول، ثم أخذ يفضل نفسه اللئيمة على كثيرين من الانبياء

والمرسلين ، وقال: اتركوا ذكرا بن مريم ؛ فان غلام أحمد أفضل منه ـ ص ١٠ـ

وأن عيسى انما كان يفعل بمسمر يزم لولا أكره أمثال ذلك لأتيت بها ، وإذقد تعودالأنبياء عن الغيوب الآتية ويظهر فيه كذبه كثيراً واوى دواء ه هذا بان ظهور الكذب في إخبار الغيب لاينافي النبوة ، فقد ظهر ذلك في إخبار أربع مأ ته من النبيين واكثرمن كذبت اخباره عيسىٰ وجعل يصعد مصاعد الشقاوة حتى عدمن ذلك واقعة الحديبية ، فلعن الله من اٰذىٰ رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ولعن من اٰذى أحدًا من الأنبياء صلى الله تعالىٰ على أنبيائه وبارك وسلم ، وطفق يدعى له عليه الصلوة والسلام مثالب ومعايب حتى تعدى إلى أمه الصديقة وصرح أن مطاعن اليهود على عيسىٰ وأمه لاجواب عنها عندنا ولانستطيع ردها أصلا ، ثم صرح أن لا دليل على نبوة عيسىٰ قال بل عدة دلائل قائمة على ابطال نبوته ، ثم تسترفرقا عن المسلمين فقال: إنما نقول بنبوته ؛لأن القرآن عده من الأنبياء ، ثم عاد فقال: لايمكن ثبوت نبوته وفى هذا كما ترى اكذاب للقرآن العظيم أيضاً إلى غير ذلك من كفرياته الملعونة (ص٤٢)

يدعي النبوة منكر الخاتم النبيين ، ويدعي أنه عيسىٰ (ص ١٠٠)

الطائفة المارقة من الدين الكفرة التي تدعي بالوهابية ومنهم مدعي النبوة غلام أحمد القادياني (ص١١٨)

الخبيث اللعين القادياني الدجال الكذاب مسيلمة أخرالزمان (ص١٢٨)

هو آخر مسيلمة الكذاب وأحدالدجالين بلاارتياب ، قد مرق عن دين الاسلام مروق السهم عن الرمية ، وكفر بالله ورسوله وأياته الجلية وكل من رضى بشئ من مقالاته الباطلة فهو كافر في ضلال مبين ، اولئك حزب الشيطان ، ألاإن حزب الشيطان هم الخاسرون ؛ لأنه قد علم بالضرورة من الدين أن نبينا محمداً صلى الله تعالىٰ عليه وسلم خاتم النبيين واٰخرهم ، لايجوز في زمانه ولابعده نبوة جديدة لأحد من البشر وإن من ادعى ذلك فقد كفر . (ص ١٤٠)

قال عياض: من ادعى الوحي إليه أوالنبوة وما أشبه ذلك فهو كافر ، هدر الدم (ص ١٤٢)

من شك في كفره وعذابه فقد كفر

ص ١٤٤ ومن جوز على الأنبياء الكذب فيما أتوبه فهو كافر باجماع وكذلك من ادعى نبوة أحد مع نبينا صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أو بعده أو جوز اكتسابها ، وكذلك من ادعى أنه يوحى إليه وإن لم يدع النبوة فهؤلاء كفار مكذبون للنبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم

ص١٤٦ وكذلك نقطع بتكفير من فضل أحداً على الأنبياء۔

(ترجمہ ص۹) غلام احمد قادیانی ایک دجال ہے جو اس زمانہ میں پیدا ہوا مثیل مسیح ہونے کا اس نے دعویٰ کیا اور واللہ سچ کہا کہ وہ مسیح دجال کذاب کا مثیل ہے پھر اور اونچا چڑھا اور وحی کا ادعا کیا اور وہ واللہ اس میں بھی سچا ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ دربارۂ شیاطین فرماتا ہے کہ ایک ان کا دوسرے کو وحی کرتا ہے بناوٹ کی بات دھوکے کی یہ بھی شیطان ہی کی وحی سے ہے پھر دعویٰ نبوت ورسالت کی صاف تصریح کردی اور زعم کیا کہ وہی وہ احمد ہے جس کی بشارت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے دی پھر اپنے نفس لئیم کو بہت انبیا ومرسلین علیہم الصلوۃ والتسلیم سے افضل بتانا شروع کیا اور کہا۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ دو اس سے بہتر غلام احمد ہے

(ص۱۱) عیسیٰ یہ باتیں مسمریزم سے کرتے تھے میں ایسی باتوں کو مکروہ نہ جانتا تو میں بھی کر دکھلاتا اور جب کہ پیشین گوئی کی عادت اسے چڑھی، اور اس کا جھوٹ کثرت سے ظاہر ہوتا تو اپنی اس بیماری کی یہ دوا نکالی کی پیشین گوئیاں جھوٹی ہو جانا کچھ نبوت کی منافی نہیں چارسو انبیا کی پیشین گوئیاں جھوٹی ہو چکی ہیں اور سب میں زیادہ جس کی جھوٹی ہوئیں وہ عیسیٰ ہیں (علیہ الصلوۃ والسلام) اور یونہی شقاوت کی سیڑھیاں چڑھتا گیا یہاں تک کہ انہی جھوٹی پیشین گوئیوں میں سے واقعہ حدیبیہ کو گنا دیا تو اللہ تعالیٰ کی لعنت اس پر جس نے ایذا دی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اور اللہ تعالیٰ کی لعنت اس پر جس نے کسی نبی کو ایذا دی، اور اللہ تعالیٰ کی درودیں اور برکتیں اور سلام اس کے انبیا علیہم الصلوۃ والسلام پر۔ اس نے عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام میں عیب اور خرابیاں بتانا شروع کیں یہاں تک کہ ان کی والدہ ماجدہ تک ترقی کی جو صدیقہ ہیں اور تصریح کردی کہ یہودی جو عیسیٰ اور ان کی ماں پر طعن کرتے ہیں ان کا ہمارے پاس کچھ جواب نہیں نہ ہم اصلا ان پر رد کرسکتے ہیں اور تصریح کردی کہ عیسی کی نبوت پر کوئی دلیل نہیں بلکہ متعدد دلیلیں ان کے بطلان نبوت پر قائم ہیں پھر اس خوف سے کہ تمام مسلمان اس سے نفرت کر جائیں گے یوں اپنے کفر پر پردہ ڈالا کہ ہم انہیں صرف اس وجہ سے نبی مانتے ہیں کہ قرآن مجید نے انہیں انبیا میں شمار

کر دیا ہے پھر پلٹ گیا۔

اور بولا ان کی نبوت کا ثبوت ممکن نہیں اور اس کے اس قول میں جیسا کہ دیکھ رہے ہو قرآن مجید کا بھی جھٹلانا ہے ان کے سوا اس کے کفریات ملعونہ اور بہت ہیں (ص۴۳)

ختم نبوت کا منکر ہو کر نبوت کا مدعی ہے اپنے آپ کو عیسیٰ بتاتا ہے (ص۱۰۱)

گروہ خارج از دین کافر جسے وہابی کہا جاتا ہے اور ان میں مدعی نبوت غلام احمد قادیانی ہے

خبیث مردود، قادیانی دجال کذاب آخر زمانہ کا مسیلمہ ہے (ص۱۲۹)

وہ مسیلمہ کذاب کا بھائی ہے، اور بلاشبہ دجالوں میں کا ایک ہے وہ دین اسلام سے نکل گیا جیسا تیر نکل جاتا ہے نشانے سے اور اللہ اور اس کے رسول اور اس کی روشن آیتوں کے ساتھ کفر کیا جو اس کی باطل باتوں میں سے کسی بات پر راضی ہو تو وہ بھی کافر ہے، کھلی گمراہی میں ہے یہی لوگ شیطان کے گروہ ہیں شیطان ہی کے گروہ زیاں کار ہیں اس لیے کہ دین سے بالضرورۃ متیقن ہے کہ ہمارے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب انبیا کے خاتم اور سب پیغمبروں سے پچھلے ہیں نہ ان کے زمانہ میں کسی شخص کے لیے نبوت ممکن نہ ان کے بعد جو اس کا ادعا کرے وہ بے شبہ کافر ہے (ص۱۴۱)

امام قاضی عیاض نے فرمایا جو اپنی طرف وحی آنے، یا نبوت یا اس کی مثل کسی بات کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے اس کا خون باطل (ص۱۴۳)

جو اس کے کافر اور معذب ہونے میں شک کرے خود کافر ہے۔

(ص۱۴۵) جو امور شریعت میں انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کا کذب جائز مانے وہ باجماع امت کافر ہے، ایسے ہی جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں یا حضور کے بعد کسی کو نبوت ملنے کا ادعا کرے یا کہے نبوت کسب سے مل سکتی ہے ایسے ہی جو اپنی طرف وحی آنے کا دعویٰ کرے وہ بھی کافر ہے، اگر چہ مدعی نبوت نہ ہو۔ یہ سب کے سب کافر ہیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسم کی تکذیب کرتے ہیں

(ص۱۴۷) اسی طرح ہم یقین کرتے ہیں اس کے کافر ہونے پر جو تمام جہان میں کسی کو انبیا علیہم الصلوۃ والسلام سے افضل بتائے۔

مسلمانو! دیکھا صاحب وسواس شیطانی کیسے کھلے شدید خبیث کفروں کو فروعی اختلاف بتاتا اور کیسے اشد اخبث مرتد کافروں کو مسلمان بتاتا ہے یہ ہے اس کا اسلام اور یہ ہے آیتوں، حدیثوں میں صریح معنوی تحریفیں کر کے اغوائے عوام۔ اس کا دندان شکن جواب قرآن عظیم کی آیات باہرہ قاہرہ سے چاہو تو حسام الحرمین شریف کا مقدمہ مذکورہ مطالعہ کرو۔

رابعاً: مرزائی بھی فی النار۔ یہ شخص ازالہ ص ۲۴ پر لکھتا ہے۔ ''اب میں مولانا مولوی مفتی رشید احمد صاحب مرحوم گنگوہی کے فتاویٰ رشیدیہ سے چند اقتباسات کرتا ہوں۔ یہ بزرگ حنفی صوفی فاضل اجل تھے'' معلوم ہوا کہ یہ شخص کوئی گھٹ کے نمبر کا نیٹو وہابی نہیں بلکہ خاص گنگوہی دھرم کا چیلا ہے۔ اب علمائے کرام حرمین شریفین کے ارشادات ملاحظہ ہوں۔

(حسام الحرمین ص ۱۴) الوهابية الشيطانية أذناب ذلك الملة الكنكوهي.

(ص ١٦) يسب محمداً رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ملاء فيه ويؤمن بسعة علم شيخه إبليس فقد عابه ونقصه فهو ساب، والحكم فيه حكم الساب من غير فرق، فانظروا إلى آثار ختم الله تعالىٰ كيف يصير البصير اعمى، وكيف يختار على الهدى العمى، يؤمن بعلم الارض المحيط لابليس، وإذاجاء ذكر محمدرسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال: هذا شرك. فانظروا كيف امن بأن إبليس شريك له سبحانه

(ص ١٨) غشاوة غضب الله تعالىٰ على بصره

(ص ٤٢) رشيداحمد ومن تبعه هؤلاء الوهابية لعنهم الله

(ص ٤٤) وأخزاهم وجعل النار ماوٰهم ومثوهم.

(ص ١٠٤) استخف بمقام الألوهية واستحقر منصب الرسالة العمومية وعظم أستاذه إبليس وشاركه في الاغواء والتلبيس.

(ص ١٣٢) قول رشيداحمد الكنكوهي في البراهين القاطعة كفر.

(١٣٤) واستخفاف صريح به صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، وقول اشرفعلى التانوى ايضاً كفر صريح بالاجماع؛ لأنه أشد استخفافا برسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم من مقالة رشيد أحمد فيكون كفراً بطريق الأولى وموجباً لغضب الله ولعنته إلى يوم الدين فهم جديرون بقوله تعالىٰ: ﴿قل أبالله وأياته ورسوله كنتم تستهزؤن۔ ﴿لَاتَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيْمَانِكُمْ﴾

(ترجمہ ص ۱۵) وہابیہ شیطانیہ اسی تکذیب خدا کرنے والے گنگوہی کے دم چھلے ہیں (ص ۱۷) یہ منہ بھر کے گالی دے رہا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اور اپنے پیر ابلیس کی وسعت علم پر ایمان لاتا ہے اس نے بے شک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عیب لگایا اور حضور کی شان گھٹائی تو وہ گالی

دینے والا ہے اور اس کا حکم وہی ہے جو گالی دینے والے کا ہے اصلاً فرق نہیں اللہ کے مہر کردینے کے اثر دیکھو کیوں کر انکھیارا اندھا ہوجاتا ہے اور راہ حق چھوڑ کر چوپٹ ہونا پسند کرتا ہے ابلیس کے لیے تو زمین کے علم محیط پر ایمان لاتا ہے، اور جب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر آیا تو کہتا ہے، یہ شرک ہے تو دیکھو ابلیس لعین کے اللہ عزوجل کے ساتھ شریک ہونے کا کیسا ایمان رکھتا ہے۔

(ص ۴۵) غضب الٰہی کا گھٹا ٹوپ اس کی آنکھوں پر

(ص ۴۳) رشید احمد اور اس کے پیرو یہ وہابیہ ہیں خدا ان پر لعنت کرے

(ص ۴۵) اور ان کو رسوا کرے اور ان کا ٹھکانا جہنم کرے

(ص ۱۰۵) انہوں نے شان الٰہی کو ہلکا جانا اور رسالت عامہ کے منصب کو خفیف ٹھہرایا اور اپنے استاد ابلیس کی بڑائی کی اور بہکانے اور دھوکا دینے میں اس کے شریک ہوئے

(ص ۱۳۳) وہ جو رشید احمد نے اپنی کتاب براہین قاطعہ میں لکھا ہے کفر ہے

(ص ۱۳۵) اور صاف حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان گھٹانا ہے۔ اور وہ جو اشرفعلی تھانوی نے کہا اس کا حکم بھی یہی ہے کہ وہ کھلا کفر ہے بالاتفاق اس لیے کہ اس میں رشید احمد کے اس قول سے بھی زیادہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص شان ہے تو بدرجہ اولیٰ کفر ہوگا اور قیامت تک اللہ تعالیٰ کے غضب اور لعنت کا موجب تو یہ لوگ اس آیۂ کریمہ کے سزاوار ہیں کہ اے نبی ان سے فرمادے کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول کے ساتھ ٹھٹھا کرتے ہو۔ بہانے نہ بناؤ تم کافر ہوچکے اپنے ایمان کے بعد۔

مسلمانو! دیکھا یہ ہیں اس وسواس شیطانی والے کے مولانا مولوی مفتی مرحوم حنفی صوفی فاضل اجل ایسا ہی اپنے آپ کو حنفی قادری کہتا ہوگا۔

خامساً: یہ تو علمائے کرام حرمین شریفین زادہما اللہ تعالیٰ شرفاً وتکریما کے خاص خاص ارشادات اس کے خاص خاص پیشواؤں پر تھے کہ نہایت تلخیص واختصار کے ساتھ بطور نمونہ ہم نے پیش کئے جسے پورے۔ ص ۱۹

اب خلاصہ کے طور پر حضرات کرام حرمین طیبین کے احکام جامعہ بھی قدرے سن لیجیے جو انہوں نے مرزا قادیانی وملا گنگوہی اور ان کے اذناب پر لگائے ہیں کہ وسواس شیطانی والے صاحب کو مرگ انبوہ جشن کنبوہ ہو۔

حسام الحرمین الشریفین ص ۲۴۔

وبالجمله هؤلاء الطوائف كلهم كفار مرتدون خارجون عن الاسلام باجماع المسلمين ، وقد قال في البزازية والدرر والغرر والفتاوى الخيرية ومجمع الأنهر والدرالمختار وغيرها من معتمدات الأسفار في مثل هؤلاء الكفار :من شك فى كفره وعذابه فقد كفر۔

(ص۲۸) رؤس اهل البدع والزندقة الخبثاء بل هم أشرمن كل خبيث ومفسد ومعاند۔

(ص۳٤) أولئك هم الخسرون۔ أولئك هم الضالون۔أولئك هم الظلمون أولئك هم الكافرون۔

(ص۳۸) لاشك فى كفر هؤلاء الخوارج كلاب النار وحزب الشيطٰن۔

(ص٥٤) أهل الزيغ والضلال ضالون مضلون في طغيانهم يعمهون۔

(ص٥٨) أهل الخبال غلام احمدالقادياني ور شيد احمد وخليل احمد واشرفعلى أهل الضلال والكفر الجلي كلامهم يوجب ارتدادهم فهم يستحقون الوبال۔

(ص٦٢) بل هم اسوء حالامن الكفار۔

(ص٦٨و٧٠) كلام المضلين الحادثين الأن فى الهندموجب لردتهم واستحقاقهم للخزى المبين وهم اخزاهم الله تعالىٰ غلام احمدالقادياني ورشيد احمد واشرفعلى وخليل احمد من ذوى الضلال والكفر الجلى۔

(۷۲) ظهر ظهورالشمس في رابعة النهار ارتدادهم ﴿أولئك الذين لعنهم الله وصم هم واعمى ابصارهم لهم فى الدنيا خزى ولهم فى الأخرة عذاب عظيم﴾۔

(ص٧٤) اهل الحمية الجاهلية مارقون من الدين يستحقون يوم الحساب اشدالعذاب فلعنهم الله واخزاهم وجعل النار مثوٰهم هؤلاء الكفرة المتمردين ۔

(ص٧٨)والله انهم قد كفروا﴿فتعساًلهم واضل اعمالهم اولئك الذين لعنهم الله فأصمهم وأعمىٰ ابصارهم﴾۔

(ص٨٦) لاشك أنهم ضالون مضلون كفار يجب على كل مسلم التباعد عنهم كمايتباعد من الوقوع في النار۔

(ص۸۸) رؤساء الكفر والبدع والضلال باؤا بخسران مبين وعليهم الوبال الى يوم الدين ، إن هؤلاء المرتدين قد مرقوا من الدين ، هم الكفرة الفجرة ، هم الملعونون وفى سلك الخبثاء منخرطون۔

(ص۹۰) فلعنة الله عليهم وعلى أعوانهم لايشك ذولب في ردتهم وضلالهم ومروقهم من الدين۔

(ص۹۸) الطوائف المارقة من الدين والفرق الضالة من الزنادقة الملحدين ۔

(ص۱۰۰) هذه الطائفة المارقة من الدين الكفرة السالكة سبيل المفسدين منهم مدعى النبوة غلام أحمدالقادياني والمارق الأخر المنقص لشان الألوهية والرسالة قاسم النانوتوي ورشيد أحمدالكنكوهي وخليل احمد الانبهتي واشرفعلي التانوي۔

(ص۱۰۲)انهم يحق عليهم الوبال لأنهم من المفسدين في الأرض الملحدين المعتدين على الله تبارك وتعالىٰ ورسول رب العلمين ﴿يريدون أن يطفؤا نورالله بافواههم ويابى الله الاأن يتم نوره ولوكره الكٰفرون﴾۔

(ص۱۲۲)اولئك الذين طبع الله على قلوبهم واتبعوا أهواء هم وأصمهم عن الحق وأعمى أبصارهم وزين لهم الشيطان أعمالهم فصدهم عن السبيل فهو لايهتدون سيعلم الذين ظلموا أي منقلب ينقلبون۔

(ص۱۳٦)ضلالاتهم الا بلسية زخرف لهم الشيطان ماراد وبلغ منهم الارب واختلق لهم انواعا من الكفر فهم يعمهون اعتدوا على الرب الكريم وسلكوا مسلكا خبيثا وتجرؤا على خاتم رسله۔

(ص۱٤٤) لاشك فى كفر هؤلاء الطوائف كلها قطعاً اجماعاً وسمعاً۔

(ترجمہ ص۲۵) خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ طائفے سب کے سب مرتد ہیں باجماع امت اسلام سے خارج ہیں اور بے شک بزازیہ اور درروغرر اور فتاوی خیریہ اور مجمع الانہر اور درمختار وغیرہا معتمد کتابوں میں ایسے کافروں کے حق میں فرمایا کہ جوان کے کفر وعذاب میں شک کرے خود کافر ہے۔

(ص۲۹) وہ بدمذہبی وبے دینی کے خبیث سردار ہیں بلکہ وہ ہر خبیث اور مفسد اور ہٹ دھرم سے بدتر ہیں۔

(ص۳۵) وہی زیاںکار ہیں وہی گمراہ ہیں وہی ستمگار ہیں وہی کفار ہیں۔

(ص۳۹) کچھ شک نہیں کہ یہ خارجی یہ دوزخ کے کتے یہ شیطان کے گروہ کافر ہیں۔

(ص۵۵) کجرو گمراہ ہیں گمراہ گر ہیں اپنی سرکشی میں اوندھے ہو رہے ہیں۔

(ص۵۹) اہل فساد غلام احمد قادیانی ورشید احمد و خلیل احمد واشرفعلی کافران گمراہ ہیں۔

(ص۶۱) غلام احمد قادیانی ورشید احمد واشرفعلی وخلیل احمد گمراہی اور کھلے کفر والے ہیں ان لوگوں کے اقوال ان کا کفر واجب کرر ہے ہیں تو وہ سزاوار عذاب ہیں۔

(ص۶۳) بلکہ وہ کافر گمراہوں سے بھی بدتر حال میں ہیں۔

(ص۶۹ و ۷۱) ان گمراہ گروں کے اقوال جو ہند میں اب پیدا ہوئے ہیں ان کے مرتد ہوجانے کے موجب ہیں جس نے انہیں سخت رسوائی کا مستحق کر دیا اور وہ انہیں اللہ رسوا کرے غلام احمد اور رشید احمد اور اشرفعلی اور خلیل احمد کھلے کفر و گمراہی والے ہیں۔

(ص۷۳) ان لوگوں کا مرتد ہونا پہر دن چڑھے کے آفتاب کی مانند روشن ہوگیا وہ لوگ وہ ہیں جن پر خدا نے لعنت کی تو انہیں بہرا کر دیا اور ان کی آنکھیں اندھی کر دیں۔ ان لوگوں کو دنیا میں رسوائی اور آخرت میں بڑا عذاب ہے۔

(ص۷۵) وہ زمانہ کفر صریح کی بیچ والے ہیں وہ دین سے نکل گئے ہیں وہ اللہ عزوجل کے حضور پیشی اور حساب کے دن سخت تر عذاب کے سزاوار ہیں اللہ ان پر لعنت کرے اور ان کو رسوائی دے اور ان کا ٹھکانا نار دوزخ کرے۔ سرکش کافر۔

(ص۷۹) خدا کی قسم وہ بے شک، کافر ہوگئے انہیں ہلاکی ہو خدا ان کے اعمال برباد کرے وہ وہ لوگ ہیں جن پر خدا نے لعنت کی اور کان بہرے کر دیئے اور آنکھیں اندھی۔

(ص۸۷) کچھ شک نہیں کہ وہ گمراہ گر ہیں کفار ہیں ہر مسلمان پر ان سے دور رہنا فرض ہے جیسے آدمی آگ میں گرنے سے دور رہتا ہے۔

(ص۸۹) سرداران کفر بد ہیں کھلی زیاںکاری میں پڑے اور قیامت کے دن تک ان پر وبال ہے یہ مرتد لوگ دین سے ایسے نکل گئے جیسے آٹے میں سے بال وہ بدکار کافر ہیں وہی ملعون اور خبیثوں کی لڑی میں بندھے ہوئے۔

(ص۹۱) تو ان پر اور ان کے مددگاروں پر اللہ کی لعنت کوئی عقل والا ان لوگوں کے مرتد و گمراہ وخارج از دین ہونے میں شک نہ کرے گا۔

(ص۹۹) گروہ جو دین سے نکل گئے اور وہ گمراہ فرقے جو زندیقوں بے دینوں میں سے ہیں۔

(ص۱۰۱) یہ گروہ خارج از دین فسادیوں کے راہ چلنے والے ان میں سے مدعی نبوت غلام احمد قادیانی ہے اور دین سے دوسرا نکلنے والا شان الوہیت ورسالت کا گھٹانے والا قاسم نانوتوی اور رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھ موی اور اشرفعلی تھانوی۔

(ص۱۰۳) ان پر وبال وخرابی حال لازم ہوچکی ہے اس لیے کہ وہ زمین میں فساد پھیلانے والے ہیں اللہ انہیں قتل کرے کہاں اوندھے جاتے ہیں۔

(ص۱۱۱) کجی والے مرتد کہ فساد اور شامت پھیلانے کے مرتکب ہوئے۔

(ص۱۲۱) کجرو بے دین جنہوں نے خود اللہ عزوجل اور رب العالمین کے رسولوں پر زیادتی کی یہ چاہتے ہیں کہ اپنے مونہوں سے اللہ کا نور بجھادیں اور اللہ نہ مانے گا مگر اپنے نور کا پورا کرنا پڑے برا مانا کریں کافر۔

(ص۱۲۳) یہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر کردی اور یہ لوگ اپنی خواہش نفسانی کے پیچھے ہیں اللہ نے انہیں حق سے بہرا کردیا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں اور شیطان نے ان کی نظروں میں ان کے کام اچھے کردکھائے تو انہیں راہ حق سے روک دیا یہ وہ ہدایت نہیں پاتے اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس پلٹے پر پلٹا کھائیں گے۔

(ص۱۳۷) ان کی شیطانی گمراہیاں شیطان نے اپنی خواہشوں کو ان کے سامنے کیسا کچھ آراستہ کیا اور ان میں اپنی مراد کو پہونچ گیا اور طرح طرح کے کفران کے لیے گھڑے تو وہ ان میں اندھے ہو رہے ہیں خود رب کریم کی بارگاہ میں حملہ کر بیٹھے اور نہایت گندی راہ چلے اور ان پر جرأت کی جو سب رسولوں کے خاتم ہیں۔

(ص۱۴۵) تو ان سب طائفوں کے کفر میں اصلا شک نہیں یقین کی رو سے اور اجماع کی رو سے اور قرآن وحدیث کی رو سے۔ انتھی الکل ملخصا۔

مسلمانو! شروع سے یہاں تک ہم نے اپنی طرف سے کچھ نہ کہا صرف علمائے کرام حرمین شریفین کے ارشادات نقل کیے ہیں۔ مؤلف وسواس شیطانی صاحب بے چارے غریب مسلمان حلوائی کی باتیں تو مٹھائی سمجھ کر نگل گئے اس کے مواخذات سے جواب نہ دینے کو یوں ٹالا۔

(ص۲۸) ''اس فتویٰ کو لفظ بلفظ درج کر کے اس لیے جواب نہیں دیا گیا کہ یہ رسالہ ضخیم ہوجاتا مگر یہ علمائے حرمین شریفین کی پرجلال اقوال ضرور ان کے دانت کھٹے کریں گے۔

سادساً: یہیں سے ظاہر ہوگیا کہ ازالہ میں جس قدر آیات واحادیث واقوال علما لکھے ہیں سب تحریف معنوی کر کے محض بے محل و بے جا لکھے ہیں وہ نصوص واقوال مسلمانوں کے بارے میں ہیں اور محاورہ قرآنی میں مسلمان اہل سنت کو کہتے ہیں جیسا کہ توضیح وتلویح وغیرہ میں تصریح ہے ظاہر ہے کہ اس وقت سب مسلمان اہل سنت ہی تھے اور جن سے اتحاد واخوت بگھار رہا ہے بدمذہب بالائے طاق نرے کفار ہیں اس کے سگے بھائی وہابی تو وہ آیتیں کہ کافروں کے بارے میں اتریں مسلمانوں پر ڈھالتے ہیں اس نے وہ آیتیں جو کہ مسلمانوں کے حق میں اتریں کافروں پر چپکا دیں رہے دونوں بھائی یہود کے شاگرد یحرفون الکلم عن مواضعہ اللہ کی آیتوں کو ان کے محل ومقام سے پھیرتے ہیں۔

سابعاً: قرآن عظیم میں تحریف معنوی کر کے یہ آیات تو وسواس شیطانی کو یاد رہیں اور خاص آیات کریمہ متعلق بمقام سے دونوں آنکھیں بند کرلیں۔ مثلاً:

(۱) اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ﴾(۱)

اے نبی جہاد کرو کافروں اور منافقوں پر اور ان پر سختی کر۔[سورۂ توبہ وسورۂ تحریم]

(۲) فرماتا ہے: جلا وعلا

﴿ وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً﴾(۲)

مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ تم میں درشتی پائیں۔[سورۂ براۃ]

(۳) فرماتا ہے: عز جلالہ

﴿لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ﴾(۳)

مسلمان کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں اور جو ایسا کرے گا اسے اللہ سے کچھ علاقہ نہیں۔

(۴) فرماتا ہے: عز شانہ

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا وَدُّوْا مَا

---

(۱) [سورة التوبة: ۷۳] (۲) [سورة التوبة :۱۲۳]

(۳) [سورة آل عمران: ۲۸]

عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاء مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الآيَاتِ إِن كُنتُمْ تَعْقِلُونَ﴾(١)

اے ایمان والو بے گانوں کو اپنا خاص نہ بناؤ وہ تمہارے نقصان میں کمی نہیں کرتے تمہارا تکلیف میں پڑنا ان کی دلی آرزو ہے بے شک ان کے منہ سے عداوت ظاہر ہو چکی ہے، اور جو ان کے سینے چھپائے ہوئے ہیں وہ اور بڑی ہے۔ ہم نے تمہیں صاف نشانیاں بتا دیں اگر تمہیں عقل ہو۔

(۵) فرماتا ہے: عزاسمہ

﴿أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تُتْرَكُواْ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّهُ الَّذِينَ جَاهَدُواْ مِنكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُواْ مِن دُونِ اللّهِ وَلاَ رَسُولِهِ وَلاَ الْمُؤْمِنِينَ وَلِيجَةً وَاللّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ﴾(٢)

کیا اس گمان میں ہو کر یونہیں چھوڑ دیے جاؤ گے اور ابھی اللہ تعالیٰ نے پہچان نہ کرائی ان کی جو تم میں سے جہاد کریں گے اور اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے سوا کسی کو اپنا دوست نہ بنائیں گے، اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

(٦) فرماتا ہے: جل ذکرہ

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاء تُلْقُونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءكُم مِّنَ الْحَقِّ يُخْرِجُونَ الرَّسُولَ وَإِيَّاكُمْ أَن تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ رَبِّكُمْ إِن كُنتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَاداً فِي سَبِيلِي وَابْتِغَاء مَرْضَاتِي تُسِرُّونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا أَخْفَيْتُمْ وَمَا أَعْلَنتُمْ وَمَن يَفْعَلْهُ مِنكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاء السَّبِيلِ﴾(٣)

اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ تم ان سے محبت کرتے ہو اور وہ اس حق کے منکر ہیں جو تمہارے پاس آیا تم چھپا کر انہیں چاہتے ہو اور میں خوب جانتا ہوں جو چھپاؤ اور جو ظاہر کرو اور تم میں جس نے ایسا کیا وہ بے شک سیدھی راہ سے بہک گیا۔

(۷) فرماتا ہے: تعالیٰ شانہ

﴿قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآؤُا مِنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاء أَبَداً

---

(١) [سورة آل عمران: ١١٨]

(٢) [سوة التوبة: ١٦] (٣) [سورة الممتحنة: ١]

حَتّٰی تُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ ﴾(۱)

بے شک ابراہیم اور ان کے ساتھ والوں میں تمہارے لیے پیروی کا اچھا نمونہ ہے جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا ہم بیزار ہیں تم سے اور ان سب سے جن کو خدا کے سوا تم نے معبود بنا رکھا ہے۔ ہم تمہارے منکر ہوئے اور ہم میں تم میں ہمیشہ کے لیے دشمنی اور عداوت کھل گئی جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لاؤ۔

(۸) فرماتا ہے: تبارك وتعالیٰ

﴿یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْماً غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ ﴾(۲)

اے ایمان والوان لوگوں سے دوستی نہ کرو جن پر اللہ کا غضب ہے۔

(۹) فرماتا ہے: جلت آلاؤہٗ

﴿ وَمَن یَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ﴾(۳)

تم میں جو ان سے دوستی رکھے گا وہ انہی میں سے ہے بے شک اللہ ہدایت نہیں کرتا ظالموں کو۔

(۱۰) فرماتا ہے: سبحانه وتعالیٰ

﴿یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُواْ مَن یَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِیْنِهِ فَسَوْفَ یَأْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهُ أَذِلَّةٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ أَعِزَّةٍ عَلَی الْكٰفِرِیْنَ یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَن یَشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ﴾(٤)

اے ایمان والو! تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت اللہ کی راہ میں لڑیں گے اور کسی کے اولہنے سے نہ ڈریں گے یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

(۱۱) فرماتا ہے: جلت عظمته

﴿یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُواْ لَا تَتَّخِذُواْ الَّذِیْنَ اتَّخَذُواْ دِیْنَكُمْ هُزُواً وَلَعِباً مِّنَ الَّذِیْنَ أُوْتُواْ الْكِتٰبَ مِن قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ أَوْلِیَاءَ وَاتَّقُواْ اللّٰهَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِیْنَ﴾(٥)

---

(۱) [سورة الممتحنة: ۱] (۲) [سورة الممتحنة: ۱۳]

(۳) [سورة المائدة: ٥١] (٤) [سورة المائدة: ٥٤]

(٥) [سورة المائدة: ٥٧]

اے ایمان والو! جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنالیا ہے وہ جو تم سے پہلے کتاب دیے گئے اور کافران میں کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو اگر تم مسلمان ہو۔

(۱۲) فرماتا ہے: تقدس وتعالی

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَتَّخِذُواْ آبَاءكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاء إَنِ اسْتَحَبُّواْ الْكُفْرَ عَلَى الإِيمَانِ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَأُوْلَـئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾(۱)

اے ایمان والو! اپنے باپ اور بھائیوں سے دوستی نہ کرو اگر وہ ایمان پر کفر پسند کریں اور جو تم میں ان سے دوستی کرے گا تو یہی لوگ ظالم ہیں۔

(۱۳) فرماتا ہے: عزت وعزتہ

﴿وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلاَّ عَن مَّوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لأَوَّاهٌ حَلِيمٌ﴾(۲)

ابراہیم نے جو اپنے باپ کے لیے مغفرت کی دعا کی تھی وہ تو نہ تھا مگر ایک وعدہ کے سبب جو ابراہیم نے اس سے کیا تھا پھر جب انہیں کھل گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے اس سے تنکا توڑ دیا بے شک ابراہیم بہت دردول والے متحمل ہیں۔

(۱۴) فرماتا ہے: تقدست اسماؤہٗ

﴿وَلاَ تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَداً وَلاَ تَقُمْ عَلَىَ قَبْرِهِ﴾(۳)

کبھی ان کے کسی مردے پر نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑا ہونا۔

(۱۵) فرماتا ہے عز من قائل:

﴿مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاء عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاء بَيْنَهُمْ﴾(٤)

محمد رسول اللہ ہیں اور ان کے ساتھی کافروں پر سخت آپس میں نرم دل ہیں۔

(۱۶) فرماتا ہے: عز مجدہ

﴿فَلَا تَهِنُوا وَتَدْعُوا إِلَى السَّلْمِ وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ وَاللَّهُ مَعَكُمْ وَلَن يَتِرَكُمْ أَعْمَالَكُمْ﴾(٥)

---

(۱) [سورة التوبة: ۲۳] (۲) [سورة التوبة : ۱۱٤]

(۳) [سورة التوبة: ۸٤] (٤) [سورة الفتح : ۲۹]

(٥) [سورة محمد : ۳٥]

ان سے لڑائی میں سستی نہ کرو نہ ان سے صلح چاہو اور تمہیں غالب رہو گے اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور وہ ہرگز تمہارے اعمال میں تمہیں خسارہ نہ دے گا۔

(۱۷) فرماتا ہے: جل شانہ

﴿وَلَا تَرْكَنُوٓاْ إِلَى ٱلَّذِينَ ظَلَمُواْ فَتَمَسَّكُمُ ٱلنَّارُ﴾(۱)

ظالموں کی طرف اصلا میل نہ کرو کہ تمہیں آگ چھوئے گی۔

(۱۸) فرماتا ہے تقدس ذکرہ

﴿وَلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِى دِينِ ٱللَّهِ﴾(۲)

اللہ کے دین میں تمہیں ان پر رحم نہ آئے۔

(۱۹) فرماتا ہے: عزبرہانہ

﴿واما ينسينك الشيطٰن فلاتقعد بعدالذكرىٰ مع القوم الظالمين﴾(۳)

اور اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

(۲۰) فرماتا ہے: مااعظم شانہ

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْءَاخِرِ يُوَآدُّونَ مَنْ حَآدَّ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَلَوْ كَانُوٓاْ ءَابَآءَهُمْ أَوْ أَبْنَآءَهُمْ أَوْ إِخْوَٰنَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُوْلَٰٓئِكَ كَتَبَ فِى قُلُوبِهِمُ ٱلْإِيمَٰنَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّٰتٍ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَا رَضِىَ ٱللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُواْ عَنْهُ أُوْلَٰٓئِكَ حِزْبُ ٱللَّهِ أَلَآ إِنَّ حِزْبَ ٱللَّهِ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ﴾(۴)

اور تو نہ پائے گا ان لوگوں کو جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان رکھتے ہیں کہ دوستی کریں اس سے جس نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی چاہے وہ ان کے باپ ہوں یا بیٹے یا بھائی یا کنبہ والے یہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد فرمائی اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی۔ یہی لوگ اللہ کے گروہ ہیں سنتا ہے اللہ ہی کے گروہ مراد کو پہونچے۔

وسواس شیطانی میں تحریف معنوی کے ساتھ بے موقع، بے محل اکیس آیتیں پیش کی تھیں ہم بھی

(۱) [سورة هود: ۱۱۳] (۲) [سورة النور: ۲]

(۳) [سورة الأنعام: ۶۸] (۴) [سورة المجادلة: ۲۲]

اکیس پر قناعت کریں یہ سب بحمدہ تعالیٰ متعلق بہ عین مقام ہیں بلکہ ان میں وہ بھی ہیں کہ نہ صرف کفار بلکہ مبتدعین اور فساق کو شامل اور بعض تو خاص فساق ہی میں نازل اور احادیث واقوال وآثار صحابہ کرام وائمہ اعلام چاہے تو فتاوی الحرمین والنذیر المبین وغیرہما کتب کثیرہ روندہ مطالعہ کرے۔ یہ آیات کریمہ وسواس والے کو کیوں کر سوجھیں یہ تو اس کو چہیتوں کے محبوبوں بے دینوں مرتدوں پر برق غضب تھیں۔

﴿أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّونَ إِلٰى أَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ﴾(۱)

کلام یہاں بہت کثیر ہے کہ بلا مبالغہ اس سے دس گنا ہوسکتا ہے مگر مخالفان دین پر عذاب کے لیے بعدد ابواب جہنم یہ سات کیا کم ہیں۔ واللہ الہادی وولی الایادی۔

تنبیہ: ان مباحث سے وسواس شیطانی والے کی عقائد بھی کھل گئے وہابی ہونے کا اسے خود اقرار ہے کہ وہابیہ کو اہل سنت کہتا ہے تو تمام عقائد کفریہ وہابیہ جن کا بیان **"الکوکبة الشهابية في كفريات أبي الوهابية". "النهي الاكيد عن الصلوة وراء عدى التقليد". "نور الفرقان بين جندالاله وأحزاب الشيطان"** وغیرہ میں ہے۔ سب اس کے عقیدے ہیں۔

اسی طرح طائفہ گنگوہ کے عقائد جن کا بیان "حسام الحرمين على منحر الكفر والمين" و"سبحن السبوح عن عيب الكذب المقبوح" و"سبحن القدوس عن تقديس نحس منكوس" و"دامان باغ سبحن السبوح" و"پیکان جانگداز بر جان مکذبان بے نیاز" و"الكاوى في العاوى والغادى" وغیرہا میں ہے۔ وہ بھی سب اس کے عقیدے ہیں۔

اور وہ نیچریوں مرزائیوں کو مسلمان کہتا ہے تو ان کفار کے عقائد کہ "فتاوى الحرمين برجف ندوة المبين" و"السوء والعقاب على المسيح الكذاب" و"قهر الديان على مرتد بقاديان" وغیرہما میں ہیں۔ وہ سب اگر اس کے عقیدے نہ ہوں تو کم از کم ان کو عقائد مسلمین جاننا اور صراحۃً انہیں اختلاف فروعی ماننا ہے، پھر اس کے اسی ازالہ کا اقرار اس کے چکڑالوی ہونے کا پتہ دیتا ہے۔ اس پر اعتراض ہوا تھا کہ تمام احادیث کو مجروح کہتا ہے۔ اس کا جواب ص۵: میرا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ احادیث کلہا مجروح ہیں، بلکہ میں نے لکھا کہ جب احادیث مسلمہ وہابیہ متعلقہ مسائل متنازعہ فیہ کو احناف نہیں مانتے اور

---

(۱) [سورة البقرة: ۸۵]

احادیث مرویہ احناف کو اہل حدیث صحیح نہیں جانتے۔ اسی طرح دوسرے مذاہب اسلامیہ کا حال ہے، تو صحیح حدیث کون رہی، اس طرح تو کل حدیث مجروح ٹھہرتی ہیں۔

غور کیجیے یہ جواب ہے یا تسلیم۔ بات تو وہی ہوئی نا کہ یوں کل حدیث مجروح ٹھہرنے کو اختلافات فرق پر مشروط کیا کہ ہر فرقہ دوسرے کی حدیثیں نہیں مانتا، اور یہ شرط یقیناً واقع ہے تو اس کے نزدیک جزا یعنی کل حدیثوں کا مجروح ہونا بھی یقیناً صادق ہے۔

مثلاً کوئی کہے کہ آفتاب مشرق سے نکلتا ہے اور مغرب میں ڈوبتا ہے تو قرآن مجروح ہے۔ اس خبیث نے ضرور قرآن عظیم کو مجروح کہا کہ جو شرط اس کے لیے ٹھہرائی وہ بے شک صادق ہے۔ بالجملہ شخص مذکور بلاشبہ علمائے کرام حرمین شریفین کے فتویٰ سے کافر اور بے شک مرتد ہے اور اس کی تالیفات سے احتراز مسلمانوں پر فرض مؤکد۔

والحمد لله الاحد الصمد والصلوة والسلام على السيد الامجد واله وصحبه الى ابد الابد والله تعالىٰ اعلم.

"کشف ضلال دیوبند"

۱۳۳۷ھ

حاشیۃ

الاستمداد علی اجیال الارتداد

۱۳۳۷ھ

مصنف

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی

محشی وشارح

مفتی اعظم حضرت علامہ الشاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں بریلوی



کلمات ہادیہ

تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا قادری برکاتی نوری قدس سرہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

مسلمانو! مسلمانو! اے مسلمان بھائیو! اے تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے فدائیو! اللہ تم پر رحمت کرے اور حق سننے ماننے، دوست دشمن میں فرق جاننے کی توفیق دے۔ آمین

یہ سلیس اردو زبان ہلکی بحر روشن بیان میں تین سو ساٹھ (۳۶۰) شعر کا ایک مبارک قصیدہ ہے۔ پینتیس (۳۵) میں نعت والا ہے باقی میں عموماً وہابیہ اور خصوصاً دیوبندیہ کے دوسو تیس (۲۳۰) اقوال کفر وضلال کا نمونہ ہے۔ حاشیہ پر ان کی چھپی ہوئی کتابوں سے بحوالہ صفحہ عبارات نقل کردی ہیں۔ عام بھائیوں پر آسانی کے لئے فارسی عبارتیں ترجمہ سے لکھی ہیں جس کا جی چاہے ان کتابوں سے مطابق کر دیکھے۔ آگے آپ کا ایمان آپ بتادے گا کہ اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں جن کے یہ عقیدے یہ اقوال ہیں وہ اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمن ہیں یا دوست، ان کے دلوں میں اسلام کا مغز ہے یا پوست۔ جو نہ دیکھے یا دیکھ کر انصاف نہ کرے اس کا حساب اللہ واحد قہار کے یہاں ہے۔ اور جو دیکھے اور اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی محبت سامنے رکھ کر جانچے تو بحمد اللہ تعالیٰ حق آفتاب سے زیادہ عیاں ہے۔ فضول قصوں، ناولوں کی نظمیں نثریں دیکھتے پڑھتے گھنٹے گزریں۔ یہ بھی ایک مزہ دار نظم ہے اس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مخالفوں سے فیصلہ کن رزم ہے۔ عاشقان مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے زینت بزم ہے۔ قیامت قریب ہے۔ اللہ حسیب ہے۔ اس کا ثواب عظیم اور عذاب شدید ہے۔ دین کو جھگڑا سمجھنا مسلمان کی شان سے بعید ہے۔ تنہا یا دو دو اطمینان سے انصاف ایمان سے دو تین بار سچے دل سے یا ایک ہی نگاہ دیکھ تو لیجیے مگر یوں کہ صاف بات میں نہ ایچ پیچ کی حاجت نہ اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابل کسی کی رعایت۔ پھر باب

توفیق کھلے گا تو آپ کا ایمان خود ہی فیصلہ کرلے گا ان اقوال کا کفر وضلال ہونا خود ہی عیاں ہے۔ معہذا بعض کا اصل قصیدے بعض کا شرح میں اجمالی بیان ہے۔ اور تفصیل ''الکوکبۃ الشہابیہ'' و ''حسام الحرمین'' و ''الامن والعلیٰ'' و ''خالص الاعتقاد'' وغیرہا تصانیف حضرت مصنف مدظلہ میں نور فشاں ہے۔

مسلمانو! بد مذہبوں کو دیکھو ان کا بچہ بچہ اپنی گمراہیوں سے واقف ہوتا ہے۔ یہ قصیدہ ہم خرما و ہم ثواب ذوق واجر دونوں کا عمدہ ذریعہ ہے۔ اہل سنت اپنے بچوں کو حفظ کرائیں، اپنے مدارس کے نصاب میں داخل فرمائیں کہ ان کے دلوں میں اسلام عزیز رہے۔ اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دوست دشمن کی تمیز رہے۔

اطلاع ضروری وہابیہ عام طور پر اپنی یہ باتیں چھپاتے اور فرعی مسائل مجلس شریف، قیام، گیارہویں شریف، فاتحہ، تیجہ، دسواں، چالیسواں، عرس، یارسول اللہ، یاعلی، یاغوث کہنا، مزارات پر غلاف ڈالنا، روشنی وغیرہ اور ان میں جو غیر مقلد ہیں وہ مقتدی کے فاتحہ نہ پڑھنے، جہر بہ آمین، رفع یدین نہ کرنے، وتر کی تین، تراویح کی بیس (۲۰) رکعتیں ہونے وغیرہا میں چھیڑ کرتے اور بھولے مسلمان ان کے دھوکے میں آکر ان میں بحث کرنے لگتے ہیں۔ بھائیو! جو لوگ اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت پر حملے کررہے ہیں ان کو کسی فرعی فقہی مسئلے میں بحث کا کیا حق۔ یہاں ایک بات ان کے جواب کو کافی ہے اور ایک اپنے سمجھنے کو۔ اول یہ کہ تم لوگ پہلے اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اپنا ایمان تو ٹھیک کرلو۔ دوم یہ کہ ان مسائل میں مخالف وہ لوگ ہیں جن کے اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وہ کچھ حملے ہیں پھر ان کی کس بات کا اعتبار۔ وباللّٰہ التوفیق.

تنبیہ آج بفضلہٖ تعالیٰ کتاب مستطاب الکوکبۃ الشہابیہ کو پچیسواں سال ہے اور حسام الحرمین شریف کو بارہ (۱۲) سال ہوئے ان میں بھی وہابیہ کے اقوال کفر وضلال دکھائے ہیں۔ کوکبۂ شہابیہ میں صرف ستر (۷۰) تھے اس قصیدۂ مبارکہ نے دوسوتیس (۲۳۰) گنائے۔ ستر (۷۰) کا جواب تو بحمد اللہ تعالیٰ آج تک نہ ہوسکا یہ تو ان کے سہ چند سے بھی بیس (۲۰) زائد ہیں۔ فضل الٰہی سے امید کہ یہ دہن مخالفین میں تگنا پتھر دیں۔ پھر بھی اگر کوئی وہابی صاحب کچھ ہمت پر آئیں تو شرط مردانگی یہ ہے کہ پورے دوسوتیس (۲۳۰) کا جواب لائیں۔ بعض پر کچھ لب کشائی بعض کو پشت نمائی کا حاصل یہ ہوگا کہ جن کا جواب نہ دیا وہ تسلیم ہیں۔ ہمارا مطلب اس سے بھی حاصل اگر کسی شخص کو ہزار وجہ سے کافر یا بددین کہا جائے اور فرض کیجیے کہ وہ ان میں سے نوسوننانوے (۹۹۹) کا جواب دے لے ایک رہ جائے تو کافر بددین ہونے کو ایک

کیا کم ہے۔

اطلاع اقوال وہابیہ پر ہندسے یوں ہیں ۱ ۲ سے ۲۳۰ تک۔شرح میں انہیں ہندسوں کی علامت سے ان کی عبارتوں کے حوالے اور حسب حاجت مختصر بحث ہے۔جہاں قدرے تفصیل درکار تھی اس کی تکمیل ختم قصیدہ کے بعد ذیل تکمیلات میں ہے ختم حاشیہ پر بتادیا ہے کہ اس کے لیے فلاں تکمیل دیکھو۔جسے حاشیہ کا اجمال کافی نہ ہو بعونہ تعالیٰ تکمیل سے اپنی تسکین کرلے۔اور از انجا کہ یہ ہندسے شمار اقوال کے لیے ہوئے اور ان کے علاوہ بھی بعض جگہ بیان معنی لفظ یا توضیح مطلب کو شرح درکار تھی یونہی غزل اور نعت مبارک کے لیے لہٰذا ان حواشی کو وغیرہ کی رقموں میں لکھا اور جس صفحہ پر دونوں قسم کے حاشیے ہوں وہاں رقموں کے حواشی پہلے لکھ کر پھر حواشی اقوال کو شروع کیا اور ان کے اول تا آخر مسلسل ہونے کے سبب پابندی صفحہ کا التزام نہ رکھا۔یہی شمار اقوال ہے۔آگے قصیدہ وشرح اور قبول وتاثیر کا مولیٰ عزوجل سے سوال ہے صدقہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وجاہت کا۔امین. والحمد للّٰہ رب العٰلمین وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمد واٰلہٖ وصحبہٖ وابنہٖ وحزبہٖ اجمعین.

فقیر مصطفےٰ رضا قادری نوری غفرلہ

ماہ ربیع الاول شریف ۱۳۳۷ھ ہجریہ قدسیہ علیٰ صاحبہا والہٖ افضل الصلاۃ والتحیۃ امین والحمد للہ رب العٰلمین.

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَاَفۡضَلُ الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلٰى رَسُوۡلِ اللّٰهِ
واله وصحبه ومن والاه واشد المقت علىٰ من ناواه ۔

نعت انور سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

سچی بات سکھاتے یہ ہیں — سیدھی راہ دکھاتے یہ ہیں
ڈوبی ناویں۱ تراتے یہ ہیں — ہلتی نیویں جماتے یہ ہیں
ٹوٹی آسیں بندھاتے یہ ہیں — چھوٹی نبضیں۲ چلاتے یہ ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّيۡ عَلٰى رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ

۔ ترجمہ : تمام خوبیاں اللہ کو اور سب سے افضل درود وسلام رسول اللہ پر اور ان کے آل واصحاب پر اور ہر چاہنے والے پر اور اللہ کا سخت غضب ان کے مخالف پر۔

۱ اللہ عزوجل نے شعیا علیہ الصلاۃ والسلام کو جو وحی بھیجی کہ ابن ابی حاتم وابونعیم نے وہب بن منبہ کی حدیث سے روایت کی۔ اس سے ثابت کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری نے گمراہی کو ہدایت، جہل کو علم، گمنامی کو رفعت، ناشناسائی کو ناموری، قلت کو کثرت، محتاجی کو دولت، نااتفاقی کو محبت سے بدل دیا۔ ناویں کتنی ڈوبی تھیں اور کیسی تیریں، نیویں اکھڑ چکی تھیں کیسی جمیں۔ وللّٰه الحمد حمداً کثیراً.

۲ علامہ شامی تلمیذ امام جلال الملۃ والدین سیوطی رحمہما اللہ تعالیٰ نے "سبل الہدیٰ والرشاد" میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسماے طیبہ میں لکھا "شافی"

علامہ زرقانی نے شرح مواہب لدنیہ شریف میں اس کے معنی بتائے:

"أي المبرئ من السقم والألم والكاشف عن الأمة كل خطب يهم ألم الشئن"۔(۱)۔

یعنی حضور مرض وتکلیف سے شفا دینے والے ہیں اور امت پر سے ہر مصیبت کو دور فرمانے والے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

یہ نام مبارک دلائل الخیرات شریف میں بھی ہے۔ مطالع المسرات میں فرمایا:

---

(۱) [شرح العلامة الزرقاني، ۱۹۷/٤]

جلتی جانیں بجھاتے یہ ہیں — روتی آنکھیں ہنساتے یہ ہیں
قصر دنیٰ تک کس کی رسائی — جاتے یہ ہیں آتے یہ ہیں
اس کے نائب ان کے صاحب — حق سے خلق ملاتے یہ ہیں
شافع نافع رافع دافع — کیا کیا رحمت لاتے یہ ہیں
شافع امت نافع خلقت — رافع رتبے بڑھاتے یہ ہیں
دافع یعنی حافظ و حامی — دفع بلا ؀ فرماتے یہ ہیں

"فهو الشافي من الأمراض" حضور ہی تمام بیماریوں سے شفادینے والے ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔(۱).

قرآن عظیم میں عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے:

﴿وَأُحْيِ الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللّٰهِ﴾(۲)۔

اللہ کی اجازت سے میں مردے جلاتا ہوں۔

یہ چھوٹی نبضیں چلانے سے بدرجہا زائد ہے۔ اور متعدد حدیثوں میں ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے وارد بلکہ حضور کے غلاموں نے بارہا مردے جلائے۔ دیکھو بہجۃ الاسرار شریف وغیرہ کتب ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ۔

؀ الامن والعلیٰ میں اس کی حدیثیں دیکھو کہ ایک صحابی نے حضور میں عرض کی: میں اس لیے سرکار میں حاضر ہوا کہ حضور میری سختیاں دور فرمادیں۔

کتب سابقہ میں امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت ہے: ((دفــــاع معضلات)) مشکلوں کے نہایت دفع کرنے والے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت سید الشہداء حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نعش پر فرمایا:

((یاحمزة اکاشف الکربات))(۳)۔

(۱) [مطالع المسرات شرح دلائل الخيرات(اردو)۲٦۰]

(۲) [سورة ال عمران:٤٩]

(۳) [شرح مسند أبي حنيفة:۱/٥۲٦]

فیض جمیل خلیل سے پوچھو — آگ میں باغ کھلاتے یہ ہیں
ان کے نام کے صدقے جس سے — جیتے ہم ہیں جلاتے ؟ یہ ہیں
اس کی بخشش ان کا صدقہ — دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں

اے حمزہ اے دافع البلا۔
تو وہابیہ کا اسے شرک اور اس کے سبب درود تاج کو حرام بتانا خود ان کا شرک وضلال ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:
((سميت أحيد لأني أحيد عن أمتي نار جهنم))(۱)۔
میرا نام ''احید'' ہوا کہ میں اپنی امت سے آتش دوزخ کو دفع فرماتا ہوں۔
اس سے زیادہ دفع بلا اور کیا ہے۔ وللہ الحمد۔
۴ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مردے جلانا ابھی گزرا۔ اور دارمی کی صحیح حدیث میں ہے:
((جاء كم رسول ليحيي قلوباً غلفاً ويفتح أعيناً عمياً ويسمع آذاناً صماً ويقيم السنة عوجاً)) (۲)۔
تمہارے پاس یہ رسول تشریف لائے کہ غلاف چڑھے دلوں کو زندہ فرمادیں اور اندھی آنکھیں انکھیاری کردیں اور بہرے کان کھول دیں اور ٹیڑھی زبانیں سیدھی کردیں۔
قرآن عظیم میں ہے: ﴿ مَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا﴾(۳)۔
جس نے ایک جان کو زندہ کیا گویا اس نے سب آدمیوں کو زندہ کیا۔
ائمۂ دین فرماتے ہیں: عالم جس طرح اپنی ابتدا میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا محتاج تھا کہ حضور نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا یونہی اپنی بقا میں حضور کا محتاج ہے کہ حضور نہ ہوں تو کچھ نہ ہو۔ اس کے نصوص کتاب ''سلطنة المصطفیٰ في ملكوت كل الوریٰ'' میں ہیں۔
انسان وحیوان کی زندگی کھیتی سے ہے، کھیتی کی زندگی مینھ سے۔ عام مخلوق کی زندگی پانی سے اور ان سب کی اور تمام جہان کی زندگی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے۔ حضور کی زندگی ذکر الٰہی سے اور ذکر الٰہی

---

(۱) [جامع الأحاديث: حرف السين، ۱۳/۳۲۶]
(۲) [سنن الدارمي، ۲٦]
(۳) [سورة المائدة: ۳۲]

ان کا ۵ حکم جہاں میں نافذ قبضہ کل پہ رکھاتے یہ ہیں
قادر کل کے نائب اکبر کن کا ۶ رنگ دکھاتے یہ ہیں

کی زندگی حضور سے کہ حضور نے تشریف لاکرا سے احیا فرمایا۔

مطالع المسرات میں ہے: "هو صلى الله تعالىٰ عليه وسلم روح الأكوان وحياتها"(۱)
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام جہان کی جان اور زندگی ہیں۔

اسی میں ہے: "قد اتفقت كلمة اولياء الله علىٰ انه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم سر الله الممتد في الأرواح بنسيمها وتنسمهاله حياتها"۔(۲)۔

تمام اولیاء کا اجماع ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے وہ راز ہیں جو سب روحوں میں پھیلا ہوا ہے، انہیں کی خوشبو سونگھ کر سب روحیں جیتی ہیں۔

۵ مواہب شریف میں ہے: هو صلى الله تعالىٰ عليه وسلم خزانة السر وموضع نفوذ الأمر فلا ينفذ أمر الامنه ولا ينقل خبر الا عنه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم،

یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خزانہ راز الٰہی وجائے نفاذ امر ہیں، کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضور کے دربار سے اور کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی مگر حضور کی سرکار سے۔ صلى الله تعالىٰ عليه وسلم۔

مدارج شریف میں ہے: معلوم شد کہ تصرف وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بتصریف الٰہی جل جلالہ وعم نوالہ زمین وآسمان راشامل ست۔ اسی میں ہے: روز روز اوست وحکم حکم او بحکم رب العلمین۔

نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں ہے: انه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم لا حاكم سواه فهو حاكم غير محكوم۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا مخلوق میں کسی کا حکم نہیں، حضور حاکم کل ہیں اور جہان بھر میں کسی کے محکوم نہیں۔

۶ مواہب لدنیہ ومنح محمدیہ میں ہے:

اذا رام أمراً لا يكون خلافه وليس لذلك الأمر في الكون صارف

حضور جب کوئی بات چاہتے ہیں وہی ہوتی ہے اس کا خلاف نہیں ہوتا اور حضور کے چاہے کا جہان میں کوئی پھیرنے والا نہیں۔ یہی خاص رنگ کن ہے۔

(۱) [مطالع المسرات شرح دلائل الخيرات:٤٦٣] (۲) أيضاً:٤٦٣]

صحیح بخاری شریف میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور سے عرض کرتی ہیں: اری ربك يسارع في هواك۔ میں حضور کے رب کو دیکھتی ہوں کہ حضور کی خواہش میں جلدی وشتابی کرتا ہے۔

ائمہ کرام فرماتے ہیں: اولیا میں ایک مرتبہ اصحاب تکوین کا ہے کہ جو چیز جس وقت چاہتے ہیں فوراً موجود ہو جاتی ہے جسے کن کہا وہی ہو گیا۔

مطالع المسرات میں ہے: ''قال الشيخ أبو محمد عبد الرحمن: كل اسم من اسماء الله تعالىٰ فعال في الكون مؤ ثر فيه بما يناسب معناه، ولله عباد اذا تحققوا باسمائه كونت لهم الأشياء كما أخبر تعالىٰ عن نوح وعيسىٰ ونبينا صلى الله تعالىٰ عليه وسلم مما ورد قرانا وسنة وهو جا ر في اتباع الرسل أيضاً مما لا يعد كثرة"۔

امام ابو محمد عبد الرحمٰن نے فرمایا: اللہ عزوجل کا ہر نام عالم میں اپنے معنی کے مناسب نہایت فعل کرنے والا ہے اور اللہ کے کچھ بندے ہیں کہ جب اسمائے الٰہیہ کے ساتھ متحقق ہوتے ہیں اشیا ان کے لیے تکون پاتی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے نوح وعیسیٰ اور ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خبر دی جس کا ذکر قرآن وحدیث میں ہے۔ اور یہ رسولوں کے پیروؤں میں بھی اس کثرت سے جاری ہے کہ گنا نہ جائے۔

اسی میں امام ابو العباس احمد اقلیشی کی تفسیر سے ہے:

"قال وهيب بن الورد: وكان من الأبدال، لو قال: بسم الله صادقاً علىٰ جبل لزال والىٰ هذا أشار بعض أهل الاشارات في قوله: بسم الله منك بمنزلة كن منه"۔

یعنی وھیب ابن ورد قدس سرہ کہ ابدال سے تھے فرماتے: اگر صدق والا پہاڑ پر بسم اللہ کہے پہاڑ ٹل جائے، اور اسی طرف بعض اولیائے کرام نے اپنے اس قول میں اشارہ فرمایا ہے کہ عارف کا بسم اللہ کہنا خالق کے کن فرمانے کی جگہ ہے۔

اسی میں ہے: ''وعد الحاتمي من الكرامات أسماء التكوين اِما بمعرفة الأسماء واِما بمجرد الصدق؛ لأن بسم الله منك حينئذ بمنزلة كن منه، كذا أشار اِليه بعض العارفين من أهل التكوين وهو صحيح۔

یعنی امام محی الملت والدین حاتمی نے کرامات سے اشیا موجود کر دینے کے ناموں کو شمار کیا خواہ یوں کہ وہ اسم معلوم ہو جس سے شی موجود ہو جاتی ہے اسے لیا اور معدوم شی موجود ہو گئی، یا مجرد اپنے صدق سے کہ صادق کا بسم اللہ کہنا خالق کے کن فرمانے کی جگہ ہے۔ بعض اولیا نے کہ خود اصحاب تکوین سے تھے اس کی طرف اشارہ فرمایا، اور یہ صحیح ہے۔

ان کے ہاتھ میں ہر کنجی ہے مالک کل کہلاتے یہ ہیں
اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَر ساری کثرت پاتے یہ ہیں

ﻉ بیہقی وابونعیم وحاکم وغیرہم کی احادیث میں ہے کہ توراۃ وانجیل دونوں میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت ہے:((اعطی المفاتیح)) سب کنجیاں انہیں عطا ہوئیں۔

''الامن والعلی'' میں بارہ حدیثوں سے ثابت کیا ہے کہ خزانوں کی کنجیاں، زمین کی کنجیاں، دنیا کی کنجیاں، نصرت کی کنجیاں، نفع کی کنجیاں، جنت کی کنجیاں، نار کی کنجیاں، ہر شے کی کنجیاں حضور کو عطا ہوئیں۔

علامہ فاسی رحمہ اللہ تعالیٰ ''مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات شریف'' میں نقل فرماتے ہیں:

" کل ما ظهر فی العالم فانما یعطیه سیدنا محمد صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم الذی بیده المفاتیح ، فلا یخرج من الخزائن الالٰهیة شيء الا علی یدیه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم۔"(۱)۔

جو نعمت تمام عالم میں کہیں ظاہر ہوتی ہے وہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی عطا فرماتے ہیں کہ انہیں کے ہاتھ سب کنجیاں ہیں، تو اللہ کے خزانوں سے کوئی چیز نہیں نکلتی مگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر۔

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آکے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

۸ شاہ عبد العزیز صاحب تحفۂ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں: اللہ عزوجل زبور شریف میں فرماتا ہے:

((امتلأت الارض من تحمید احمد وتقدیسه وملك الارض ورقاب الامم))۔(۲)۔

زمین بھر گئی احمد کی حمد اور احمد کی پاکی بولنے سے احمد ساری زمین اور تمام امتوں کی گردنوں کا مالک ہوا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

امام احمد وامام طحاوی کی حدیث ہے، اعشی مازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور میں عرض کی:

---

(۱) [جهود علماء الحنفية فی ابطال عقائد القبورية:۲/۷۰٤]

(۲) [مختصر التحفة الاثنی عشرية:۱/۱۱۲]

رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں رب وہ ہے معطی یہ ہیں قاسم

((یا مالك الناس و دیان العرب)) (۱)۔

اے تمام آدمیوں کے مالک اور عرب کے جزا سزا دینے والے۔

حضور نے ان کی فریاد رسی فرمائی۔ شفاء شریف میں ہے:

"من لم یر نفسه فی ملکه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم لم یذق حلاوة الایمان"(۲)۔

جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا مالک نہ جانے ایمان کی حلاوت نہ چکھے گا۔ ؎

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا
وہی نور حق وہی ظل رب ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب
نہیں ان کی ملک میں آسماں کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں

بہجۃ الاسرار شریف میں حضرت سیدی ابومدین شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ فرماتے:

((ملك البدل من السماء الی الارض وملك العارف من العرش الی الثری))(۳)۔

آسمان سے زمین تک ابدال کی ملک ہے اور عارف کی ملک عرش سے فرش تک۔

غضب تو یہ کہ خود وہابیہ کے پیر طائفہ اسمٰعیل دہلوی کی صراط مستقیم میں ہے کہ۔۔

''یہ بلند منصب والے تمام عالم میں تصرف کے مختار مطلق ہوتے ہیں اور انہیں یہ کہنا پہنچتا ہے کہ عرش سے فرش تک ہماری سلطنت ہے''۔

اف رے شرک اکبر۔

۹ صحیح بخاری شریف کی حدیث ہے:

((انما انا قاسم واللّٰه یعطی))(٤)۔

---

(۱) [السنن الکبری للبیهقي:۱۰/٤٠٦]

(۲) [کتاب الشفا :۲۳۸]

(۳) [موسوعة مواقف السلف في العقيدة والمنهج:۸/٥٤۳]

(٤) [مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح:۲/٦٦۸]

ماتم گھر میں ایک نظر میں شادی شادی رچاتے یہ ہیں
اپنی بنی ہم آپ بگاڑیں کون بنائے بناتے یہ ہیں
لاکھوں بلائیں کروروں دشمن کون بچائے بچاتے یہ ہیں

دینے والا اللہ ہے اور بانٹنے والا میں۔
علمائے کرام فرماتے ہیں:
کسی چیز کی تخصیص نہ فرمائی یعنی کوئی نعمت ہو اللہ ہی دیتا ہے اور حضور ہی کے ہاتھ سے ملتی ہے۔ مواہب شریف وغیرہ سے گزرا ہر نعمت حضور ہی سے ملتی ہے۔
۱۰ قصیدہ بردہ شریف میں ہے:

یا أکرم الخلق مالی من ألوذ به
سواک عند حلول الحادث العمم

اے تمام مخلوق الٰہی سے زیادہ کریم میرا کوئی نہیں جس کی میں پناہ لوں عام حادثہ اترنے کے وقت۔
شاہ ولی اللہ صاحب کے قصیدہ ''اطیب النغم'' میں ہے:

اذا ما اتتنی ازمة مدلهمة
تحیط بنفسی من جمیع جوانبی
تطلبت هل من ناصر او مساعد
الوذ به من خوف سوء العواقب
فلست اری الا الحبیب محمدا
رسول الٰه الخلق جم المناقب
ومعتصم المکروب فی کل غمرة
ومنتجع الغفران من کل تائب(۱)

جب مجھے سخت تاریک سختی پہنچتی ہے کہ ہر طرف سے میری جان کو گھیر لیتی ہے، میں ڈھونڈتا ہوں کوئی یاری دینے والا یا مدد کرنے والا ہے میں جس کی پناہ لوں کہ بدانجامی کا خوف دور ہو جائے،

(۱) [مجموعة القصائدالزاهدیات:۲/۴۳]

بندے کرتے ہیں کام غضب کے — مژدہ رضا کا سناتے یہ ہیں
نزع روح ۱؎ میں آسانی دیں — کلمہ یاد دلاتے یہ ہیں

اس وقت کوئی نظر نہیں آتا مگر محمد پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول بہت فضیلتوں والے کہ ہر سختی میں مصیبت زدہ کے جائے پناہ ہیں جن کی بارگاہ سے ہر توبہ کرنے والا اپنی مغفرت طلب کرے۔

پھر لکھتے ہیں:

اس بیت میں اس آیۂ کریمہ کی طرف اشارہ ہے کہ جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں اگر تمہاری بارگاہ میں حاضر ہو کر استغفار کریں اور اے محبوب تم ان کی بخشش چاہو تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

۱؎ حضور تو حضور امام شعرانی میزان الشریعۃ میں فرماتے ہیں:

"ان ائمة الفقهاء والصوفية كلهم يشفعون فى مقلديهم ويلاحظون احدهم عند طلوع روحه وعند سؤال منكرونكير له وعند النشر والحشر والحساب والميزان والصراط ولا يغفلون عنهم فى موقف من المواقف"(۱)۔

بیشک سب پیشوا اولیاء وعلماء اپنے اپنے پیروؤں کی شفاعت کرتے ہیں اور جب ان کے پیرو کی روح نکلتی ہے جب منکر نکیر اس سے سوال کرتے ہیں، جب اس کا حشر ہوتا ہے، جب اس کا نامۂ اعمال کھلتا ہے، جب اس سے حساب لیا جاتا ہے، جب اس کے عمل تلتے ہیں، جب وہ صراط پر چلتا ہے، ہر وقت ہر حال میں اس کی نگہبانی کرتے ہیں، اصلاً کسی جگہ اس سے غافل نہیں ہوتے۔

نیز فرماتے ہیں:

" جميع الائمة المجتهدين يشفعون فى اتباعهم ويلاحظونهم فى شدائدهم فى الدنيا والبرزخ ويوم القيٰمة حتىٰ يجاوزوا الصراط۔ (۲)۔

تمام ائمۂ مجتہدین اپنے پیروؤں کی شفاعت کرتے ہیں اور دنیا وقبر وحشر ہر جگہ سختیوں کے وقت ان کی نگاہ داشت فرماتے ہیں جب تک صراط سے پار نہ ہو جائیں (کہ اب سختیوں کا وقت جاتا رہا اور

---

(۱) [جهود العلماء الحنفية في ابطال العقائد القبورية:۲/۷٦۰]

(۲) [جهود العلماء الحنفية في ابطال العقائد القبورية:۲/۷٦۰]

مرقد میں بندوں کو تھپک کر | میٹھی نیند سلاتے یہ ہیں
باپ جہاں بیٹے سے بھاگے | لطف وہاں فرماتے یہ ہیں
ماں جب اکلوتے کو چھوڑے | آ آ کہہ کے بلاتے یہ ہیں
سنکوں بیکس رونے والے | کون چھپائے چپاتے یہ ہیں
خود سجدے میں گر کر اپنی | گرتی امت اٹھاتے یہ ہیں
ننگوں بے ننگوں کا پردہ | دامن ڈھک کے چھپاتے یہ ہیں
اپنے بھرم سے ہم ہلکوں کا | پلہ بھاری بناتے یہ ہیں
ٹھنڈا ٹھنڈا میٹھا میٹھا | پیتے ہم ہیں پلاتے یہ ہیں
سَلِّم سَلِّم کی ڈھارس سے | پل پر ہم کو چلاتے یہ ہیں
جس کو کوئی نہ کھلوا سکتا | وہ زنجیر ہلاتے یہ ہیں
جن کے چھپر تک نہیں ان کے | موتی محل سجواتے یہ ہیں
ٹوپی جن کے نہ جوتی ان کو | تاج و براق دلاتے یہ ہیں
کہہ دو رضا سے خوش ہو خوش رہ | مژدہ رضا کا سناتے یہ ہیں

﴿لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون﴾ کا زمانہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے آ گیا۔ نہ انہیں کوئی خوف ہو نہ کچھ غم۔ وللہ الحمد)۔

نیز فرماتے ہیں:

"واذا کان مشائخ الصوفیة یلاحظون اتباعھم ومریدیھم فی جمیع الاھوال والشدائد فی الدنیا والاٰخرة فکیف بائمة المذاھب"(۱)۔

جب اولیا ہر ہول وسختی کے وقت اپنے پیروؤں اور مریدوں کا دنیا وآخرت میں خیال رکھتے ہیں تو ائمۂ مذاہب کا کیا کہنا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

---

(۱) [جهود العلماء الحنفية في ابطال العقائد القبورية:۲/۷۶۰]

نیز ''لوائح الانوار القدسیہ'' میں ہے:

''کل من کان متعلقا بنبی اورسول اوولی فلا بد ان یحضره ویأخذ بیده فی الشدائد''۔ (۱)۔

جوکوئی کسی نبی یارسول یا ولی کا متوسل ہوگا ضرور ہے کہ وہ نبی و ولی اس کی مشکلوں کے وقت تشریف لائیں گے اوراس کی دستگیری فرمائیں گے۔

سندیں یہاں کثیر وموفوراوران میں سے بہت ''حیاۃ الموات'' و''انوارالانتباہ'' و''فتاویٰ افریقہ'' میں مذکور مگرکس کے لیے جواہل ہدایت ہو۔ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَالَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ○(۲).

(۱) [جهود العلماء الحنفية في ابطال العقائد القبورية:۲/۷٦۰]

(۲) [سورة نور:٤۰]

استمداد از شاہ رسالت بر کبرائے کفر و ردّت

مولیٰ دین مٹاتے یہ ہیں
کفر اسلام میں لاتے یہ ہیں

تیری شان گھٹاتے یہ ہیں
رب کو عیب لگاتے یہ ہیں

رب سے الجھیں نبی سے الجھیں
کس ابلیس کے کاتے یہ ہیں

بلکہ وہ کفر میں ان کا گرگا
پھر مسلم کہلاتے یہ ہیں

ابن عقبہ[1] سے مسلم ہیں
حاشا اس کو لجاتے یہ ہیں

اس کے ظلموں کی حد تھی حرم پر
شاہ حرم تک جاتے یہ ہیں

کتنے مذہب[2] ردّت ٹھہرے
فقہ و کلام میں آتے یہ ہیں

ے بالکسر و تشدید دال یعنی باوصف ادعائے اسلام قول یا فعل کفر کا ارتکاب کرنا۔

[1] سرکار مدینہ طیبہ پر جو ناپاک لشکر یزید پلید نے بھیجا تھا اس کا خبیث افسر مسلم بن عقبہ تھا، وہ ناپاکیاں وہاں کیں جن کے سنتے کلیجہ کانپے۔ تین دن مسجد اقدس میں نماز نہ ہوئی، منبر اطہر پر گھوڑوں کی لید اور پیشاب پڑے، آخر بہت برے حالوں اپنے مقر کو گیا۔

[2] حکم ارتداد فقہی و کلامی میں فرق ہے، جس لفظ کے ظاہر معنی کفر ہوں تاویل کی گنجائش نہ رکھتا ہو، یعنی اس کے لیے کوئی تاویل صحیح نہ ہو کہ تاویل فاسد کو یہ نہ کہیں گے کہ اس میں تاویل کی جگہ ہے، فقہا اس پر

کفر کے بچے ۳؎ کفر کے باوا
کفر کے رشتے ناتے یہ ہیں

سب سے مضر تر ہیں یہ وہابی
سنی بن کے رجھاتے یہ ہیں

سنی و حنفی و چشتی
بن بن کر بہکاتے یہ ہیں

جتنے ضلال ہوئے ہیں اب تک
ان بھیوں کے کھاتے یہ ہیں

جو چھپر ابلیس نے چھائے
سب کے بندھن باتے یہ ہیں

حق سے جاہل شہ سے ذاہل
کیسی مد کے ماتے یہ ہیں

اپنی چلتی نورِ الٰہی
جلتے مونھ سے بجھاتے یہ ہیں

پیارے دفع کر اعدا کیونکر
تیرے ہوتے ساتے یہ ہیں

تکفیر کرتے ہیں، لیکن متکلمین کتنی ہی تاویل بعید ہو جب تک عرفاً حدِ امکان میں ہو اسے موجب احتیاط جانتے ہیں، ہاں تاویل متعذر کہ حقیقۃً تاویل ہی نہیں ہوتی اسے کوئی نہ سنے گا، اس پر تکفیر قطعی اجماعی ہے، یہی وہ کافر ہے کہ اس کے کفر میں شک کرنا بھی کفر ہے۔ مصرع دوم میں انہیں قسموں کی طرف اشارہ ہے تاکہ معلوم ہو کہ شعر سرنامہ میں کفر و ردّت دونوں صورتوں کو عام ہے کہ قصیدے میں دونوں قسم کے مرتدوں کا رد ہے۔ واللہ الہادی۔

۳؎ کفر کے بچے وہ مذہب کہ خاص کفر سے پیدا ہوئے۔ یہ صورت التزام ہے۔ کفر کے باوا جس کا نتیجہ کفر ہے، یہ لزوم ہوا۔ کفر کے رشتے قریب بکفر۔ قصیدے میں تینوں قسموں پر رد ہے۔

اسمٰعیل دہلوی اور سب وہابیہ اور سارے دیوبندی

شرکو رسل کو ملک کو جو مانے اس کو خدا سے چھڑاتے یہ ہیں
چھاچھ بنا کر پھینکی نبوت گھی توحید کا تاتے یہ ہیں

ص ظاہر ہے کہ یہ ان کا امام ہے جونیت امام کی سواپنی، پھر دیوبندیوں کے امام خاص گنگوہی صاحب کا فتاویٰ حصہ اول صفحہ ٦٣ و ٦٤ :

''سوال : تقویت الایمان میں کوئی مسئلہ قابل عمل نہیں یا کل صحیح ہیں۔

الجواب: بندہ کے نزدیک سب مسائل اس کے صحیح ہیں''۔

ل تقویت الایمان مطبع صدیقی دہلی ١٢٧٠ھ:

صفحہ ٢١ ''اللہ کے سوا کسی کو نہ مان''۔

صفحہ ٨ ''اوروں کو ماننا محض خبط ہے''۔

صفحہ ٧ وغیرہا۔

اقول: ہر مسلمان جانتا ہے کہ رسولوں، فرشتوں کا ماننا جزو ایمان ہے اور ان کا نہ ماننا ایسا ہی کفر ہے جیسا اللہ عز وجل کو نہ ماننا۔ لیکن امام الوہابیہ کے دھرم میں انہیں اور خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ماننا محض حرام اور ہر حرام سے بدتر ہے۔

اقول: یہی نہیں کہ انبیاء و ملائکہ اور خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ماننا امام الوہابیہ نے صرف خبط ہی ٹھہرایا ہو بلکہ اُسے ہر حرام سے بدتر حرام کیا۔ صفحہ '٥٩' پر کہا:

آدمی کتنا ہی گناہوں میں ڈوب جائے اور محض بے حیا ہی بن جائے اور پرایا مال کھا جانے میں کچھ قصور نہ کرے اور کچھ بھلائی برائی میں امتیاز نہ کرے تو بھی شرک کرنے اور اللہ کے سوا اور کسی کو ماننے سے بہتر ہے۔

یعنی شراب پینا، چوری کرنا، ڈاکا ڈالنا، حرام کھانا، حرام کرنا، حرام کرانا یہ سب باتیں حرام ضرور ہیں مگر انبیاء و ملائکہ و محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ماننا ان سب سے بدتر ہے، انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

مسلمانو! کیا اسلام اسی کا نام ہے؟۔

پھر اس کلمۂ کفر کی تہمت رب پہ و رسل پہ اٹھاتے یہ ہیں
شہ کو رسل کو اہل خدا کو چوہڑے چمار سناتے یہ ہیں
حق سے چھوٹا ان سے اعظم بیچ میں اور مناتے یہ ہیں

---

۲ صفحہ۱۹ ''اللہ صاحب نے فرمایا: کسی کو میرے سوانہ مانیو''۔ اللہ تعالیٰ پر کفر کا افترا۔

۳ صفحہ۱۷ ''جتنے پیغمبر آئے ہیں سو اللہ کی طرف سے یہی حکم لائے ہیں کہ اللہ کو مانے اور اس کے سوا کسی کو نہ مانے''۔ تمام انبیاء پر کفر کا افترا۔

۴ تفویت الایمان صفحہ۱۱ پر یہ دعوی کر کے کہ کسی انبیاء اولیاء کی یہ شان نہیں جو کسی کو مصیبت کے وقت پکارے مشرک ہے۔ صفحہ۲۲ پر اس کے ثبوت میں کہا ''ہمارا جب خالق اللہ ہے تو ہم کو چاہیے ہر کاموں پر اسی کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام، جیسے جو ایک بادشاہ کا غلام ہو وہ اپنے کام کا علاقہ دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا، کسی چوہڑے چمار کا تو کیا ذکر''۔

۵ تفویت الایمان صفحہ۱۶ ''جس نے اللہ کا حق مخلوق کو دیا تو بڑے سے بڑے کا حق ذلیل سے ذلیل کو دیدیا جیسے بادشاہ کا تاج ایک چمار کے سر پر رکھ دیجیے اور یہ یقین جانیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے''۔

اقول: اللہ کو بڑے سے بڑا کہا اور تمام مخلوقات کو ذلیل سے ذلیل۔ تو کم سے کم بیچ میں ایک اور چاہیے جو اللہ سے چھوٹا اور مخلوقات سے بڑا ہو، اس سے ذلیل اور ان سے معزز ہو۔ یہ کفر ہے۔

اقول: اس نے اللہ عزوجل کو بڑے سے برا اور تمام مخلوقات کو ذلیل سے ذلیل بتایا تو یہاں چار ہوئے ایک اللہ کہ بڑے سے بڑا ہے، دوسرا وہ بڑا کہ ذلیل نہیں اور اللہ سے چھوٹا ہے، تیسرا ایک ذلیل، چوتھا تمام مخلوقات کہ اُس ذلیل سے ذلیل ہے تو اللہ اور مخلوق کے درمیان دو اور ہوئے ایک بڑا کہ خدا سے بڑائی میں کم ہے دوسرا ذلیل کہ مخلوق سے ذلت میں کم ہے اور اگر یوں مانے کہ وہ ایک ہی ہے جو اللہ سے کم بڑا اور مخلوق سے کم ذلیل ہے جب بھی بیچ میں تیسرا ماننے سے چارہ نہیں۔

یہ اگر صفاتِ الٰہی کو کہا کہ نہ خالق ہیں نہ مخلوق تو اللہ کی صفتیں ذلیل ٹھہرائیں اور یہ کفر ہے اور اگر غیر صفات کو کہا تو ذات وصفات کے سوا ایک اور کو مانا کہ اللہ کا مخلوق نہیں یہ بھی کفر ہے۔ شاید ہندوؤں کے بتوں کو کہا کہ انھیں وہ ٹھاکر کہتے ہیں اور یہ تمام مخلوقات کو چمار کہتا ہے اور ٹھاکر چمار سے بڑا ہوتا ہے اور باھمن سے ذلیل وہ باھمن اس کا معبود ہوا۔

وہ سب رکھے چمار سے بدتر ٹھا کر کس کو بناتے یہ ہیں
لا واللہ یہ وہ شان خدا ہے ذرہ سے جس کو گراتے یہ ہیں

---

۶ تفویت الایمان صفحہ ۷ ''سب انبیا اس کے روبرو ذرۂ ناچیز سے کم تر ہیں''۔ یعنی چوہڑے چمار سے بھی بدتر۔

وہاں ''چمار سے بھی ذلیل'' کہا یہاں ''ذرّہ ناچیز سے بھی کمتر'' یعنی چوہڑے چمار سے بھی بدتر کہ وہ پھر انسان ہیں اور انسان کو عزت بخشی ہے﴿ولقد کرمنا بنی آدم﴾(۱) اور اپنی گالی کا پردہ یہ رکھا کہ ہم نے تو اللہ کی شان کے روبرو کہا ہے۔

اقول:﴿مَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدۡرِہٖ﴾(۲) ظالموں نے اللہ ہی کی شان کی قدر نہ کی۔ اللہ عزوجل ایک قوم کا حال بیان فرماتا ہے:﴿یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یُّفَرِّقُوۡا بَیۡنَ اللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ﴾(۳)

اللہ اور اُس کے رسولوں میں جدائی ڈالنی چاہتے ہیں۔

فرماتا ہے:﴿اُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡکٰفِرُوۡنَ حَقًّا﴾(۴) یہی حقیقی کافر ہیں۔

اللہ اور اُس کے رسولوں میں یہ جدائی ڈالنا ہے کہ ان کی عزت، ان کی عظمت اللہ کی عزت و عظمت سے جدا ہے۔ حاش للہ! انبیا کی شان اللہ ہی کی شان ہے۔ انبیا کی عزت اللہ ہی کی عزت ہے۔ انبیا کی تعظیم اللہ ہی کی تعظیم ہے۔ دیکھو ائمہ دین ۱ نے فرمایا ہے کہ غیر خدا کے لیے تواضع حرام ہے۔ پھر علما وغیرہم معظمانِ دین کے لیے تواضع کا حکم دیا ہے۔ اگر ان کی عزت اللہ ہی کی عزت نہ ہوتی تو ان کے لیے تواضع حرام ہوتی۔ قال اللّٰہ تعالیٰ:﴿فَاِنَّ الۡعِزَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیۡعًا﴾(۵) ساری عزت اللہ کے لیے ہے۔

اور فرماتا ہے:﴿وَلِلّٰہِ الۡعِزَّۃُ وَلِرَسُوۡلِہٖ وَلِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ﴾(۶) عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور ایمان والوں ہی کے لیے ہے۔

---

(۱) [سورۃ الاسراء: ۷۰] (۲) [سورۃ الانعام: ۹۱]
(۳) [سورۃ النساء: ۱۵۰] (۴) [سورۃ النساء: ۵۱]
(۵) [سورۃ النساء: ۱۳۹] (۶) [سورۃ المنافقون: ۸]

حواشی: (۱ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم. ضروری الملاحظہ: مسلمانو!

....

واحد قہار عزجلالہ کے غضب سے اُسی کی پناہ پھر اُس کے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پناہ جب وہ کسی سے اُس کا دین لیتا ہے عقل وحیا پہلے چھین لیتا ہے دیوبندیوں وہابیوں پر یہ قاہر رد مدت سے بار بار شائع ہو رہا ہے مگر سب خواب عدم میں ہیں وہ تو فرما ہی دیا تھا کہ دم ہے فلاں فلاں وغیرہم کسی دیوبندی یا وہابی مقلد یا غیر مقلد بے دینوں میں دم کہاں اور دم نہیں تو جواب کیسا ع کچھ ایسا سوئے ہیں سونے والے کہ حشر تک جاگنا قسم ہے۔ سوتا کبھی جاگے بھی مردہ کیا کروٹ لے۔ مگر شیر پنجاب لا مذہبی مسٹر ای اے ایچ ثناء اللہ امرتسری کو پھر پھری آئی ہر چہ اہلِ حدیث ۱۶ مئی ۱۹ء میں فتاویٰ مبارکہ ''العطایا النبویه فی الفتاوی الرضویه'' کے رسالہ باب العقائد والکلام کا مضمون ہدایت مشحون (جس میں عام وہابیہ کی ۶۴ ضلالتیں خباثتیں اور ان کے ساتھ دیوبندیہ کی ۸۲ اور ان کے ساتھ غیر مقلدوں کی پوری سو مع سند و حوالہ مذکور ہیں جن میں یہ قاہر رد بھی ہے، نقل کر کے اپنا اور اپنے عینی بھائیوں کا دکھڑا رویا جواب ناممکن تھا مگر قسموں کی ڈھال بنائی کہ ہم خدا کو اور اُس کے فرشتوں کو گواہ کر کے کہتے ہیں کہ یہ ہم پر دیوبندیوں وہابیوں پر سراسر بہتان ہے جھوٹ ہے افترا ہے سبحن اللہ اُس رسالہ مبارکہ میں سو دلیلوں سے یہی تو ثابت فرمایا تھا کہ تم خدا کو جانتے ہی نہیں جو خدا ہے اُسے تم مانتے نہیں اور جسے مانتے ہو اللہ عزوجل اُس سے برتر و متعالی ہے پھر خدا جانے کس خدا کو گواہ کر کے یہ صریح جھوٹا حلف بک رہے ہو اللہ عزوجل پہلے ہی فرما چکا ہے یشهد الله علی ما فی قلبه وهو الد الخصام۔ اللہ کو اپنے دل کی بات پر گواہ کرتا ہے۔ اور وہ سب جھگڑالوؤں سے بڑھ کر ڈھیٹ ہے اتخذوا ایمانهم جنة فصدوا عن سبیل الله فلهم عذاب مهین۔ اپنی قسموں کو ڈھال بنا کر اللہ کی راہ سے روکا اُن کے لیے خواری کا عذاب ہے۔ بات صاف تھی حوالے موجود تھے۔ اللہ بھلا کرے حامی سُنّت ماحی بدعت حاجی منشی محمد لعل خاں صاحب سلمہ کا اُنہوں نے مبارک رسالہ یک گز وسہ فاختہ بیمناک ملقب بلقب ایڈیٹر اے ایچ اور اُس کے حلقی پیچ پیچ در پیچ کے رد میں شائع فرمایا اور آنکھوں سے معذور ایڈیٹر کو آفتاب مشعلوں سے دکھایا سو کے سو قاہر رد وہابیہ دیوبندیہ کی عبارات بحوالہ صفحہ نقل فرما کر ثابت کر دیے اور ان کے سوا مسٹر کے اسی پرچے سے اُن کے پندرہ کفر اور گنا دیے اور بتا دیا کہ تمہیں اللہ عزوجل کے اسمائے حسنیٰ پر ہرگز ایمان نہیں اور ساتھ ہی وہ جو مسٹر مدت سے تعریف اہلِ سُنّت میں جھوتے اور ہر ایک پر منہ آ کر پھولتے تھے اُس کا خاتمہ کر دیا اسلام کی تعریف ان سے پوچھی کہ اسلام کے مدعی ہو پہلے یہ تو بتاؤ اسلام کسے کہتے ہیں اُس کی ایسی تعریف دکھاؤ جس پر ویسے اعتراض نہ ہو سکیں جو تم تعریف اہلِ سُنّت پر بگھارتے ہو اور ساتھ ہی لکھ دیا کہ ہم کہے دیتے ہیں نہ دکھا سکو گے پھر کس منہ سے مسلمانی کے مدعی ہو نیز ثابت کر دیا کہ تمہارے انہیں اعتراضوں سے اللہ و رسول جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسلام و ایمان کی جو تعریفیں فرمائیں سب غلط ٹھہرتی ہیں نیز اسی پر ایک قاہر سوال کیا کہ دیکھو اللہ و رسول جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رسولوں کو ماننا رکن ایمان بتایا اور تمہارا امام تقویت الایمان میں کہتا ہے اللہ کے سوا کسی کو نہ مان اوروں کو ماننا محض خبط ہے اب فرمایئے اللہ و رسول نے محض خبط کو رکن ایمان بنایا یا اسمٰعیل دہلوی رکن ایمان کو محض خبط کہہ کر کافر ہوا اور جب وہ کافر تو اُس کے متبع، اُس کے معتقد تم اور دیوبندی سب کافر ہوئے یا

....

نہیں بینوا توجروا بینوا توجروا بینوا توجروا غرض وہ مختصر مبارک رسالہ قابل دید ہے کلکتہ زکریا اسٹریٹ نمبر ۲۲ حاجی صاحب موصوف سے مل سکتا ہے۔ مسٹر کا پرچہ ۱۵ شعبان کا تھا اور یہ مبارک جواب ۲۷ شعبان کو مسٹر کی منچلی نچلی طبیعت نے بہ ہزار مصیبت دو مہینے تو جھیلے چپ رہی سوچتی ہوگی کہ نہ راہ رفتن نہ روئے ماندن جواب دے تو کیا دے روشن آفتاب کو ٹکرانے کی بڑی آڑ جھوٹا حلف تھا اس یک گز وسہ فاختہ نے اُس کی ڈھال بھی چھلنی کردی نہ دے تو ڈھٹائی بے حیائی کا دھرم بھرشٹ ہوتا ہے آخر تیسرے مہینے یہی سوجھی کہ کچھ نہ کچھ بک دو رسول کو ماننا تو محض خبط ٹھہر ہی چکا ہے۔ اور اللہ بھی خیال ہی خیال ہے جو چوریاں کرے، شرابیں پیے۔ ایسے کا کیا خوف تو جو کچھ ہے ﴿ان ھی الا حیاتنا الدنیا نموت ونحی وما نحن بمبعوثین﴾ بس یہی دنیا کی زندگی ہے اسی میں مرنا جینا اُٹھنا نہ ہوگا تو دنیا میں سکوت کی روسیاہی کیوں لیں لہٰذا ۱۴ ذی القعدہ کو اس مبارک رسالے پر دیز کی حیا ہوتی تو اب کوئی جواب دیا جاتا کچھ اپنی اور اپنے سارے طائفہ کی گمراہی بنائی جاتی مگر نا ممکن واقع کیونکر ہو جائے اور جھوٹے حلف کی ڈھال پہلے پاش پاش ہو چکی ہے لہٰذا اب کی اپنا اور دیو بندیوں سب کا کافر دہریہ ہونا صاف کھلے لفظوں میں قبول دیا اور جنہوں نے رسالہ مبارکہ یک گز وسہ فاختہ یا وہ ارشاد جلیل باب العقائد والکلام نہ دیکھا ہو اُن پر دن دہاڑے اندھیری ڈالنے کو یہ چال چلی کہ ہم تو ایسا ماننے والوں کو کافر دہریہ کہہ رہے ہیں بھلا ہم ایسا مانتے۔ حالانکہ ہر دیکھنے والا دیکھ رہا ہے کہ یقیناً تمہیں ایسا مانتے ہو اور یقیناً تمہیں وہ ہو جسے خود کافر دہریہ کہہ رہے ہو یہ چال بھی تھانوی صاحب سے سیکھی اُنہوں نے سالہا سال قاہر ضربوں کے صدمے جھیل کر بسط البنان میں یہی ڈھرا پکڑا کہ کھلے لفظوں میں اپنا کافر ہونا قبول دیا بلکہ جتنا حکم علمائے کرام حرمین شریفین نے اُن پر لگایا تھا اُس پر بھی اضافہ کیا جس کا بیان اُن کے اقوال میں آتا ہے۔ پھر بھی اُنہوں نے اپنی بگڑی بنانے کو دم توڑنے کی کچھ حرکت مذبوحی تو کی جس پر ۱۲۲ قاہر ضربیں وقعات السنان اور ۲۹۲ سرشکن رد ادخال السنان میں ہوئے مسٹر ای اے ایچ بیچارے کچھ نہ بول سکے صرف اپنے کفر و دہریت کے اقرار و اعلان پر قناعت کی اس مضمون میں اہل حدیث کے تقریباً سات کالم سیاہ کیے ہیں۔ ڈھائی کالم میں تو رسالہ مبارکہ کا کلام نقل کیا ہے باقی سارا رونا لٹریچر کا رویا ہے کہ طرز تحریر خراب ہے اور اس رونے میں بھی اپنے معدوم ایمان کو پھر رو بیٹھے فرمائے ہیں واللہ ہمیں آپ کے اختلاف عقائد کی اتنی شکایت نہیں نہ کفری اعتقادات سے اتنی نفرت جتنی آپ کے لٹریچر (طرز تحریر سے)

مسلمانو! طرز تحریر کی شکایت یہی تو ہے کہ ان کے نزدیک ان کو سخت سست الفاظ کہے اب مسٹر ایڈیٹر اسلامی عقائد کو کفری اعتقادات کہہ کر حلف سے کہتے ہیں کہ اُن کو کفر سے اتنی نفرت نہیں جتنی درشت کلامی سے۔ مسلمانو! کیا یہ مسلمان کی شان ہے کہ اُسے کفر سے نفرت کم ہو مسلمانو! کفر کیا ہے اللہ و رسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معاذ اللہ تکذیب۔ کیا یہ مسلمان کی شان ہے کہ اللہ و رسول کو جھوٹا کہنا اپنے برا کہنے سے ہلکا جانے خیر یہ تو ان کی اندرونی حالت ہے جو خود کھول دی کہ کفر سے نفرت کم ہے (کم نفی مطلق پر بھی بولتے ہیں) دل میں اللہ و رسول سے زیادہ اپنی قدر ہے (کبھی نفی محض پر بھی موجود کو تفضیل دیتے ہیں اہل جنت کو خیر مستقرا فرمایا حالانکہ مستقر جہنم میں اصلاً خیر نہیں) یعنی نہ کفر

سے صاحب ایڈیٹر کو اصلاً نفرت نہ دل میں اللہ و رسول کی اصلاً قدر و منزلت یہ ضرور سچ ہے۔ رہی شکایت طرزِ تحریر وہ ابھی ابھی بہت سہل دفع ہوتی ہے اولاً مسٹر کے جواب کو ذکر کریں وہی اس شکایت کو دفع کردے گا غرض یہ تمام کالم مسٹر نے ان مہملات میں سیاہ کیے کہ کسی طرح ٹکا دے کر خریدار اخبار یہ جانیں تو کہ مسٹر شیر پنجاب نری نرا شیر قالین نہیں جواب کے نام صرف یہ گنتی کے حرف ہیں کہ بس اس پر ہمارا آپ کا فیصلہ ہے کہ آپ ہماری کسی معتبر کتاب سے یہ حوالہ دکھادیں بس سارے جواب کی ترکی اتنی ہی ہے۔ جس کا حاصل وہی کانوں پر ہاتھ دھرنا جیسی اوپر سے ہوتی آئی ہے قال اللہ تعالیٰ **یحلفون باللہ ما قالوا ولقد قالوا کلمۃ الکفر و کفروا بعد اسلامھم** حلف اُٹھاتے ہیں کہ اُنہوں نے نہ کہا اور بیشک کفر کا بول کہا اور مسلمان کہلا کر کافر ہولیے۔ نہیں نہیں مجھی کو سہو ہوا جواب کی ایک سطر یہ ہے ایک اور ہے وہ اس سے بھی مزے کی ہے مسٹر نے اس کے متصل رسالہ مبارکہ کا ایک اور اعتراض نقل کیا کہ ''وہابی ایسے کو خدا مانتے ہیں جو لواطت جیسی خبیث بے حیائی کا مرتکب ہونا حتی کہ مخنث کی طرح خود مفعول بننا کوئی خباثت کوئی فضیحت اُس کی شان کے خلاف نہیں وہ کھانے کا منہ اور بھرنے کا پیٹ اور مردی وزنی کی دونوں علامتیں بالفعل رکھتا ہے۔'' مسٹر نے اس کا نام مکرر حوالہ رکھا اور جواب میں فرمایا ہم اعلان کرتے ہیں کہ اللہ جل شانہ وعم نوالہ کی نسبت ایسا بدعقیدہ رکھنے والا کافر بلکہ دہریہ ہے۔ ساتوں کالم میں صرف یہ دو سطریں جواب کی ہیں اور بس جواب ہوگیا یعنی عقل وحیا و ایمان و دین سب کو۔

اب ہمیں یہاں مسٹر سے چند ضروری سوال ہیں

سوال اوّل بہت ادب سے گزارش کہ آپ کے امام الطائفہ اسمٰعیل دہلوی صاحب کی یک روزی اور آپ کے ہم نوا دیوبندیوں کے سرغنہ مولوی محمود حسن دیوبندی صاحب کی تحریر نظام الملک (جن کو آپ اس پرچے میں بھی ''حامیانِ سُنّت و ناصرانِ ملت ماحیانِ بدعت'' لکھ رہے ہیں) کیا آپ کے یہاں کی معتبر کتابیں نہیں۔ سارے وہابیہ تو کیا آپ کے ہم زبان ہوں گے آپ ہی اپنی تحریر پر قائم رہ کر ابوالوفا بنے ہوا پنی اُسی وفا کا جی رکھ کر لکھ تو جایئے کہ ہاں ہاں اسمٰعیل دہلوی واہلِ دیوبند کافر دہریے ہیں کیا آپ ابھی ابھی اعلان نہ کرچکے پھرنا ارتداد ہے۔

سوال دوم مسلمانو! اس صریح خیانت اور دن دہاڑے تحریف کو دیکھیے رسالہ یک گز وسہ فاختہ صفحہ ۵ اور اُس کی اصل مبارک صفحہ ۴۵،۷ مطبوعہ موجود ہیں اُن میں یوں تھا لواطت کا مرتکب ہونا خود مفعول بننا کوئی خباثت اُس کی شان کے خلاف نہیں یعنی وہابی دھرم میں یہ ناپاکیاں اُس پر ممکن ہیں اُس کا یہ بنالیا لواطت کا مرتکب ہوتا خود مفعول بنتا یعنی یہ واقع ہوتی ہیں تاکہ ناواقف کو چھل سکیں کہ دیکھو ان کا وقوع ماننا ہماری کسی معتبر کتاب میں نہیں۔ کیوں مسٹر کیا یہ ابوالوفائی کیوں مسٹر یہ دیدے کی صفائی۔

سوال سوم شاید جاہلوں کو یوں دھوکے دیں کہ ان وہابی کتابوں میں وہ مذہب سہی جس سے یہ سب ناپاکیاں یقیناً ثابت ہیں مگر خاص لواطت مفعولیت ان الفاظ سے تو اقرار نہیں۔ کیا ہر عاقل نہیں جانتا کہ یہ کید ضعیف میں سے ہے جب وہابی کتابوں میں اُس معلون مذہب کی صریح تصریح ہے جس سے یہ سب یقیناً ثابت تو مان کر مکرنا کھلی ڈھٹائی پکی

بے حیائی ہے یا نہیں انہیں لفظوں کو آپ لٹریچر کا نقص کہتے ہیں سبحن اللہ اللہ ورسول کو برا کہے اُس پر مسلمان پیچھا لیں تو ڈھیٹ بنیے پھر کوئی ڈھٹائی کا نام نہ لے ورنہ سڑیل لٹریچر ہے۔

سوال چہارم بہت اچھا ڈھٹائی نہیں آپ کے یہاں یہی ابوالوفائی ہے اپنی اُسی وفا کا صدقہ یہ تو بتا دیجیے کہ اگر زید کسی کو ولد الحرام لکھے تو کیا نہ کہا جائے گا کہ اس نے اُس کی ماں کو زانیہ کہا اس پر وہ روئے پیٹے ہائے وائے مچائے کہ مجھ پر جھوٹ بہتان افترا ہے میری کسی معتبر کتاب میں یہ لفظ دکھا تو دو کہ اُس کی ماں زانیہ ہے میں نے تو یہ کہا کہ وہ ولد الحرام ہے تو کیا وہ عیار مکار خبیث کذاب فریبی دغاباز نہ ہوگا۔

سوال پنجم جگ بیتی سے کیا کام آپ اپنی بیتی لیجیے آپ نے اپنے ترک اسلام صفحہ۴۴ پر دیانند کی عبارت نقل کی کیا پرمیشور رحم میں نہ تھا اور اُس پر اعتراض جمایا کہ ایشور حیض کا خون تو نہ کھاتا ہوگا مئیں بھولا پاخانے سے تو ضرور آلودہ ہوتا ہوگا (چرز) یہ ہے مسٹری لٹریچر۔ خیر اس سے کیا غرض یہ دیکھیے کہ پاخانے سے آلودہ ہونا حیض کا خون کھانا آپ کے سوامی کی عبارت میں کہاں تھا پھر آپ نے کیونکر افترائی بہتانی جھوٹ اعتراض جما کر سُنّت نصاریٰ کی تقلید سے تالیاں پیٹیں۔ نہیں نہیں اعتراض بیشک ٹھیک ہے اور جیسا وہ آپ کے سوامی پر ٹھیک ہے یہ آپ پر ٹھیک اُترا یا نہیں۔

سوال ششم جانے دو وہ بات جس پر یہاں آپ سارا نچوڑ رکھ رہے ہیں یعنی آپ کے معبود کا چوری کر سکنا آپ کے حامی سُنّت، ناصر ملت، ماحی بدعت نے نظام الملک میں اس کے تو خاص لفظ کی تصریح کی ہے کہ جہل ظلم چوری شراب خوری سے معارضہ کم فہمی۔ یہ کلیہ ہے کہ جو مقدور العبد ہے مقدور اللہ ہے پھر جیتی نگلنا کس کا کام ہے؟

سوال ہفتم یہ بھی جانے دیجیے گنتے گنتے بھول گئے پھر سرے سے گن لیجیے دھرم دھرم سے بول چلیے (۱) آپ کے دھرم میں آپ کا معبود ہاں ہاں وہی جسے آپ اپنے خیال میں اللہ جل شانہ وعم نوالہ لکھ رہے ہیں چوری کر سکتا ہے یا نہیں کہو۔ ہاں ضرور کر سکتا ہے ورنہ انسان سے قدرت میں گھٹ رہے گا (وہ دیکھو اپنے امام الطائف کی یکروزی صفحہ ۱۴۵) ورنہ ہر مقدور العبد مقدور اللہ نہ رہے گا (وہ دیکھو اپنے حامی سُنّت ناصر ملت کی تحریر نظام الملک) ورنہ آپ کے نزدیک علی کل شیء قدیر۔ نہ رہے گا (وہ دیکھو سب کذابیوں کی کج فہمی) (۲) جب وہ چوری کر سکتا ہے تو اپنی ملک چرائے گا یا پرائی۔ کہو کہو کہ پرائی۔ اپنی ملک لینا چوری نہیں ہو سکتا۔ (۳) جب وہ پرائی ملک چرائے گا تو اُس کے سوا اور بھی مالک مستقل ہوئے یا نہیں۔ کہو ہوئے اور بیشک ہوئے۔ (۴) کیا بندہ خدا کے مقابل کسی چیز کا مالک مستقل ہو سکتا ہے کہ وہ شئے خاص اس کی ملک ہو خدا کی نہ ہو۔ کہو کہو ہرگز نہیں۔ (۵) جب بندہ خدا کے مقابل مالک مستقل نہیں ہو سکتا اور تمہارے معبود کے سوا ضرور اور بھی مالک مستقل ہے۔ جس کا نمبر۳ میں اقرار کر چکے ہو۔ کہو کہو جلد کہو کہ ہاں مانا اور ضرور مانا۔ (۶) بندہ کروروں کی چوری کر سکتا ہے خدا ایک ہی کی کر سکے زیادہ پر قادر نہ ہو تو یکروزی و پرچہ نظام الملک اور تم سب اصحاب عقیدۂ کذب کے نزدیک بندے سے کروروں درجے قدرت میں گرا ہوا رہے گا یا نہیں کہو ضرور رہے گا اور یہ جائز نہیں۔ (۷) جب یہ جائز نہیں تو تم پر کروروں خدا ماننا واجب ہوا یا نہیں۔ کہو کہو اور جلد کہو کہ بیشک بیشک اور یقیناً

یہی وہابی و دیوبندی دھرم ہے کہ خداؤں کی گنتی کروروں سے بھی سوا ہے۔ کہیے پھر جھوٹ بہتان افترا کا رونا مکاری کا رونا تھا یا نہیں؟ اُف اُف اُف تف تف تف۔

سوال ہشتم اب فرمایئے آپ خود اپنے افترا ہاں ہاں اسی پرچے سے اپنے جلی لکھے ہوئے اعلان سے کافر دہریے ہوئے یا نہیں۔ کہو کہو اور جلد کہو کہ ہوئے ہوئے بے شک ہوئے اور ہیں پھر کسی لٹریچر کی کیا شکایت کافر دہریہ کہنے سے زیادہ سخت اور کیا ہے جس کا گلہ ہے۔ کافر دہریہ شرعاً سخت لفظ کا مستحق ہے یا تعظیم تکریم کا۔ اور اگر پھر پلٹا کھاؤ کہ نہیں نہیں ہم ایسے نہیں تو یہی عرض ہے ان ثبوتوں اور خود اپنے اقرار و اعلان سے عہدہ برآ ہو جایئے۔ اُس وقت ہم آپ کی مان لیں گے کہ ہمارا اس وجہ سے آپ کو کافر کہنا غلط تھا ہم یہ لفظ فوراً واپس لیں گے مگر لٹریچر کی شکایت اب بھی بے معنی ہوگی شرعاً فقط کافر ہی سخت لفظ کا مستحق نہیں بلکہ ہر گمراہ بددین اپنی گمراہیاں ضلالتیں جن کا مختصر بیان جا بک لیٹ و پیکان جاں گداز و باب العقائد والکلام و یک گز و دو فاختہ و یک گز و سہ فاختہ وغیر ہا رسائل میں ہے سب سے نکل کر اپنے آپ کو سُنّی مسلمان بنا لیجیے اُس وقت ہم اپنے سب الفاظ واپس لیں گے اور آپ کی بڑی مدح شائع کریں گے کیوں یہ صلاح مانیے گا یا نہیں۔

سوال نہم مسٹر آپ نے تو پرچۂ ۵ شعبان ۱۶ مئی میں یہ حلف اُٹھایا اور خدا کو گواہ کر کے کہا تھا کہ یہ سراسر بہتان ہے جھوٹ ہے افترا ہے اب سو میں سے صرف ایک پر فیصلہ کیسا کہ بس اس پر ہمارا آپ کا فیصلہ ہے کہ آپ ہماری کسی معتبر کتاب سے یہ حوالہ دکھا دیں اور دیکھیے رسالہ یک گز و سہ فاختہ میں صاف متنبہ کر دیا تھا کہ بفرض باطل اگر ان پوری سو ضربوں میں بعض خالی بھی جائیں (حالانکہ وہ یقیناً سب جگر دوز و عدو سوز ہیں) جب بھی مسٹر اپنے منہ خدا کے منکر خدا سے کافر ہیں کہ وہ سراسر جھوٹ بہتان افترا کہہ چکے ہیں تو اگر اُن کو خدا پر ایمان کا ادعا ہے تو ہر ضرب کی نسبت جھوٹ بہتان افترا ہونے کا ثبوت دیں ورنہ اپنی ہی پڑھی آیت اپنے اوپر خود بھی الٹ لیں جس کا آپ ہی ترجمہ کیا ہے کہ افترا اور بہتان وہی کرتے ہیں جن کو خدا پر ایمان نہیں ہوتا طرّہ یہ کہ اپنے اسی پرچہ ۴ ذی القعدہ میں یک گز کی یہ عبارت بکف چراغی کے لیے نقل بھی کی ہے۔ یہ پھر بس ایک پر فیصلہ (ڈھٹائی بے حیائی پر آپ لٹریچر روئیں گے) کمال ابو الوفائی ہے یا نہیں ع وفا کے باپ بنے ہو وفا کا دھیان رہے۔

سوال دہم اُن سو ضربوں کا تو یہ جواب ہوا کہ اپنے منہ اپنے آپ اور اپنے حامیان سُنّت دیوبندیہ اور سارے کے سارے وہابیہ کو کافر دہریہ قبول دیا پھر (۱) وہ جو یک گز و سہ فاختہ نے ۱۵ کفر آپ ہی کی تحریر سے آپ پر بڑھائے۔ (۲) وہ جو آپ کو تعریف اسلام سے عاجز بتایا وہ جو ثابت کر دیا کہ کس منہ سے ادعائے مسلمانی تم ابھی اسلام کو جانتے ہی نہیں۔ (۳) وہ جو ثابت کیا کہ مولوی امام الدین صاحب ساکن کوٹلی سلمہ کی تعریف اہلِ سُنّت پر آپ کا اعتراض بعینہٖ اُس تعریف اسلام پر ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کی۔ (۴) نیز اُس تعریف ایمان پر جو حضور اقدس نے ارشاد فرمائی۔ (۵) بلکہ خود اللہ عزوجل پر جو اُس نے مؤمن کی تعریف کی۔ (۶) وہ جو قاہر سوال تھا کہ اللہ و رسول نے محض

خبط کورکن ایمان کیا یا اسمٰعیل اور سارے وہابی دیو بندی اور تم سب کافر۔(۷) وہ جو دکھایا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کفار جتنا جانتے تھے کہ ہمیں جیسے آدمی ہیں اُنہیں کے مقلد تم ہوئے۔(۸) وہ جو طویلے کالتیاؑ ثابت کیا تھا کہ تم نے جناب تھانوی صاحب کو کافر مشرک کہہ دیا اس جرم پر کہ اُنہوں نے تمام عالم کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بندہ مانا۔ وغیرہ وغیرہ ان تمام قاہر تپانچوں کو مستری ہوشیاری اس پرچہ میں یوں چھپاتی ہے کہ رسالہ مذکورہ میں اور بھی بہت گھنونی باتیں ہیں جن کو نقل کر کے ہم اپنے ناظرین کو ملول کرنا نہیں چاہتے اللہ رے اغماض۔ یہ صریح مکاری اور اپنے عجز وگریز کی نہایت شرمناک طریقے سے پردہ داری ہے یا نہیں غرض ۔ عیار ہو بیباک ہو جو آج ہو تم ہو۔ بندے ہو مگر خوف خدا کا نہیں رکھتے۔ مسلمانو دیکھا یہ ہے شیر قالین پنجاب کی شیری۔

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد والہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین اٰمین والحمد للہ رب العلمین ۱۲ ع غفرلہ)

رب کا مقابل سمجھے رسل کو　　اپنا شرک بھلاتے یہ ہیں
ان کی عزت حق سے جدا ہے　　دونوں کی تول کراتے یہ ہیں
ان کا ، نام دھرا ناکارے　　کفر کے کام تو آتے یہ ہیں

اگران کی عزت عزتِ الٰہی سے جدا ہوتی تو عزت کے حصے ہو جاتے۔ ساری عزت اللہ کے لیے نہ ہوتی۔ تو اس نے اللہ ہی کی شان کو ’’چمار سے بدتر اور ذرّہ ناچیز سے کمتر‘‘ کہا۔

اقول: ساری علت وہی فرق ڈالنا ہے کہ اس نے انبیا و اولیا کو خدا کے مقابل ایک مستقل ہستی سمجھا ہے۔ وہاں کہا: ’’اللہ کی شان کے آگے‘‘ یہاں کہا: ’’اس کے روبرو‘‘ ’’آگے۔ اور۔ روبرو‘‘ مقابل ہی کو کہتے ہیں۔

گنگوہی صاحب نے اسی ملعون قول کا چاک سلانے کو اپنے فتاویٰ حصہ اوّل صفحہ ۸۷ میں اس لفظ کی تصریح کی کہ ’’فخر عالم حق تعالیٰ کے مقابلہ میں‘‘ یہ ان شرک پرستوں کا کھلا شرک ہے۔

انہوں نے دو مستقل عزتیں رکھیں: ایک اللہ کی، دوسری انبیا اولیا کی، اور ان کا باہم یوں موازنہ کیا کہ اس کے مقابل یہ چمار اور ذرّہ سے بھی بدتر ہے، حالانکہ یہ اُسی کے ظل ہیں، اُسی کی عزت ان میں تجلی فرما ہے، پھر ناپ تول کیسی۔ اگر بلاتشبیہ آئینے میں بادشاہ کے عکس کی اُس کے مقابل تذلیل کیجیے کہ یہ تو اُس کے سامنے نہایت ہی ذلیل و ناپاک سؤر سے بھی بدتر ہے تو یہ بادشاہ ہی کی توہین ہوگی کہ اُس عکس میں بادشاہ ہی کی خوبی جلوہ گر ہے۔ اسی لیے انبیا و اولیا سے مدد مانگنا شرک بتاتے ہیں کہ وہ ان کے نزدیک خدا سے جدا ہستی ہیں جیسے مشرکوں کے بت۔ حالانکہ اُن سے مانگنا بعینہٖ خدا سے مانگنا ہے۔

۷　تفویت الایمان صفحہ ۳۵ ’’اللہ کے ہوتے ایسے عاجز لوگوں کو پکارنا کہ کچھ فائدہ نقصان نہیں پہنچا سکتے محض بے انصافی ہے کہ ایسے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارے لوگوں کو ثابت کیجیے‘‘۔

یہ ناپاک عبارت بھی اُسی دعویٰ صفحہ ۱۱ کے ثبوت میں لکھی کہ انبیا اولیا کو پکارنا شرک ہے۔ یہاں محبوبانِ خدا کو عاجز ناکارے ہی کہا تھا اور یہ کہ ’’وہ کچھ فائدہ نقصان نہیں پہنچا سکتے‘‘، یعنی بیل اور سانپ سے بھی گئے گزرے۔ سانپ نقصان دیتا اور بیل فائدہ پہنچاتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَلَهُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ﴾(۱)

(۱)　[سورۃ یٰس: ۷۳]

ان کے ۸ منھ میں خاک ہو کس کے — مٹی میں مر کے ملاتے یہ ہیں
پھر ۹ اس کفر کی تہمت شہ پر — رکھ کر خاک اڑاتے یہ ہیں
جیسے ۱۰ پدھان اور چودھری ایسی — شہ کی سیادت گاتے یہ ہیں

اقول: ساتھ لگے اللہ پر بھی عنایت کہ اُسے شخص کہا "ایسے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارے لوگوں کو" صفحہ ٦٣ پر کہا "اللہ وہ شخص ہے"۔ شخص اُبھرے ہوئے جسم کو کہتے ہیں اور اللہ عزوجل جسم و جسمانیات سے پاک مگر جب اس کے نزدیک اُسے جہت و مکان سے پاک ماننا گمراہی ہے جیسا کہ عن قریب آتا ہے تو آپ ہی اُسے جسم ٹھہرایا۔

ہر شخص اپنے ہی کام کو کام سمجھتا ہے۔ وہابیہ کا کام کفر ہے۔ محبوبان خدا اس کام کے نہیں تو انہیں آپ ہی ناکارہ کہا چاہیں۔

۸ و ۹ تقویت الایمان صفحہ ۸۲ "فرمایا (نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے) جو تو گزرے میری قبر پر کیا سجدہ کرے یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں"۔ کفر بکا اور یعنی کہہ کر حضور پر اس کا افترا۔

مر کر مٹی میں ملنا یہ کہ جسم گل کر خاک ہو اور خاک میں خاک مل جائے یہ صریح توہین اور کلمۂ کفر ہے۔ فقہائے کرام نے اس پر حجاج کی تکفیر کی جس کا بیان کوکبہ شہابیہ میں ہے، مسلمانوں کا ایمان وہ ہے جو خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحیح حدیث میں فرمایا:

((ان اللّٰہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیا))(زاد ابن ماجہ) فنبي اللّٰہ حی یرزق))(۱)

بے شک اللہ عزوجل نے پیغمبروں کا جسم کھانا حرام فرمایا ہے۔ نبی اللہ زندہ ہیں، رزق دیے جاتے ہیں۔ گنگوہی صاحب نے محمد رسول اللہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پیٹھ دے کر یہاں جو اپنے امام کی حمایت بحمیت جاہلیت کی ہے اُس کی خبر گیری اُن کے اقوال میں آتی ہے۔

۱۰ تقویت الایمان صفحہ ۸۵ و ۸٦ "جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار اس طرح سے ہمارے پیغمبر سارے جہان کے سردار ہیں"۔ بادشاہ تو بادشاہ ایک کلکٹر کو کہو تو اس کی توہین ہو، یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قدر ہے۔

---

(۱) [شروح سنن ابن ماجہ : ۱/٦۵۱]

چھوٹے[۱۱] بڑے بھائی کا تفاوت — اپنے میں شہ میں بتاتے یہ ہیں
صرف بڑے بھائی کے برابر — شہ کا وقار مناتے یہ ہیں
چھوٹے نانا حسین وحسن کے — پیش خود کہلاتے یہ ہیں
حکم ادب میں چچا زہرا کے — قَاتَلَهُمُ بنے جاتے یہ ہیں
وہ جن پر ماں باپ تصدق — بھائی ان کو بتاتے یہ ہیں
طالبی ـ عباسی تو نہیں، کیا — زیر ابولہب آتے یہ ہیں
شہ[۱۲] کی ثنا، مدح باہم سے — کم ہو یہ للچاتے یہ ہیں
فوق[۱۳] رسالت شہ میں نہیں کچھ — جملہ خصائص ڈھاتے یہ ہیں
اسرا[۱۴] رویت[۱۵] ختم نبوت[۱۶] — سب کو عدم میں سلاتے یہ ہیں

---

[۱۱] تفویت الایمان صفحہ ۸۱ ''ان کو اللہ تعالیٰ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے ہم چھوٹے''۔ صفحہ ۸۰ ''سو بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجیے''۔ کیسی کھلی توہین ہے۔ باپ کے برابر بھی نہ رکھا۔

ـ حضور کا کوئی حقیقی بھائی نہ تھا، حضرت حمزہ نے اولاد ذکور نہ چھوڑی۔ وہابیہ وامام الوہابیہ کا حضرت عباس یا ابوطالب کی اولاد سے بھی نہ ہونا ظاہر تو کیا ابولہب کے بیٹے بن کر چھوٹے بھائی بننے کی گستاخی کرتے ہیں۔

[۱۲] تفویت الایمان صفحہ ۸۵ ''جو بشر کی سی تعریف ہو سو ہی کرو سو اس میں بھی اختصار ہی کرو''۔

[۱۳] تا [۱۶] تفویت الایمان صفحہ ۸۳ ''پیغمبر خدا نے فرمایا یہی کہو کہ اللہ کا بندہ ہے اور اس کا رسول یعنی جو خوبیاں اور کمالات اللہ نے مجھے بخشے سب رسول کہہ دینے میں آجاتے ہیں''۔

یہ حضور کے سب فضائل خاصہ سے کفر ہے۔

مولیٰ عزوجل نے ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لاکھوں فضائلِ عالیہ خاصہ عطا فرمائے کہ کسی نبی ورسول نے نہ پائے ازانجملہ فوق سماوات معراج ہونا، اس زندگی میں دیدارِ الٰہی ہونا، خاتم النبیین ہونا، ظاہر ہے کہ یہ فضائل فقط رسول کہنے میں نہیں آسکتے ورنہ رسول تو سب ہیں، سبھی میں ہوتے لیکن امام الوہابیہ کے نزدیک حضور کی جتنی خوبیاں، جتنے کمال ہیں سب رسول کہہ دینے میں آجاتے ہیں تو صاف کہہ دیا کہ حضور میں کوئی خوبی، کوئی کمال ایسا نہیں جو سب رسولوں میں نہ ہو۔ یہ معراج ودیدار وختم نبوت وشفاعت کبریٰ وافضلیت مطلقہ وغیرہا تمام خصائص حضور سے صریح انکار اور کھلا کفر ہوا۔

ایک ۱۷؎ تو شہ پر یہ تہمت پھر حکم ۱۸؎ میں حصر بڑھاتے یہ ہیں
واقف ہیں ۱۹؎ احکام سے باقی سارے فضل گماتے یہ ہیں
کل اعجاز ۲۰؎ تمام محاسن ۲۱؎ سب پر لاکھنچواتے یہ ہیں

۱۷؎ ''یعنی'' کہہ کر اس کفر کا افترا بھی حضور پر رکھ دیا۔

۱۸؎ اقول:

حدیث میں اتنا تھا کہ اللہ کا بندہ و رسول کہو۔ ترجمہ وہ گڑھا کہ ''یہی کہو'' یہ حضور پر اور افترا، اسی خباثت کے لیے ہے کہ حضور میں رسالت کے سوا کوئی خوبی نہیں۔

۱۹؎ تا ۲۱؎ تفویت الایمان صفحہ ۲۹ ''ان میں بڑائی یہی ہے کہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں اور برے بھلے کاموں سے واقف ہیں''۔

اقول: اس کفر نے معجزے درکنار رسالت بھی اڑادی۔

اقول: جب امام الوہابیہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں صرف اتنی بڑائی مانی کہ اللہ کی راہ بتانے اور بھلے بُرے کاموں سے واقف ہیں تو باقی جملہ فضائل اور ظاہر و باطن کے تمام محاسن جمیع معجزات ان سب سے تو کفر ہوا ہی رسالت کی بھی خیر نہ رہی۔ ظاہر ہے کہ راہ بتانا اور واقف ہونا رسول کے ساتھ خاص نہیں، بس ایک عالم ہادی کی شان رہ گئی جو وہابیہ خود امام الوہابیہ کے لیے مانتے ہیں کہ وہ اللہ کی راہ بتاتا اور بھلے برے کاموں سے واقف تھا۔

اقول: بلکہ یہ خود راہ پر ہونے کو بھی مستلزم نہیں بہتیرے ہیں کہ بھلے بُرے سے واقف ہیں اور اُوروں کو راہ بتاتے اور خود عمل نہیں کرتے۔

قال اللہ تعالیٰ: ﴿أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنسَوْنَ أَنفُسَكُمْ وَأَنتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَٰبَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ﴾(۱)

کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے اور اپنے آپ کو بھولتے ہو اور تم کتاب پڑھتے ہو کیا تمہیں عقل نہیں۔ امام الوہابیہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بس اتنا مرتبہ رکھا۔

(۱) [سورة البقرة: ٤٤]

یہ بہتان ۲۲ بھی شہ پر رکھا — کتنا حق کو ستاتے یہ ہیں
یؤذون اللہ ورسولہ — دین کو کیا کلپاتے یہ ہیں
ایسوں کو جو اَعَدَّ لَھُمْ ہے — آج نہیں کل پاتے یہ ہیں
معجزہ ۲۳ اُمِّیت شہ سے — پیر کا جہل ملاتے یہ ہیں

---

۲۲ تفویت الایمان صفحہ ۸۹ میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اس کفر کا افترا کہ ”سب لوگوں سے امتیاز مجھ کو یہی ہے کہ اللہ کے احکام سے میں واقف ہوں اور لوگ غافل“۔

اقول: اب ہدایت بھی گئی نری احکام دانی رہ گئی۔

وہاں یعنی کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر معنوی افترا تھا یہاں حضور پر صریح افترا ہو گیا۔

اقول: اولاً وہاں بڑائی کا ذکر تھا یہاں مطلق امتیاز کا اسی میں حصر ہو گیا۔ ع قدم فسق پیشتر بہتر

ثانیاً: وہاں تک ہدایت باقی تھی یہاں وہ بھی اُڑ کر نری احکام دانی رہ گئی کہ حضور نے فرمایا مجھے صرف اتنا امتیاز ہے کہ میں احکام جانتا ہوں لوگ غافل۔ غرض۔

چندانکہ رخش حسن نہد برسر حسن — ایں دہلویک کفر نہد برسر کفر

قرآن عظیم میں ہے: بے شک جو اللہ و رسول کو ایذا دیتے ہیں اللہ نے ان پر دنیا و آخرت میں لعنت کی اور ان کے لئے ذلت دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

۲۳ صراط مستقیم اسمٰعیل دہلوی مطبع ضیائی ۱۲۸۵ھ دیباچہ میں اپنے پیر کو ”وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کمال مشابہت پر پیدا ہوئے لہٰذا ناخواندے رہے“۔ یہ گمراہی ہے۔

شفا شریف امام قاضی عیاض ص ۳۳۷ میں ہے کہ ایک جوان نیک مشہور سے کسی نے کہا چپ کہ تو امّی ہے۔ اس کی زبان سے نکلا کیا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امّی نہ تھے؟۔ فکفره الناس، اس پر علمانے اسے کافر کہا اور وہ ڈرا، پشیمان ہوا۔

امام ابوالحسن قابسی نے فرمایا: کافر کہنا تو ٹھیک نہیں، ہاں یہ اس کی خطا ہے ”كون النبی أميا آية له و كون هذا أميا نقيصة فيه وجهالة“(۱)۔ امّی ہونا حضور کے لیے معجزہ ہے اور اس کا ناخواندہ ہونا اس میں عیب و جہالت ہے، سزا کا مستحق تھا اب کہ نادم ہوا چھوڑ دیا جائے۔

---

(۱) [کتاب الشفاء: ۳۷۰]

شہ ۲۴ ۲ کے حکم پہ چلنے میں بھی — شرک کی ہنڈی پٹاتے یہ ہیں
و ر د ہ ۲ کلمۂ طیب پر بھی — شرک کا مونھ پھیلاتے یہ ہیں

۲۴ تفویت الایمان صفحہ ۱۳ و ۱۴ ''کھانے پینے پہننے میں اس کے حکم پر چلنا جس چیز کے برتنے کو فرمایا برتنا جو منع کیا اس سے دور رہنا اس قسم کی چیزیں اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے بتائی ہیں جو کسی انبیا اولیا کی اس قسم کی تعظیم کرے شرک ہے''۔ یہ قرآن کا رد اور رسالت کا انکار ہے۔

دہلوی نے جس بات کو شرک کہا یعنی نبی کے حکم پر چلنا جو وہ برتنے کہیں برتنا، جس سے منع فرمائیں باز رہنا، قرآن عظیم نے بعینہٖ اسی بات کا حکم دیا ہے۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾(۱)

رسول جو کچھ تمہیں دیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔

یہ قرآن مجید میں شرک مانا بلکہ حضور اور تمام رسولوں کی رسالت سے انکار ہوا۔ رسول بھیجے ہی اس لیے جاتے ہیں کہ اُن کے حکم پر چلیں، جو برتنا فرمائیں برتیں، جس سے منع فرمائیں دور رہیں۔

قال الله تعالى: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُوْلٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللّٰهِ﴾(۲)

ہم نے تمام رسول اسی لیے بھیجے کہ ان کا حکم مانا جائے اللہ کی پروانگی سے۔

۲۵ تفویت الایمان صفحہ ۴۹ ''نام جپنا انہیں کاموں سے ہے کہ اللہ نے خاص اپنی تعظیم کے ٹھہرائے ہیں اور کسی سے یہ معاملہ کرنا شرک ہے''۔

اقول: کلمہ طیبہ کے ورد میں حضور کا نام جپنا ہے لہٰذا اس کے نزدیک شرک۔

اور یہ نہیں کہہ سکتے کہ اُس میں اللہ کا نام بھی تو جپنا ہے کہ شرک تو دوسرے کے ملانے ہی کو کہتے ہیں نہ یہ کہ خاص دوسرے ہی کے لیے ہو۔

تفویت الایمان ص ۱۷ فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے جو کوئی کچھ میرے واسطے کرے اور غیر کو بھی اُس میں شریک کردے تو میں اپنا حصہ بھی نہیں لیتا سارے کو چھوڑ دیتا ہوں اور اس سے بیزار ہو جاتا ہوں۔

(۱) [سورة الحشر: ۷] (۲) [سورة النساء: ٦٤]

اتنا جلتے ہیں نام شہ سے — کلمے سے کنیا تے یہ ہیں
دم ۲۶ میں کروروں ہمسر شہ ہوں — ایسی مشین دھراتے یہ ہیں
معجزے ۲۷ سے بہتیرے جادو — اکمل واقویٰ گاتے یہ ہیں
ساحر قادر، لیکن شہ کو — پتھر محض ۲۸ بناتے یہ ہیں

---

۲۶ تقویت الایمان صفحہ ۳۷ ''ایک آن میں چاہے تو کروروں نبی محمد کی برابر پیدا کرڈالے''۔

یہ صاف توہین وکلمۂ کفر ہے۔

یہ حضور کے ان تمام فضائل سے کفر ہے جن میں شرکت ناممکن جیسے افضل مخلوقات وخاتم النبیین و سید المرسلین واوّل مخلوق واوّل شافع واوّل مشفع کہ حضور میں یہ فضائل ہوتے تو دوسرا حضور کے برابر ایک بھی نہ ہوسکتا کہ ان میں کوئی فضل دو کو ملنا محال نہ کہ ایک آن میں کروروں تو ضرور ہے کہ اس کے نزدیک حضور کے یہ سب فضائل باطل۔

۲۷ اسمٰعیل دہلوی رسالہ منصب امامت صفحہ ۳۱ منقول فتاویٰ گنگوہی حصہ ۳ صفحہ ۲۳ ''بہت چیزیں کہ مقبولوں کی معجزہ گنی جاتی ہیں ویسی بلکہ قوت وکمال میں ان سے بڑھ کر جادوگر اور طلسمات والے کرسکتے ہیں''۔

اقول: جب امام الوہابیہ کے دھرم میں معجزے سے کامل وقوی تر عجائب جادوگر دکھا سکتے ہیں پھر معجزے سے نبوت پر یقین کا کیا ذریعہ، یہ فرق کہ نبی بے آلات دکھاتا ہے اور ساحر آلات سے کیا کام دے گا کہ آلات ساحر پر اطلاع کیا ضرور اور جب وہاں بے اطلاع آلات اس سے بڑھ کر دیکھیں تو یہ ساحر پر کیوں نہ ایمان لائیں گے اور اگر باوصف جہل آلات اسے ساحر کہیں تو نبی کو کیوں نہ کہیں گے جیسے ان کے بھائی کہا ہی کرتے۔

مسلمانو! کیا تمہارا یہی اعتقاد ہے کہ جادوگر معجزے سے بڑھ کر دکھا سکتے ہیں۔

۲۸ ایضاً صفحہ مذکورہ ''معجزہ یوں ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ خود ایک تصرف عجیب کرتا ہے نہ یہ کہ معجزہ دکھانے کی قدرت نبی کو دے اور اسے اس کے اظہار کا حکم کرے''۔

صفحہ ۲۴ ''جو یہ سمجھے کہ حق تعالیٰ نے انبیاء کو تصرف کی قدرت دی وہ بے شک کافر ومشرک ہے''۔

یہ صراحۃً قرآن عظیم کا انکار ہے۔

اقول: ظاہر ہے کہ سحر حرام ہے اور حرام وحلال افعال اختیاریہ ہیں، جو کام انسان کی قدرت ہی میں نہ ہو جیسے نبض کی حرکت وہ حرام نہیں ہوسکتا تو سحر پر ضرور ساحر کو قدرتِ عطائیہ ہے۔ جیسے کھانے پینے

....

وغیرہ تمام افعال اختیاریہ پر لیکن امام الوہابیہ نبی کو معجزہ میں عاجز محض بتاتا ہے کہ جو خدا کی دی ہوئی قدرت مانے اسے بھی بے شک کافر مشرک کہتا ہے۔ یہ قرآن عظیم کی صریح تکذیب ہے اسے تو بعد کو ذکر کروں گا پہلے اس کفریہ دہلوی پر گنگوہی رجسٹری کو ذکر کروں یہاں گنگوہی صاحب کے سائل نے شرح مواقف کی عبارت بھی نقل کی تھی جس میں تصریح ہے کہ معجزہ کا قدرت نبی سے ہونا ہی اصح ہے بلکہ بعض جو غیر مقدور کہتے ہیں خود اس قدرت نبی کو معجزہ کہتے ہیں۔ یہ قدرت ضرور نبی کی قدرت سے نہیں بلکہ بعطائے الٰہی ہے تو فعل خارق عادت بالاتفاق قدرتِ نبی سے ہوا یعنی اہلِ سُنّت کے دونوں فریق یا کم از کم اصح قول والے اسمٰعیل کے نزدیک بے شک کافر مشرک ہیں۔ سائل نے اسی کے مثل شرح مقاصد کی عبارت بتائی اسمٰعیل کو کتب عقائد سے جو یہ خلاف ہے اس کی نسبت سوال تھا۔ اب اولاً گنگوہی صاحب اسمٰعیل کا دامن کیا چھوڑیں اہلِ سُنّت لاکھ کافر ٹھہریں فرماتے ہیں مولوی اسمٰعیل کا کہنا حق ہے حاشا یقیناً باطل ہے اہلِ حق کے نزدیک جیسے بعض معجزے محض فعل الٰہی سے ہیں بکثرت نبی کے فعل نبی کی قدرت عطائیہ سے ہیں۔

عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ﴿وَأُبْرِئُ الأَكْمَهَ والأَبْرَصَ﴾(١)

مادر زاد اندھے اور برص والے کو میں اچھا کر دیتا ہوں۔

اور فرمایا:

﴿وَأُحْيِي الْمَوْتٰى بِإِذْنِ اللّٰهِ﴾(٢)

میں مُردے جلا دیتا ہوں اللہ کے حکم سے۔

اور فرمایا:

﴿وَأُنَبِّئُكُم بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِيْ بُيُوتِكُمْ﴾(٣)

میں تمہیں بتاتا ہوں جو کچھ تم کھاتے اور جو کچھ گھروں میں ذخیرہ رکھتے ہو، دیکھو یہ مسیح کے افعال ہیں علیہ الصلوٰۃ والسلام تم ان سب آیتوں کے منکر ہو اور تمہارے نزدیک یہ چار شرک مسیح و قرآن دونوں کے

(١)[سورۃ آل عمران: ٤٩]

(٢)[سورۃ آل عمران: ٤٩]

(٣)[سورۃ آل عمران: ٤٩]

....

ہیں۔

ثانیاً: زورِ زبان یہ کہ...

سب ان کے موافق ہیں عبارت مواقف ومقاصد بھی ان کے موافق ہے

بجاہے، یہ فرمائیں کہ قدرت نبی سے ہونا ہی اصح ہے، وہ کہے جوایسا مانے یقیناً کافر ہے، بھلا اس سے بڑھ کر موافقت اور کیا ہوگی۔

ثالثاً: پھر ایک مہمل تقریر گڑھی جس کا حاصل یہ ہے کہ معجزہ میں نبی مثل قلم ہوتا ہے جیسے کتابت میں قلم بے اختیار محض ہے یوں ہی معجزہ میں نبی۔ فرق اتنا ہے کہ قلم بے عقل ہے اسے کتابت کی خبر بھی نہیں، اور نبی اتنا جانتا ہے کہ معجزہ ہورہا ہے اسی جاننے کو نبی کی قدرت کہا ہے:

سواس کا اثبات شرح مواقف ومقاصد میں ہے۔

بجاہے، موت کے وقت آپ کو معلوم ہوا ہوگا کہ آپ مررہے ہیں، تو آپ کی موت آپ کی قدرت سے واقع ہوئی، اس جاننے کو قدرت کہیں گے۔

رابعاً: پھر کہا:

مولوی اسمٰعیل اس کا انکار نہیں کرتے بلکہ قدرت دے کر فارغ ہونا مثل قدرت دیگر افعال کے کہ جب چاہیں کرلیا کریں اس کا انکار ہے۔

وہ صراحۃً مطلق قدرت کا سلب کرتا ہے۔ آپ خود نبی کو نرا قلم بنارہے ہیں، نہ یہ کہ قدرت وقت پر دی جاتی ہے، نہ ایسی کہ جب چاہیں کرلیں۔

خامساً: یہ اور نیا شگوفہ ہوا کہ افعالِ عادیہ میں اللہ تعالیٰ بندوں کو قدرت دے کر فارغ ہوگیا، یعنی بندو اب اپنی قدرت سے جو چاہو کرتے رہو میں الگ ہوں، ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم، یہ کھلا معتزلی پن ہے۔

سادساً: اپنا ہی فتاویٰ حصہ اوّل صفحہ ۱۲ دیکھئے:

سوال: مولانا روم فرماتے ہیں ؎

هست قدرت اولیا را از اله تیر جستہ باز گرداند ز راہ

اس کے مصداق اولیا ہیں یا نہیں؟

....

الجواب: کرامتِ اولیا حق ہے جب حق تعالیٰ چاہے اولیا سے کرادیوے۔یہی مطلب شعر کا ہے۔

یہاں تو آپ قدرتِ اولیا پرایمان لے آئے اور کرامت کو ان کا فعل مان لیا کرادیوے،تو کرنے والے اولیا ہوئے اور کرادینے والا اللہ عزوجل۔اب وہ اسمٰعیلی فتوے دیکھیے کہ بے شک مشرک وکافر۔یہ طویلے میں لتیاؤ کیوں۔اُسے شرک وکفر کی چڑھی ہے،آپ لاکھ اسے امام مانیں،وہ آپ کو بغیر کافر بنائے کب چھوڑتا ہے۔

سابعاً: یک نشد دوشد،اور بھاری کافر مشرک آئے قاسم نانوتی صاحب تحذیر الناس صفحہ ۸ میں فرماتے ہیں:

معجزہ خاص ہر نبی کو مثل پروانہ تقرری بطور سند نبوت ملتا ہے اور بنظر ضرورت ہر وقت قبضہ میں رہتا ہے گہ وبیگاہ کا قبضہ نہیں ہوتا۔

کہیے!قبضہ وقدرت میں کتنا فرق ہے؟۔

ثامناً: آپ تو اس کے منکر تھے کہ...

جب چاہیں کرلیا کریں۔

نانوتوی صاحب فرماتے ہیں:

ہر وقت قبضہ میں رہتا ہے

طویلے کی کوئی اینٹ بھی سلامت رکھیے گا۔

تاسعاً: رب عزوجل نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا:

﴿فَاضۡرِبۡ لَهُمۡ طَرِيۡقًا فِى الۡبَحۡرِ يَبَسًا﴾(۱)

اے موسیٰ تم ان کے لیے دریا میں سوکھا راستہ نکال دو کہ بنی اسرائیل پار ہو جائیں۔

عاشراً: فرماتا ہے:

﴿وَاتۡرُكِ الۡبَحۡرَ رَهۡوًا ؕ اِنَّهُمۡ جُنۡدٌ مُّغۡرَقُوۡنَ﴾(۲)

اے موسیٰ تم دریا کو یوہیں کھلا چھوڑ دینا پار اُتر کر پانی ملا نہ دینا کہ فرعونی اس میں اُتریں اس کے

---

(۱) [سورۃ طٰہٰ: ۷۷] (۲) [سورۃ الدخان: ۲۴]

شہ ۹ ع کی وجاہت شہ کی محبت ۰ ع زہر کہاں نہیں کھاتے یہ ہیں

بعد پانی ملے اور وہ ڈوبیں۔

اب اپنی اور اسمٰعیل کی خبریں کہیے! وہ تو اس کا منکر تھا کہ نبی کو اظہارِ معجزہ کا حکم دے۔ اور یہاں اللہ تعالیٰ نبی کو حکم ہی دے رہا ہے۔ آپ دونوں نے دونوں آیتوں کی تکذیب کی۔ دریا میں خشک راستہ نکال دینا اور پھر پانی کو پار اُترنے کے بعد بھی رُکا رکھنا۔ اگر موسیٰ کو اس کی قدرت نہ دی تھی تو ان کے حکم انھیں کیوں کر فرمائے۔ تمہارے نزدیک قرآن کے دو شرک ہوئے۔

۲۹ع تفویت الایمان صفحہ ۳۷ ''امیر کی وجاہت کے سبب اس کی سفارش قبول کی، اس قسم کی سفارش اللہ کی جناب میں ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتی، جو کسی نبی کو اس قسم کا شفیع سمجھے وہ اصل مشرک ہے''۔

مسلمانوں کے ایمان میں انبیا و حضور سید الانبیا علیہ وعلیہم افضل الصلوٰۃ والثنا ضرور شفیع ہیں اور ضرور بارگاہِ الٰہی میں ان کے لیے عظیم وجاہت ہے اور ضرور اُن کی وجاہت کے سبب اُن کی سفارش قبول ہے جو وہاں وجاہت نہیں رکھتا اُس کا کیا منھ کہ کسی کی سفارش کر سکے۔ اُن کی وجاہت کا انکار کفر اور اُس کے سبب اُن کی شفاعت کا قبول نہ ماننا ضلال، باقی دھوکا دینے کو جو وجاہت کے معنی میں دباؤ کی پچر لگائی کہ...

امیر سے دب کر سفارش مان لیتا ہے۔

یہ محض عیاری ہے۔ وجاہت کے معنی میں لغۃً عرفاً شرعاً کہیں اس کا پتا نہیں۔

اقول: خود صدیق حسن بھوپالی نے ''تفویت الایمان'' کے خلاصہ مسمّی بہ ''انفکاک'' میں وہ دباؤ کی قید نہ رکھی اور صفحہ ۲۰ پر صاف کہا:

شفاعت وجاہت جس طرح کوئی بادشاہ کسی امیر کی آبرو کے سبب سے اس کی سفارش قبول کر لیتا ہے۔ یہ شفاعت اللہ پاک کی جناب میں ہرگز نہیں ہوسکتی جو کوئی کسی نبی کو اس طرح کا شفیع سمجھے وہ اصلی مشرک ہے۔

اللہ عزوجل عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو فرماتا ہے:

﴿وَجِيهاً فِي الدُّنيَا وَالآخِرَةِ﴾(۱)

دنیا وآخرت دونوں میں وجاہت والا۔

---

(۱) [سورة آل عمران: ٤٥]

....

موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو فرماتا ہے: ﴿وَكَانَ عِندَ اللّٰهِ وَجِيهًا﴾(١)
اللہ کے یہاں وجاہت والا ہے۔
بیضاوی وارشاد العقل ورغائب الفرقان ومدارک التنزیل وغیرہا میں ہے:
"الوجاهة فی الدنیا النبوة و فی الآخرة الشفاعة"(٢)
دنیا میں وجاہت یہ کہ نبی ہیں، آخرت میں یہ کہ شفاعت کریں گے۔
مگر امام الوہابیہ تو ان کو..
ناکارے لوگ، چوہڑے چمار، چمار سے بھی ذلیل، ذرّہ ناچیز سے کم تر۔
کہتا ہے، یہ ان کے لیے وجاہت کیونکر مانے۔

مسلمانو! کیا تم اپنے نبی کو اللہ کے یہاں اتنا وجاہت والا نہیں جانتے کہ ان کی وجاہت وجہ قبول شفاعت ہو سکے۔

٣٠ تقویت الایمان صفحہ ٣٨ "محبت کے سبب سفارش قبول کرلی اس قسم کی شفاعت بھی اس دربار میں کسی طرح ممکن نہیں جو کسی کو اس قسم کا شفیع سمجھے ویسا ہی مشرک ہے"۔
مسلمانوں کے ایمان میں انبیاء حضور سید الانبیاء علیہ وعلیہم افضل الصلاۃ والثناء ضرور محبوب ہیں ان کے غلام تک محبوب ہیں:
﴿قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾(٣)
اے محبوب تم فرمادو کہ اگر خدا سے محبت رکھتے ہو تو میرے غلام ہو جاؤ اللہ کے محبوب ہو جاؤ گے۔
اور ضرور ان کی محبوبیت کے سبب ان کی سفارش قبول ہے۔
اقول: حدیث کا ارشاد دیکھیے کہ جب حضور شفاعت کا سجدہ کریں گے ارشاد ہوگا:

---

(١) [سورة الاحزاب: ٦٩]
(٢) [رغائب الفرقان: ١٦٣]
(٣) [سورة آل عمران: ٣١]

اصل ۱۳ شفاعت شہ سے ہیں کافر نام کو لفظ دکھاتے یہ ہیں

((یا محمد ارفع راسك ، وقل یسمع لك))(۱)

اے محمد اپنا سر اُٹھاؤ اور جو کہنا ہو کہو کہ سنی کی جائے گی۔

آنکھوں کا اندھا، اطاعت کے لفظ کو دیکھے، یہ کمالِ محبوبیت کے سبب قبولِ شفاعت نہیں تو اور کیا ہے، ان کی محبوبیت کا انکار کفر اور اس کے سبب ان کی شفاعت کا قبول نہ ماننا ضلال۔ باقی دھوکا دینے کو لاچاری کی قید بڑھائی کہ...

محبت سے لاچار ہو کر تقصیر معاف کر دے۔

وہی بے ایمانی ہے۔

اقول: دنیوی بادشاہوں کے یہاں بھی وجاہت و محبت دبنے اور لاچاری کو مستلزم نہیں اگرچہ کبھی یہ بھی ہوتا ہے۔ گمراہ نے

اولاً: اس واحد قہار کو ان پر قیاس کیا۔

ثانیاً: ان سے بھی گھٹا کر وہاں یہ حصر بڑھا لیا کہ اس کے یہاں وجاہت یا محبت کے باعث شفاعت قبول ہوئی تو دباؤ یا لاچاری ہی سے ہوگی۔

ثالثاً: عن قریب آتا ہے کہ اس کے دھرم میں اس کے معبود کا دبنا، لاچار ہونا، سب کچھ روا ہے، پھر کس منہ سے ایسا ماننے پر یہ مشرک بگھارتا ہے۔

مسلمانو! کیا تمہارے نبی اللہ کے محبوب نہیں کیا ان کی محبوبیت وجہ قبول شفاعت نہیں۔

۱۴ مسلمانوں کو دھوکے دینے کے لیے شفاعت بالاذن کا ماننا ظاہر کیا۔ شفاعة بالوجاهة و بالمحبة اس کے مقابل نہیں بلکہ وہی شفاعت بالاذن ہے، مگر اس نے اس کے وہ معنی گڑھے کہ شفاعت کا خالی لفظ رہ گیا حقیقت اڑ گئی، تاکہ انکار تو منہ بھر کر ہو، اور جاہلوں کے چھلنے کو ہو جائے کہ ہم منکر نہیں۔ اس میں یہ قیدیں بڑھائیں: صفحہ ۳۸

(۱) وہ ہمیشہ کا چور نہیں۔

(۲) چوری کو اس نے پیشہ نہیں ٹھہرایا نفس کی شامت سے قصور ہو گیا۔

(۱) [صحیح مسلم کتاب الایمان: ۳۲۲]

(۳) سو اس پر شرمندہ ہے۔

(۴) اور رات دن ڈرتا ہے۔

مسلمانو! گنہگار کی شفاعت میں کلام ہے، وہ جس سے نادراً ایک آدھ گناہ ہوگیا اور عمر بھر کے اعمال اچھے پھر اس اتفاقی گناہ پر بھی شرمندہ اور رات دن ڈرتا ہے، اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث صحیح میں فرماتے ہیں: ((الندم توبة))(۱)

شرمندہ ہونا توبہ ہے۔

اور جب وہ رات دن ڈر رہا ہے۔ ضرور تائب ہوا۔ اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث صحیح میں فرماتے ہیں:

((التائب من الذنب كمن لا ذنب له))(۲)

جس نے گناہ سے توبہ کی وہ بے گناہ کے مثل ہے۔

ایسا شخص گنہگار ہوگا، یا اعلیٰ درجے کے متقیوں میں شمار ہوگا؟۔

اور ﴿لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ﴾ (۳)

دوہری جنتوں کا سزاوار ہوگا۔

اس نے تو یہ کہی،

اور خود حضور شافع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد صحیح سنیے فرماتے ہیں:

((اترونها للمؤمنين المتقين لا ولكنها للمذنبين المتلوثين الخطائين))(٤)

کیا میری شفاعت ستھرے مؤمنوں کے لیے خیال کرتے ہو، نہیں بلکہ وہ گنہگاروں آلودہ روزگاروں سخت خطا کاروں کے لیے ہے۔

---

(۱) [غاية المرام فی علم الكلام: ۱/۳۱۳]

(۲) [اركان الايمان: ۲٤۱]

(۳) [سورة الرحمن: ٤٦]

(٤) [الاعتقاد للبيهقی: ۱/۲۰۲]

اس میں ۲۳ بھی تخصیص ان کی نہیں کچھ مہمل گول گڑھاتے یہ ہیں

یہ حدیث ابن ماجہ نے ابوموسیٰ اشعری اور امام احمد نے بسند صحیح اور طبرانی نے بہ سند جید عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی۔

اقول: مسند ابوداؤد وطیالسی میں امام جعفر صادق سے ہے، وہ امام باقر سے راوی، وہ حضرت جابر بن عبداللہ سے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم:

((شفاعتي لاهل الكبائر من أمتي ، قال: فقال لي جابر: من لم يكن من أهل الكبائر فما له وللشفاعة))(۱)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میری شفاعت میری اُمت کے کبیرہ گناہ والوں کے لیے ہے۔ امام باقر فرماتے ہیں: حضرت جابر نے یہ حدیث مجھ سے بیان کر کے فرمایا: جو کبیرہ گناہوں والا نہیں اسے شفاعت سے کیا علاقہ۔

دیکھو جس کے لیے فرضی شفاعت کا یہ شخص مقر ہوا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دائمہ دین صاف فرماتے ہیں کہ اس کے لیے نہیں، اور جن کے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شفاعت بتاتے ہیں یہ شخص صاف منکر ہوا کہ ان کے لیے نہیں۔ تو فرضی کے اقرار کا نام لیا اور واقعی سے صاف انکار کر گیا، پھر فریب یہ کہ ہم کیا شفاعت کے منکر ہیں۔ ﴿قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ﴾(۲)

مطلب بھی سمجھے؟۔ غرض یہ ہے کہ عام مسلمانوں کا تعلق قلبی ان کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قطع کرے، وہ ان سے ناامید ہو بیٹھیں اور سمجھ لیں کہ وہ ہمارے کچھ کام نہ آئیں گے، مگر الحمد للہ مسلمان اس کے بڑے کے دھوکے میں تو آئے نہیں، اس کے چھلنے سے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دامن معاذ اللہ چھوڑ دیں گے؟۔ حاشا

۳۴ تفویت الایمان صفحہ ۳۹ و ۴۰ ''جس کو چاہے گا اپنے حکم سے شفیع بنا دے گا''۔ ہمارے ایمان میں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شفاعت کے لیے متعین ہیں۔ انہیں کو چاہا اور انہیں کو چاہے گا اور سب نفسی نفسی کہیں گے اور یہ امتی امتی۔

---

(۱) [سنن ابو داؤد: ۴/۲۳۶] (۲) [سورة التوبة: ۳۰]

بیٹی ۳۳ تک کے نہ کام آئیں گے بے قدری یہ مناتے یہ ہیں

اہل حق کے ایمان میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شفاعت کے لیے متعین ہیں، بے ان کے کوئی دروازہ نہیں کھول سکتا بلکہ اوروں کی شفاعت حضور کے سامنے ہے اور بارگاہِ عزت میں شفیع حضور،

((انا صاحب شفاعتهم غير فخر))(۱)

دہلوی نے جو مسلمانوں کا جی رکھنے، دھوکا دینے کو جھوٹی ناشدنی شفاعت کا اقرار کیا اس میں بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کوئی خصوصیت نہ رکھی، حضور کا نام پاک تک نہ لیا بلکہ...

جس کو چاہے گا بنادے گا۔

یہ ان متواتر حدیثوں کی تکذیب ہے جن میں بالخصوص حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شفاعت کے لیے متعین ہونا مذکور ہے، ازآں جملہ حدیث صحیحین:

((اعطيت خمساً لم يعطهن أحد من الأنبياء قبلي (الى قوله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم) وأعطيت الشفاعة))(۲)

مجھے پانچ چیزیں عطا ہوئیں کہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ ملیں، ان میں سے ایک یہ کہ مجھے شفاعت کا منصب عطا ہوا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

مطلب بھی سمجھے؟۔ وہ جو لاکھوں میں دو ایک ان سخت شرطوں کے نکلیں جن کے لیے شفاعت کا اس نے زبانی جھوٹا اقرار کیا ہے۔ اب انھیں کہتا ہے کہ تم اپنے محمد سے لو نہ لگاؤ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) شفاعت میں کچھ ان کا اجارہ نہیں، خدا جسے چاہے گا شفیع بنادے گا۔

۳۳ تفویت الایمان صفحہ ۴۶ ''اے فاطمہ بچا تو اپنی جان کو آگ سے، کام نہ آؤں گا میں تیرے اللہ کے ہاں کچھ۔ پیغمبر نے سب کو اپنی بیٹی تک کھول کر سنا دیا کہ اللہ کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے، وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کرسکتا''

۔صفحہ ۴۴ ''میں آپ ہی کو ڈرتا ہوں دوسرے کو کیا بچا سکوں''۔

مسلمانو! کیا تمہارا بھی یہی اعتقاد ہے کہ حضور قیامت میں اپنی صاحبزادی کو بھی نہیں بچا سکتے۔ وہ

(۱) [التعليقات على متن لمعة الاعتقاد لابن جبرين: ١٦٠]

(۲) [صحيح البخاری كتاب الصلاة : ١١٩]

مغنیٔ رب سے نہ ہو سکنے کو کیا معنی پہنا تے یہ ہیں
ان کے کام نہ آئیں گے بے شک جب تو جہنم جا تے یہ ہیں
جگ بیتی سے کیا مطلب ہے اپنی بیتی سنا تے یہ ہیں
سب کے برابر عاجز ۴؎ و ناداں ۵؎ کار جہاں میں بتا تے یہ ہیں

آپ ہی کو ڈر رہے ہیں اور کو کیا بچا سکیں۔

یہاں دل کی کھول دی، شفاعت کی پوری آخری بول دی، جب صاحبزادی تک کے کام نہ آئیں گے تو دوسرے کا کیا منھ ہے کہ ان سے کچھ امید رکھے، واقعی جب ناکارے لوگ کہہ دیا پھر کام آنا کیا معنی۔

اقول: اور یہ اس کا اللہ ورسول پر افترا ہے کہ حضور نے فرمایا: میں آپ کو ڈرتا ہوں دوسرے کو کیا بچا سکوں۔ اور اللہ نے اس فرمانے کا حضور کو حکم دیا، ہرگز نہ آیت میں ہے نہ حضور نے فرمایا۔ وہ عظیم الشان حدیثیں ہر مسلمان کے گوش زد ہیں کہ سب انبیا نفسی نفسی فرمائیں گے اور حضور **انا لھا** میں ہوں گے شفاعت کے لیے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اقول: اور آیت میں خیانت کی، اس کے متصل جو استثنا فرمایا: ﴿ اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰہِ وَ رِسٰلٰتِہٖ ﴾ (۱) اسے ہضم کرلیا۔

اقول: حدیث میں نفی اغنا تھی، اغنا بے پرواہ کردینا۔ اسے اصلاً کام نہ آنا بنالیا۔

کہ حدیث صحیح متواتر کے حکم سے منکر شفاعت شفاعت سے محروم ہے۔

۴؎ تقویت الایمان صفحہ ۳۰ ''ان باتوں میں سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہیں عاجز اور بے اختیار''۔ نعت شریف کی شرح میں اقوال ائمہ گزرے دیکھو مسلمانوں کا کیا اعتقاد ہے اور اس کا کیا۔

اس ضلالت کے رد کتاب ''الامن والعلی'' و کتاب ''سلطنۃ المصطفیٰ'' میں دیکھیے جن میں روشن ثبوت ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے نائب مطلق ہیں، زمین وآسمان اور دونوں جہان میں حضور کا تصرف جاری ہے، ہر نعمت حضور ہی کے ہاتھ سے ملتی ہے، اور جو کچھ شرح نعت شریف میں ابھی گذرا مسلمان کے سمجھ لینے کو بس ہے کہ حضور اقدس انور خلیفہ اعظم رب اکبر۔ جل جلالہ وصلی اللہ

---

(۱) [سورۃ الجن: ۲۳]

....

تعالیٰ علیہ وسلم۔ کے عظیم و وسیع اختیارات کی نسبت ائمہ دین کا کیا ایمان اور گستاخ بددین کا کیا بہتان۔ لیکن جو مصطفیٰ کو نہ مانے ان کا ماننا محض خبط اور ہر حرام سے بدتر جانے وہ ائمہ کو کیا مانے، اچھا قرآن کا تو نام لیتے ہیں، سردست اسی کی تین آیتیں سنیے!

آیت ۱: ﴿أَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ مِن فَضْلِهِ﴾(۱)

ان کو غنی کردیا اللہ اور اللہ کے رسول نے اپنے فضل سے۔

آیت ۲: ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُواْ مَا آتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُواْ حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِينَا اللّٰهُ مِن فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ﴾(۲)

کیا اچھا ہوتا اگر وہ راضی ہوتے اس پر جو انھیں اللہ اور اللہ کے رسول نے عطا بخشی اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب ہمیں دیتے ہیں اللہ ورسول اپنے فضل سے۔

آیت ۳: عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا ارشاد: ﴿وَأُبْرِئُ الأَكْمَهَ والأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتٰى بِإِذْنِ اللّٰهِ﴾(۳)

میں اچھا کرتا ہوں مادرزاد اندھے اور برص والے کو اور میں زندہ کرتا ہوں مردے اللہ کے حکم سے۔

اقول: کیا محتاج[۱] اور وہ جنھوں نے اُسے غنی کردیا، حاجت[۲] والے اور وہ جس سے لو لگائے رہنے کا اُنھیں حکم ہے کہ اب ہمیں وہ عطا فرمائیں گے۔ مادرزاد[۳] اندھا اور وہ جو اُسے انکھیارا کردیتے ہیں۔ برص والا[۴] اور وہ جو اسے شفا دیتے ہیں۔ مردہ[۵] اور وہ جو اُسے زندہ کردیتے ہیں۔ یہ سب یکساں عاجز ہیں اور بے اختیار۔ اور اگر نرے عاجز بے اختیار بھی یہ کام کرسکتے ہیں (اگرچہ ایسا نہ کہے گا مگر مجنوں) تو:

اولاً محتاج و مریض و اموات خود ہی کیوں نہ غنی و تندرست و زندہ ہوجاتے، یہ بھی تو آخر ان کے برابر ہی کے ہیں۔

ثانیاً تم خود بھی تو ان کے برابر کے ہو کہ بندوں سے باہر نہیں انھوں نے مردے جلائے، تم ایک

---

(۱) [سورۃ التوبۃ : ۷۴] (۲) [سورۃ التوبۃ: ۵۹]

(۳) [سورۃ آل عمران: ۴۹]

بال تو اُکھیڑ کر جما دو۔ اور اگر کہو کہ ان کو یہ اختیار اللہ نے دیئے تو:

اقول: اولاً تمہارا امام یہ شاخسانہ مانتا ہی نہیں، وہ دیکھو "تقویت الایمان صفحہ ۱۱"

"وہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہے۔"

ثانیاً جب اللہ نے انھیں اختیار دیا اوروں کو نہ دیا تو دیئے بے دیئے برابر کیسے ہو گئے۔ اللہ کا دینا بھی معاذ اللہ محض بے کار گیا، کوئی اندھے سے اندھا بھی بادشاہ مالک خزائن اور ایک بھیک منگے کو نہ کہے گا کہ دونوں یکساں بے زر ہیں اور نادار اگر چہ ان کے پیٹ سے وہ بھی نہ لایا۔ بات یہ ہے کہ وہابی ایمان کی دولت سے خالی اور دل کا مادرزاد اندھا ہے، اسے نہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایمان کی دولت عطا کی نہ مسیح علیہ الصلاۃ والسلام نے اسے انکھیارا کیا، پھر وہ کیونکر ان کے اختیارات پر ایمان لائے، اندھا جب پتیائے کہ دو آنکھیں پائے۔

۳۵ تقویت الایمان صفحہ ۳۰ "ان باتوں میں سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے یکساں بے خبر ہیں اور نادان"۔ مسلمانو! کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ہر جاہل کافر کو برابر کے نادان کہنا مسلمان کا کام ہے۔

غنیمت ہے کہ سب کے برابر ہی نادان کہا، گنگوہی نے تو اس وسعتِ علم میں خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لاکھوں درجے ابلیس ملعون سے گھٹا رکھا ہے جیسا کہ عن قریب بیان عقائد گنگوہیہ میں آتا ہے۔ اس ضلالت کے قاہر رد کتاب "انباء المصطفی" وکتاب جلیل "الدولة المکیه" وکتاب "خالص الاعتقاد" میں دیکھیے جن میں روشن ثبوت ہیں کہ روزِ اوّل سے روزِ آخر تک کے ذرّے ذرّے کا علم حضور کو عطا ہوا۔ تمام جہان حضور کے پیش نظر ہے۔ دلوں کے خطروں سے آگاہ ہیں۔ سر دست یہی چار آیتیں سنیے:

آیت ۱: ﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ أَحَداً. إِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِن رَّسُولٍ﴾ (۱)

اللہ غیب کا جاننے والا ہے تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوا اپنے پسندیدہ رسول کے۔

آیت ۲: ﴿وَعَلَّمْنٰهُ مِن لَّدُنَّا عِلْماً﴾ (۲) ہم نے خضر کو اپنے خاص غیب کا علم دیا۔

(۱) [سورة الجن: ۲٦] (۲) [سورة الکهف: ٦٥]

جن کا چاہا ٦ سے خدا کا چاہا ان کا چاہا مٹاتے یہ ہیں

آیت۳: ﴿وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ﴾(۱)
محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب کے بتانے میں بخیل نہیں۔
آیت۴: ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ﴾(۲)
اللہ اس لیے نہیں کہ تم لوگوں کو غیب پر مطلع کردے ہاں اللہ اپنے رسولوں میں سے چن لیتا ہے جسے چاہے۔
دیکھو! اللہ عزوجل تو رسولوں اور عام لوگوں میں علم غیب کا فرق فرماتا ہے۔ اور یہ کہتا ہے: سب یکساں نادان۔

اقول: قرآن نے بتایا کہ فرق کے لیے اپنی ذات سے ہونا ضرور نہیں، نہ دیئے بے دیئے یکساں ہوسکیں۔ کیا ایک جاہل اجہل کہ الف کے نام بے نہ جانے اور صدیق اکبر برابر کے جاہل ٹھہریں گے کہ صدیق کا علم بھی ذاتی نہیں۔ غرض ہر جگہ اس شخص کو دو کام ہیں۔ قرآن کی تکذیب اور رسولوں کی توہین۔

قولہ تعالیٰ: ﴿وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ﴾(۳)

۳٦ تفویت الایمان صفحہ ۵۲ ''جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں''۔
صفحہ ۳۵ ''کسی کام میں نہ بالفعل ان کو دخل ہے نہ اس کی طاقت رکھتے ہیں، کچھ فائدہ نقصان نہیں پہنچا سکتے ناکارے''۔

یہ نہ صرف حضور بلکہ اللہ کی بھی توہین ہے۔
اقول: اللہ عزوجل آدم علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے فرشتوں سے فرماتا ہے:
﴿اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً﴾(۴)
بے شک میں زمین میں نائب مقرر کرنے والا ہوں۔
اور فرماتا ہے: ﴿يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ﴾(۵)

---

(۱) [سورۃ التکویر : ۲٤] (۲) [سورۃ آل عمران: ۱۷۹]
(۳) [سورۃ آل عمران: ۸٦] (٤) [سورۃ البقرۃ: ۳۰]
(۵) [سورۃ صٓ : ۲٦]

نائب اکبر قادر کل کو پتھر ے کا ٹھہراتے یہ ہیں

اے داؤد بے شک ہم نے تمہیں زمین میں نائب مقرر کیا۔

ہر شخص جانتا ہے کہ قدرت والے کا نائب کام کریگا۔ اس کی طاقت اسے دی جائے گی جسے نہ کسی کام میں دخل، نہ اس کی طاقت۔ وہ پتھر ہوگا اور پتھر پتھر ہی کا نائب ہوسکتا ہے نہ کہ قادر کا۔ تو یہ صرف انبیا کی نہیں بلکہ ان کے رب کی توہین ہے۔

۳۷ تفویت الایمان صفحہ ۴۹ پر اللہ تعالیٰ کا حق بتایا ''نفع نقصان کی امید اسی سے رکھنا چاہیے یہ معاملہ اور سے کرنا شرک ہے''۔

اقــــول: پتھر سے بھی نفع کی امید نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے۔ تیمّم کے کام آئے گا، نیو میں مضبوطی دے گا، سر پر گرا تو دو کر دے گا۔ انبیاء اولیاء پتھر سے بھی گئے گزرے۔

اقول اولا: امام الوہابیہ نے تمام اُمتِ مرحومہ کو مشرک ٹھہرایا۔ مسلمانو! تم میں کوئی ایسا ہے کہ اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نفع کی اُمید نہ رکھتا ہو۔

ثانیاً شاہ ولی اللہ پکے مشرک ہوئے جن کے اقوال شرح نعت مبارک میں گزرے۔

ثالثاً اس نے تو یہ کہا لیکن قرآن کریم نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لو لگی رکھنے کا حکم دیا کہ اب ہمیں اپنے کرم سے عطا فرماتے ہیں۔

آیت نمبر ۳۴ میں گزری، اس کے نزدیک یہ قرآن عظیم کا شرک ہے۔ قرآن تو شرک سے پاک ہے۔ یہی مشرک ہے جس کا بیان نمبر ۶ میں ہوا۔ اس کا معلم نجدی خبیث تو یہی کہتا تھا کہ میری لکڑی محمد سے زیادہ فائدے کی ہے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جس سے یہ نکل سکتا کہ کچھ فائدہ ان سے بھی ہے۔ اگر چہ ایک لکڑی کے فائدے سے کم مگر اس نے اصلا لگی نہ رکھی۔ مطلقا ان سے نفع کی امید شرک کر دی۔ کوئی دھوکا باز بے ایمان یہاں یہ کہے گا کہ بالذات بے عطائے خدا نفع رسانی کی نفی مراد ہے۔

اقول مگر اللہ دغا بازوں کو راہ نہیں دیتا۔

اولاً اُمید کے لیے بے عطائے الٰہی نافع ہونے کی کیا ضرورت، ایک محتاج جہاں سے تنخواہ پائے گا اس کی امید رکھے گا۔

ثانیاً وہ بددین تو صاف کہہ چکا کہ...

پتھر ۸ ؎ سے بھی بد تر لا شے محض پہ ٹھیکا کھاتے یہ ہیں

ان کو اللہ نے کچھ قدرت نہ دی، نہ فائدہ پہنچانے کی نہ نقصان کر دینے کی۔

(تفویت الایمان صفحہ ۷)

تو صراحۃً عطائی کا منکر ہی، اور یہ کھلا کفر ہے۔

۳۸ تفویت الایمان صفحہ ۷۷ ''رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا''۔

امام الوہابیہ نے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چاہنے کو یوں معطل محض کیا۔ اب احادیث سنیے!

صحیحین میں ہے، اُم المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور سے عرض کرتی ہیں:

((ما أری ربك الا یسارع في هواك))(۱)

میں حضور کے رب کو حضور کی خواہش میں جلدی ہی کرتا دیکھتی ہوں۔

یعنی جو حضور چاہتے ہیں جلد وہی کر دیتا ہے۔

اقول: ابن عدی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، ابو طالب نے سرکار میں عرض کی:

((ان ربك لیطیعك))(۲)

بے شک حضور کا رب حضور کی اطاعت کرتا ہے۔

فرمایا: ((وانت یا عماه لئن اطت الله لیطیعك))(۳)

اے چچا اگر تم اس کی اطاعت کرو تو وہ تمہارا چاہا نہ ڈالے۔

حاکم مستدرک میں عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، جب حضور روزِ قیامت سجدۂ شفاعت کریں گے، ارشاد ہوگا:

((یا محمد ارفع رأسك وقل تطاع))(٤)

---

(۱) [التحریر والتنویر: ۷۵]

(۲) [المخلصیات: ۱/۳٦۰]

(۳) [المعجم الاوسط: ٤/۲۰۰]

(٤) [کنز العمال: ۱۱/٤۳٤]

کیا ۹ـ؎ ہر بار نبی و ولی سے شیطان بھوت ملاتے یہ ہیں

اے محمد اپنا سر اُٹھاؤ اور جو کہنا ہو کہو تمہاری اطاعت کی جائے گی۔

بہجۃ الاسرار شریف میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، ربّ عزوجل نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا:

((لایکون فی الآخرۃ الا ما ترید))(۱) آخرت میں وہی ہوگا جو تم چاہو۔

امام قسطلانی کا ارشاد شرح نعت مبارک میں گزرا کہ عالم میں کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضور کے دربار سے اور کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی مگر حضور کی سرکار سے۔ حضور جو چاہیں اس کا خلاف نہیں ہوتا۔ نہ تمام عالم میں کوئی ان کے چاہے کو پھیرنے والا۔

شرح شفاء امام قاضی عیاض سے گزرا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام عالم میں تنہا حاکم ہیں اور جہاں بھر میں کسی کے محکوم نہیں۔ یہ ہیں مسلمانوں کے اعتقاد۔

۳۹ـ؎ یہ ساری کتاب میں اہلی گہلی ہے حکم لگانے میں نبی، ولی وشیطان، پری، بھوت سب کو ملاتا ہے۔

تفویت الایمان صفحہ ۹:

اس بات میں اولیا انبیا جن شیطان بھوت میں کچھ فرق نہیں۔

ایضاً خواہ انبیا اولیا سے کرے خواہ بھوت پری سے

صفحہ ۱۱ خواہ یہ عقیدہ انبیا اولیا خواہ بھوت پری سے

ایضاً کسی انبیا اولیا بھوت کی یہ شان نہیں۔

صفحہ ۱۲ جو کوئی کسی پیر پیغمبر بھوت پری کو

صفحہ ۱۳ کسی انبیا اولیا بھوت پری کی

صفحہ ۲۵ جو کوئی کسی نبی ولی نجومی رمال برہمن اشٹی بھوت پری کو ایسا جانے

صفحہ ۴۳ پیغمبر کو پکاریئے، پری کو مانیے، نجومی رمال سے پوچھیے

صفحہ ۵۰ کسی کی قبر یا چلّہ یا تھان پر دور سے قصد کرنا

صفحہ ۵۱ نام کا کردی ولی نبی بھوت پری کا

---

(۱) [کنز العمال: ۱۱/۴۳۴]

جو آیات ہیں بتوں میں ہیں ان کو محبوبوں پہ جماتے یہ ہیں
ان کو نبی، بت، بھوت ہیں یکساں یہ توحید سوجھاتے یہ ہیں

صفحہ۶۱ عورتوں کا تصور باندھتے ہیں۔کوئی حضرت بی بی کا نام ٹھہرالیتا ہے،کوئی بی بی آسیہ،کوئی لال پری،سیاہ پری،سیتلا مسانی کالی

صفحہ۶۴ کوئی نام رکھتا ہے نبی بخش،علی بخش،سیتلا بخش،گنگا بخش۔

۴۰

پکارنا، مدد مانگنا وغیرہ اُمور متعلقہ بہ انبیا واولیا وخود حضور سید الانبیا علیہ وعلیہم افضل الصلاۃ والسلام کے شرک بنانے کو وہ آیتیں لایا جو بتوں میں اُتری۔

مثلاً آیت ا صفحہ ۷ ﴿وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِندَ اللّٰهِ قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ سُبْحٰنَهُ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾(۱)

اللہ کے سوا ایسی چیز کو پوجتے ہیں جو نہ انہیں فائدہ پہنچا سکے نہ نقصان، اور کہتے ہیں: یہ اللہ کے یہاں ہمارے شفیع ہیں۔اے محبوب تم فرمادو کیا اللہ کو وہ بات بتاتے ہو جو اس کے علم میں نہ آسمانوں میں ہے نہ زمین میں۔پاکی وبلندی ہے اللہ کو ان کے شرک سے۔

اقول: یہ آیت کریمہ ولید وعاص وغیرہما مشرکین مکہ کے بارے میں اُتری جس میں دو ارشاد ہیں:

(۱) یہ کہ بت کو پوجتے ہیں جو بے جان، بے حس ہے۔کسی طرح کا نفع نقصان پہنچانے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

(۲) یہ کہ اسے اللہ کے یہاں اپنا شفیع مانتے ہیں حالانکہ اللہ جانتا ہے کہ اس کے سارے ملک میں کوئی بت اس قابل نہیں کہ شفاعت کر سکے۔

اس شخص نے ایک تو پوجنے کا پکارنا بنایا۔دوم مرجع ضمیر ''یعبدون'' بت پرستوں سے توڑ کر عام لوگوں کو بتایا۔سوم ''ما'' سے مراد غیر ذوی العقول بت تھے اسے عام کرلیا کہ یعنی:

---

(۱) [سورۃ یونس:۱۸]

....

جن کو لوگ پکارتے ہیں ان کو اللہ نے کچھ قدرت نہ دی۔

یہ تین تحریفیں کیں تاکہ آیت میں بتوں کے ساتھ انبیا و اولیا اور بت پرستوں کے ساتھ ان سے مدد مانگنے والے مسلمانوں کو ملالے کہ پکارنا تو ان کا بھی ہوتا ہے، تو مطلب یہ ٹھہرا کہ انبیا و اولیا بتوں کی طرح ہیں۔ اصلاً کچھ نفع نقصان پہنچانے کے قابل نہیں۔ نہ اپنی ذات سے نہ خدا کے دیے سے کہ اللہ نے کچھ قدرت ہی نہ دی۔ یہ صریح کفر ہے حالانکہ...

اولاً ہر سمجھ وال بچہ تک جانتا کہ آدمی بلکہ جانور بھی نفع نقصان دیتا ہے۔

تفسیر عزیزی میں شاہ عبدالعزیز صاحب نے تو فرعون کو:

مالک نفع وضرر لکھا

مگر اس کے نزدیک انبیا اس سے بھی گئے گزرے۔

ثانیاً اللہ عزوجل فرماتا ہے: ﴿وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ﴾(۱)

یہ نبی مسلمانوں کو پاک کرتے ہیں انہیں کتاب وحکمت سکھاتے ہیں۔

یہ کچھ نفع پہنچانا نہ ہوا؟۔

چہارم یہ تحریفت وتعمیمات کر کے دوسرے ارشاد کو بھی اس میں ملالیا کہ...

اور یہ جو کہتے ہیں کہ یہ ہمارے سفارشی ہیں سو یہ بات اللہ نے تو نہیں بتائی۔

آیت نے تو بتوں کی شفاعت کی نفی فرمائی تھی یہاں جن جن کو پکارنا ہوتا ہے کہ ان میں انبیا و اولیا بھی داخل سب کی شفاعت باطل ہوگئی۔ یہ کھلا کلمۂ کفر ہے۔

پنجم آیہ کریمہ کے ارشاد دوم میں دوسرا پلٹا لیا کہ...

اس آیت سے معلوم ہوا کہ تمام آسمانوں زمین میں کوئی ایسا سفارشی نہیں کہ اس کو مانے اور اس کو پکارے تو کچھ فائدہ یا نقصان پہنچے۔

اولاً اللہ عزوجل پر صریح افترا آیت میں دو سلب کلی تھے ارشاد اوّل میں بتوں کے نفع وضرر کا دوم میں بتوں کی شفاعت کا۔ یہ سلب کلی کہ کوئی ایسا سفارشی نہیں کہاں تھا۔

---

(۱) [سورة آل عمران: ١٦٤]

....

ثانیاً اس کی تحریفوں پر بھی صرف ان سے سلب نکلے گا جن کو پکاریں سلب کلی کس گھر سے لائے گا۔

ثالثاً آیت میں چوتھی تحریف یہ کی کہ اس کے دونوں سلب کلی کہ جدا جدا دو حکم تھے ان میں اوّل کو دوم کی قید بنالیا۔ اللہ عزوجل نے تو مطلقاً ان کے فائدہ ونقصان کی نفی فرمائی پھر مطلقاً ان کی شفاعت کی کہ جس چیز کو پوجتے ہیں اس میں نفع نقصان پہنچانے کی صلاحیت نہیں نہ وہ شفیع۔ اس نے یہ بنالیا کہ وہ ایسے شفیع نہیں کہ ان کے پکارنے سے کچھ فائدہ پہنچے تو بتوں کی مطلقاً شفاعت سے انکار نہ ہوا۔

رابعاً نہ ان کی مطلق نفع رسانی سے بلکہ حاصل یہ ہوا کہ ان کا پکارنا مفید نہیں اگرچہ وہ بے پکارے کتنے ہی بڑے شفیع اور کیسے ہی عظیم نفع رساں ہوں۔

خامساً فائدے کے ساتھ ساتھ نقصان ملالیا۔ کیا کوئی کسی کو اپنے نقصان کے لیے پکارتا ہے۔ یہ معنی آیت کی تخریب ہوئی۔ یہ مراد ہوتی تو آیت میں صرف ''لا ینفعھم'' ہوتا ''ولا یضرھم'' نہ فرمایا جاتا۔

سادساً پھر کہا:

انبیا واولیا کی سفارش جو ہے سوا اللہ کے اختیار میں ہے۔

اس نے آیت میں تعمیمیں کیں اس سے یہ فائدہ اُٹھایا کہ انبیا واولیا داخل ہوگئے مگر بحال تعمیم بھی بت اس سے خارج تو نہ ہوئے۔ آیہ کریمہ نے ان کی شفاعت کی مطلق نفی فرمائی تھی، اس نے یہ پیوند لگالیا کہ وہ شفاعت جو خدا کے اختیار میں نہ ہو تو بتوں کی شفاعت بالاذن کی نفی نہ ہوئی۔

سابعاً خدا کے اختیار میں ہونے سے ماننے اور پکارنے کا نفع کیسے سلب ہوگیا۔ کیا نفع جبھی ملتا ہے کہ خدا کے اختیار سے باہر ہو۔ غرض سارا کام قرآن کی تحریف اور انبیا کی توہین ہے۔

مسلمانو! دیکھا کہ ایک ہی آیت سے استدلال میں کتنی بے ایمانیاں کی ہیں۔ اس پر گنگوہی صاحب فرماتے ہیں:

استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ واحادیث سے ہیں (فتاوی حصہ اوّل صفحہ ۱۲۲)

کتاب اللہ واحادیث سے ایسے استدلال تو آریہ بھی کرتے ہیں کہ تحریفیں کرکے مطلب کو بالکل کایا پلٹ کردیا تو ان کی کتاب کو بھی کہہ دینا کہ...

....

اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔
آیت۲صفحہ۲۸ ﴿وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُو مِن دُونِ اللّٰهِ مَن لَّا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَن دُعَائِهِمْ غٰفِلُونَ﴾[(۱)]
اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو اللہ کو چھوڑ کر ایسے کو پکارے جو قیامت تک جواب نہ دے، نہ انھیں ان کے پکارنے کی خبر۔
یہ آیت اپنے کھلے لفظوں سے بتوں کے حق میں ہے کہ وہ نہ بات سنیں، نہ جواب دے سکیں۔ بزعم خود انبیا و اولیا پر جمانے کے لیے یہ پیوند لگا لیا کہ...
دور دور سے پکارتے ہیں۔
آیت تو مطلقاً نفی فرما رہی تھی کہ پکارنے ہی سے غافل اور جواب کے ہی نا قابل ہیں، تو اس میں دور سے پکارنا کہاں تھا۔
آیت۳،صفحہ۳۵ ﴿وَلَا تَدْعُ مِن دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَنفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ﴾(۲)
نہ پوج اللہ کے سوا اس بے عقل چیز کو جو تجھے نہ کچھ نفع دے سکے، نہ نقصان۔
اس کا حال ابھی گزرا کہ آدمی کیا جانور تک نفع نقصان پہنچاتا ہے، تو آیت خاص بتوں میں ہے مگر اس نے اپنے مطلب کی سند بنا کر انبیا کو ''نا کارے لوگ'' ٹھہرا دیا جس کی عبارت نمبرے میں ہے۔
آیت۴صفحہ۶۰ ﴿إِن يَدْعُونَ مِن دُونِهِ إِلَّا إِنٰثًا﴾(۳)
یہ تو اللہ کے سوا نہیں پوجتے مگر عورتوں کو۔
یہ بتوں میں بھی خاص عرب کے بتوں میں ہے۔ مشرکین عرب ان کے زنانے نام رکھتے۔ لات، منات، عزیٰ، اور ہر قبیلہ کے بت کو ''انثی ابن فلاں'' کہتے۔ فلاں قبیلے کی مادہ۔ یا۔ ان کی دیبی۔ یہ عام کیونکر ہو سکتا ہے؟۔ کیا اس کے نزدیک مسیح و عزیر علیہما الصلاۃ والسلام بلکہ اس کے ملعون دھرم میں تمام انبیا و اولیا مادہ ہیں جو حصر صادق آئے کہ وہ تو صرف مادہ ہی کو پکارتے ہیں۔ ''حضرت بی بی، بی بی آسیہ''

(۱) [سورۃ الاحقاف: ۵] (۲) [سورۃ یونس: ۱۰۶]
(۳) [سورۃ النساء: ۱۱۷]

شان اے جلال حبیب حق کو سلب حواس بناتے یہ ہیں

ان میں گنائیں۔ کیا انہیں ماننے والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وامیر المؤمنین علی وامام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو نہیں مانتے جو اس حکم میں داخل ہوں۔

صفحہ ۶۱ نہیں پکارتے مگر عورتوں کو۔

آیہ کریمہ میں حصر تھا فائدے میں اسے اُڑادیا کہ...

"اپنے خیال میں عورتوں کا تصور باندھتے ہیں"۔

حضرت بی بی، بی بی آسیہ، سیتلا، مسانی، کالی۔ یہ تو یہاں کے بت پرستوں میں بھی نہیں کہ کالی وغیرہ کے سوا مہادیو وغیرہ کو بھی پوجتے ہیں۔ بالجملہ اس کی تمام سعی یہ رہی کہ جیسے بنے اللہ کے محبوبوں کو بت اور بھوت اور شیطان سے ملائے اور ان کی محبت وتعظیم پر سچے مسلمانوں کو کافر مشرک ابوجہل کے برابر بنائے، لہٰذا چھانٹ چھانٹ کر بتوں، بت پرستوں کی آیتیں انبیا و غلامانِ انبیا پر ڈھالتا ہے۔ یہ ملعون کام خارجیوں لعینوں سے سیکھا ہے۔

صحیح بخاری شریف، باب قتال الخوارج والملحدین میں ہے:

((كان ابن عمر رضى الله تعالىٰ عنهما يراهم شرار خلق الله وقال: انهم انطلقو الى ايٰت نزلت فى الكفار فجعلوها على المؤمنين)) (۱)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خارجیوں کو تمام مخلوق سے بدتر جانتے تھے کہ انہوں نے وہ آیتیں جو کافروں کے بارے میں اُتریں مسلمانوں پر ڈھالیں۔

کہیے اس حدیث صحیح بخاری کی شہادت سے دہلوی صاحب بدترین خلائق سے ہوئے یا نہیں؟۔

۱۴ تفویت الایمان صفحہ ۷۵ "مارے دہشت کے بے حواس ہوگئے"۔

ایک اعرابی کی زبان سے انجانے میں جو یہ لفظ نکلا کہ ہم اللہ کو حضور کی جناب میں شفیع لاتے ہیں اور اس پر شانِ جلال طاری ہوئی اور فرمایا افسوس تجھ پر۔ اللہ کی شان اس سے بڑی ہے کہ اسے کسی کے سامنے شفیع بنائیں۔ بے ادب بدحواس اسے یوں بیان کرتا ہے کہ..

مارے دہشت کے بے حواس ہوگئے۔

---

(۱) [صحیح البخاری: ۱۷۳۸/۴]

حمد ﷲ کرے حق مدح نبی سے　　قدح سے قدر بڑھاتے یہ ہیں
اتنی ہی شان خدا بڑھتی ہے　　جتنا نبی کو گراتے یہ ہیں

۴۲　قرآن کریم اول تا آخر تلاوت کیجیے اور ساری تقویت الایمان دیکھیے کھل جائے گا کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں کی مدح سے اپنی حمد فرماتا ہے اور یہ محبوبوں کی مذمت کو خدا کی تعریف ٹھہراتا ہے۔

قرآن عظیم اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف و تعظیم سے رب عزوجل کی حمد کرتا ہے۔

﴿هُوَالَّذِیْ أَرْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ﴾(۱)

اللہ وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے۔

﴿هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْأُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ . وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ. ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ﴾(۲)

اللہ وہ ہے جس نے بے پڑھوں میں انہیں میں سے ایک عظمت والے رسول بھیجے کہ ان پر اللہ کی آیتیں پڑھتے اور وہ رسول انہیں پاک کرتے اور انہیں کتاب و حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں اور بے شک وہ ان سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے اور یہ رسول ان میں کے اوروں کو پاک کریں گے اور علم عطا فرمائیں گے جو ابھی نہیں آئے ہیں اور اللہ ہی عزت و حکمت والا ہے۔ اس رسول کی غلامی ملنی اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

﴿تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا﴾(۳)

بڑی برکت والا ہے وہ جس نے قرآن اُتارا اپنے بندے پر کہ وہ سارے جہان کو ڈر سنانے والے ہوں۔

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْ أَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَی الْمَسْجِدِ الْأَقْصَی الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا إِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ﴾(۴)

---

(۱) [سورۃ الصف: ۹]　(۲) [سورۃ الجمعۃ: ۲،تا،٤]
(۳) [سورۃ الفرقان: ۱]　(٤) [سورۃ الاسراء:۱]

رب ۲۳۴ دیتا ہے رسل کو تسلط بے قابو ٹھہراتے یہ ہیں

پاکی ہے اسے جو رات میں لے گیا اپنے بندے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حرمت والی مسجد سے بیت المقدس تک جس کے گرد ہم نے برکت رکھی کہ انہیں اپنی نشانیاں دکھائیں۔ بے شک محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی سنتے دیکھتے ہیں کہ ان کا سا سننا دیکھنا کسی کو نہ ملا۔

مسلمان اس طریقہ حمد الٰہی کو دیکھیں جو ان کے رب کا ہے اور تقویت الایمان کی روش دیکھیں:

صفحہ ۱۶: ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔

ایضاً ذلیل سے ذلیل جیسے ایک چمار۔

صفحہ ۲۲: پھر کسی چوہڑے چمار کا کیا ذکر۔

صفحہ ۳۰ سب بڑے چھوٹے برابر عاجز بے اختیار بے خبر نادان۔

صفحہ ۳۵ ناکارے لوگ۔

صفحہ ۵۲ مختار اللہ ہے محمد کسی چیز کا مختار نہیں۔

صفحہ ۴۷ اللہ کی شان بہت بڑی ہے سب انبیا اس کے روبرو ایک ذرّۂ ناچیز سے کمتر۔

گنگوہی صاحب فتاویٰ حصہ اوّل، صفحہ ۸۶ میں اس کا عذر لکھتے ہیں:

اس عبارت سے مراد حق تعالیٰ کی بے نہایت بڑائی ظاہر کرنا ہے۔

یعنی اس کی بے نہایت بڑائی کا بیان کرنا خود اسے نہ آیا کہ قرآن کریم میں اپنے محبوب کی عظمتوں سے اپنی عظمت ظاہر فرمائی بلکہ اس کی بے نہایت بڑائی یوں ظاہر ہوگی کہ اس کے محبوبوں کی بے نہایت برائی کرو، ذرۂ ناچیز سے کمتر کہو، بھنگی چمار سے ذلیل کہو۔ ﴿وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ﴾ (۱)

۳۴ تقویت الایمان صفحہ ۱۰ ''کسی کو کسی کے قابو میں نہیں دیتا''۔

اقول: یہ اللہ پر کذب کے علاوہ آیتوں کی تکذیب ہے۔

کسی کو کسی کے قابو میں نہ دینا تو امام الوہابیہ کا صریح جھوٹ ہے، وہ بھی اللہ عزوجل پر ہر شخص جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے گھوڑے، بیل، بکری وغیرہا جانور آدمی کے قابو میں دیے ہیں۔

---

(۱) [سورۃ الشعراء: ۲۲۷]

شہ ۴ ۴ کے حضور قیام ادب کو شرک بھون میں بٹھاتے یہ ہیں

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوبُهُمْ وَمِنْهَا يَأْكُلُونَ﴾ (۱)
ہم نے چوپایوں کو انسان کے لیے مسخر فرمادیا تو کسی پر سوار ہوتے ہیں اور کسی کا گوشت کھاتے ہیں۔
ہر شخص دیکھ رہا ہے کہ رعیت بادشاہ کے قابو میں دی ہے۔ محکوم حاکم کے، اولاد ماں باپ کے، عورت شوہر کے۔
قال تعالیٰ: ﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ﴾ (۲)
شاید خاص انبیا کے قابو سے انکار ہو کہ اس کے حملے انہیں پر ہیں۔ تو سنیے اللہ عزوجل فرماتا ہے:
﴿وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهُ عَلٰى مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ (۳)
اللہ اپنے رسولوں کو جس پر چاہے مسلط فرماتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔
اقول: تتمۂ آیت میں رسولوں کی وسعت قابو کا ایما ہے۔ قابو دینے والا اتنی ہی چیز پر قابو دے سکتا ہے جو خود اس کے قابو میں ہے اور اللہ کی نہ قدرت محدود، نہ مشیت تو وہ تمام زمین و آسمان کی سلطنت رسولوں کے قبضہ میں دے سکتا ہے۔ خیر یہ تو ایمانی نگاہوں کے لیے ہے۔ اتنا تو بدیہی کہ اللہ تعالیٰ بعض اشخاص کو رسولوں کے قابو میں دیتا ہے پھر امام الوہابیہ کا کہنا کہ...
کسی کو کسی کے قابو میں نہیں دیتا۔
یہ آیتوں کی تکذیب ہوئی یا نہیں؟۔
۴۴ تفویت الایمان صفحہ ۱۲ ”جو پیغمبر کو سجدہ کرے یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو اس پر شرک ثابت ہے“۔
صفحہ ۵۴ ”کسی کی محض تعظیم کے واسطے اس کے روبرو ادب سے کھڑے رہنا انہیں کاموں سے ہے کہ اللہ نے اپنی تعظیم کے لیے ٹھہرائے ہیں“۔
یہ اللہ پر افترا ہے۔
امام الوہابیہ نے پہلی عبارت میں تو ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے کو شرک کہا حالانکہ ”اختیار شرح

---

(۱) [سورۃ یٰس: ۷۲] (۲) [سورۃ النساء: ۳۴]
(۳) [سورۃ الحشر: ۶]

۵۵؎ کے جنگل کے ادب پر کیا زنجیریں تڑاتے یہ ہیں
خود ۲۶؎ فرمان رسول اللہ پر حکم شرک چڑھاتے یہ ہیں

مختار ولباب المناسک ومسلک متقسط وفتاویٰ عالمگیریہ وغیرہا کتب معتمدہ میں ہے:

"یقف کما یقف فی الصلاۃ"(۱)

روضۂ انور کے حضور اس طرح ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو جیسا نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔

منسک ومسلک کے لفظ یہ ہیں:

"قام تجاہ الوجه الشریف خاضعا خاشعا واضعا یمینه علیٰ شماله"(۲)

چہرۂ انور کے مقابل کھڑا ہو خشوع وخضوع کے ساتھ، داہنا ہاتھ بائیں پر باندھے ہوئے۔

دوسری عبارت میں ہاتھ باندھنے کی قید بھی اُڑادی۔ نرا ادب سے کھڑا رہنا ہی شرک ہوگیا۔

۴۵؎ تفویت الایمان صفحہ ۱۲

''جو وہاں کے گرد وپیش کے جنگل کا ادب کرے اس پر شرک ثابت ہے''۔

مشرک ہر ایک کو مشرک جانتا ہے۔ مسلمان کے دل سے پوچھے کہ اس پاک مبارک جنگل کا ادب کیسا ہے۔

۴۶؎ تفویت الایمان صفحہ ۵۰ ''اس کے جنگل کا ادب کرنا وہاں شکار نہ کرنا درخت نہ کاٹنا گھاس نہ اکھاڑنا اور اس قسم کے کام کرنے اور ان سے کچھ دین ودنیا کے فائدہ کی توقع رکھنی یہ سب شرک کی باتیں ہیں''۔

یہاں چھانٹ کر اس مقدس جنگل کے ان ادبوں کو شرک کہا جو بالتصریح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((ان ابرھیم حرم مکة و انی حرمت المدینة ما بین لا بتیھا لا یقطع عضا ھھا ولا یصاد صیدھا))(۳)

---

(۱) [الفتاویٰ الهندیة: ۱/۳۳۹] (۲) [الفتاویٰ الهندیة: ۱/۳۳۹]

(۳) [صحیح مسلم کتاب الحج: ۲/۳۹۲]

اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی دیکھو کہاں چھلکاتے یہ ہیں
ان کی بات تو وحیِ خدا ہے کس پر شرک جھکاتے یہ ہیں
کن ؁ کے تبرک آبِ مدینہ شرک میں ڈوبے جاتے یہ ہیں

بے شک ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے مکہ کو حرم بنایا اور میں نے مدینے کی دونوں سنگستان کے بیچ میں جتنی زمین ہے اس سب کو حرم کردیا اس کی ببولیں نہ کاٹی جائیں اور اس کا وحشی جانور شکار نہ کیا جائے۔

یہ حدیث صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، اور انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کی روایت میں ہے کہ فرمایا:

((لا یختلی خلاھا)) (۱)

اس کی گھاس نہ چھیلی جائے۔

اور اس مضمون کی حدیثیں صحیح بخاری وصحیح مسلم وغیرہما میں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بکثرت ہیں جن میں سے چوبیس حدیثیں ہم نے ''الامن والعلی'' میں ذکر کیں۔ یہ اس کے نزدیک معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شرک ہوا۔ پر وہ تو شرک کے مٹانے والے ہیں۔ یہ خود ہی مشرک ہے پھر ان کی بات تو وحیِ خدا ہے جیسا کہ خود قرآن کریم نے فرمایا۔ تو یہ شرک کہاں پہنچا غرض

ع می تراود از لبش آنچہ درآوند دبست

اقــول: اور جب تیرے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی سے کسی فائدے کی امید رکھنے والا مشرک ہے پھر تعظیم مدینہ سے امید کا کیا ذکر۔

؁ تفویت الایمان صفحہ ۱۲ ''اس کے کوئیں کے پانی کو تبرک سمجھ کر پینا بدن پر ڈالنا آپس میں بانٹنا غائبوں کے واسطے لے جانا یہ کام اللہ نے اپنی عبادت کے واسطے بتائے ہیں جو کسی پیغمبر کو کرے اس پر شرک ثابت ہے''۔

اللہ پر افترا کیا اور سلف سے اب تک کے تمام مسلمانوں کو مشرک کہا۔

سنن نسائی شریف میں ہے طلق بن علی رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے

---

(۱) [صحیح مسلم کتاب الحج: ۱/۳۸۷]

....

حضور کا بقیہ وضو مانگا، حضور نے پانی منگا کر وضو فرمایا اور اس میں کلی ڈالی پھر ان کے برتن میں کر دیا اور ارشاد فرمایا: جب اپنے شہر میں پہنچو:

((فاكسروا بيعتكم وانضحوا مكانها بهذا الماء واتخذوها مسجدا))(۱)

اپنا گرجا توڑ و اور اس زمین پر یہ پانی چھڑکو اور وہاں مسجد بناؤ۔

انھوں نے اور ان کے ساتھیوں نے عرض کی شہر دور ہے اور گرمی سخت ہے وہاں تک جاتے جاتے پانی خشک ہو جائے گا۔ فرمایا:

((مدوه من الماء فانه لا يزيده الا طيبا))(۲)

اس میں اور پانی ملاتے رہنا کہ پاکیزگی ہی بڑھے گی۔

مدینہ طیبہ کے حوالی میں جانب غرب کے سنگستان میں ایک کنواں ہے جس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کلی فرمائی تھی جب سے برابر اہلِ مدینہ اس سے تبرک کرتے ہیں۔ اہلِ اسلام اس کا پانی زمزم شریف کی طرح دور دور لے جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کا نام ہی زمزم شریف ہو گیا ہے۔

امام سید نور الدین علی سمہودی مدنی قدس سرہ خلاصۃ الوفا شریف میں فرماتے ہیں:

" بئر اهاب بصق رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فيها وهي بالحرة الغربية معروفة اليوم بزم زم وقد قال المطرى لم يزل اهل المدينة قديما وخلفا يتبركون بها وينقل الى الافاق من مائها كما ينقل من زم زم يسمونها ايضاً زم زم لبركتها"

یعنی چاہ اہاب میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کلی فرمائی وہ پچھان کی پتھریلی زمین میں ہے آج زم زم کے نام سے مشہور ہے اور بے شک مطری نے کہا کہ ہمیشہ اہلِ مدینہ سلف سے خلف تک اس سے تبرک کرتے ہیں۔ دور دور شہروں کو زم زم کی طرح اس کا پانی مسلمان لے جاتے ہیں۔ اس کی برکت کے سبب اسے بھی زم زم کہتے ہیں۔

---

(۱) [سنن نسائی ، اتخاد البیع مساجد: ص۳۹]

(۲) [سنن نسائی ، اتخاد البیع مساجد: ص۳۹]

ا ن ۸ ۷ ۲ کو سفر طیبہ کا سفر ہے ا س پر ا د ب کیا گا تے یہ ہیں

---

۴۸ تقویت الایمان صفحہ ۱۲ ''جو کسی پیغمبر یا بھوت کی قبر یا مکان میں دور سے قصد کر کے جاوے اس پر شرک ثابت ہے''۔

صحابہ سے اب تک کے مسلمان مشرک کر دیے، غضب یہ کہ گنگوہی صاحب بھاری مشرک ٹھہرا دیے۔

اقول: اولاً پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر سے امام الوہابیہ کا جلنا بجا ہے۔ بھوت تو اس کے گنگوہی کا خدا ہے جس کا بیان آگے آتا ہے۔ اس کے مکان کا دور سے قصد کرنا کیوں کر شرک کہتا ہے عجب کہ گنگوہی صاحب بھی اپنے خدا شیطان کو بھلا کر تصدیق کرتے ہیں کہ...

بندہ کے نزدیک سب مسائل اس کے صحیح ہیں۔ (حصہ اوّل صفحہ ۶۴)

ثانیاً غضب یہ کہ ان کے فتاوے حصہ اوّل صفحہ ۶، ۷ میں ہے۔

سوال! جو حج کو جائے اور مدینہ منورہ نہ جائے کہ کوئی فرض واجب نہیں۔ ایک کارِ خیر ہے ناحق میں ایسے راستہ خوف ناک میں جاؤں اور روپیہ بھی صرف ہوگا۔ اس سے کیا فائدہ، تو یہ کچھ گنہگار ہوگا یا نہیں۔

الجواب: مدینے نہ جانا اس وہم سے کی محبت فخر عالم علیہ السلام کا نشان ہے۔ ایسے وہم سے کوئی دنیا کا کام ترک نہیں ہوتا۔ زیارت ترک کرنا کیوں ہوا۔ ہاں واجب نہیں بعض کے نزدیک بہرحال رفع یدین و آمین بجہر سے زیادہ موجب ثواب و برکت کا ہے۔ اس کو تو باوجود فساد و خوف آبرو کے بھی ترک نہ کریں اور زیارت کو احتمال وہم سے بھی ترک کر دیویں میں کونسا حصہ کمالِ ایمان کا ہے اور روپیہ خیرات میں صرف ہونا سعادت ہے۔ مکہ سے مدینہ تک پچاس روپے کا صرف ہے جس نے پچاس روپے کا خیال کیا اور حضور کے مرقد مبارک کا خیال نہ کیا اس کا ایمان و محبت لاریب ناقص ہے۔ گو گنہگار نہ ہو مگر اصل جبت میں ہی کمی ایمان کی ہے۔

یہ سوال دوسرے فیشن کے وہابی غیر مقلد کے بارے میں تھا۔ گنگوہی صاحب مسلمانوں کو محبت حضور جتانے کے لیے اس پر گرج بیٹھے اور آگے پیچھے کا ہوش نہ رہا کہ وہ تقویت الایمانی شرک کے بھاری پہاڑ سر پر ٹوٹے کہ...

خاص بقصد زیارتِ اقدس مرقد منور بارہ منزل سے سفر کو نہ صرف جائز بلکہ دینی کام بتاتے ہیں۔

پھکڑ وہ پھکڑ ورنہ مشرک کیا تہذیب جگاتے یہ ہیں

ایک شرک۔

موجب ثواب کہتے ہیں دو شرک۔

موجب برکت تین شرک۔

اس کے ترک میں کمالِ ایمان کا کوئی حصہ نہیں مانتے چار شرک۔

اسے خیر کہا پانچ شرک۔

اس میں روپیہ اُٹھانا سعادت جانا چھ شرک۔

اس کے ترک پر ایمان ناقص جانا سات شرک۔

محبت حضور ناقص مانی آٹھ شرک۔

اسے پیدائشی کم ایمانی کہا نو شرک۔

یہ شرک کا نولکھا ہار آپ کے گلے میں پڑ گیا۔اور ہاں آپ کا دسواں تو رہ ہی گیا کہ ہاں واجب نہیں بعض کے نزدیک جس سے ظاہر کہ وہ قول ضعیف ہے اور راجح وجوب ہے۔یا کم از کم مذہب اسلام میں اس کے وجوب کا بھی قول ہے، دس شرک۔﴿تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ﴾(۱)

اور آپ مقر ہیں کہ...

بندے کے نزدیک سب مسائل اس کے صحیح ہیں۔

تو آپ اقراری دہ چند مشرک ہیں۔مبارک باد۔

یہ تو تفویت الایمانی نمبر تھے۔اب اسلامی نگاہ سے دیکھیے کہ جھوٹی بناوٹی محبت حضور کا پردہ کھلے وہ مردک مردود۔''اس سے کیا فائدہ'' کہتا بلکہ صاف لفظ''ناحق'' کہہ رہا ہے اور اس پر حکم ضلالت در کنار گنگوہی صاحب اسے گنہگار بھی نہیں کہتے کہ''گو گنہگار نہ ہو''۔

ع حالِ ایمان کا معلوم ہے بس جانے دو

۴۹ تفویت الایمان صفحہ ۱۲ ''اس کے گھر دور دور سے قصد کر کے سفر کرنا اور رستے میں نامعقول باتیں کرنے سے بچنا کام عبادت کے ہیں جو کسی پیغمبر یا بھوت کو کرے اس پر شرک ثابت ہے''۔

---

(۱) [سورۃ التوبۃ: ۱۹٦]

یہ ہے رسول اللہ کی عزت پھر اسلام رکھاتے یہ ہیں
شہ ۵۰ کا خیال نماز میں آنا درجوں خر سے گراتے یہ ہیں
لعنت حق ہو لعن رسل ہو کیسی رینک سناتے یہ ہیں
سورۂ فاتحہ ۵۱ اور تشہد ۵۲ شرک اندھن میں دھنساتے یہ ہیں

اقول: اولاً تمام صحابۂ کرام واولیاو علماو صلحا سب مشرک کردیے کہ رستوں میں نامعقول باتوں سے بچتے تھے

ثانیاً راہ مدینہ طیبہ میں نامعقول باتیں کرنا جزء ایمان ہوا کہ نہ کرے تو مشرک۔

تف اس مذہب پر جس میں بے ہودگیاں جزوِ ایمان ہوں، جو نہ کرے مشرک ہو، وہ تو خدا نے خیر کرلی کہ یہ لکھتے وقت امام الطائفہ کو آیۂ کریمہ ﴿فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج﴾(۱) پوری یاد نہ آئی ورنہ راہِ مدینہ میں فسق وفجور کرتے چلنا بھی فرض کردیتا، ایسا کہ جو نہ کرے اس پر شرک ثابت ہے، مگر خدارا یہ احکام محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف جانے ہی میں ہیں۔ دیوبند وگنگوہ ونانوتہ وتھانہ بھون کیا مکہ مکرمہ ہیں، ان کے راستے میں گنگوہی، نانوتوی، تھانوی کیا کیا نامعقول بے ہودہ باتیں، کون کون سے فسق وفجور کرتے چلے اور چلتے ہیں تو سارے کے سارے مشرک ہوئے۔

۵۰ اسمٰعیل دہلوی کی صراط مستقیم صفحہ ۸۶ ''نماز میں پیر اور اس کے مانند اور بزرگوں کی طرف خیال لے جانا اگرچہ جناب رسالت مآب ہوں کتنے ہی درجوں اپنے بیل اور گدھے کے تصور میں ڈوب جانے سے بدتر ہے''۔

کون مسلمان ہے کہ اس قول کفر پر سنتے ہی لعنت نہ کرے۔ اس کے کفروں کا قاہر بیان ''کوکبۂ شہابیہ'' میں صفحہ ۳۰ سے آخر صفحہ ۳۹ تک دیکھیے۔

اللہ اللہ ان وہابیوں اور دیوبندیوں کے ادعائی مسلمانی یہ کچھ سنیں اور پھر وہ امام اور یہ بدستور اس کے غلام۔ لبئس المولیٰ ولبئس العشیر۔

۵۱ و ۵۲

اقول: ظاہر ہے کہ الحمد والتحیات دونوں میں حضور کا خیال عظمت سے لانا ہے تو یہ شرک خود

(۱) [سورۃ التوبۃ: ۱۹۷]

بیل گدھے کی یاد میں ڈوبیں — اس کو سہل بتاتے یہ ہیں
لیکن یادِ رسول اللہ پر — شرک کی نیو چناتے یہ ہیں
خر سے تو ان کو خیر ہی پہنچی — خار توشہ سے کھاتے یہ ہیں
ختم جنہوں نے نبوت کر دی — جس پر دل ہمکاتے یہ ہیں
یادِ محمد یادِ خدا ہے — کس کو خر سے گھٹاتے یہ ہیں
ان کو گدھے کا ذکر ہی روزی — جس کی شان بڑھاتے یہ ہیں
ہم کو ذکرِ حبیب جسے یوں — آگ سمجھ کے بجھاتے یہ ہیں

شریعت نے نماز میں واجب کیے۔

اقول: سورۂ فاتحہ میں ﴿الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾(۱) محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔﴿أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾(۲) کے سردار محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ اور تشہد میں تو بالخصوص حضور سے خطاب وندا وعرض سلام وشہادت رسالت ہے اور وہ کہہ چکا کہ...

ان کا خیال تعظیم کے ساتھ آئے گا اور نماز میں تعظیم غیر کا ملحوظ ہونا خواہی نخواہی شرک کی طرف لے جائے گا۔

تو حاصل یہ کہ نماز پڑھنا خواہی نخواہی مشرک ہونا ہے۔ صحابہ سے آج تک جتنے نمازی ہوئے سب مشرک، اور شریعت شرک کا حکم دینے والی بلکہ شرک کو واجب کرنے والی۔﴿أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾(۳)

شفا شریف میں حدیث ہے: رب عزوجل نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا:

((جعلتك ذكرا من ذكري فمن ذكرك فقد ذكرني))(٤)۔

میں نے تمہیں اپنی یاد سے ایک یاد بنایا تو جس نے تمہیں یاد کیا اس نے مجھے یاد کیا۔

---

(۱) [سورة الفاتحه:٧]

(۲) [سورة الفاتحه:٦]

(۳) [سورة هود: ١٨]

(٤) [نسيم الرياض شرح الشفاء :١/١٢٥]

غیر نبی کو وحی ہوے عصمت ہوے | مان کے نیو جماتے یہ ہیں
کا ہے کی نیو نبی بننے کی | جس پر جان گنواتے یہ ہیں
سلب قرآن ہوے جائز کہہ کر | اس کو حدوث میں لاتے یہ ہیں

---

۵۳ صراط مستقیم صفحہ ۳۸ ''بعض اولیا کو احکام شرعیہ بے وساطت انبیا بھی پہنچتے ہیں احکام شرعیہ میں ان پر وحی آتی ہے، وہ ایک طرح تقلید نبی سے آزاد اور احکام شرعیہ میں خود محقق ہوتے ہیں، وہ انبیا کے ہم استاد ہیں، تحقیقی علم وہی ہے جو انہیں اپنی وحی باطنی سے ملتا ہے، وہ جو انبیا سے ملا تقلیدی ہے، وہ علم میں انبیا کی برابر ہوتے ہیں''۔

ان کفریات پر ہر مسلمان نفریں کرے گا

(۱) کیا غیر نبی پر احکام شرعیہ کی وحی آئے گی؟۔

(۲) کیا وہ تقلید نبی سے آزاد ہوسکتا ہے؟۔

(۳) کیا وہ نبی کے برابر ہوسکتا ہے؟۔

(۴) کیا اس کا اپنا علم نبی کے علم سے زیادہ وثوق کا ہے؟۔

ان کا رد ''کوکبہ شہابیہ'' میں صفحہ ۲۱ سے صفحہ ۲۴ تک ملاحظہ ہو۔

۵۴ یہیں کہا: ''بالضرورۃ ان ولیوں کو ایک محافظت دیتے ہیں کہ محافظت انبیا کے مثل ہوتی ہے جس کا نام عصمت ہے''۔

جب انبیا کی طرح معصوم بھی ہوئے اور احکام شرعیہ کی وحی بھی آئی اور ان میں تقلید انبیا کے پابند بھی نہ ہوئے پھر نبی بلکہ مستقل رسول ہونے میں کیا رہ گیا؟ یہ صریح کفر ہے۔ یہ ساری نیو نبی بننے کی تھی جس کا روشن بیان ''الکوکبۃ الشہابیۃ'' میں دیکھیے۔

۵۵ اسمٰعیل دہلوی کی یکروزی مطبع فاروقی دہلی صفحہ ۱۴۴ ''اتارنے کے بعد قرآن کا فنا کردینا ممکن ہے''۔

اقـــول: اولاً قدیم فنا نہیں ہوسکتا تو قرآن مجید حادث ہوا تو مخلوق ہوا اور صحابۂ کرام اور ہمارے امام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا فتویٰ ہے کہ جو قرآن مجید کو مخلوق مانے کافر ہے۔

ثانیاً: قرآن عظیم لازم ذات ہے اور لازم کی فنا ملزوم کی فنا تو حاصل یہ ہوا کہ اللہ فنا ہوسکتا ہے۔

قرآں ۵۶ وجہ ہدایت کب ہے محض الزام ہے گاتے یہ ہیں
منصب ۵۷ فہم نکات قرآں ہر گیدی کو دلاتے یہ ہیں
پھر ۵۸ اس کذب جلی کی تہمت خود قرآں پر اٹھاتے یہ ہیں
خود ۵۹ کہے قرآں مَا یَعْقِلُهَا امی فہم بتاتے یہ ہیں
بے سمجھائے ۶۰ نہ سمجھے صحابہ اپنی ٹانگ اڑاتے یہ ہیں

---

۵۶ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ قرآن کریم ہے۔
اور تکمیل ۱۲ میں اسمٰعیل دہلوی کا قول درج ہوا کہ معجزہ صرف مخالفوں پر الزام ہوتا ہے نہ ہدایت۔
تو قرآن مجید ہدایت نہ رہا۔ یہ کفر ہے۔ قال تعالیٰ ﴿هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾ قرآن ہدایت ہے ڈر والوں کو۔
۵۷ تفویت الایمان صفحہ ۳ ''سورۂ بقر میں ہے اتاریں ہم نے تیری طرف باتیں کھلی یعنی ان کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں، پیغمبر تو جاہلوں کے سمجھانے کو آئے تھے''۔
۵۸ صفحہ '' ''اللہ صاحب نے فرمایا کہ قرآن سمجھنا کچھ مشکل نہیں''۔
یہ اللہ عزوجل پر افترا ہے۔
۵۹ صفحہ '' ''اللہ ورسول کے کلام سمجھنے کو بہت علم نہ چاہیے''۔
یہ قرآن مجید کی تکذیب ہے۔ قال تعالیٰ: ﴿وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ﴾ (۱)۔
یہ کہاوتیں بیان تو ہم سب کے لیے کرتے ہیں اور انہیں سمجھتے نہیں مگر عالم۔
۶۰ صفحہ۴ ''ہر خاص وعام کو چاہیے کہ اللہ ورسول کے کلام کو سمجھیں''۔
صفحہ '' ''جو کوئی بہت جاہل ہے اس کو اللہ ورسول کے کلام سمجھنے میں زیدہ رغبت چاہیے''۔
صفحہ۳ ''جو کلام مولویوں کا اس کے موافق ہو سو قبول کیجیے اور جو موافق نہ ہو اس کی سند نہ پکڑیے''۔
یہاں ائمہ کی تقلید سے توڑا اور ہر جاہل گیدی کو خود قرآن وحدیث سے احکام سمجھنے پر ابھارا ہے۔ ان چاروں قولوں میں جو بے دینی پھیلائی ہے۔
تفویت الایمان کی ان عبارتوں میں کہ زیر قول ۵۷ تا ۶۰ منقول ہوئیں ہر جاہل ہر نا مشخص کو یہ

---

(۱) [سورۃ العنکبوت:۴۳]

....

تعلیم ہورہی ہے کہ مولویوں کی نہ سنو بلکہ کلام اللہ کو خود سمجھو اوراس کے ذریعہ سے مولویوں یعنی ائمہ مجتہدین کے اقوال کو پرکھو، اگر تمہیں مطابق لگیں مانو ورنہ پھینک دو حالانکہ...

اولاً صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جن کی زبان میں قرآن اترا بار ہا بغیر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سمجھائے نہ سمجھے۔ حدیثوں میں اس کے وقائع بکثرت ہیں، خود اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿فَاسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾(۱)

علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو۔

ساتھ ہی فرمایا: ﴿وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾(۲)

اے محبوب ہم نے قرآن تمہاری طرف اتارا اس لیے کہ اس میں سے جتنی باتیں عام سے متعلق ہیں تم انہیں اپنے بیان سے سمجھا دو۔

اقول: تو جاہلوں کو عالموں کی طرف بھیجا اور عالموں کو رسول کی طرف اور رسول کو قرآن کی طرف۔ جو اس سلسلے کو توڑے گمراہ بددین ہے۔

ثانیاً اقول: خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قرآن عظیم میں اللہ تعالیٰ کے بیان کی حاجت تھی، یہاں ہرگیدی بے وساطت ائمہ بلکہ ائمہ کے قول پرکھنے کو خود سمجھ رہا ہے۔

قال تعالیٰ: ﴿فَإِذَا قَرَأْنَٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ . ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾(۳)

جب ہم قرآن پڑھیں اُس وقت غور سے سنو کہ لفظوں کو اُسی طرح محفوظ کرلو پھر اُس کے معانی کا بیان ہمارے ذمے ہے۔

اور اگر یہ معنے ہوں کہ تمہاری زبان پاک سے اُس کی توضیح کرادینی ہم پر ہے تو احتیاج صحابہ میں تو کلام نہیں۔

ثالثاً اقول: قرآن عظیم تو ہر شے کا روشن بیان ہے۔ قال اللّٰہ تعالیٰ:

﴿وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾(۴)

---

(۱) [سورة الانبياء: ۷] (۲) [سورة النحل: ٤٤]

(۳) [سورة القيامة: ۱۸،۱۹] (٤) [سورة النحل: ۸۹]

اُس میں ہر شے کی تفصیل ہے.
﴿وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا﴾(۱)
اس میں کوئی بات اٹھانہ رکھی.
﴿مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ﴾(۲)
اگر اسے دین واحکام ہی کے ساتھ تخصیص کرد اور ٹھہرایہ کہ اُس کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں ہر جاہل بے وساطت علما سمجھ سکتا ہے تو تمام احکام وعلوم دین صرف قرآن سے آجائیں گے۔ اب دین وشریعت میں نبی کی کیا حاجت رہی۔ اگر کہیے، خود نہیں بلکہ نبی کے بیان سے تو:

اقول: جس طرح تو نے آیت ﴿هُوَالَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ﴾(۳) پڑھ کر کہا صفحہ ۴:
جو کوئی یہ آیت سُن کر کہنے لگے کہ پیغمبر کی بات سوا عالموں کے کوئی سمجھ نہیں سکتا، اُس نے اس آیت کا انکار کیا۔

یو ہیں پہلی آیت ﴿وَلَقَدْ أَنْزَلْنَا اِلَيْكَ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ﴾(۴) جس کا نتیجہ تو نے یہ نکالا کہ...
باتیں کھلی اُن کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں۔
پڑھ کر کہا جائے گا کہ جو کوئی یہ آیت سُن کر کہنے لگے کہ قرآن میں کھلی باتیں نہیں ان کا سمجھنا مشکل ہے، بے نبی کے سمجھائے سمجھ میں نہ آئیں گی اس نے اس آیت کا انکار کیا۔ تو ضرور ماننا پڑے گا کہ نبی کے بیان کی بھی حاجت نہیں۔

اقول: اب وہ جو فریب دہی کو جا بجا رسول کا نام اور رسول کا سکھانا شامل کیا تھا کھل گیا کہ محض جھوٹ تھا۔ تو حضور سے بھی الگ کترایا اور ان کی تعلیم کو بھی صفر بنایا۔ ایک ہی آیت کا فی ﴿الامیین﴾ لیا کہ ان پڑھوں میں کتاب لائے تو آن پڑھ سمجھ لیں گے اور اسی کے ﴿يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ﴾ سے کفر کیا کہ نبی کا علم عطا فرمانا بے کار کر دیا۔

(۱) [سورة الاسراء: ۱۲] (۲) [سورة الانعام: ۳۸]
(۳) [سورة الجمعة: ۲]
(٤) [سورة البقرة: ۹۹]

حق کے بیاں کی نبی کو حاجت پیٹ سے خواندے آتے یہ ہیں
قرآں ہر شے کا ہے تبیاں صِفر نبی کو بناتے یہ ہیں
معطی علم ہے سرورِ عالم ان سے الگ کتراتے یہ ہیں
حق نے یُعَلِّمُہُمْ فرمایا خود فہمید مناتے یہ ہیں
فِی الْاُمِّیّٖنَ یاد ہے ان کو وہ تعلیم بھلاتے یہ ہیں
بعض کتاب پہ نام کو ایماں بعض سے کفر دکھاتے یہ ہیں
قاصد سے اب کیا کام ان کو سلجھی پاتی پاتے یہ ہیں
خواندے ہیں کیوں امی سے سیکھیں صاف ہے خط پڑھے جاتے یہ ہیں
یہ ہے حدیث کی درگت جس کے دعوے پر اتراتے یہ ہیں
جب اٹے تو مقلد مجتہدیں کو نصرانیت اڑھاتے یہ ہیں
مجتہد العصر ان کا ہے جس کو بن سے پکڑ کر لاتے یہ ہیں

---

۱۶۱ تنویر العینین اسمٰعیل دہلوی ''ایک امام کی پیروی کہ اس کے قول کی سند پکڑے اگر چہ حدیث و کتاب سے خلاف پر دلیلیں ثابت ہوں، اس قول کے موافق ان کی تاویل کرے، یہ نصرانی ہونے کا میل اور شرک کا حصہ ہے، تم ڈرتے نہیں کہ تم نے اماموں کو اللہ کا شریک کر دیا''۔

تو اہل سنت کے چاروں مذہب والے معاذ اللہ مشرک و نصرانی ہوئے۔

ہر مذہب میں بعض قول ایسے ہیں کہ ظواہر کتاب وسنت سے ان کے خلاف پر استدلال ہوتا ہے اور اس کے علما باتباع امام مذہب ان میں تاویل کرتے ہیں۔ یہاں حضرت شیخ مجدد کی دھوم دھامی عبارت ''الفضل الموہبی صفحہ ۲۰ والکوکبۃ الشہابیہ صفحہ ۴۹'' وغیرہما میں ہم بار بار پیش کر چکے اور پچیس سال کامل سے آج تک بفضلہ تعالیٰ لاجواب ہے، اور بعونہٖ تعالیٰ ہمیشہ لاجواب رہے گی جس سے ثابت کہ اسمٰعیل دہلوی کے دھرم میں حضرت شیخ مجدد معاذ اللہ سخت کٹر مشرک نصرانی تھے، اب اگر اسے نہ مانئے تو اسمٰعیل کے پکے گمراہ بددین ہونے کا اقرار کیجیے، اور مانئے تو شاہ عبد العزیز و شاہ ولی اللہ صاحبان مشرک نصرانی کو پیر طریقت و امام ربانی مان کر مشرک نصرانی اور انہیں اور انہیں تینوں کو شیخ و امام و ہادی انام مان کر اسمٰعیل مشرک و نصرانی اور ان تینوں اور اس چوتھے کو ایسا ہی مان کر سارے وہابی مشرک و نصرانی۔ کہیے مفر کدھر؟۔ ﴿کذالك العذاب ولعذاب الاٰخرة اکبر لو کانوا یعلمون﴾

ترجمی، مسکاۃ اور بکھاری — گھول کر اس کو پلاتے یہ ہیں
ساپھی، ہیچی کے سکے کھوٹے — گھنجی ۶۲ اپنی بھناتے یہ ہیں
سارے سرک، بدّت پہ بیٹھے — اب کیا دیدہ لچاتے یہ ہیں
الحاصل قرآن کو ہر دم — جھٹلاتے مکراتے یہ ہیں
روئے زمیں ۶۳ پر کافر ہیں سب — ایسی باؤ چلاتے یہ ہیں

---

۶۲ ظاہر ہے کہ ان میں اکثر وہ نرے کودن جاہل ہیں جو اردو بھی نہیں پڑھ سکتے، انہیں بھی یہی برابر پٹی پڑھائی جاتی ہے کہ مثلاً حنفی مذہب کا فلاں مسئلہ خلاف حدیث ہے، اس پر عمل نہ کرو، حدیث پر چلو، اب وہ کاٹھ کا اُلّو حدیث کیا جانے اور مخالفت کیا سمجھے، ضرور ان کے اعتبار پر بے دلیل مانے گا، یہی تقلید ہے تو حاصل یہ ہوا کہ ابوحنیفہ وشافعی کی تقلید شرک وبدعت ہے، ہماری تقلید کرو کہ عین سُنّت ہے۔

۶۳ تفویت الایمان صفحہ ۵۸ پر حدیث نقل کی کہ ''جب عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اتر کر دجال کو قتل فرمائیں گے اس کے بعد اللہ عزوجل ایک ٹھنڈی ہوا بھیجے گا کہ روئے زمین پر جس کے دل میں ذرہ بھر ایمان ہوگا اس کی روح قبض کرلے گی۔ اور صفحہ ۵۶ پر حدیث کا ترجمہ کیا ''بھیجے گا اللہ ایک باؤ اچھی سو جان نکال لے گی جس کے دل میں ہوگا رائی کے دانے بھر ایمان''۔

اور اس پر فائدہ یہ جڑ دیا:

صفحہ ۵۷ ''سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا''۔

یعنی عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اتر آئے، دجال قتل ہوگیا، وہ ہوا چل گئی، روئے زمین پر کوئی ادنیٰ اسلام والا نہ رہا، نرے کافر رہ گئے۔ ایک کفر تو یہ ہوا کہ ساری امت کو کافر مانا۔ پھر یہ اور اس کے پیرو کیا روئے زمین سے الگ کسی گوہ کے بھٹے میں بستے ہیں۔ تو یہ خود اپنے اقرار سے کافر ہوا۔

اقول: یہ تو سن چکے کہ جناب امام الطائفہ صاحب کے اس قول میں دو کفر ہیں: ایک ساری اُمت مرحومہ کو کافر کہنا۔ دوسرا اپنے منہ آپ کافر ہونا۔ بحمد اللہ تعالیٰ مسلمان تو مسلمان ہیں کسی کفر فروش کے کافر کہے کافر نہ ہوں گے مگر اقرار وآزار دوان کے دونوں کفر اٹل ہیں۔ تو یہ ڈبل کافر ہوئے اور اسی قول سے جناب گنگوہی صاحب ڈیڑھ ڈبل کافر۔ ان کے دو کفر تو وہی اسمٰعیل والے کہ...

بندہ کے نزدیک سب مسائل اس کے صحیح ہیں۔

اور تیسرا کفر اس جیسے بھاری اقراری کافر کو امام ماننا۔

شہ کی امت کا فرمانی آپ کہاں بچے جاتے یہ ہیں
روئے زمیں سے الگ کیا کوئی گوہ کا بھٹا بساتے یہ ہیں
اپنی آگ میں جل گئے آپ ہی اچھی دیپک گاتے یہ ہیں
شرک کی ایسی تند چڑھی ہے شرک ہی شرک بلاتے یہ ہیں
شرک کی تسبیح ان کا وظیفہ شرک ہی جپتے جپاتے یہ ہیں
ساون کے اندھے کا ہرا ہے شرک جو گاتے گواتے یہ ہیں
شرک ملہاریں مل کر گائیں شرک میں چنری رنگاتے یہ ہیں
شرک ہے ان کی بڑھتی دولت چھر دوں شرک لٹاتے یہ ہیں
شاہ ۶۴ و ملک ۶۵ جبریل ۶۶ و قرآں ۶۷ سب پر شرک گھماتے یہ ہیں

اور جناب تھانوی صاحب دوڈبل کافران کا چوتھا کفر گنگوہی صاحب کو امام جاننا۔
اور سارے کے سارے دیوبندی ڈھائی ڈبل کافران کا پانچوں کفر تھانوی صاحب کو حکیم الامۃ بھاننا۔

اس ایک ہی قول اسمٰعیلی نے کتنے کفر اُگائے، اُس نے بار بار کہہ دیا تھا کہ...

اللہ کے سوا کسی کو نہ مانو اوروں کو ماننا محض خبط ہے۔

آپ سب صاحبوں نے نبی کے بارے میں تو اُس کی یہ وصیت مانی مگر اپنوں کے حق میں مہمل جانی، انہیں مانا اور اپنے آپ کو کفر در کفر چوگنے پچگنے کفر میں سانا۔

۶۴ تا ۶۷ تفویت الایمانی دھرم پر ائمہ واولیاء وصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کیا گنتی انبیاء وملائکہ و جبریل حتیٰ کہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم یہاں تک کہ قرآن عظیم یعنی خود رب العلمین عز جلالہ سب نے معاذ اللہ شرک کیے ہیں۔ ان کے کچھ بیان ''کوکبۂ شہابیہ'' میں اور بکثرت ''الامن والعلی'' میں دیکھیے۔

اسمٰعیلی شرک امور عامہ سے ہے کہ جملہ موجودات بشر وملک وامت وانبیا بندہ وخدا سب کو شامل، اُس کا احاطہ بعید ومشکل۔ نمونہ چاہو توان فصلوں سے حاصل۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اسمٰعیلی شرک کے فتوے

(۱) نمبر ۴۶ میں گزرا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کے جنگل کے ادب تو ریت

۸ ۲۷ و انجیل ۹ ۲۷ و زبور ۰ ۲۷ اب ان سے شرک جتاتے یہ ہیں

کے جو حکم فرمائے اس نے صاف کہہ دیا...

یہ سب شرک ہیں۔

(۲) صحیح بخاری میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

((انه كان فقيرا فاغناه الله ورسوله))(۱)

وہ محتاج تھا اُسے اللہ ورسول نے غنی کر دیا۔

تقویت الایمان صفحہ ۱۱:

روزی کی کشائش کرنی اللہ ہی کی شان ہے کسی انبیا بھوت کی یہ شان نہیں جو کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے وہ مشرک ہے پھر خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے اُن کو ایسی قدرت بخشی ہر طرح شرک ہے۔

صفحہ ۲۹و۳۰:

اس بات کی اُن میں کچھ بڑائی نہیں کہ اللہ نے اُن کو عالم میں تصرف کی کچھ قدرت دی ہو کہ غنی کر دیں۔

(۳) صحیحین میں ہے، عامر بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سے عرض کی: یا رسول اللہ! ہمارے گناہ بخش دیجیے۔

(۴) ہم پر سکینہ اُتاریئے۔

(۵) ہمیں جہاد میں ثابت قدم رکھیے۔

(۶) صحیح مسلم میں اتنا اور ہے: ہم حضور کے فضل سے بے نیاز نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان باتوں پر نہ فرمایا کہ ارے کیا شرک بول رہے ہو، نہ یہ تقویت الایمانی احکام سنائے۔

صفحہ ۵۲: جس کا نام محمد ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

صفحہ ۴۴: میں آپ ہی ڈر رہا ہوں سو دوسرے کو کیا بچا سکوں۔

صفحہ ۴۶: اللہ کے یہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے۔

صفحہ ۳۵: کسی کام میں نہ بالفعل دخل ہے نہ اس کی طاقت۔

---

(۱) [صحيح البخاری: ۱۲۲/۲]

غیب پہ کشتی خضرا ے و موسےٰ ۲ ے شرک بھنور میں پھنسا تے یہ ہیں

صفحہ۴۹: نفع نقصان کی امید اسی سے چاہیے اور سے شرک ہے۔
صفحہ۳۵: کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتے عاجز نا کارے۔
بلکہ اُسی ان شرکوں پر اور رجسٹری فرمادی کہ ان کو شہادت کی دعا دی۔

(۷) اور بڑھ کر یہ کہ حضور کی دعائے شہادت پر امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ کاش ہمیں حضور نے ان سے نفع لینے دیا ہوتا۔
شرح صحیح بخاری علامہ قسطلانی میں ہے:
یعنی ابھی حضور انہیں زندہ رکھتے۔ حضور نے اتنے بڑے بول پر بھی اعتراض نہ فرمایا۔ اصل حدیث اور ان پانچ کا بیان ''الامن والعلی'' میں شروع صفحہ ۸۵ سے وسط صفحہ ۸۹ تک دیکھیے۔

(۸) ابن عساکر کی حدیث ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:
جو میرے صحابہ کے بارے میں میرا لحاظ رکھے ((فانا احفظه يوم القيامة))(۱)
مَیں روزِ قیامت اس کا حافظ و نگہبان ہوں گا۔

(۹) ابن عدی و ابن عساکر کی حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:
((انی احید عن امتی نار جهنم))
مَیں اپنی اُمت سے دوزخ کی آگ دفع فرماؤں گا۔

(۱۰) ابن عساکر و ابونعیم وغیرہما نے امیر المؤمنین علی سے امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں حدیث روایت کی:
((كان ختن رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم على ابنتيه ضمن له بيتا فى الجنة))(۲)
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو شاہزادیاں اُنہیں منسوب ہوئیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کے لیے جنت کی ضمانت فرمائی۔

---

(۱) [فيض القدير: حرف الحاء، ۳/۳۷۰]
(۲) [الشريعة للآجرى: ۲۳۳۳/۵]

سجدہٗ یعقوب ۳ ے و یوسف ۴ ے کو چا ہ شر ک جھکا تے یہ ہیں

---

(۱۱) طبرانی وابن عساکر کی حدیث ہے، عثمان غنی نے عرض کی: یارسول اللہ! اگر میں یہ چشمہ خرید کر مسلمانوں کے لیے کردوں:

((أتجعل لی مثل الذی جلعته له عیناً فی الجنة۔))(۱)

کیا اس کے بدلے حضور مجھے جنت میں چشمہ عطا فرمائیں گے؟۔

((قال: نعم)) فرمایا ہاں۔

(۱۲) ابونعیم کی حدیث ہے، حضور مالک جنت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

((لك الجنة عليّ يا طلحة غداً))(۲)

اے طلحہ کل تمہیں جنت دینا میرے ذمہ پر ہے۔

(۱۳) طبرانی وابونعیم وابن عساکر وغیرہم کی حدیث ہے، حضور نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

((واما امر اٰخرتك فانا لها ضامن))(۳)

تمہاری آخرت کے معاملہ کا میں ذمہ دار ہوں۔

ان چھ حدیثوں میں یہ دخل، یہ طاقتیں اور وہ بھی اللہ کے یہاں کے معاملے میں، کھلے اسمٰعیلی شرک ہیں۔

(۱۴) امام احمد وامام طحاوی کی حدیث ہے، اعشے مازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی: ((یا مالك الناس))(۴)

اے تمام آدمیوں کے مالک۔

تفویت الایمان صفحہ ۳۰:

شرک سے بہت دور بھاگیے نہ اللہ کے سوا کسی کو حاکم سمجھیے کہ کسی چیز میں کچھ تصرف کرسکتا ہے نہ

---

(۱) [کنز العمال: ۱۳/۳٦] (۲) [المعجم الاوسط: ۳/۲۸۳]

(۳) [اتحاف الخیرة المهرة بزوائد المسانید العشرة:۷/۱۹۳]

(٤) [السنن الکبریٰ للبیهقی: ۱۰/٤۰٦]

اُبْرِئُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَص ۵ے پر سو لی سے د ھمکا تے یہ ہیں

کسی کو اپنا مالک ٹھہرایئے کہ اپنی حاجت اُس کے پاس لے جایئے۔

(۱۵) ابن شاذان کی حدیث میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازے پر فرمایا:

((یا حمزة ! یا کاشف الکرب ! یا حمزة ! یا ذاب عن وجه رسول الله!))(۱)

اے حمزہ!، اے سختیاں دفع کرنے والے!، اے حمزہ!، اے رسول اللہ کے چہرے سے دشمنوں کو دور کرنے والے!۔

کاشف الکربات، دافع البلا، مشکل کشا۔ ایک ہی بات ہے، یہ کتنا بھاری اسمٰعیلی شرک ہے۔

تمام ملائکہ وآدم علیہم الصلاۃ والسلام پر اسمٰعیلی شرک کا فتویٰ

قرآن عظیم فرماتا ہے:

﴿فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِکَةُ کُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ﴾(۲)

تمام جمیع کل ملائکہ نے اللہ کے حکم سے آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو سجدہ کیا۔

تفویت الایمان صفحہ ۹۲:

جو کسی پیغمبر کو سجدہ کرے اس پر شرک ثابت ہے ہر طرح شرک ہے۔

تو اللہ نے حکم دیا، ملائکہ نے سجدہ کیا، آدم نے قبول کیا، سب پر شرک ثابت۔ اور یہ حیلہ نہیں چل سکتا کہ پہلے جائز تھا۔ یہی تو کہا جاتا ہے کہ خدا نے شرک جائز کیا، زمانہ بدلنے سے شرک نہیں بدل سکتا کہ خدا کا شریک اب تو نہیں ہاں کبھی اگلے زمانے میں ہو سکتا ہو۔ اور جب ہر زمانے میں ناممکن تو جو آج شرک ہے قطعاً ہمیشہ سے شرک تھا، اور اسی کو خدا نے جائز کیا اور معاذ اللہ انبیا و ملائکہ مرتکب ہوئے۔

خود گنگوہی صاحب کی لطائف رشیدیہ صفحہ ۲۴ میں ہے:

شرک بہر حال شرک ہی ہے خواہ نہی سے قبل ہو یا بعد۔

جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام پر اسمٰعیلی شرک کا فتویٰ

قرآن عظیم فرماتا ہے جبرئیل امین نے حضرت مریم سے کہا

(۱) [شرح مسند أبي حنيفة: ۱/۵۲۶] (۲) [سورة صٓ:۷۳]

أُحيِ الْمَوْتٰی ۶؎ سن کے تو مر کر — شرک گڑھے میں سماتے یہ ہیں
نام پسر پر آدم ۷؎ و حوا ۸؎ — دونوں کا دین کھپاتے یہ ہیں

﴿قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلٰماً زَكِيّاً﴾(۱)
مَیں تو تمہارے رب کا رسول ہوں کہ مَیں تم کو ستھرا بیٹا دوں۔
تو مسیح علیہ الصلاۃ والسلام رسول بخش ہوئے۔
تفویت الایمان صفحہ ۵،۶:
کوئی نام عبد النبی رکھتا ہے کوئی علی بخش غرض جو کچھ ہندو اپنے بتوں سے کرتے ہیں وہ سب یہ نام کے مسلمان اولیا انبیا اور فرشتوں سے کر گزرتے ہیں اور دعویٰ مسلمانی کا کیے جاتے ہیں سبحان اللہ یہ منہ اور یہ دعویٰ۔ شرک میں گرفتار ہیں۔

''قرآن کریم پر اسمٰعیلی شرک کے فتوے''

اللہ عزوجل پر اسمٰعیلی دس حکم شرک اوپر گزرے، ایک نمبر ۲۴ چھ نمبر ۲۸۔ ایک ایک ۳۷، ۶۳، ۶۴ میں اور دو نمبر ۶۹ و ۷۱ میں آتے ہیں، بارہ ہوئے۔

(۱۳) ﴿أَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾(۲)
انہیں غنی کر دیا اللہ اور اللہ کے رسول نے اپنے فضل سے۔

(۱۴) ﴿فَالْمُدَبِّرَاتِ أَمْرًا﴾(۳)
قسم ان فرشتوں کی کہ کام کی تدبیر کرتے ہیں۔
اور خود فرماتا ہے:
﴿وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ﴾(۴)
اے نبی ان کافروں سے پوچھو وہ کون ہے کہ کام کی تدبیر کرتا ہے، اب کہہ دیں گے کہ اللہ۔
تو یہ اللہ کی ایسی خاص صفت ہوئی کہ مشرکین تک اس کا اختصاص جانتے تھے۔ پھر خود ہی اسے فرشتوں کے لیے ثابت فرمایا۔

---

(۱) [سورة مريم: ۱۹] (۲) [سورة التوبة: ۲٤]
(۳) [سورة النازعات: ٥] (٤) [سورة يونس: ۳۱]

....

تفویت الایمان صفحہ ۸:

اللہ نے کسی کو عالم میں تصرف کی قدرت نہیں دی۔

صفحہ ۳۳: جو کوئی کسی مخلوق کو عالم میں تصرف ثابت کرے اس پر شرک ثابت ہے۔

(۱۵) ﴿وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ﴾(۱)

یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

جسے خود علم نہ ہو دوسرے کو کیا بتائے گا، تو آیۂ کریمہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے غیب کا علم ثابت فرمارہی ہے اور حضور کے بتائے سے حضور کے غلاموں کو۔

معالم التنزیل وتفسیر خازن میں اس آیت کے تحت میں ہے:

"یقول انه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم یاتیه علم الغیب فلا یبخل به علیکم یخبر کم به" (۲)

یعنی اللہ عزوجل فرماتا ہے: میرے نبی کو علم غیب آتا ہے، وہ تمہیں بتانے میں بخل نہیں فرماتے بلکہ تم کو بھی اس کا علم دیتے ہیں۔

تفویت الایمان صفحہ ۳۲:

جو کوئی کہے کہ پیغمبر خدا غیب کی بات جانتے تھے وہ بڑا جھوٹا ہے بلکہ غیب کی بات اللہ کے سوا کوئی جانتا ہی نہیں۔

صفحہ ۳۱: کسی انبیا اولیا کی جناب میں ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی باتیں جانتے ہیں۔ حضرت پیغمبر کی بھی جناب میں ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے۔

صفحہ ۷۸: غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر۔

صفحہ ۳۰: ان باتوں میں سب بڑے چھوٹے یکساں بے خبر ہیں اور نادان۔

فتاویٰ گنگوہی حصہ ۳ صفحہ ۷:

اثبات علم غیب غیر حق تعالیٰ کو شرک صریح ہے۔

---

(۱) [سورۃ التکویر: ۲۴] (۲) [تفسیر خازن: ۳۹۹/۴]

....

ایضاً صفحہ ۴۲: جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالم الغیب ہونے کا معتقد ہے قطعاً مشرک و کافر ہے۔

توریت مقدس پر اسمٰعیلی شرک کے فتوے

شاہ عبدالعزیز صاحب تحفۂ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں، توریت مقدس کے سفر چہارم میں ہے:

"ان هاجرة تلد ويكون من ولدها من يده فوق الجميع و يد الجميع مبسوطة اليه بالخشوع"

بے شک ہاجرہ کے اولاد ہوگی اور اُس کی اولاد میں وہ ہوگا جس کا ہاتھ سب سے بلند و بالا ہے اور سب کے ہاتھ اُس کی طرف پھیلے ہیں عاجزی اور گڑگڑانے میں۔

یہ مرجع حاجات عالم و حاجت روائے تمام جہاں ہونا، اور تمام عالم کا اُن سے اپنی اپنی مرادوں کی بھیک مانگنا، گڑگڑا گڑگڑا کر اُن کی طرف ہاتھ پھیلانا، کتنے بڑے بھاری شرک ہیں جن میں نہ صرف توریت بلکہ شاہ صاحب بھی شریک ہیں، بلکہ خبر صادق توریت مقدس سے تمام مسلمان، بلکہ یہاں سے تو یہ نکلتا ہے کہ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف عاجزی سے گڑگڑا کر ہاتھ نہ پھیلائے وہ بحکم توریت اس جمیع یعنی جماعت مسلمین سے باہر ہے۔ والعياذ بالله تعالیٰ.

توریت و انجیل شریف پر اسمٰعیلی شرک کے فتوے

بیہقی و ابونعیم دلائل النبوۃ میں کعب احبار سے راوی کہ توریت مقدس میں ہے۔ اور حاکم بافادۂ تصحیح اور ابن سعد و بیہقی و ابونعیم ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی کہ انجیل پاک میں ہے:

((محمد رسول الله اعطى المفاتيح))(۱)

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں انہیں سب کنجیاں عطا ہوئیں۔

احادیث سے ان کنجیوں کی تفصیل "الامن والعلی" میں صفحہ ۵۶ سے صفحہ ۶۵ تک دیکھیے۔ خزانوں کی کنجیاں، زمین کی کنجیاں، دنیا کی کنجیاں، نصرت کی کنجیاں، نفع کی کنجیاں، جنت کی کنجیاں، نار کی کنجیاں، ہر شئے کی کنجیاں۔ اب امام الوہابیہ کا اقرار اُس کی اور اُن کی جان کا آزار سنیے!

تقویت الایمان صفحہ ۲۴: جس کے ہاتھ میں کنجی ہوتی ہے قفل اسی کے اختیار میں ہوتا ہے جب

---

(۱) [تفسير المنتصر الكتاني : ۵/۱۱۴]

....

چاہے کھولے، جب چاہے نہ کھولے۔

تو انجیل وتوریت واحادیث سے ثابت ہوا کہ تمام دنیا وآخرت کا اختیار ہمارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے جب تو اُن کے رب عزوجل نے اُن سے فرمایا: ((لا یکون فی الآخرۃ الا ما ترید)) آخرت میں وہی ہوگا جو تم چاہو گے۔

اب یاد کرے اپنے وہ کفری بول...

جس کا نام محمد ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں کسی کام میں نہ بالفعل اُن کو دخل ہے نہ اُس کی طاقت رکھتے ہیں۔

یہ تیرے طور پر معاذ اللہ توریت وانجیل کے کتنے بھاری شرک ہیں تف تف ؎

وہی نورِ رب وہی ظلِ رب ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب
نہیں اُن کی ملک میں آسماں کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں
بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آکے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

زبور مقدس پر اسمٰعیلی شرک کا فتویٰ

شاہ عبد العزیز صاحب نے تحفہ میں لکھا، زبور شریف میں ہے:

((امتلات الارض من تحمید احمد و تقدیسه ملك الارض و رقاب الامم))(۱)

زمین بھر گئی احمد کی حمد اور اس کی پاکی بولنے سے احمد مالک ہوا ساری زمین اور تمام اُمتوں کی گردنوں کا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اب تو زبور شریف وشاہ عبد العزیز صاحب پر اسمٰعیلی شرک کا پانی سر سے تیر گیا، ﴿قُلْ مُوتُوا بِغَيْظِكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ﴾(۲)

موسیٰ وخضر علیہما الصلاۃ والسلام پر اسمٰعیلی شرک کا فتویٰ

تفسیر ابن جریر میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے، خضر نے موسیٰ علیہما الصلاۃ والسلام

---

(۱) [مختصر التحفة الاثنا عشرية: ۱/۱۱۲]

(۲) [سورة آل عمران: ۱۱۹]

....

سے کہا:((لم تحط من الغيب بما علم))
جو علم غیب مجھے ہے آپ کا علم اسے محیط نہیں۔
ابن عباس نے فرمایا:((وكان رجلا يعلم علم الغيب))(۲)
خضر علم غیب جانتے تھے۔
قرآن عظیم میں فرمایا:
﴿وَعَلَّمْنٰهُ مِن لَّدُنَّا عِلْمًا﴾(۳)
تفسیر بیضاوی میں ہے "وهو علم الغيب"(۱) یعنی رب عزوجل اس آیۂ کریمہ میں یہ فرماتا ہے کہ ہم نے خضر کو علم غیب دیا۔
قرآن وخضر پر تو اسمٰعیلی شرک کا حکم ظاہر ہے، موسیٰ پر یوں کہ اسے سنا اور قبول کیا، ورنہ کشتی کا تختہ توڑ دینے اور بے اُجرت دیوار سیدھی کر دینے پر انکار فرمایا تھا، اسمٰعیلی خاص شرک کی بول پر یوں چپ رہتے۔

یعقوب ویوسف علیہما الصلاۃ والسلام پر اسمٰعیلی شرک کا فتویٰ

قرآن کریم میں ہے:
﴿وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا﴾(۴)
یعقوب اور ان کی بی بی اور گیارہ بیٹے سب یوسف کے لیے سجدے میں گرے، علیہم الصلاۃ والسلام۔ اور تفویت الایمان کی عبارت فصل ۲ میں گزری کہ...
یہ ہر طرح شرک ہے۔

عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام پر اسمٰعیلی شرک کے فتوے

قرآن حکیم میں ہے، عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

---

(۱) [الدر المنثور في التفسير بالمأثور: ٥/٤١٤]
(۲) [سورة الكهف: ٦٥]
(۳) [حاشية الشهاب على تفسير البيضاوي: ٥/٢٢٢]
(٤) [سورة يوسف: ١٠٠]

ایک ۹ے بڑے کے بھی دادا نانا شرک کے نیچے لٹا تے یہ ہیں

﴿وَأُبْرِئُ الأَكْمَهَ والأَبْرَصَ وَأُحْيِـيُ الْمَوْتٰى بِإِذْنِ اللّٰهِ﴾(۱)
مادرزاداندھے اورکوڑھی کو میں تندرست کردیتاہوں اور مردے میں جلاتاہوں اللہ کے اذن سے۔
تفویت الایمان صفحہ ۱۱:

جلانااورتندرست کرنا یہ سب اللہ ہی کی شان ہے کسی انبیا کی بھوت کی یہ شان نہیں جوکوئی کسی کوایسا تصرف ثابت کرے وہ مشرک ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کوایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ہے۔

افسوس کہ مسیح علیہ الصلاۃ والسلام کے باذن اللہ کہنے نے بھی کام نہ دیا، کیونکہ ہر طرح شرک ہے ۔اسمٰعیل کے رسالہ منصب امامت اور فتوائے گنگوہی صفحہ ۲۴ میں ہے:

عالم وجود میں بندۂ مقبول سے تصرفات ماننا اگرچہ بحکم خدا مانے محض کفر ہے۔

اوراسمٰعیل کا یہ لفظ کہ اپنی خواہش سے مارنا جلانا الخ......

اس کے یہ معنی نہیں کہ بے ارادۂ خدا اپنے مستقل ارادے سے کہ یوں تو یہ عطائے الٰہی جلانا وغیرہ شرک نہ رہے گا اور وہ کہہ چکا ہر طرح شرک ہے، بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ ان کا فعل ارادی سمجھے تو مطلقاً مشرک، بلکہ وہ نرے پتھر ہیں جس کو نہ کچھ اختیار نہ فعل اس کا فعل ۔دیکھو رسالہ منصب امامت میں اس کی اور فتاوی میں گنگوہی صاحب کی عبارت اور دونوں کی اور صاف تصریحیں کہ نمبر ۲۸ میں گزریں وہیں حضرت مسیح پر اسمٰعیلی چوتھا شرک بھی بیان ہوا۔

آدم وحوا علیہما الصلاۃ والسلام پر اسمٰعیلی شرک کا فتویٰ

جامع ترمذی شریف وغیرہ کی حدیث ہے کہ آدم وحوا علیہما الصلاۃ والسلام نے اپنے بیٹے کا نام عبدالحارث رکھا، حارث کا بندہ۔ اور نمبر ۶۳ میں تفویت الایمان کی عبارت گزری کہ عبدالنبی نام رکھنا بھی شرک ہے اور ایسے شخص کا دعوائے مسلمانی جھوٹا، عبدالحارث تو عبدالحارث۔

۹ے تفویت الایمان صفحہ ۵و۶ ''کوئی نام رکھتا ہے علی بخش، پیر بخش، غلام محی الدین، غلام معین الدین۔ یہ جھوٹے مسلمان سچے شرک میں گرفتار ہیں''۔

صفحہ ۶۴ ''کوئی نام رکھتا ہے: نبی بخش، پیر بخش، سیتلا بخش، گنگا بخش، سو یہ آپ ہی مردود ہوجاتے

(۱) [سورۃ آل عمران: ٤٩]

دادی نانی دونوں مسلماں — کفر انہیں کب چپکاتے یہ ہیں
اب جو حکم اولاد پر آیا — پوچھو کیا فرماتے یہ ہیں
اور اگر ان کو بھی شرک میں سانئیں — جب کیا چاک سلاتے یہ ہیں
مرتد و مرتدہ کا تناکح — رد ہے کدھر چکراتے یہ ہیں
لاکھوں مسلماں کر دیے مشرک — گھر کی خبر بسراتے یہ ہیں
جیسی کرنی ویسی بھرنی — کاٹیں جیسی بوا تے یہ ہیں
عبدعزیز ۸۰ و ولی اللہ ۸۱ کو — شرک کی دلی دکھاتے یہ ہیں

ہیں"۔

اب تذکرۃ الرشید صفحہ ۱۴ میں گنگوہی صاحب کا پدری نسب دیکھیے:

"رشید احمد بن ہدایت احمد بن پیر بخش بن غلام حسن بن غلام علی"۔

نیز مادری دیکھیے "رشید احمد بن کریم النساء بنت فرید بخش بن غلام قادر بن محمد صالح بن غلام محمد"۔

بھلا تفویت الایمانی دھرم پر پیر بخش کا پوتا فرید بخش کا نواسا کیونکر صحیح النسب ہوسکتا ہے۔ جس کی دادی نانی مسلمان اور دادا نانا بحکم تفویت الایمان مشرک مردود، گنگا بخش، سیتلا بخش کے جوڑ کے۔ اور غلاموں کی بھرمار علاوہ، یعنی اوپر ہی سے ہوتی آئی ہے ع:

ایں خانہ ہمہ آفتاب ست

اور اگر رشیدی حضرات ان کی دادیوں نانیوں کو بھی مشرکہ مانیں یعنی ان کے دادا نانا، دادیاں نانیاں سب مشرک ومشرکہ تھے اور مشرک ومشرکہ کا باہم نکاح صحیح تو یہ بھی بخیر ہے، اصلی مشرک ومشرکہ کا نکاح صحیح ہے، اور جو کلمہ گو ہو کر شرک کرے مرتد ہے، اور مرتد مرد ہو یا عورت دنیا میں جس سے اس کا نکاح ہوگا باطل محض ہوگا۔ دیکھو عالمگیری وغیرہ۔ اب گنگوہی صاحب کی وہ عبارت فتاویٰ حصہ اول صفحہ ۶۴ "بندہ کے نزدیک سب مسائل اس کے صحیح ہیں"۔

یاد کر کے اور زیادہ افسوس ہوتا ہے کہ جناب موصوف اب خود اپنے منہ کیا ہوئے **ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔**

۸۰ تا ۸۸ تفویت الایمانی دھرم پر شاہ عبدالعزیز صاحب، شاہ ولی اللہ صاحب، حضرت شیخ مجدد الف ثانی، جناب حاجی امداد اللہ صاحب، معاذ اللہ سب کٹے پکے مشرک تھے حتیٰ کہ اسی کے منہ اسمٰعیل خود

شیخ ۲ ۸ مجد د صا حب پر تو سب سے سوا غرّ اتے یہ ہیں

مشرک، اس کے پدر طریقت یعنی پیر مشرک۔ مزہ یہ ہے کہ نہ یہی بلکہ اسمٰعیلی فتوے سے گنگوہی صاحب ،نانوتوی صاحب، تھانوی صاحب، سب کٹر مشرک۔ ان کے قاہر بیان رسائل اعلیٰ حضرت ''اکمال الطامہ وکوکبۂ شہابیہ وبذل الصفا'' وغیرہا میں ہیں۔

اسمٰعیلی ان شرکوں کی بوچھار ایک ایک بڑے پر بڑی بھرمار اس کا شمار اور بھی دشوار، بعض کا بطور نمونہ اظہار۔

شاہ عبدالعزیز صاحب پر اسمٰعیلی شرک کے فتوے

شاہ صاحب کے دو شرک نمبر ۶۸ میں گزرے کہ توریت وزبور کی ان آیتوں پر ایمان لائے جن میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تمام عالم کا اپنی مُرادوں کی بھیک مانگنا، گڑ گڑا، گڑ گڑا کر ان کی طرف ہاتھ پھیلانا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مالکِ کُل ہونا ہے۔

(۳) شاہ صاحب تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں:

بعض اولیا کو بعد انتقال بھی دنیا میں تصرف کرنا عطا ہوتا ہے۔

(۴) وہ اس حال میں بھی دنیا کی طرف متوجہ ہیں۔

(۵) فیض دیتے ہیں۔

(۶) حاجت مندان سے اپنی حاجتیں مانگتے اور پاتے ہیں۔

(۷) وہ مشکلیں حل فرماتے ہیں۔

(۸) تحفۂ اثناعشریہ میں فرماتے ہیں:

تمام اُمت مولیٰ علی اور ان کی اولادِ کرام کو پوجتی ہے۔

(۹) جس طرح پیروں کی پرستش کرتی ہے۔

(۱۰) عالم کے کاروبار کو ان کے ارادے سے وابستہ مانتی ہے۔

(۱۱) ان کے نام کی نذر کا معمول ہے۔

(۱۲) سب اولیا کے ساتھ یہی معاملہ ہے۔

ان پر تقویت الایمان کے احکام شرک اوپر گزرے، ایک چوٹی کا یہاں بھی سن لیجیے۔

صفحہ ۹،۸: پیغمبر خدا کے وقت کے کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہ جانتے تھے مگر یہی پکارنا

آپ ۸۳پہ ڈھالیں باپ ۸۴پہ ڈھالیں کو ن ہے جس کو بچا تے یہ ہیں

اور نذر نیاز کرنی اور ان کو اپنا سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر وشرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو اسے اللہ کا بندہ ومخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔

شاہ صاحب تو ابو جہل کے برابر مشرک ہوئے ہی مگر وہ تو ساری اُمت کو اسی بلا میں مبتلا بتاتے ہیں تو ساری اُمت ابو جہل کے برابر مشرک ہے جبھی کہا تھا کہ...

پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا کہ دنیا بھر میں کوئی مسلمان نہ رہا۔

شاہ ولی اللہ صاحب پر اسمٰعیلی شرک کے فتوے

شاہ ولی اللہ کی کتاب ''انتباہ'' سے ظاہر کہ وہ خود اور ان کے بارہ ۱۲ اساتذۂ حدیث وپیرانِ سلسلہ اس نادِعلی کی سندیں لیتے اجازتیں دیتے وظیفہ کرتے:

ناد علیاً مظهر العجائب تجده عونا لك في النوائب

كل هم وغم سينجلي بولايتك يا علي يا علي يا علي

علی کو پکار جن سے عجیب عجیب کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں تو انہیں مصیبتوں میں مددگار پائے گا ہر غم و پریشانی اب دور ہوتی ہے آپ کی ولایت سے یا علی یا علی یا علی۔ یہ فرمائشی تین شرک ہیں۔

(۴، ۵) اسی ''انتباہ'' میں کشفِ قبور کے لیے فرماتے ہیں:

جب مقبرہ میں جائے دوگانہ ان ولی کی روح کے واسطے ادا کرے پھر فاتحہ پڑھ کر سات دفعہ طواف کرے پھر مزار کی پائنتی جا کر رخسارہ رکھے۔

تفویت الایمان صفحہ ۱۲:

طواف کرنا ایک پتھر کو بوسہ دینا اس کی دیوار سے اپنا منہ ملنا یہ سب کام اللہ نے اپنی عبادت کے بتائے ہیں جو کسی پیغمبر یا بھوت کو کرے اس پر شرک ثابت ہے۔

حضرت شیخ مجدد صاحب پر اسمٰعیلی شرک کے فتوے

حضرت شیخ مجدد کے مکتوبات جلد ۲ مکتوب ۳۰ صفحہ ۴۶ میں ہے:

(۱) تصورِ شیخ کا ایسا غلبہ کہ نمازوں میں صورت شیخ کو سجدہ معلوم ہو اور ہر چند یہ خیال ہٹانا چاہے نہ ہٹے یہ دولت ہزاروں میں ایک کو ملتی ہے جو سعادت مند ہو۔

(۲) ہر حال میں شیخ کو اپنے اور خدا کے بیچ میں رکھو۔

حا جی ا مد ا د ا اللہ ہ کو بھی شرک مد د پہنچا تے یہ ہیں

(۳)نماز وغیر نماز میں ہر وقت شیخ کی طرف متوجہ رہو۔

اوّل وسوم پر تفویت الایمانی احکام اوپر معلوم دوم پر کہتا ہے:

صفحہ۴۲: یہ نہیں سمجھتا کہ پیر وپیغمبر تو اس سے دور ہیں اور اللہ نہایت نزدیک، سو یہ ایسا ہے کہ ایک رعیتی بادشاہ کے پاس ہے بادشاہ اس کی سنے کو متوجہ پھر وہ کسی امیر وزیر کو دور سے پکارے کہ میری طرف سے فلانی بات عرض کردے سو وہ اندھا ہے یا دیوانہ۔

یہ خطاب چھنٹ رہے ہیں ان کو جنہیں اپنا پیر طریقت وسردار سلسلہ کہتا ہے۔

(۴،۵) مکتوبات جلد اوّل مکتوب ۳۱۲ صفحہ ۴۴۸،۴۴۹:

اشارۂ سبابہ میں حدیثیں بہت سی آئی ہیں اور فقہی روایتیں بھی ہیں مگر فتویٰ کراہت پر ہے ہم مقلدوں کو نہیں پہنچتا کہ حدیثوں پر عمل کر کے اشارے کی جرأت کریں اشارہ نہ کرنا ہمارے اگلے علما کی راہ ورسم ہے۔

تفویت الایمان صفحہ۴۲:

کسی کی راہ ورسم کو ماننا اور اسی کے حکم کو اپنی سند سمجھنا انہیں باتوں میں ہے کہ خاص اللہ نے اپنی تعظیم کی ٹھہرائی ہیں پھر جو کوئی یہ معاملہ کسی مخلوق سے کرے اس پر شرک ثابت ہے ایضاً جو کوئی حدیث کے مقابل قول کی سند پکڑے شرک ہے۔

خود اپنی ذات اور اپنے پیر پر اسمٰعیلی شرک کے فتوے

حضرت شیخ مجدد وشاہ ولی اللہ وشاہ عبدالعزیز صاحبان کے ۲۲ شرک کہ بطور نمونہ گزرے، سب اس کے اور اس کے پیر کے شرک ہیں کہ یہ انہیں کے سلسلہ میں داخل، انہیں کے غلام، انہیں پیر ومرشد وامام و ولی جاننے والے، اور جو مشرک کو ایسا مانے خود مشرک ہے، پھر اسمٰعیل کا زعم ہے کہ صراطِ مستقیم اس کے پیر کا بیان، اور خود اس کی تحریر ہے، اس میں جا بجا تفویت الایمانی شرک برساتی کیڑوں کی طرح گجگجار ہے ہیں، تو یہ اور اس کے نزدیک اس کا پیر دونوں اپنے مستقل شرکوں سے بھی مشرک۔ مثلاً:

(۲۳) صراطِ المستقیم صفحہ ۳۶: اکابر اولیا ملائکہ کی طرح جہان کے کاموں کی تدبیر اور ان کے جاری کرنے میں کوشش کرتے ہیں۔

(۲۴) صفحہ ۶۶: بادشاہوں کو بادشاہی، امیروں کو امیری ملنے میں مولا علی کی ہمت کو دخل ہے۔

تھانوی ۸۶ قاسم ۸۷ گنگوہی ۸۸ کو شرک کے تھان بندھاتے یہ ہیں
قَدْ یَصْدُق خود اور یہ تینوں چار پہ پچ ڈھلکاتے یہ ہیں

---

(۲۵) صفحہ ۱۱۲: ان کو اختیار مطلق ملتا ہے کہ عالم میں جو چاہیں تصرف کریں۔

(۲۶) یہ اولیا کہہ سکتے ہیں کہ عرش سے فرش تک ہماری سلطنت ہے۔

(۲۷) صفحہ ۱۵۴: اللہ تعالیٰ تمام مہم کام انجام دینے کے لیے ان کو اپنا نائب کرتا ہے۔

(۲۸) صفحہ ۳۴: عالم کے ہست نیست اور شریعت کے کن مکن کی تدبیر ان کے توسط سے ہوتی ہے۔

(۲۹ تا ۳۵) اُسی کے صفحہ ۱۲۱، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۵۸، ۱۷۶۔ میں جا بجا کشف کو صحیح مانا اور وہ بھی ایسا کہ اولیا کو زمین کے دور دراز مقامات ظاہر ہوتے ہیں، بلکہ آسمانوں کے مکان، فرشتے، روحیں، ان کے مقام، جنت، دوزخ، قبروں کے اندر کا حال، آنے والے واقعات کھل جاتے ہیں، عرش فرش سب میں ان کی رسائی ہوتی ہے، لوح محفوظ پر اطلاع پاتے ہیں، وہ اپنے اختیار سے زمین وآسمان میں جہاں کا چاہیں حال دریافت کرلیں، اور ان سب باتوں کے حاصل کرنے کے طریقے خود ہی اس شخص اور اس کے پیر نے بتائے کہ یوں کرو تو یہ رتبے مل جائیں گے، یہ کشف یہ اختیار ہاتھ آئیں گے، اصل عبارتیں "کوکبۂ شہابیہ" میں دیکھیے۔ اس پر تفویت الایمان کی چار عبارتیں نمبر ۶۵ میں سن چکے۔

(۵) صفحہ ۳۲: جو کچھ اللہ بندوں سے کرے گا دنیا خواہ قبر خواہ آخرت میں اس کی حقیقت کسی کو نہیں معلوم نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا۔

(۶) صفحہ ۷۰: شرک سب عبادتوں کا نور کھو دیتا ہے کشف کا دعویٰ کرنے والے اس میں داخل ہیں۔

۳۵ شرک امام الوہابیہ اور اس کے پیر میں مشترک ہوئے اور اسمٰعیل کا ایک خاص حقیقی شرک نمبر ۶ میں گزرا تو اسمٰعیل کے ۳۶ شرک ہوئے۔ اور گنا ہی کیا وہاں عمر بھر یہی کمایا۔ ع ما علی مثله یعد الخطاء۔

حاجی امداد اللہ صاحب پر اسمٰعیلی شرک کا فتویٰ

حاجی امداد اللہ صاحب کا رسالہ "نفحہ مکیہ ترجمہ شمائم امدادیہ صفحہ ۱۳۵:

عباد اللہ کو عباد رسول کہہ سکتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ أَسْرَفُوا عَلٰی أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ﴾ مرجع ضمیر متکلم کا آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ یعنی اللہ عزوجل حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حکم دیتا ہے کہ تم سب کو اپنا بندہ کہو اور ان سے یوں ارشاد فرماؤ کہ اے میرے گنہگار بندہ میرے رب کی رحمت شرک

فقہی کفر کلامی باہم بانٹے کھاتے یہ ہیں

سے ناامید نہ ہو۔

کتنا بڑا بھاری اسمٰعیلی شرک ہے، وہ تو ایک شخص کا نام عبد النبی رکھنے پر جھوٹا مسلمان اور سچا مشرک کہہ رہا تھا، یہاں تمام جہان عبد النبی و بندۂ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے، الحمد للہ۔

ہے یوں ہی ﴿ولو کرہ الکافرون﴾ پڑے برا مانیں کافر۔

طرفہ یہ کہ جناب اشرفعلی تھانوی صاحب اسمٰعیلی چتر توحید کو بھول شرک پر پھول، سونے میں سہاگہ عبارت مذکور، پر یوں حاشیہ چڑھاتے ہیں:

قرینہ بھی اسی معنی کا ہے۔ آگے فرماتا ہے ﴿لَا تَقْنَطُوْا مِن رَّحْمَةِ اللّٰهِ﴾ (۱) اگر مرجع اس کا اللہ ہوتا تو فرماتا من رحمتی تا کہ مناسبت عبادی کی ہوتی۔

اے تو واہ رے تیرا قرینہ، یہ قرینہ ہے یا مادر شرک کا فرزند نرینہ۔

اشرف علی تھانوی صاحب پر اسمٰعیلی شرک کے فتوے

تھانوی صاحب کا ایک بھاری شرک ابھی گزرا اور ایک نمبر ۴۹ میں اور اسمٰعیل کے ۳۶ شرک بھی بحکم امامت ان پر سوار اور اسی علت سے گنگوہی صاحب کے گیارہ مستقل شرک کے بھی زیر بار، تو تھانوی صاحب ۵۱ شرک میں گرفتار۔

قاسم نانوتوی صاحب پر اسمٰعیلی شرک کے فتوے

نانوتوی صاحب کا ایک شرک نمبر ۲۸ دوسرا نمبر ۴۹ میں گزرا اور بعلت امامت اسمٰعیلی چھتیس بھی ان پر جلوہ زا، تو نانوتوی صاحب کے ۳۸ شرک ہوئے۔

رشید احمد گنگوہی صاحب پر اسمٰعیلی شرک کے فتوے

گنگوہی صاحب کے دو شرک نمبر ۲۸، ۴۹ میں گزرے اور ۱۰ نمبر ۴۸ میں۔ اسی علت سے اسمٰعیلی ۳۶ مل کر ۴۸ ہوئے اور دو حقیقی شرک ان کے ذاتی اقوال میں آتے ہیں، تو گنگوہی صاحب کے ۵۰ شرک ہوئے، اور حاشا یہ صرف نمونہ ہیں، ورنہ ان صاحبوں کے شرک و کفر کا شمار سخت دشوار۔

---

(۱) [سورۃ الزمر: ۵۳]

چاہے ۸۹ تو حق عالم ہو پر اب تک جا ہل ہے یہ گاتے یہ ہیں
اس کی ۹۰ صفات قدیمہ کو حادث اور مخلوق لکھاتے یہ ہیں
سارا ۹۱ علم غیب الٰہی پانچ میں ختم کراتے یہ ہیں

---

۸۹ تقویت الایمان صفحہ ۲۴ ''غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہیے کر لیجیے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے''۔ دیکھیے کتنا صاف صاف کہا کہ..

اللہ کو فی الحال علم غیب نہیں، ہاں اختیار رکھتا ہے کہ جب چاہے معلوم کرلے۔ یہ اللہ عزوجل کو کیسی کھلی گالی دی والعیاذ باللّٰہ تعالیٰ.

۹۰ اقول: اولاً اسمٰعیل کا علم الٰہی میں عقیدہ ابھی گزرا کہ اختیار میں ہے اور ہر اختیاری مخلوق ۔

ثانیاً: بلکہ وہ کہہ چکا کہ اللہ کو کل علم ابھی حاصل ہی نہ ہوا، چاہے تو حاصل کرلے، تو قطعاً حادث ہوا، اور ہر حادث مخلوق۔

ثالثاً: قرآن عظیم کو حادث ومخلوق ماننا نمبر ۵۵ میں گزرا۔

رابعاً: صدق وجملہ صفات الٰہیہ کو یہی دشنام نمبر ۱۰۹ میں دی جس کا بیان آتا ہے۔ وباللہ التوفیق۔

۹۱ تقویت الایمان صفحہ ۳۲ ''جو کہے کہ پیغمبر خدا وہ پانچوں باتیں جانتے تھے یعنی سب غیب کی باتیں جانتے تھے''۔

دیکھو سارا غیب انہیں پانچ باتوں میں منحصر کردیا:

(۱) قیامت کب آئے گی۔

(۲) مینھ کب برسے گا ۔

(۳) مادہ کے پیٹ میں کیا ہے۔

(۴) کل کیا کرے گا۔

(۵) کون کہاں مرے گا۔

تو اللہ تعالیٰ کا علم غیب بس اتنا ہی ہوا، ان کے سوا غیر متناہی علوم الٰہیہ کا انکار ہوگیا۔ یہ کیسا کفر ہے۔

سمت ۹۲ وزمان ۹۳ ومکاں ۹۴ سے تنزیہ — حق کی ضلال بتاتے یہ ہیں
دیدار ۹۵ بے کیف پر ایمان — کفروں کے ساتھ گناتے یہ ہیں
ترک ۹۶ سزائے شرک پر اس کو — بے غیرت ٹھہراتے یہ ہیں
غیر کفر ۹۷ کی قطعی سزا بھی — معتزلہ سی مناتے یہ ہیں
قدر ۹۸ حکم نبی رکھنے کو — حیلہ گر اس کو بناتے یہ ہیں

---

۹۲ تا ۹۵ مسلمانوں کا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ جہت اور زمانے اور مکان سے پاک ہے، قیامت میں مسلمانوں کو اس کا دیدار ہوگا جو کیفیت و جہت ومقابلہ ومسافت سے پاک ہے۔ امام الوہابیہ نے ''ایضاح الحق'' میں ان سب ایمانی عقیدوں کو گمراہی بتایا، اور مخلوق کو قدیم یا اللہ عزوجل کو معاذ اللہ بے اختیار ماننے کے کفروں کے ساتھ گنا۔ یہ کھلی ضلالتیں ہیں۔

''ایضاح الحق''، مطبع فاروقی دہلی صفحہ ۳۵ و ۳۶ ''اللہ تعالیٰ کو زمان ومکان وجہت سے پاک بتانا اور بغیر جہت ومقابلہ کے اس کا دیدار ماننا اور مخلوق کو اللہ تعالیٰ سے بطور بے اختیاری صادر جاننا اور عالم کو قدیم کہنا سب حقیقی بدعتوں کے قبیل سے ہے، اگر اسے دینی عقیدہ جانے''۔

۹۶ تفویت الایمان صفحہ ۱۵ و ۱۶ ''ایک تقصیریں اس ڈھب کی ہیں جن میں بغاوت نکلتی ہے جو بادشاہ ایسوں کو سزا نہ دے اس کی بادشاہت میں قصور ہے، عقلمند ایسے بادشاہوں کو بے غیرت کہتے ہیں سومالک الملک کہ پرلے سرے کا زور رکھتا ہے اور ویسی غیرت وہ مشرکوں سے کیونکر غفلت کرے گا اور کس طرح ان کی سزا نہ دے گا''۔

یہ اللہ کو مجبور کرنا ہے۔ مسمانوں کا ایمان یہ ہے کہ ﴿اِنَّ اللّٰہَ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ﴾ بے شک اللہ جو چاہے کرے ﴿لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ﴾ اس کے کسی فعل پر اعتراض نہیں۔

۹۷ تفویت الایمان صفحہ ۱۵ ''شرک کی سزا مقرر ملے گی پھر اگر پرلے درجے کا شرک ہے جس سے کافر ہو جاتا ہے تو ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اور جو اس سے ورلے درجے کے شرک ہیں ان کی سزا جو مقرر ہے پاوے گا باقی گناہ کی سزائیں اللہ کی مرضی پر ہیں چاہے دے چاہے معاف کرے''۔

یہ ضلالت معتزلی ہے۔ اہل سنت کے ایمان میں صرف کفر کی سزا قطعی ہے، باقی سب اس کی مرضی پر ہے۔

۹۸ تفویت الایمان صفحہ ۳۹ پر اللہ کے حضور شفاعت کے لیے وہ قیدیں کہ نمبر ۳۱ میں گزریں بڑھا

مور چھل ۹۹ اس کی قبر پہ جھلتے نمگیر ۱۰۰ تنواتے یہ ہیں
خاص ۱۰۱ انہیں ۱۰۲ اپنے لیے کرنے کی تہمت حق پر اٹھاتے یہ ہیں

کر کہا:

''سو اس کا یہ حال دیکھ کر بادشاہ کے دل میں اس پر ترس آتا ہے مگر آئین بادشاہت کا خیال کر کے بے سبب درگزر نہیں کرتا کہ کہیں لوگوں کے دلوں میں اس آئین کی قدر گھٹ نہ جائے سو کوئی امیر وزیر اس کی مرضی پا کر سفارش کرتا ہے اور بادشاہ ظاہر میں اس کی سفارش کا نام کر کے معاف کر دیتا ہے ۔اللہ کی جناب میں اس قسم کی شفاعت ہو سکتی ہے جس نبی ولی کی شفاعت کا قرآن وحدیث میں مذکور ہے اس کے معنی یہی ہیں''۔

یہ تین بے ایمانیاں ہیں:

(۱) اللہ پر اعتراض ہو سکتا ہے۔

(۲) اس سے بچنے کو حیلہ کرتا ہے۔

(۳) اس کے قانون میں: ﴿فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ نہیں، کہ جسے چاہے بخش دے۔ جب یہ خود اس قانون کریم میں موجود ہے تو سزا نہ دینے معاف فرما دینے میں کیا مخالفت قانون ظاہر ہوگی جس سے اس کی قدر دلوں سے گھٹ جائے گی جس سے بچنے کو یہ حیلہ گری کی جائے گی۔

۹۹ تا ۱۰۲ تفویت الایمان صفحہ ۱۰ ''اب یہ بات تحقیق کی چاہیے کہ اللہ صاحب نے کون کون سی چیزیں اپنے واسطے خاص کر رکھی ہیں کہ اس میں کسی کو شریک نہ کیا چاہیے''۔

پھر ان کی چار قسمیں کر کے تیسری میں لکھا ''یہ سب کام اللہ نے اپنی عبادت کے لیے بندوں کو بتائے ہیں پھر جو کوئی کسی کی قبر کو بوسہ دے، مورچھل جھلے، اس پر شمیانہ کھڑا کرے، اس پر شرک ثابت ہے ،اس کو اشراک فی العبادۃ کہتے ہیں، یعنی اللہ کی سی کسی کی تعظیم کرنی''۔

قبر کو مورچھل جھلنے اور اس پر شامیانہ کھڑے کرنے کے لیے پہلے اپنے معبود کی کوئی قبر تجویز کر لی ہوتی، پھر یہ کہ ان دونوں باتوں کو اللہ نے اپنے لیے خاص کیا ہے کہ میری ہی قبر پر ایسا کرنا اور قبروں پر نہ کرنا۔ یہ اللہ عزوجل پر دو افترا ہیں۔

اقول: اللہ عزوجل پر وہابیہ کے افترا نئے نہیں، ہاں اچنبا ان دو عبارتوں کا ہے جو امام الوہابیہ نے گڑھیں اور دوسرے کے لیے ان کے کرنے کو عبادت الٰہی میں اس کا شریک کر دینا کہا۔ قبر پر مورچھل جھلنا

جو اک ۱۰۳ پیڑ کے پتے گن دے	اس کو خدا ئی تھما تے یہ ہیں
حق ۱۰۴ سے ہاتھ میں ہاتھ ملا کر	پیر کو باتیں کرا تے یہ ہیں
یوں گھل مل کے کلام حقیقی ۱۰۵	یا رانہ گنٹھوا تے یہ ہیں
لیکن ۱۰۶ شاہ ورسل کے حق میں	قاہر محض بتا تے یہ ہیں

اور قبر پر شامیانہ کھڑا کرانا۔

اولاً ذرا پوچھیے تو کہ آج تک کوئی مسلمان یا نہ سہی تم خود ان عبادتوں سے کبھی مشرف ہوئے ہو۔

ثانیاً قبر جانے دو صرف مورچھل جھلنا شامیانہ تاننا کہاں کی عبادت ہے، اور اللہ عزوجل نے ان کا کب حکم دیا ہے، شاید تمہارے پیر کی وحی میں اترا ہو۔

ثالثاً کیا قبریں ہی خدا کی شریک نہیں، زمین اور زندہ آدمی شریک ہو سکتے ہیں؟۔اور مورچھل جسے جھلا جائے اور شامیانہ جس مکان یا میدان میں تانا جائے شرک لازم تو دنیا بھر مشرک ٹھہری اور تم خود اور گنگوہی، نانوتوی، تھانوی، دیوبندی سارے کے سارے کہ اپنے مدرسے کے جلسے میں ضرور شامیانہ تنواتے ہوں گے اور گرمی میں مورچھل نصیب نہیں تو پنکھا تو جھلواتے ہوں گے، اور جھلوانے ہی پر کیا ہے عبادت کا فعل خود اپنے لیے کرنا کب شرک نہیں، اب بتاؤ تم میں کون مشرک نہیں؟۔

۱۰۳ تفویت الایمان صفحہ ۷۷ و ۷۸ ”جو اللہ کی شان ہے اور اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں اس میں اللہ کے ساتھ کسی کو نہ ملاوے گو کیسا ہی بڑا ہو اور کیسا ہی مقرب، مثلاً کوئی کہے کہ فلاں درخت میں کتے پتے ہیں، تو جواب میں یہ نہ کہے کہ اللہ ورسول ہی جانیں، کیونکہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر“۔

ایک پیڑ کے پتے جاننے پر خدائی رہ گئی۔

اقول: جب کسی درخت کے پتے جاننا خاص اللہ ہی کی شان ٹھہری جس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں تو اگر کوئی محنت کر کے گن دے تو وہ خدا ہو گیا، کیونکہ غیب خاص بخدا کی طرف کسی حیلہ سے مخلوق کو راہ نا ممکن، لیکن اس نے جان لیا تو یہ ضرور اسمٰعیل کا خدا ہے۔ایک بہی (امرود) کے پتے جان لینا کچھ دشوار نہیں، اور کیلا ہو یا ڈھاک کے تین پات جب تو خداؤں کی گنتی ہی نہ رہے گی۔اصل بات یہ ہے کہ محبوبانِ خدا خصوصاً سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام سے جلن ہے، ان کا نام آیا اور شرک نے منہ پھیلایا۔

۱۰۴ تا ۱۰۶ صراط مستقیم صفحہ ۱۷۵ اپنے پیر کی نسبت ”ایک دن اللہ نے ان کا سیدھا ہاتھ خاص اپنے دست قدرت میں لیا اور عالم قدس کی ایک بہت عجیب وعظیم چیز ان کے پیشکش کی اور فرمایا کہ تجھے یہ دی

....

اور اور چیزیں بھی دوں گا''۔

اس کے لفظ یہ ہیں ''پیش روئے حضرت ایشاں کردہ''۔ پیشکش کرنا اور پیش روئے کردن کا حاصل ایک ہی ہے۔

صفحہ ۱۳ ''مکالمہ ومسامرہ بدست می آید''۔ اللہ سے کلام اور باہم داستان گوئی میسر ہوتی ہے۔ اللہ ان کے سامنے ادھر ادھر کی کہانیاں کہتا ہے اور یہ اللہ کے سامنے کہتے ہیں یوں رات کو آپس میں دل بہلاؤ ہوتا ہے۔

صفحہ ۱۵۴ ''کبھی کلام حقیقی بھی ہوتا ہے''۔ یہ خود کفر ہے کہ دعوی نبوت ہے۔ دیکھو کو کبہ صفحہ ۱۷ و ۱۸۔

مسلمانو! انبیاء ومرسلین کے لیے تو وہ کہا تھا کہ... ''خدا کے آگے چمار سے بھی ذلیل'' پھر اس کے پیر کی کیا گنتی، کیا یہ بھنگی در بھنگی کے غلیظ سے بھی زیادہ ذلیل نہ ہوگا۔ عجب کہ وہ شاہنشاہ متکبر غیور اس سے یوں مجلس گرم کرے۔

مسلمانو! پھر وہی خدا کہ ان کے پیر جی کے ساتھ جس کا یہ یارانہ، یہ بے تکلفی کی ملاقات، یہ مصافحے، یہ چہ میگوئیاں ہیں، اس کے یہاں رسولوں کی حالت دیکھیے:

تفویت الایمان صفحہ ۳۶ ''اس کے دربار میں ان کا تو یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے یہ سب رعب میں آکر بے حواس ہو جاتے ہیں اور ادب ودہشت کے مارے دوسری بار اس بات کی تحقیق اس سے نہیں کر سکتے، پھر بات الٹنے کا تو کیا ذکر اور کسی کی وکالت کی کیا طاقت''۔

یہ بھی آیات قرآن کی تکذیب ہے۔

اقول: مسلمانو! وہی خدا کہ اپنے پیر سے جس کے یہ یارانے لکھے رسولوں کے حق میں ایسا قہار محض بنا دیا حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے خلیل جلیل علیہ الصلاۃ والتسلیم کی نسبت فرماتا ہے: ﴿یُجَادِلُنَا فِیْ قَوْمِ لُوْطٍ﴾(۱)

ہم سے جھگڑنے لگا قوم لوط کے حق میں۔

زکریا علیہ الصلاۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے بیٹے کی بشارت دی، عرض کی: اے میرے رب

---

(۱) [سورة هود: ۷٤]

کذب الٰہی ۱۰۷ ممکن کہہ کر دین و یقیں سب ڈھاتے یہ ہیں

!میرے بیٹا کہاں سے آئے گا؟ ۔مَیں بوڑھا اور بی بی بانجھ۔فرمایا: ہمارا یوں ہی ارشاد ہے،عرض کی: تو اس کی مجھے کوئی نشانی دے۔

ابونعیم کی حدیث میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے،حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مَیں نے ایک آواز سنی، جبرئیل امین علیہ الصلاۃ والسلام سے دریافت فرمایا: یہ کون ہیں؟ عرض کی موسیٰ۔ میں نے فرمایا: کس سے بات کر رہے ہیں؟ عرض کی: اپنے رب سے۔مَیں نے فرمایا:

((ابرفع صوته على ربه))(۱) کیا اپنے رب پر چلّاتے ہیں؟ عرض کی:

((ان اللّٰه تعالىٰ قد عرف له حدته))

ان کا رب جانتا ہے کہ مزاج کے تیز ہیں۔

مسند الفردوس کی حدیث میں امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے ہے، جب رب عزوجل نے محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے وعدہ فرمایا کہ تمہیں اتنا دوں گا کہ تم راضی ہو جاؤ۔حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اذن لا ارضى و واحد من امتى فى النار))(۲)

تو مَیں راضی نہ ہوں گا اگر میرا ایک اُمتی بھی دوزخ میں ہوا۔

نیز یہ حدیث ابونعیم نے ''حلیہ'' میں، علی مرتضیٰ اور خطیب نے ''تلخیص المتشابہ'' میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے وقفاً روایت کی۔زرقانی میں فرمایا:

''مرفوع حكما ؛ اذلا مدخل للراى فيه''

مسلمانو! یہ ہیں اللہ کی بارگاہ میں محبوبوں کی عزتیں، عظمتیں، وجاہتیں۔بے نہایت حمد اس کے وجہ کریم کو اور بے شمار درود و سلام اس کے محبوبوں پر اور کرّی لعنت ان کی توہین کرنے والوں پر، **والعیاذ باللہ تعالیٰ۔**

۱۰۷ اسمٰعیل دہلوی کی یکروزی صفحہ ۱۴۵ ''ہم نہیں مانتے کہ اللہ کا جھوٹ بولنا محال ہو''۔

---

(۱) [تفسیر الدر المنثور : ۲۰۵/۵]

(۲) [تفسیر الشعراوی: ۱۸۸۶/۳]

کذب ۱۰۸ کا کیا غم ہاں کوئی کاذب سمجھے اس سے ڈراتے یہ ہیں

براہین قاطعہ گنگوہی طبع دوم صفحہ۲ ''امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہ نکالا، قدما میں اختلاف ہے''۔

مسلمانو! جب اللہ ہی کا جھوٹا ہونا ممکن ہوا پھر اس کی کون سی بات کا اعتبار رہا، دین ایمان سب ہاتھ سے گیا۔

وہابیہ کا یہ مسئلہ طشت از بام ہے، اس کے رد بہت رسائل میں ہو چکے اور بفضلہٖ تعالیٰ ''سبحٰن السبوح'' نے تو ان کے منہ میں پتھر دے دیا مسلمانوں کے سمجھ لینے کو اتنا ہی بہت ہے کہ جب خدا کا جھوٹ بولنا بھی ممکن ہوا تو اب اس کی کس بات کا اعتبار رہا۔

اقول: اب تمہارے نزدیک کیوں کر ثابت ہوا کہ قرآن میں جھوٹ نہ بولا۔ کیا اس پر کوئی افسر ہے جس نے روک لیا۔ یا اس کا ڈر کیا۔ یا اس نے خود کہا ہے کہ میرا سب کلام سچا ہے میں نے نہ جھوٹ بولا، نہ بولوں۔ کہا کرے جب جھوٹ بول سکتا ہے تو کیا معلوم کہ پہلا جھوٹ یہی کہا ہو، یا نبی نے کہہ دیا ہے کہ خدا کا سب کلام سچا ہے۔

سبحان اللہ! جس کے خدا کا سچا ہونا واجب نہیں جھوٹا بھی ہوسکتا ہے۔ اس نبی کا سچا ہونا کیوں واجب ہوگیا۔ کیا نبی خدا سے بھی بڑھ کر ہے۔

غرض اب نہ قرآن رہا نہ دین، نہ ایمان بچا نہ یقین۔ وہابیہ وامام الوہابیہ کا یہ ادنیٰ کرشمہ ہے کہ ایک ہی لفظ میں تمام دین وایمان ونبی وقرآن سب پر پانی پھیر دیا۔

۱۰۸ اہل اسلام دلیل لائے تھے کہ اللہ عزوجل نے ﴿وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ فرمایا کہ اللہ کے رسول ہیں اور تمام انبیاء کے پچھلے، اگر کوئی حضور کے مثل اور ہو تو حضور خاتم النبیین نہ ہوں اور اللہ کی بات معاذ اللہ جھوٹ ہو۔ امام وہابیہ نے اس کا ایک جواب تو یہ دیا کہ خدا کا جھوٹ کیا محال۔ ایک جواب یہ دیتا ہے یکروزی صفحہ۱۴۴ ''ممکن ہے کہ یہ آیت لوگوں کو بھلا دی جائے۔ تو اب اگر حضور کی مثل دوسرا ہوسکا تو بندوں کا کسی آیت کو جھوٹا کہنا لازم نہ آئے گا''۔

اقول: دیکھو صاف کہا کہ آیت اگر چہ واقع میں جھوٹی پڑے، مگر کوئی جھوٹی کہہ تو نہ سکے گا کہ بندوں کو پہلے ہی بھلا دی ہے، جب یاد ہی نہیں تو کس کی تکذیب کریں۔ غرض سارا ڈر بندوں کا ہے جب ان پر اندھیری ڈال دی پھر پیٹ بھر کر جھوٹ ہو کیا پرواہ ہے۔

....

مسلمانو! یہ کیسا گندا کفر ہے۔

مسلمانو! ''سبحان السبوح'' میں اس مغالطہ مردودہ کا کشف کردیا ہے اور بعونہٖ تعالیٰ ''دامان باغ سبحان السبوح'' میں اس سے بھی واضح تر لکھا ہے۔ وہاں سے اسے نقل کردیں کہ مسلمان دھوکے سے بچیں وہ کشف یہ ہے،

اقول: اندھے سے پوچھو انسان کو کس کے کذب پر قدرت ہے، اپنے یا خدا کے۔ ظاہر ہے کہ انسان قادر ہے تو صرف کذب انسانی پر نہ کہ معاذ اللہ کذب ربانی پر، اور شک نہیں کہ کذب انسانی ضرور قدرت ربانی میں ہے، انسان حیوان تمام جہان کے افعال اللہ عزوجل ہی کی قدرت سے واقع ہوتے ہیں، پھر اگر کذب ربانی قدرت ربانی میں نہ ہو تو قدرت انسانی کیونکر بڑھ گئی، وہ کذب ربانی پر کب تھی، اور جس پر تھی یعنی کذب انسانی، اسے ضرور قدرت ربانی محیط ہے۔ مگر جب خدا دین لیتا ہے عقل پہلے چھین لیتا ہے۔

اقول: دل کے اندھے نے یہ خیال کیا کہ انسان اپنے کذب پر قادر۔ اور یہی لفظ بارگاہ عزت میں بول کر دیکھا کہ اسے بھی اپنے کذب پر قدرت چاہیے، اور نہ دیکھا کہ وہاں اپنے سے انسان مراد تھا، اور اب خدا مراد ہوگیا۔ اس کی نظیر یہی ہوسکتی ہے کہ اسی کی طرح کا کوئی کور باطن خیال کرے کہ انسان اپنے خدا کی تسبیح کرسکتا ہے، تو چاہیے کہ خدا بھی اپنے خدا کی تسبیح کرسکے ورنہ قدرت انسان بڑھ جائے گی، تو خدا کے لیے اور خدا درکار ہوا الیٰ غیر نہایۃ انتھیٰ.

تنبیہ ضروری: آئندہ اشعار میں امام الوہابیہ کی خباثت دلائل ظاہر کرنے کو ان پر اکتالیس (۴۱) نقض ہوں گے۔ مسلمانوں کو اتنا ملحوظ رہے کہ اللہ عزوجل تمام عیبوں سے پاک ہے۔ وہابیہ جس کو عیبی مان رہے ہیں خدا نہیں بلکہ ان کے وہم باطل نے اپنی ہوائے نفس اور اپنی ایک ساختہ تصویر موہوم کو خدا سمجھ لیا ہے۔ قال تعالیٰ: ﴿ اَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـھَهٗ هَوٰیهُ ﴾ کیا تم نے اسے دیکھا جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا خدا بنا لیا ہے۔ یہ تمام عیوب وتشنیعات ان کے اسی ساختہ خدا کی طرف راجع ہیں جس طرح سیدنا موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام نے سامری کے بچھڑے کی نسبت اس سے فرمایا ﴿وَ انْظُرْ اِلٰٓی اِلٰـھِکَ الَّذِیْ ظَلْتَ عَلَیْهِ عَاکِفًا ط لَنُحَرِّ قَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِی الْیَمِّ نَسْفًا ﴾ اپنے خدا کو دیکھ جسے تو پوجتا رہا ضرور ہم اسے جلائیں گے پھر اس کی راکھ دریا میں بہائیں گے۔

ان کو بھلا بہلا کے ہو جھوٹا — اس کا پاس دلاتے یہ ہیں
قدرت ربؐ سے ہی کذب بشر ہے — طاقت جس کی رکھاتے یہ ہیں
کذب خدا پر کون ہے قادر — قدرت جس سے گھٹاتے یہ ہیں
اوندھی عقل کی اندھی بدھیا — کس جنگل میں چراتے یہ ہیں
بالفعل ان کا ۱۰۹ خدا عیبی ہے — پھر امکان تو گاتے یہ ہیں
سوئے ۱۱۰ اونگھے ۱۱۱ بہکے ۱۱۲ بھولے ۱۱۳ — کیا کیا گت بنواتے یہ ہیں

---

۱۰۹ مسلمانو! اس نے کیسا صاف لکھا کہ عیب کی آلائش خدا میں آ تو سکتی ہے مگر اس سے بچنے کے لیے مصلحۃً احتراز کرتا ہے۔ عیب کی گنجائش ہونا ہی اس سبوح قدوس کے لیے سخت بھاری عیب ہے تو بالفعل اپنے خدا کو عیبی مان رہا ہے۔

اقول: اولاً یہ سخت عیب خدا کو لگایا۔

ثانیاً صاف کہا کہ خدا کاذب تو ہو سکتا تھا مصلحت کے لیے صدق لیا تو صدق الٰہی اختیاری ہوا اور ہر اختیاری مخلوق ہے اور ہر مخلوق حادث تو صدق الٰہی حادث و مخلوق ہوا یہ کفر ہے۔

ثالثاً وہ تو صفت کمال اسی کو مانتا ہے جس کی ضد ممکن ہو اور آلودگی سے بچنے کے لیے اس سے احتراز ہو تو تمام صفاتِ الٰہیہ حادث و مخلوق ہوئیں۔ یہ اس سے بڑھ کر کفر ہے اس کا مفصل بیان "سبحن السبوح" میں دیکھیے۔

۱۱۰ تا ۱۳۲ امام الوہابیہ نے یکروزی صفحہ ۱۴۵ میں معاذ اللہ مولیٰ عزوجل کے امکان کذب پر دو دلیلیں دیں، ایک معتزلی گمراہوں سے سیکھ کر یہ کہ "جھوٹ نہ بولنے کو اللہ کے کمالات سے گنتے ہیں، اس سے اس کی مدح کرتے ہیں اور صفت کمال یہی ہے کہ کذب پر قدرت ہوتے ہوئے بلحاظ مصلحت اس کی آلائش سے بچنے کے لیے چھوڑے، سلب عیب کذب و اتصاف بہ کمال صدق سے ایسے ہی شخص کی مدح کریں گے، نہ اس کی جس میں وہ عیب آسکتا ہی نہ ہو"۔

اقول: اس خباثت کا مفصل رد "سبحان السبوح" تنزیہ سوم میں ہے۔ یہاں ان نمبروں میں اس دلیل ذلیل پر تیئیس (۲۳) نقض ہیں کہ دیکھو قرآن عظیم نے ان ان باتوں کی نفی سے اللہ تعالیٰ کی حمد کی تو تیری تقریر سے تیرے نزدیک یہ سب باتیں اللہ عزوجل کے لیے معاذ اللہ ممکن ہوئیں۔

دیکھ ان میں کیا کیا خباثتیں ہیں۔ مرنا تک ہے تو تو نے خدائی بھی کھوئی کہ جس کی موت ممکن ہو خدا

غفلت ۱۱۴ ظلم ۱۱۵ تھکن ۱۱۶ محتاجی ۱۱۷ کونسا نقص براتے یہ ہیں
کام کو ۱۱۸ اس پر مشکل مانیں خلق سے ۱۱۹ اس کو ہراتے یہ ہیں
کھائے ۱۲۰ بھی پھر کیوں نہیں اس کو موہن بھوگ چڑھاتے یہ ہیں

نہیں ہوسکتا۔

اقول: قرآن عظیم سے ان کی آیتیں سنیے!

(۱۱۰، ۱۱۱)﴿لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ﴾(۱)
اللہ کو نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند۔

(۱۱۲، ۱۱۳)﴿لَا يَضِلُّ رَبِّىْ وَلَا يَنسٰى﴾(۲)
میرا رب نہ بہکے نہ بھولے۔

(۱۱۴)﴿وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ﴾(۳)
اللہ تمہارے کاموں سے غافل نہیں۔

(۱۱۵)﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ﴾(٤)
اللہ ذرہ بھر ظلم نہیں کرتا۔

(۱۱۶)﴿وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ﴾(٥)
آسمان وزمین بنانے سے ہمیں کوئی تھکن نہ پہنچی۔

(۱۱۷)﴿فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ﴾(٦)
اللہ تمام جہان سے بے نیاز ہے۔

(۱۱۸)﴿وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ﴾(۷)
یہ اللہ پر کچھ مشکل نہیں۔

---

(۱) [سورة البقرة: ۲۵۵]
(۲) [سورة طٰهٰ: ۵۲]
(۳) [سورة البقرة: ۷٤]
(٤) [سورة النساء: ٤٠]
(٥) [سورة قٓ: ۳۸]
(٦) [سورة ابراهيم: ۲۰]
(۷) [سورة الواقعة: ٦٠]

(۱۱۹)﴿وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ﴾(۱)
ہم سے کوئی آگے نہیں نکل سکتا۔
(۱۲۰)﴿وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ﴾(۲)
اللہ کھلاتا ہے اور کھاتا نہیں۔
(۱۲۱)﴿لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا﴾(۳)
ہم تجھ سے کچھ کھانے کو نہیں مانگتے۔
(۱۲۲) ﴿وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ﴾(٤)
اس کے جوڑ کا کوئی نہیں۔
(۱۲۳) ﴿لَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ﴾(٥)
اس کے کوئی جورو نہیں۔
(۱۲۴،۱۲۵)﴿لَمْ يُوْلَدْ﴾(٦)
وہ کسی سے پیدا نہ ہوا۔
(۱۲۶)﴿لَمْ يَلِدْ﴾(۷)
اس نے کسی کو نہ جنا۔
(۱۲۷)﴿لَا شَرِيْكَ لَهٗ﴾(۸)
اس کا کوئی شریک نہیں۔
(۱۲۸،۱۲۹)﴿وَلَمْ يَكُن لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ﴾(۹)
دنیا کے بادشاہ کو کبھی ذلت پہنچتی اور اس خواری میں مددگار کی حاجت پڑتی ہے اللہ ایسا نہیں۔
(۱۳۰)﴿لَّن نُّعجِزَ اللّٰهَ فِيْ الْاَرْضِ وَلَن نُّعجِزَهٗ هَرَبًا﴾(۱۰)

---

(۱) [سورة الانعام:١٤] (٢) [سورة آل عمران:٩٧]
(٣) [سورة طه: ١٣٢] (٤) [سورة الاخلاص:٤]
(٥) [سورة الانعام:١٠١] (٦) [سورة الاخلاص: ٣]
(٧) [سورة الاخلاص:٣] (٨) [سورة الانعام: ١٦٣]
(٩) [سورة الاسراء: ١١١] (١٠) [سورة الجن:١٢]

اف ان کے امکان کی خواری	بھیک ۱۲۱ تک اس کو منگاتے یہ ہیں
جوڑ ۱۲۲ اور جورو ۱۲۳ ماں ۱۲۴ باپ ۱۲۵ اسکے	بچے ۱۲۶ اس کو جناتے یہ ہیں
اس کا ۱۲۷ شریک اور خواری ۱۲۸ میں یاور	سب کی کھیپ بھراتے یہ ہیں
ذلت ۱۲۹ و عجز ۱۳۰ وخوف ۱۳۱ کا کیا غم	موت ۱۳۲ تک اس کو چکھاتے یہ ہیں
جتنے عیب بشر کر سکتا	اپنے خدا کو لگاتے یہ ہیں
اچھلے ۱۳۳ کودے، کلائیں ۱۳۴ کھائے	سب کھیل اس کو کھلاتے یہ ہیں

ہم ہرگز زمین میں اللہ کو عاجز نہ کریں گے نہ بھاگ کر اس کے قابو سے نکل سکیں۔

(۱۳۱)﴿وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا﴾(۱)

اللہ کو ان کے پیچھا کرنے کا کچھ ڈر نہیں۔

(۱۳۲)﴿وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ﴾(۲)

بھروسا کر اس زندہ پر جو کبھی نہ مرے گا۔

۱۴۳ تا ۱۵۰ امام الوہابیہ کی دوسری دلیل یہ تھی صفحہ ۱۴۵ ''اکثر آدمی جھوٹ بولتے ہیں خدا نہ بول سکے تو آدمی کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائے''۔

یہ اٹھارہ (۱۸) نقض اس ملعون مغالطہ پر ہیں۔ظاہر ہے کہ انسان یا حیوان ان افعال پر قادر ہے تو اس کا معبود بھی یہ سب باتیں کر سکے گا ورنہ قدرت انسانی بلکہ حیوانی سے گھٹ رہے گا۔

فائدۂ جلیلہ: ہم نے امام الوہابیہ و جملہ وہابیہ کے اس قول سے ایک جلیل فائدہ ''دامان باغ سبحان السبوح'' میں استنباط کیا ہے جس سے وہابیہ پر قطعاً لازم کہ اپنے ہر ہر فرد کو کافر مانیں۔اس کا خلاصہ یہ کہ مثلاً دہلوی و گنگوہی و نانوتوی و تھانوی یقیناً کافر مرتد ہیں۔ظاہر ہے کہ انسان اس کا اعتقاد کر سکتا ہے تو خود ان کے منہ خدا بھی کر سکتا ہے اور جس کا اعتقاد خدا کر سکتا ہے وہ یقیناً حق ہے۔لہٰذا ان چاروں کا مرتد ہونا یقیناً حق ہے۔باقی تفصیل اسی رسالے میں ہے۔

ان افعال پر انسانی و حیوانی قدرتیں محتاج بیان نہیں، ڈبکنا پھولنا بلّے میں دیکھو، سمٹنا پھیلنا سانپ میں۔مرد و عورت اپنے اپنے مخصوص اعضا سے مخصوص کام کرتے ہیں، وہ ان میں جس کا کام نہ کر سکے

(۱) [سورۃ الشمس:۱۵] (۲) [سورۃ الفرقان: ۵۸]

دبکے[۱۳۵] پھولے[۱۳۶] سمٹے[۱۳۷] پھیلے[۱۳۸] اس کو رب کا بناتے یہ ہیں
مرد بھی[۱۳۹] عورت بھی[۱۴۰] خنثیٰ بھی[۱۴۱] کیا کیا سوانگ رچاتے یہ ہیں
اپنے[۱۴۲] خدا کو محفل محفل کوڑی ناچ نچاتے یہ ہیں
چاروں سمت[۱۴۳] اک آن میں مونھ ہو ناچ اس کا یہ دکھاتے یہ ہیں
چومکھے برھما اور کانھا کے آگے سیس نواتے یہ ہیں
دیو[۱۴۴] کے آگے گھنٹی بجا کر بم اس سے بلواتے یہ ہیں
لنگ[۱۴۵] جلہری کی ڈنڈوتیں پوجا پاٹ کراتے یہ ہیں
کتکی[۱۴۶] اشنان اور بیساکھی ڈبکی اس کو کھلاتے یہ ہیں
زانی[۱۴۷] مزنی[۱۴۸] اوچکا[۱۴۹] ڈاکو[۱۵۰] سارے جھولے جھلاتے یہ ہیں

قدرت میں اس سے گھٹے، تو ضرور ہے کہ وہ عورت کے لیے مرد اور مرد کے لیے عورت ہو سکے، اور جب دونوں وصف ہیں تو آپ ہی خنثیٰ مشکل ہوا۔

چار فاحشہ اگر ایک محفل میں رقص کرتی ہوں، ہر ایک ایک طرف نوجوان فرض کیجیے، اس میں اگر ان کا معبود ایک ہی طرف کو منہ کر کے ناچ سکے تو تین فاحشہ سے قدرت میں گھٹے، ناچار واجب کہ ایک آن میں چاروں طرف منہ ہو، ہندو برہما کو چومکھا مانتے اور کنہیا کو نچکیا جانتے ہیں۔ تقویت الایمانی معبود وہابیہ نے دونوں وصف لیے۔

یہاں تک ڈیڑھ سو قول خود امام الطائفہ وہابیہ کے تھے، آگے مریدوں کی طراریاں ہیں۔ مریدین دو بھانت ہو گئے: غیر مقلدین جن میں اب تازہ سر برآوردہ امرتسر کا ایک ایڈیٹر اخبار ہے، وہ علمی مادہ اتنا ہی رکھتا ہے جتنا آج کل کی ایک اردو ایڈیٹری کو درکار ہے، مع ہذا دوسری قسم کے بالائے طاق، خود اسی کے ہم مشرب غیر مقلد اس کی گمراہی و بد دینی کے معتقد اور کتاب ''چابک لیث'' نے ثابت کر دیا کہ وہ در پردۂ نام اسلام آریہ کا ایک غلام اور باہم جنگ زرگری کا کام۔ ہاں قابل ذکر دیوبندی حضرات ہیں جو حنفی بلکہ چشتی نقشبندی تک بن کر مسلمانوں کو بہکاتے ہیں۔ پھر غیر مقلدوں کا رد دیابنہ کو شامل نہیں کہ یہ کہنے کو ان سے جدا ہیں اور دیابنہ پر رد غیر مقلدوں پر رد ہے کہ وہ ان پر جی سے فدا ہیں، خود امرتسری کو اپنے اور ان کے ملۃ واحدہ ہونے کا اقرار ہے اور ان کے حامی سُنّت ناصر ملت ہونے کا اظہار ہے، لہٰذا ان کی خبر گیری اصل کار ہے، وباللّٰہ التوفیق۔

کونسی خواری باقی چھوڑی سب اس سے کرواتے یہ ہیں

دیوبندی اضافے

بیٹے ۱۵۱ گائے یہود و نصاریٰ جورو ۱۵۲ اور ملاتے یہ ہیں
عقل فرنگ سے باغ خرد میں تین ۱۵۳ خدا لہکاتے یہ ہیں
چور ۱۵۴ شرابی ۱۵۵ ظالم ۱۵۶ جاہل ۱۵۷ رب پہ روا گنواتے یہ ہیں

ابتدأ قول اذناب دیوبند مثل مدرس اوّل مدرسہ دیوبند محمود حسن صاحب وغیرہ کو ذکر کیا ہے اگرچہ وہ بھی در پردہ ساختہ پرداختہ ان کے اصول ہی کا ہے۔ پھر ان کے اقانیم ثلاثہ عالی جناب رشید احمد گنگوہی صاحب و جناب قاسم نانوتوی صاحب و خلف الکل جناب اشرفعلی تھانوی صاحب کی باری ہے، اور نگاہ انصاف سے دیکھنے والے کے لیے مژدۂ توفیق باری ہے۔ وھو المعین و بہ استعین۔

بیس اضافۂ دیوبندیان

۱۵۱ تا ۱۵۳ دیوبندی رسالہ ادلۂ واہیہ صفحہ ۱۴۲ و ۱۴۳ "اللہ کے جورو بیٹا نہ ہونا قرآن سے ہے، عقل سے نہیں، ولہٰذا ایسے عقلا اس کے مقر ہیں جن کی عقل سے فلاسفہ کی عقل کو کچھ نسبت نہیں، جنہوں نے فوٹو گراف جیسی چیز ایجاد کی، اگر یہ حکم عقلی ہوتا تو ایسے عقلا اس کے سمجھ لینے کے زیادہ مستحق تھے"۔

اقول: اولاً اس صریح ضلالت کی کوئی حد ہے کہ اس واحد احد کے لیے جورو بیٹا عقلاً ممکن ہے، ورنہ اتنے بڑے کاریگر کیسے مانتے۔

ثانیاً: جورو ماننے کا افترا نصاریٰ پر بھی گڑھ دیا۔

ثالثاً: تین خدا بھی عقلاً ممکن ہوئے ورنہ بھلا ایسے کاریگر کیوں مانتے۔

۱۵۴ تا ۱۵۷ امام الوہابیہ کی اس ناپاک دلیل پر کہ ورنہ آدمی کی قدرت خدا سے بڑھ جائے، مولانا غلام دستگیر مرحوم ساکن قصور پنجاب نے نقض کیا کہ آدمی تو ظلم جہل چوری شراب خواری کرتا ہے، چاہیے کہ تمہارا معبود بھی یہ سب کچھ کر سکے، ورنہ آدمی سے قدرت میں گھٹا رہے، اس پر دیوبند کے بڑے معتمد گنگوہی صاحب کے خلیفۂ اعظم مولوی محمود حسن دیوبندی نے ضمیمۂ اخبار نظام الملک ۲۵؍ اگست ۱۸۸۹ء میں صاف چھاپ دیا کہ "چوری شراب خوری جہل ظلم سے معارضہ کم فہمی۔ معلوم ہوتا ہے۔ غلام دستگیر کے نزدیک خدا کی قدرت بندہ سے زائد ہونا ضرور نہیں، حالانکہ یہ کلیہ ہے "جو مقدور العبد ہے مقدور اللہ ہے"۔

کھکل ۵۸ علیہ پوچ خدا کو پوجتے اور پجواتے یہ ہیں
ملک ۵۹ علیہ خدا سے باہر چیزیں اوروں کی ملک گناتے یہ ہیں
لاکھوں ۶۰ علیہ کروروں خدا کے پجاری پھر توحید مناتے یہ ہیں

اقول: مسلمانو! اس کلیہ کے یہ معنی ہیں کہ بندہ جو کچھ اپنی ظاہری قدرت سے کرتا ہے وہ سب کھکل حقیقۃً اللہ ہی کی قدرت سے پیدا ہوتا ہے کہ اس کا اور اس کے افعال سب کا خالق اللہ ہی ہے، نہ یہ کہ جو کچھ بندہ اپنے لیے کر سکے اللہ اپنے لیے کر سکے۔ بندہ پاخانہ پھرے تو اس کا معبود بھی پھر سکے۔ بندہ گلا گھونٹ کر اپنا دم نکال لے تو اس کا معبود بھی اپنا دم نکال کر مر سکے۔ یہ صریح کفر ہے۔

مسلمان دیکھتے جائیں اللہ و رسول کے بارے میں ان کے کتنے گندے ناپاک گھنونے اعتقاد ہیں اور پھر دیو بندی علما کہلاتے ہیں۔

۵۸ علیہ اقول: یہ بھی محمود حسن دیوبندی اور سب وہابیہ کا عقیدہ ہے کہ ان کا خدا کھکل نہ ہوا تو شراب کاہے میں پیے گا۔

اقول: آدمی کا شراب پینا یہی ہے کہ باہر سے اپنے جوف میں مونھ کی راہ سے شراب داخل کرے، اور ان کا عقیدہ ہے کہ خدا بھی ایسی شراب خواری کر سکتا ہے کہ بندہ جو کچھ کرے خدا اپنے لیے کر سکتا ہے۔ اب اگر ان کا خدا جوف دار کھکل نہ ہوا تو شراب کاہے میں داخل کرے گا، مونھ کا چھید نہ ہوا تو شراب کاہے سے پیے گا۔ تف ہے ایسے جھوٹے معبود اور اُس کے عابدان مردود پر۔ اب معلوم نہیں کہ وہ تند شراب ان کے خدا کی طاقت بڑھا کر پیٹ ہی میں پڑی گن لایا کرے گی۔ یا اُس کا فضلہ مونھ کی راہ قے ہو جائے گا۔ یا کوئی اور سوراخ بھی ہے جس سے باہر آئے گا۔ دیو بندی صاحبوں سے اس کا فتویٰ مطلوب ہے۔

۵۹ علیہ اقول: یہ بھی محمود حسن مذکور اور سب وہابیہ کا عقیدہ ہے، جب ان کا خدا چوری کر سکتا ہے، اب فرمایئے چوری کیا ہے، پرائی ملک بے اس کی اجازت کے اس سے چھپا کر لے لینا، اپنی ملک لے لینے کو کوئی چوری نہ کہے گا، تو ضرور ہے کہ بعض چیزیں ان کے خدا کی ملک سے خارج اوروں کی ملک مستقل ہیں جنہیں چرائے گا۔ چور کمزور اور شراب خور کی اوقات چوری نہ ہو تو کیا ہو۔

۶۰ علیہ اقول: اولاً یہ بھی محمود حسن ذکر کردہ شدہ اور سب وہابیہ کا عقیدہ ہے، جب ان کے خدا کے سوا اور بھی ملک مستقل رکھنے والے ہیں تو وہ ضرور مستقل خدا ہوں گے، ورنہ بندہ خدا کے مقابل ہرگز مالک

سب [۱۶۱] خبریں قرآن کی جھوٹی پڑنی روا ٹھہراتے یہ ہیں

مستقل نہیں ہوسکتا۔

ثانیاً: آدمی ایک ہی کی نہیں لاکھوں کروروں کی چوری پر قادر ہے، ان کا خدا اگر وہی ایک کی کرسکا تو پھر آدمی کی قدرت سے کروروں درجے گھٹ رہے گا، تو واجب کہ دیوبندی صاحب کے لاکھوں کروروں خدا ہیں جن کی چوری ان کا خدا کرسکتا ہے۔

یہ تصریح اگرچہ چھاپی ان بزرگوار خلیفۂ اعظم گنگوہی صاحب نے مگر اس کے قائل سارے کے سارے دیوبندی اور سب وہابی ہیں کہ یہی اُن کے امام الطائفہ اسمٰعیل کی دلیل ذلیل کا حکم ہے کہ خدا اس پر قادر نہ ہو تو آدمی سے قدرت میں گھٹ رہے۔

دم ہے محمود حسن صاحب، خلیل احمد صاحب، تھانوی صاحب وغیرہم کسی دیوبندی یا وہابی مقلد یا غیر مقلد میں کہ اسمٰعیلی دلیل بنانے، اُس پر سے یہ بھاری کفر اُٹھانے کو اس کا جواب لا سکے، اپنے کروروں خداؤں میں سے ایک بھی گھٹا سکے۔

ارشاد ربانی: ﴿كَذَٰلِكَ الْعَذَابُ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ﴾ (۱)

[۱۶۱] براہین قاطعہ کی طرح گنگوہی صاحب کا ایک رسالہ دوسرے کے نام سے ''تقدیس القدیر'' ہے، اس کے صفحہ ۸۴ میں ہے: ''کلام لفظی جو صادق ہے اس کا صدق ممکن الزوال ہے''۔ یعنی یہ قرآن کہ ہم پڑھتے ہیں اس کا جملہ جملہ جھوٹ ہوسکتا ہے بلکہ بالفعل سب جھوٹا ہے تو اللہ کا خدا ہونا بھی جھوٹ ہوا کہ یہ بھی اسی قرآن میں لکھا ہے، ان سے بڑھ کر اور کفر کیا ہے۔

گنگوہی صاحب نے جس طرح براہینِ قاطعہ انبیٹھی کے نام سے تصنیف کی جس کا پردہ خود اُن کے محرر نے کھول دیا۔ فتاویٰ گنگوہی حصہ ۲، صفحہ ۱۱۲ از محمد یحییٰ حضرت کی کتاب براہینِ قاطعہ میں یہ بحث مدلل ہے۔

پھر مرثیہ گنگوہی کے آخر میں اسے صراحۃً تالیفاتِ گنگوہی میں گنا۔ یوں ہی ''تنزیہ الرحمن'' کے رد کرنے کو یہ رسالہ ''تقدیس القدیر'' ایک اور شخص کے نام سے شائع کیا۔ یہ شدید کفر اُس میں ہے۔

اولاً صاف تصریح کہ یہ کلام اللہ کہ ہم پڑھتے ہیں اس کا جملہ جملہ جھوٹا ہوسکتا ہے۔ مسلمان جانتے ہیں کہ اُس کے کسی ایک جملے کو بھی ایسا سمجھنا قطعی کفر ہے۔

---

(۱) [سورۃ القلم: ۳۳]

اب تو الوہیت بھی سدھاری ڈھول سے کھال گنواتے یہ ہیں
اس کے علم ۶۲ و خبر میں تخالف کہہ کے خدائی ڈھاتے یہ ہیں
بلکہ کمال ۶۳ اسے ٹھہرا کر گنگا الٹی بہاتے یہ ہیں
جب ہے کمال خلاف قرآن اب کیا پلہ بجاتے یہ ہیں
یا تو خدا ہے کمال سے خالی یا قرآن جھٹلاتے یہ ہیں
رب کا غضب ہو، وحی سے پہلے کس کو ضال ۶۴ بتاتے یہ ہیں

واقول: ثانیاً جھوٹ وہی بات ہوسکتی ہے جو فی نفسہ جھوٹ ہو، سچی بات کبھی جھوٹ نہیں ہوسکتی تو فقط جواز نہیں بلکہ قرآن کا جملہ جملہ فی الحقیقت جھوٹ ہوا۔

واقول: ثالثاً جواز ہی دیکھیے تو اس کے جملوں میں ھو اللہ بھی ہے، یعنی: وہ اللہ ہے۔ اس کا کذب بھی ممکن ہوا، یعنی جائز ہے کہ وہ اللہ نہ ہو اور جس کا اللہ نہ ہونا جائز اُس کا اللہ نہ ہونا واجب کہ اللہ کا اللہ نہ ہونا ہرگز جائز نہیں ہوسکتا، تو ثابت ہوا کہ گنگوہی صاحب کے نزدیک اللہ اللہ نہیں، اور قرآن کریم معاذ اللہ بالفعل جھوٹا ہے۔ اور کیا کفر کے سر پر سینگ ہوتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ ہے گنگوہی دھرم۔

۶۲ رسالۂ مذکورہ گنگوہی صاحب صفحہ ۳۶ ''خلاف ما اخبر معلوم حق تعالیٰ کا ہے''۔ یعنی اللہ عز وجل نے جو خبر دی علم الٰہی میں اس کے خلاف ہے۔ مثلاً خبر دی کہ متقین جنت میں ہیں اور علم الٰہی میں یہ ہے کہ متقی جنت میں نہیں۔

اقول: اس کے ساتھ اگر یہ بھی علم میں ہو کہ متقی جنت میں ہیں جب تو علم الٰہی میں تناقض ہے اس سے بدتر جہل کیا ہوگا۔ اور اگر علم میں خبر کے خلاف ہی ہے تو اگر علم سچا ہے خبر جھوٹ ہے اور خبر سچی ہے تو علم جھوٹا بہر حال یہ کفر خالص اور الوہیت ہی کا ہدم ہے کہ نہ جاہل لائق الوہیت ہے نہ کاذب۔

۶۳ رسالۂ مذکورہ گنگوہی صفحہ ۳۴ ''خلاف ما اخبر بہ مقدور اور کمال ہے''۔

اقول: جب خبر الٰہی کا خلاف اللہ تعالیٰ کے لیے کمال ہوا تو یہ خلاف کبھی واقع ہوگا یا نہیں؟۔ اگر نہیں تو خدا کمال سے خالی رہا، اور اگر ہاں تو قرآن کاذب ہوا ہر طرح کفر ہے۔

۶۴ و ۶۵ رسالۂ مذکورہ گنگوہی صفحہ ۵۸ میں یہ بحث چھیڑی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معاذ

بلکہ ۱۶۵ کہا ایمان سے خالی لعنت ہو کیا گاتے یہ ہیں

اللہ مشرک ہونا اور حضور کے تمام اعمال معاذ اللہ برباد جانا ممکن ہے۔ نتیجہ میں یہ لکھا ''صدور شرک آنجناب سے لامحالہ ممکن، پس جب شرک ممکن ہوا تو حبط اعمال بدرجۂ اولیٰ ممکن''۔ اور ضمن استدلال میں یہ آیتیں پیش کیں ''اور کیوں نہ ہو خود ارشاد رب الارباب ہے ﴿ووجدک ضالا فھدیٰ ۝ ما کنت تدری ما الکتب ولا الایمان﴾ ''۔ یعنی وہ وحی سے پہلے گمراہ تھے وحی سے پہلے ایمان نہ رکھتے تھے۔ یہ کھلا کلمۂ کفر اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین ہے۔

جن آیتوں کا دھوکا دے کر گنگوہی صاحب نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ شدید گالیاں دیں اُن کے معانی کی تحقیق ''شفا شریف امام قاضی عیاض و مواہب شریفہ امام احمد قسطلانی و مدارج شیخ محقق و تفاسیر علمائے معتمدین'' میں دیکھیے، یہاں اتنا کافی کہ ایمان سے مراد احکام تفصیلیہ ہیں کہ ان کا علم وحی سے ہوا اور یہ محال ہے کہ کوئی نبی قبل از وحی مؤمن نہ ہو، وہ پیش از وحی بھی نہ صرف ایمان بلکہ اُس اعلیٰ درجۂ ولایت کبریٰ پر ہوتے ہیں کہ نہایت مدارجِ اولیا ہے، اور ضال زبانِ عرب میں کمال محبت محبت میں سرگشتہ کو کہتے ہیں۔ خود ابنائے یعقوب علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے والد کریم نبی اللہ کی نسبت دوبار یہ لفظ بمعنی شدتِ محبت یوسف علیہ الصلاۃ والسلام استعمال کیا:

﴿اِنَّ اَبَانَا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ﴾(۱) ﴿تَاللّٰہِ اِنَّکَ لَفِیْ ضَلٰلِکَ الْقَدِیْمِ﴾(۲)

زنانِ مصر نے کہ اُس وقت تک ہدایت و ضلالت جانتی ہی نہ تھیں بوجہ عشق حضرت یوسف یہی لفظ حضرت زلیخا کو کہا:

﴿قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا اِنَّا لَنَرٰهَا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ﴾(۳)

ان تینوں آیتوں میں ضلال قطعاً بمعنی شدتِ محبت ہے، یوں ہی اُس چوتھی میں۔ تو معنی کریمہ یہ ہوئے کہ اللہ عزوجل نے تمہیں اپنی محبت میں والہ و شیفتہ پایا تو تمہیں اپنے وصال کی طرف راہ دی۔

مگر گمراہ بے ایمان کو سوا گمراہی و بے ایمانی کے کیا سوجھے۔

﴿قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰی یُؤْفَکُوْنَ﴾(۱)

(۱) [سورۃ یوسف: ۸] (۲) [سورۃ یوسف: ۹۵]

(۳) [سورۃ یوسف: ۳۰] (٤) [سورۃ التوبۃ: ۳۰]

مرسل ۱۶۶ لاثانی کا ثانی گنگوہی کو بناتے یہ ہیں

اور ایک ظلم یہ کہ ان دو آیتوں کے ساتھ کریمہ:

﴿ وَإِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴾ (۱) بھی شمار کردی، اور اُسے معاذ اللہ ایمان سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غفلت قرار دیا حالانکہ وہاں ذکر قصہ یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کا ہے کہ وحی سے پہلے تم اس سے آگاہ نہ تھے۔ نفس آیت اس پر دلیل ہے:

﴿ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْآنَ وَإِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴾ (۲)

اپنا کذب چھپانے کے لیے شروع سے آیت کتر لی، یہ قرآن کریم میں خیانت وتحریف ہے۔

۱۶۶ محمود حسن دیوبندی مرثیہ گنگوہی میں صفحہ ۹ ؎

زباں پر اہل اہوا کی ہے کیوں اعل ہبل شاید
اٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی

اقول گنگوہی صاحب اگر بفرض غلط مسلمان بھی ہوتے تو حسب قول ''تفویت الایمان'' حضور کی شان کے آگے چمار سے زیادہ ذلیل تھے، ایسے شخص کو ان کا ثانی بنانا جن کا ثانی واحد احد نے نہ کسی ملک مقرب کو کیا نہ کسی نبی مرسل کو۔ کیسی بے ایمانی ہے۔

اس شعر نے صفحہ ۱۴ میں ان کی ایک گول بیت کا بھی پردہ کھول دیا کہ ؎

جہاں تھا آپ کا ثانی وہیں جا پہنچے خود حضرت
کہیں کیونکر بھلا کس منہ سے مولانا تھے لا ثانی

یہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معاذ اللہ رشید احمد ثانی بتایا ہے، یہ اُس سے اخبث کفر ہے اور اسی کا اشارہ اس کی متصل بیت میں ہے ؎

دلوں کو جھانکتے ہیں اپنے اور سب مسکراتے ہیں
کہا جب میں نے مولانا رشید احمد تھے لا ثانی

بتا دیا کہ یہ کوئی ایسی ہی بات ہے جسے زبان تک صاف نہیں لا سکتے، دل ہی دل میں سمجھ کر

(۱) [سورۃ یوسف: ۳] (۲) [سورۃ یوسف: ۳]

قبر ۱۶۷ ہے طور وہ رب یہ موسیٰ — کیسے جنون پکاتے یہ ہیں
اس کے کالے ۱۶۸ غلاموں کو یوسف — پاجی پن یہ دکھاتے یہ ہیں
عبد نبی ۱۶۹ شرک اندھے کے بندے — بن کے بہت اٹھلاتے یہ ہیں

مسکراتے ہیں کہ رشید احمد لا ثانی کیونکر ہوا، اُس کا ثانی تو بانی اسلام ہے، یہ نہ تھا تو دلوں کو جھانکنے اور مسکرانے کے کیا معنی تھے۔ ہاں شعر اوّل میں ایک تاویل معقول ہے، جو اُسے کفر سے اسلام خالص کی طرف لے آئے، بشرطیکہ آپ پسند کریں اور اجازت دیں۔ ثانی بمعنی طرف ثانی، یعنی ضد ومقابل ہے۔ اور ہُبل سے بھی یہی ثانی مراد، اور اہل اہوا اُس کے معتقدین۔ کافر کی روح بھی اولاً طرف آسمان جاتی ہے جس کی طرف لفظ ''اُٹھا'' مشیر ہے۔ آسمان کے دروازے بند کر لیے جاتے ہیں کہ یہاں تیری جگہ نہیں، اُسے نیچے پھینکتے ہیں۔ یہ حالت دیکھ کر معتقدین چیخ رہے ہیں: اُعْلُ هُبل اے ہبل اوپر کو، اے ہبل اوپر کو۔ مگر ہبل ایک نہیں سنتا، نیچے ہوتا ہوا اسفل سافلین پہنچتا ہے۔

۱۶۷ محمود حسن مرثیۂ گنگوہی صفحہ ۱۷۔

تمہاری تربت انور کو دیکر طور سے تشبیہ
کہوں ہوں بار بار اَرِنی مری دیکھی بھی نادانی

اس تمثیل کو دیکھیے گنگوہی کی مٹی کا ڈھیر کوہ طور ہے۔ اور یہ اَرِنی کی رٹ لگا رہے ہیں تو یہ موسیٰ کی جگہ ہوئے اور گنگوہی خدا کے مثل۔

اس کفر صریح کو نادان بن کر ٹالا ہے، یعنی پاگل ہیں ''والپاگل مرفوع القلم'' یہ ہے حقیقی گور پرستی۔ وہاں شاید ایک وجہ شبہ خیال کی ہو طور پر تجلی نار کی تھی کہ ''انس من جانب الطور نارا'' اگر نار ہی گور گنگوہی صاحب میں دیکھ کر حواس باختہ ہو کر یہ تشبیہ گڑھی ہو تو پگلیت جائے دارد۔

۱۶۸ و ۱۶۹ محمود حسن مرثیۂ گنگوہی صفحہ ۱۱۔

قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں
عبید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی

عبید جمع عبد ہے اور سود جمع اسود۔ یعنی گنگوہی کے کالے بندے یوسف ثانی ہیں، پھر گورے تو گورے۔

اقول: اولاً نبی کی توہین کی۔

اس کو ۷۰ الحی و مبقی کہہ کر عیسیٰ کو چونکاتے یہ ہیں

ثانیاً عبدالگنگوہی کا شرک اوڑھا۔

اقول: اولاً دنیاوی معاملات میں بنی نوع انسان میں سب سے ذلیل تر غلام ہے وہ بھی کالا حبشی۔ آزاد شخص کیسا ہی پاجی سا پاجی ہو غلام ہونے کو اپنی توہین سمجھے گا۔ تو اس انتہا درجے کے پاجی پن کو اس مرثیہ گو نے کہاں جا کر ملایا، یہ نبی اللہ کی توہین ہے۔

ثانیاً اگر آج کل کسی کے غلاموں کو کہیے کہ اُس کا ایک ایک چھوکری بچہ رشید احمد ثانی ہے تو کیا اسے رشید احمد کے لیے روا رکھیں گے، ہرگز نہیں۔ مگر ان کے یہاں سب سے کم قدر اللہ کے رسول ہیں، اُن کے ساتھ جیسا چاہیں کھیلتے ہیں۔

ثالثاً طرفہ یہ کہ عبدالنبی شرک۔ عبارت نمبر ۶۶ میں گزری اور عبدالگنگوہی آنکھوں سکھ کلیجے ٹھنڈک۔ یہ کیسا شرک اخبث ہے۔

۷۰ا محمود حسن مرثیۂ دوم گنگوہی صفحہ ۳۴

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

اقول: اولاً پہلا مصرع تفویت الایمانی و گنگوہیانی شرک کے چوکھے رنگ میں ڈوبا ہوا ہے۔ مردوں کو زندہ کرنا زندوں کو مرنے نہ دینا اللہ عزوجل ہی کی شان ہے۔ تفویت الایمان صفحہ ۱۱ ''جلانا اللہ ہی کی شان ہے کسی انبیا کو جو ایسا تصرف ثابت کرے وہ مشرک ہے''۔

ثانیاً: مصرع دوم میں مسیح علیہ الصلاۃ والسلام کو متنبہ کرنا ہے کہ ذرا آنکھ کھول کر دیکھیے مسیحائی اسے کہتے ہیں، نہ وہ جو آپ نے کی۔ یا یہ کہ آپ تو کہتے تھے ہمیں ہیں، یہ دیکھیے ہمارا گنگوہی بھی ایسی کر لیتا تھا۔ دونوں تیور کفر ہیں۔

اقول: مسلمان ذرا ان تیوروں کو دیکھیں کہ ہمارے گنگوہی نے مُردے زندہ کیے، زندے مرنے نہ دیے۔ ذرا ابن مریم یہ مسیحائی دیکھیں۔ رسول اللہ پر کیسی کھلی طنز ہے۔ جو کسی کمال میں مشہور ہو دوسرے کا کمال اُسے دکھانا کہ ذرا اسے دیکھیے اس میں غالب دو پہلو ہیں: اوّل تفضیل کہ دیکھو تم سے بہتر اس نے کر لیا، دوم اس کے دعویِ یکتائی کا رَدّ، عام ازیں کہ وہ دعویٰ مطلق ہو یا اس دوسرے کے مقابل کہ تم آپ ہی کو سمجھتے تھے یہ دیکھو دوسرا بھی، گویا تم تو اس کے لیے اپنا سا کمال نہ جانتے تھے یہ دیکھو اس میں

گنگوہی صاحب

علم ۱۷۱ اپنے مرشد شیطاں کا   علم شہ سے بڑھاتے یہ ہیں
اس کی ۱۷۲ وسعت نص سے مانیں   شرک یہاں پھٹاتے یہ ہیں

موجود ہے۔

زید کاتب ہے اور عمرو کے خط کو اُس سے بہتر بتانا نہیں نہ وہ اس کی کتابت کا منکر، تو اُسے عمرو کا لکھا دکھانا کیا کہ ذرا اسے دیکھیے، پہلوئے اوّل میں اُس پر تفضیل ہے، دوم میں اُس کے دعوے کا ابطال، اور یہ دونوں یہاں کفر ہیں۔ بلکہ یہاں پہلوئے تفضیل ہی غالب ہے کہ حضرت مسیح دیکھیے، آپ کا تو ایک ہی کام تھا مُردوں کو زندہ کرنا، یہاں دو ہیں: مُردوں کو جلانا اور زندوں کو جیتا رکھنا۔ بہر حال ایہام میں کیا کلام۔ اب فتاویٰ گنگوہی حصہ ۳ صفحہ ۳۴ و ۳۵ ملاحظہ ہو کہ...

ایہام گستاخی سے خالی نہیں پس ان کا بکنا کفر۔

تنبیه: ان دونوں مرثیوں میں غلط محاوروں، غلط بندشوں، غلط تقطیعوں کے علاوہ جن سے کھلتا ہے کہ بایں بے ادراکی شعر کو تکلیف دینی اثر جنون تھی، تفویت الایمانی وگنگوہی شرکوں کی بوچھار ہے اور انبیا کے ساتھ گستاخی تو اصل کار ہے، مگر یہاں اسی قدر پر کہ قصیدہ نے مواخذہ کیا، اقتصار ہے۔ آگے خاص عالی جناب گنگوہی صاحب پر الٰہی و محمدی مار ہے۔ جل اللّٰه و علی رسوله و اٰله صلی اللّٰه۔

چھتیس اقوال خاصۂ جناب گنگوہی صاحب

۱۷۱ و ۱۷۲ گنگوہی صاحب کے یہ کفر عرب تا عجم، ہند تا حرم طشت از بام ہیں۔ براہین قاطعۂ گنگوہی طبع دوم صفحہ ۵۱

''شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے، شیطان کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے جس سے ایک شرک ثابت کرتا ہے''۔

صفحہ ۵۲ ''افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں برابر بھی ہو چہ جائے زیادہ''۔

علم غیب ۱۷۳ ابلیس کو مانیں شہ کو کہو، جل جاتے یہ ہیں

''ظفر الدین الجید'' تو ۱۴ برس اور ''حسام الحرمین'' گیارہ سال سے بحمدہ تعالیٰ لاجواب ہیں، اور بعونہ عزوجل قیامت تک لاجواب رہیں گے۔ اب تازہ رسالہ ''الموت الاحمر'' دیکھیے جس میں ان عبارتوں کا قطعی کفر خالص ہونا آفتاب سے زیادہ روشن کیا اور اذناب گنگوہ کے تمام اوہام کا دنداں شکن جواب دیا ہے۔

۱۷۳ براہین صفحہ ۵۱ ''اگر فضیلت ہی موجب اس کی ہے تو تمام مسلمان شیطان سے افضل ہیں، تو مؤلف سب عوام میں بسبب افضلیت کے شیطان سے زیادہ نہیں تو اس کے برابر تو علم غیب بزعم خود ثابت کرے''۔

اقول: اولاً شیطان کے لیے کیا ٹھنڈے جی سے علم غیب مانا کہ اس سے زیادہ تو زیادہ اس کے برابر اوروں میں نہیں۔

اقول: گنگوہی صاحب نے بزعم خود مؤلف انوار ساطعہ مرحوم کا یہ زعم تراشا ہے کہ انہوں نے شیطان و ملک الموت میں یہ علم بتا کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے بر بنائے افضلیت ثابت مانا ہے۔ اس بنا پر کہا کہ مؤلف اپنے اس زعم پر بر بنائے افضلیت شیطان کے برابر تو اُن میں علم غیب ثابت کرلے۔ علم غیب کا لفظ مؤلف کے کلام میں نہ تھا، اور جو علم مؤلف نے ثابت کیا اُسے خود گنگوہی نے شیطان کے لیے نصوص سے ثابت مانا اور خود اپنی طرف سے اُسے علم غیب کہا، اور وہ واقعی اُن کے اور سب وہابیہ کے دھرم میں علم غیب ہے بلکہ بہت علوم غیب سے کروروں درجے زائد کہ اُن کے یہاں ایک پیڑ کے پتوں کی گنتی جان لینا علم غیب ہے، دیکھو نمبر ۱۰۳۔

ایک جلسۂ نکاح پر مطلع ہو جانا علم غیب ہے، براہین قاطعہ گنگوہی صاحب صفحہ ۴۹:

فقط مجلس نکاح کے اعتقاد علم میں کافر لکھا ہے۔

تو علم محیط زمین تو کروروں علم غیب کا مجموعہ ہے۔ گنگوہی صاحب اسے فرماتے ہیں کہ شیطان کو عم غیب تو نص سے ثابت ہے اَوروں میں بھلا اُس کے برابر تو ثابت کردو، زیادہ ہونا تو بڑی بات ہے۔ اذناب کہتے ہیں کہ گنگوہی صاحب نے تو ذلیل و ناپاک علم شیطان کے لیے خاص کیے ہیں نہ کہ فضیلت والے۔ سبحان اللہ۔

اولاً علم غیب فضیلت ہے یا ناپاک و ذلیل۔ فضیلت بھی ایسی کہ باری عزوجل کی صفات سے

ایسے فضل پر اس کو جماتے — مولیٰ تجھ کو ہٹاتے یہ ہیں
صاف ۴ ےا صریحاً اپنے خدا کا — اس کو شریک بناتے یہ ہیں
شرکت کیسی خود ۵ ےا شیطان کو — اپنا خدا ٹھہراتے یہ ہیں

ہے۔
ثانیاً ملک الموت بھی تو شامل ہیں، کیا اُن کے علم بھی ذلیل وناپاک ہیں۔
ثالثاً خود گنگوہی صاحب اسی بحث میں لکھتے ہیں:
صفحہ ۵۲: اگر فخر عالم علیہ السلام کو بھی لاکھ گونہ عطا فرمادے ممکن ہے مگر ثبوت اس کا کہ عطا کیا ہے کس نص سے ہے۔

کیا ناپاک وذلیل چیز میں آلودہ کرنے کو عطا کہتے ہیں؟ کیا ناپاک وذلیل چیز کا امکان حضور کے لیے لاکھ گنا بڑھاتے ہیں۔

ثانیاً: شیطان کے علم غیب پر تو ایمان اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ماننا کفر و شرک۔

فتاویٰ گنگوہی حصہ ۲ صفحہ ۱۲ ''یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے''۔
حصہ ۳ صفحہ ۴۲ ''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالم الغیب ہونے کا معتقد قطعاً مشرک کافر ہے''۔

۴ ےا عبارت سابقہ دیکھیے، اس میں وسعت علم کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ماننا ایسا شرک کہا جس میں ایمان کا کوئی حصہ نہیں، اور شرک یہی کہ اللہ تعالیٰ کی خاص صفت دوسرے کے لیے ثابت کرنا جس سے وہ شریک خدا ہو جائے۔ تو معلوم ہوا کہ یہ وسعت علم ایسی ہی خاص صفت الٰہیہ ہے کہ دوسرے کے لیے ماننا اسے شریک خدا جاننا ہے، اور اسی منہ میں اس وسعت علم کو ابلیس لعین کے لیے مانا اور اسے نصوص قطعیہ سے ثابت جانا، تو نہایت واضح طور پر صاف صاف کہہ دیا کہ ابلیس ان کے نزدیک اللہ کا شریک ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا کفر ہوگا۔ اس کا بھی پورا بیان اور وہابیہ کا دفع ہذیان رسالہ ''الموت الاحمر'' میں دیکھیے۔

۵ ےا ابھی گزرا کہ یہاں گنگوہی صاحب ٹھنڈے جی سے شیطان کے لیے علم غیب ثابت مان رہے

جو اللہ کو جھوٹا مانے | صالح اس کو گناتے یہ ہیں
کافر۱۷۶ گمرہ۱۷۷ فاسق۱۷۸ کیسا | کڑا ۱۷۹ لفظ بچاتے یہ ہیں
شافعی وحنفی ۱۸۰ کے مانند | اس کا خلاف مناتے یہ ہیں

ہیں، اور انہیں کے فتاویٰ حصہ ۳ صفحہ ۷ میں ہے "اثبات علم غیب غیر حق تعالیٰ کو شرک صریح ہے"۔ تو کیا اپنے منہ سے صریح مشرک بنتے نہیں بلکہ ان کے نزدیک شیطان ہی ان کا حق تعالیٰ ہے تو غیر کے لیے اثبات نہ ہوا غیر تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں، ان کے لیے ثابت ماننا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔

۱۷۶ تا ۱۸۰ گنگوہی صاحب کا فتویٰ "دو شخص کذب باری میں گفتگو کرتے تھے، تیسرے نے کہا: میں وقوع کذب باری کا قائل ہوں۔ آیا یہ قائل مسلمان ہے۔ یا کافر بدعتی ہے۔ یا اہل سنت باوجود قبول کرنے وقوع کذب باری کو۔

الجواب: اس کو کافر کہنا یا بدعتی ضال کہنا نہ چاہیے، وقوع کذب کے معنے درست ہو گئے۔ اس ثالث کو کوئی سخت کلمہ کہنا نہ چاہیے۔ دیکھو حنفی شافعی پر طعن نہیں کر سکتا۔ لہٰذا ایسے ثالث کو تضلیل وتفسیق سے مامون کرنا چاہیے، فقط واللہ اعلم کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ اھ ملخصاً رشید احمد ۱۳۰۱ھ "۔

مسلمانو! اس کے بعد کوئی اور درجہ اشد اخبث ارتداد کا رہ گیا ہے، جس ملعون نے صراحۃً اللہ تعالیٰ کا کذب واقع مان لیا، اسے گنگوہی صاحب کافر بالائے طاق گمراہ درکنار فاسق کجا سخت لفظ کہنے کی ممانعت کرتے ہیں، اس کا خلاف حنفی شافعی کا سا بتاتے ہیں۔ کسی نے کہا آمین آہستہ کہو، کسی نے کہا آواز سے کہو، ایسا ہی اختلاف یہ بھی ہے کہ کسی نے کہا خدا سچا ہے، کسی نے کہا خدا جھوٹا ہے، اس پر کوئی طعن کی وجہ نہیں، پھر اس کی تائید میں خود منہ بھر کر کہتے ہیں "وقوع کذب کے معنے درست ہو گئے" یعنی ہاں ثابت ہو گیا کہ خدا جھوٹا ہے۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ○

یہ فتویٰ یقیناً گنگوہی صاحب کا ہے اور ان کے اذناب خود اپنی کتابوں میں آج تک یہی مضمون چھاپ رہے ہیں مگر ناواقفوں کے چھلنے کو دیدہ ودانستہ مکرتے ہیں۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے: ﴿يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ط وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ﴾ [سورة التوبة: ٧٤]

اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ ہم نے تو نہ کہا اور بے شک وہ کفر کا بول بولے اور اسلام کے بعد کافر ہو چکے،

....

دیکھا کہ امکانِ کذب کی ضلالت کہاں تک کھینچ کر لے گئی،

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أُولَٰئِكَ يُعْرَضُونَ عَلَىٰ رَبِّهِمْ وَيَقُولُ الْأَشْهَادُ هَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ ﴾(۱)

اُس سے بڑھ کر ظالم کون جس نے اللہ پر جھوٹ کی تہمت رکھی یہ لوگ اپنے رب کے حضور پیش کیے جائیں گے اور گواہ کہیں گے یہ وہ ہیں جنھوں نے اپنے رب پر جھوٹ باندھا تھا۔ سنتے ہو اللہ کی لعنت ان ظالموں پر۔

یہ اصل فتویٰ گنگوہی کا مہری دستخطی اُن کے فتاوے کے معروف خط کا لکھا ہوا موجود ہے، اس کے عکس لیے گئے۔ ایک فوٹو سرکارِ مدینہ طیبہ میں ہے، کئی ہندوستان میں ہیں۔ اوّل بار ربیع الآخر ۱۳۰۸ھ میں خاص میرٹھ میں کہ اُس وقت انھیں کی قلمرو میں تھا چھپ کر شائع ہوا، اس پر مواخذات ہوا کیے، اس کے بعد پندرہ برس گنگوہی صاحب بقیدِ حیات رہے ۱۳۲۳ھ میں مرے، کبھی نہ کہا کہ یہ فتویٰ میرا نہیں۔ اب اُن کے مرنے کے بعد اذناب منکر ہیں اور اُن کے فتاوے میں ایک فتویٰ بھی داخل کرلیا ہے کہ..."جو وقوعِ کذب مانے کافر ہے"

مگر اس سے کیا فائدہ، یہ گنگوہی صاحب کی ہی تکفیر تو ہوئی تم نے خود نہ کی، اُن کے منہ سے کرائی کہ اتم وابلغ ہو۔ لطف یہ کہ وہ فتویٰ ۱۳۰۷ھ کا ہے اور یہ ۱۳۰۸ھ کا۔ تو وہ اگر تھا بھی اس سے منسوخ ہوگیا۔

مسلمانو! اللہ انصاف۔

اولاً اتنا عظیم اخبث گندا کفر کہ آج تک کسی ہندو، مجوسی، آریہ، یہودی نے بھی نہ بکا ہوگا کہ اُس کا معبود جھوٹا کذّاب ہے، گنگوہی صاحب کی نسبت شائع ہو، اُس کے رَدّ ہوں، اُس پر گنگوہی صاحب کی تکفیریں ہوں، اور گنگوہی صاحب ۱۵/برس جییں اور اصلا انکار نہ کریں۔ کوئی عاقل اسے قبول کرسکتا ہے؟ اگر اس میں ایک حرف کا بھی اُن کی اصل تحریر سے فرق ہوتا جس سے اُن پر اتنا موٹا کفر آتا چیخ پڑتے، اشتہار پر اشتہار شائع کرتے کہ یہ مجھ پر افترا ہے، میرے اصل فتوے میں یہ تھا، اُس کو یوں بنالیا ہے، نہ کہ سارا فتویٰ۔ اتنے خبیث کفر کا کہ کسی پادری یا آریہ سے بھی اُس کی نظیر نہ ملے، گنگوہی صاحب کے نام سے

---

(۱) [سورۃ ھود: ۱۸]

....

شائع ہو، اُس پر رَدّ ہوں، تکفیریں ہوں، اور گنگوہی صاحب پندرہ برس چپ رہیں اور اُسی خاموشی کو لیے ہوئے شہر خموشاں چل بسیں۔ جب تک وہ بقید حیات رہے اہالی وموالی بھی خاموش درخواب خرگوش، جب وہ بقید ممات ہوں تو اب یہ شگوفہ کھلے کہ فتویٰ اُن کا نہیں، اس سے تو یہی آسان تھا کہ کہہ دیتے، گنگوہی صاحب تھے ہی نہیں، لوگوں نے انیاب داغوال کی طرح ناحق کا ایک ہیولیٰ بنا رکھا ہے، یوں نہ صرف اس کفر بلکہ تمام کفروں، ضلالتوں کا ایک ساتھ فیصلہ ہو جاتا۔

ثانیاً ذرا انصاف درکار

ع نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

گنگوہی صاحب نے براہین صفحہ۲ میں لکھا:

امکانِ کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدما میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہیں۔ پس اس پر طعن کرنا پہلے مشائخ پر طعن کرنا ہے۔ امکانِ کذب خلف وعید کی فرع ہے۔

پھر اپنے رسالہ تقدیس صفحہ۷۸ میں کہا:

جواز وقوعی میں بحث ہے۔

صفحہ۷۹: گفتگو جواز وقوعی میں ہے نہ جواز امکانی میں۔

صفحہ۲۴: جواز وقوعی کا بعض اثبات کرتے ہیں۔

اور خود ہی جواز وقوعی کے معنی بتائے:

صفحہ۱۹: مراد جواز سے دو معنی ایک جواز وقوعی جس کے وقوع سے کوئی استحالہ لازم نہ آئے۔

ظاہر ہوا کہ قدما میں خلف وعید کے جواز وقوعی میں اختلاف ہے۔ ایک گروہ جائز الوقوع مانتا ہے جس کے وقوع میں کوئی استحالہ نہیں، اس پر طعن پہلے مشائخ پر طعن ہے۔

اب اسی تقدیس کا صفحہ۲۱ دیکھیے:

کذب جنس ہے اور خلف وعید ایک نوع اُس کی ہے اور یہ میزان منطق دان بھی جانتا ہے کہ ثبوت نوع سے ثبوت جنس لازم وواجب ہے پس یہ فرمانا کہ جوازِ خلف وعید کے معتقد جوازِ کذب کے معتقد نہیں طرفہ فقرہ ہے کیا پہلے علمائے متکلمین کو کوئی ایسا گمان کر سکتا ہے کہ نوع کے وجود کے قائل ہو کر جنس کے عدم

....

کے قائل ہوں پس پُر ضروری ہے کہ وہ لوگ جوازِ کذب کے قائل ہوں گے اور یہ وہی مضمون ہے کہ ابتداءً براہین قاطعہ میں ہے کہ خلف وعید میں علمائے متقدمین کا اختلاف ہوا ہے اور امکانِ خلف کی امکانِ کذب فرع ہے یعنی کذب جنس ہے اور خلف وعید نوع اس کی۔

دیکھیے کیسی صاف تصریح ہے کہ اُن قدما کا مذہب یہ ہے کہ کذب الٰہی کے وقوع میں کچھ استحالہ نہیں ،اس پر طعن پہلے مشائخ پر طعن ہے، یہ سب تمہاری مشہور چھپی ہوئی کتابوں میں ہے، اسی کو اُس فتوائے گنگوہی میں یوں کہا:

اُس کو کافر یا بدعتی ضال کہنا نہ چاہیے کیونکہ وقوع خلف وعید کو جماعت کثیرہ علمائے سلف کی قبول کرتی ہے اور واضح ہے کہ خلف وعید خاص ہے اور کذب عام ہے اور وجود نوع کا جنس کو مستلزم ہے لہٰذا وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے۔

دیکھیے وہی مضمون، وہی دلیل ہے جواب تک تم اپنی چھپی ہوئی کتابوں میں لکھ رہے ہو، فرق صرف یہ ہے کہ یہاں وقوع کذب الٰہی پر کوئی استحالہ نہ مانا، وہاں نفس وقوع مانا، دونوں کفر یقینی قطعی اجماعی ہونے میں یکساں ہیں، پھر یہ فرق بھی فقط لفظوں میں ہے حقیقۃً اتنا فرق بھی نہیں۔ خلف وعید بمعنی عفو ہے، ولہٰذا مجوزین اُسے اللہ عزوجل کا کرم وفضل بتاتے ہیں۔

تقدیس میں خود اس کی تصریح ہے صفحہ ۲۳:

شرط نہ ہو تب بھی خداوند کریم خلف پر قادر ہے مثلاً توبہ نہ کرے تب بھی عفو مقدور ہے۔

ایضاً قائلانِ جواز کی طرف سے نقل کیا کہ...

وقوع خلف جائز ہے اس لیے کہ مغفرت عاصی مکرمت ہے اور وہ حسن ہے۔

دیکھو عفو و مغفرت کا نام خلف رکھا اور عفو و مغفرت یقیناً واقع ہیں اور وہ اُسی فتوے کی طرح یہاں بھی صاف کہہ چکا کہ...

کذب جنس ہے اور خلف نوع۔

اور یہ کہ...

ثبوتِ جنس سے ثبوت نوع لازم وواجب ہے۔

تو کیسا بے پردہ کہا کہ اُن قدما کا مذہب یہی ہے کہ کذبِ الٰہی واقع ہے، وقوعِ کذب کے معنی

بندوں ۱۸۱؎ کوقدرت دیدی، حق کو اب بے دخل بتاتے یہ ہیں
مجھ کو ۱۸۲؎ بھائی کہو کی تہمت مولیٰ تجھ پر اٹھاتے یہ ہیں

درست ہوگئے۔ اس پر طعن پہلے مشائخ پر طعن ہے۔ اُس فتوے نے اور کیا زہر گھول دیا جس پر ہائے وائے مچاؤ، تمہاری چھپی ہوئی کتابیں ڈنکے کی چوٹ پر وہی کہہ رہی ہیں جو اُس فتوے میں ہے۔

ثالثاً دیوبندی رسالہ ''اسکات المعتدی'' صفحہ ۳۱:

تاویل سے اس شخص کا مذہب جو جواز الخلف فی الوعید کا قائل ہے نہیں بدل سکتا فتوے اُس کے باب میں مقصود ہے کہ وہ وقوعِ کذب کا قائل ہو کر کافر ہوا یا نہیں علی ہٰذا القیاس صاحب مسایرہ نے جو اکابر اشاعرہ کا مسئلہ نقل کیا ہے وہ لوگ بھی وقوعِ کذب کے قائل ہوئے یا نہیں ان کی نسبت کیا حکم ہے۔

دیکھیے صاف بتا رہا ہے کہ اکابر اشاعرہ اور وہ قدماوقوع کذبِ الٰہی کے قائل ہیں پھر

ع نمودار چیزیں چھپانے سے حاصل

سبحان اللہ! فتوے کا وہی گنگوہی معروف خط، وہی دستخط، وہی مہر، وہی طرزِ عبارت، اور پندرہ سال تک گنگوہی سکوت، اور اُن کے جیتے جی سب اذناب بھی ساکت ومبہوت، اس سب پر خاک ڈالی جائے تو تمہاری کتابیں بے پردہ وبے حجاب وہی گا رہی ہیں۔ وہی مضمون وہی دلیل پھر انکارِ آفتاب سے کیا حاصل

ع کفر نوشتہ نتواند سترد

قولہ تعالیٰ: ﴿كَذٰلِكَ الْعَذَابُ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ۝

۱۸۱؎ یہ فتاویٰ گنگوہی حصہ ۳ صفحہ ۳۱ میں ہے کہ۔ ''خدا بندوں کو قدرت دے کر فارغ ہوگیا''۔
اس کا ذکر تکمیل ۱۴ میں گزرا۔

۱۸۲؎ اسمٰعیل نے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بڑا بھائی کہا اس کی حمایت میں گنگوہی صاحب فتاویٰ حصہ اصفحہ ۵ میں لکھتے ہیں ''خود آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ مجھ کو بھائی کہو''۔ گنگوہی صاحب تم نے تو خود اسی حصے میں صفحہ ۱۲ میں کہا ہے ''واضع ملعون ہے''۔ اور خود یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وضع کر رہے ہو۔

تھانوی صاحب وغیرہ اذناب گنگوہی جلد بتائیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہاں فرمایا ہے کہ ''مجھ کو بھائی کہو'' ورنہ اقرار کریں کہ گنگوہی صاحب نے جھوٹی حدیث دل سے گڑھی اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سخت افترا کیا اور اپنے منہ آپ ہی لعنت پائی۔

اپنے ہی مونھ ملعون ہوئے خود نار میں دار چھواتے یہ ہیں
لعن ابلیس پر اوروں کے مونھ سے اپنے ہی مونھ کی پاتے یہ ہیں
مونھ کی پائی مونھ کی کھائی بچ کے کہاں اب جاتے یہ ہیں
باپ ۱۸۳ کو اپنا قریب بتانا گستاخی ٹھہراتے یہ ہیں

اللہ اکبر! یہ صریح جھوٹ، یہ قبیح افترا، اور وہ بھی کس پر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ،افسوس ''حبک الشیٔ یعمی و یصم'' اسمٰعیل کی محبت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابلہ میں اُس کی حمایت نے ایسا اندھا بہرا کر دیا کہ گنگوہی صاحب کو اسی حصے صفحہ ۱۴۵ کا خود اپنا لکھا نہ سوجھا کہ...

واضع ملعون ہے کہ فخر عالم علیہ الصلاۃ والسلام پر تہمت کرتا ہے۔

ایضاً صفحہ ۱۲: واضع ملعون ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم متواتر حدیث میں فرماتے ہیں: جو مجھ پر دانستہ جھوٹ باندھے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

فتاویٰ گنگوہی حصہ ا، صفحہ ۲۷:

حدیث صحیح ہے کہ جب کوئی کسی پر لعنت کرتا ہے اگر وہ شخص قابلِ لعن کا ہے تو لعن اُس پر پڑتی ہے ورنہ لعنت کرنے والے پر رجوع کرتی ہے۔

یہاں گنگوہی صاحب واضع کو ملعون کہہ رہے ہیں اور آپ حدیث وضع کر رہے ہیں تو خود ہی اپنے کو ملعون کہہ رہے ہیں اب اگر ابتداءً اس قابل تھے براہ راست پڑی ورنہ پلٹ کر بہر حال اُن کی انھیں پر رہی۔

۱۸۳ انوار ساطعہ میں تھا ''حاجی امداد اللہ صاحب سے ہم مکہ معظمہ میں ملے''۔ اس پر گنگوہی صاحب کا بھرنا دیکھیے براہین صفحہ ۵۵ و ۵۶ ''یہ لفظ نا سعادتمندی کا ہے۔ فقہ میں ہے: جس نے باپ کو ''قریب'' کہا عاق ہے۔ پس استاد پیر کی نسبت ایسی کلام کس درجہ میں شمار ہوگی''۔

اللہ اکبر! حاجی صاحب کی نسبت ''ہم ان سے ملے'' کہنا۔ یا باپ کو ''اپنا قریب'' کہنا تو نا سعادتمندی اور عاق ہونا ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھائی کہنا شیر مادر۔ دل میں نبی صلی اللہ

شاہ رسل ۱۸۴ کو بھائی کہنا ماں کا دودھ بناتے یہ ہیں

تعالیٰ علیہ وسلم کی قدر حاجی صاحب کے برابر بھی ہوتی تو اس کے بنانے کو حدیث نہ گڑھی جاتی۔

مسلمانو! سُن چکے کہ حاجی امداداللہ صاحب کی نسبت اتنا کہنے پر کہ ہم اُن سے ملے، گنگوہی صاحب کیسے بپھرے، حالانکہ یہ کوئی ایسا لفظ بھی نہ تھا، اللہ عزوجل اپنے مقبول بندوں کا ذکر فرماتا ہے:

﴿ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُم مُّلَٰقُوا رَبِّهِمْ ﴾(۱)

انہیں یقین ہے کہ وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((من احب لقاء الله احب الله لقائه))(۲)

جو اللہ سے ملنے کو دوست رکھے اللہ اُس کا ملنا دوست رکھے۔

اس پر فقرہ یاد آئی کہ...

جو باپ کو اپنا قریب کہے عاق ہے۔

مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کہنا کہ وہ ہمارے بڑے بھائی، ہم چھوٹے بھائی، یہ نہ عاق ہونا ہوا نہ بے سعادتی۔ بلکہ اس کے بنانے کو تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بہتان اُٹھا کر حدیث گڑھی۔ کیونکہ یہ سب سے بڑے مذہبی باپ اسمٰعیل جی کی کہی ہوئی تھی۔ ایمان ہوتا تو یہیں سمجھ لیتے کہ وہ نا سعادت مندی تھا تو یہ بے ایمانی۔ وہ عاق ہونا تھا تو یہ کافر ہونا۔ مگر جب رسول کی قدر باپ سے کم، بڑے بھائی کے برابر ہے تو آپ ہی یہ اعتراض عائد نہیں ہوتا کہ وہ مسئلہ تو پدر و پیر کے باب میں تھا، بڑے بھائی کا رتبہ اُتنا کہاں۔ ﴿ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ ﴾

۱۸۴ وہ جو دہلوی نے بھر منہ کفر بکا کہ ''میں بھی ایک دن مرکر مٹی میں ملنے والا ہوں''۔ گنگوہی صاحب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پیٹھ دے کر اسے یوں بنانا چاہتے ہیں:

فتاویٰ حصہ اصفحہ ۲۰ ''مٹی میں ملنے کے دو معنے ہیں: ایک یہ کہ مٹی ہو کر مٹی زمین کے ساتھ خلط ہو جاوے، دوسرے مٹی سے متصل ہونا۔ یہاں مراد دوسرے معنی ہیں، چونکہ مردہ کو چاروں طرف سے مٹی احاطہ کر لیتی ہے اور نیچے مردہ کے مٹی سے جسد مع کفن ملاحق ہوتا ہے، یہ مٹی میں ملنا اور مٹی سے ملنا کہلاتا

---

(۱) [سورۃ البقرۃ: ٤٦] (۲) [سنن الترمذي : كتاب الجنائز: ۲/۳۳۵]

مٹی ۱۸۵ میں ملنا مٹی سے ملنا	ایک ہے یوں چند راتے یہ ہیں

سے ہے کچھ اعتراض نہیں''۔

اقول: مسلمانو! دیکھو جھوٹ گڑھا اور دانستہ گڑھا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین درست کرنے کو گڑھا، کہاں مٹی سے ملنا اور کہاں مٹی میں ملنا۔ ہر اردوداں جانتا ہے کہ مٹی میں ملنا اسی کو کہتے ہیں کہ اجزا خاک میں ایسے مل جائیں کہ جدا کرنا دشوار ہو۔

اقول: اسمٰعیل کی حمایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین درست کرنے کو کیسی صریح بے ایمانی کی کہ...

مٹی سے متصل ہو جانا مٹی میں ملنا کہلاتا ہے۔

حاشا محض جھوٹ۔

اولاً: ہر مکان کی دیواریں مٹی سے متصل بلکہ بنیاد تک مٹی کے اندر داخل ہوتی ہیں، پھر جب سلطانی قلعہ بن کر تیار ہو کوئی مجنون ہی کہے گا کہ سارا قلعہ مٹی میں مل گیا۔

ثانیاً: روپیہ زمین پر رکھیے تو کوئی نہ کہے گا کہ روپیہ مٹی میں مل گیا، اور چاندی کا برادہ خاک میں گر کر خلط ہو جائے اُسے کہیں گے کہ چاندی مٹی میں مل گئی۔

ثالثاً: گنگوہی صاحب جب زمین پر بیٹھتے ہوں گے تو اُس وقت اُن کے نیچے مٹی سے جسد مع پاجامہ ملاحق ہوتا تھا، مگر کوئی نہ کہتا کہ گنگوہی صاحب مٹی میں مل گئے نہ مرنے کے بعد چند روز تک یہ کہا جاتا ہاں اب کہ ایک جگ بیت گیا اور اُن کا بدن گل کر مٹی میں خلط ملط ہو گیا۔ اب کہا جائے گا کہ گنگوہی صاحب مٹی میں مل گئے۔

رابعاً: ''سے'' اور ''میں'' میں فرق نہ کرنا، کیا مطلب کے لیے بھولا بن جانا ہے؟۔ اگر کسی کا لٹھا گنگوہی صاحب کے پاس امانت ہو اور اُن سے گم جائے تو یہ کہا جائے گا کہ لٹھا اُن سے غائب ہو گیا۔ یا یہ کہ لٹھا اُن میں غائب ہو گیا۔ آپ کے نزدیک دونوں طرح کہلاتا ہے، کچھ اعتراض نہیں۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

ان کے یہاں یہ وقعت ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کہ اُن کی شان میں گالی کو کیسے کیسے چھل پیچ سے ٹھیک کیا جاتا ہے اور پھر دعویٰ ایمان باقی ہے۔ سبحٰن اللّٰہ یہ منہ اور یہ دعویٰ۔

۱۸۵ حالوں میں آنکھ کھلنے کے لیے ایک طریقہ ہے کہ سوتے وقت اپنا کان پکڑ کر اپنا نام لے کر ہمزاد

پیٹھ رسول اللہ کو دے کر	کیسی اوندھی گاتے یہ ہیں
استمداد۱۸۶ کریں شیطاں سے	شرک نبی سے بتاتے یہ ہیں
مجلس ۱۸۷ مولد شہ ہے خرافات	ایسی خرافت لاتے یہ ہیں
سوانگ کنھیا جنم کا ہے یہ	پنڈت جی جھونکاتے یہ ہیں

سے کہتے ہیں فلاں وقت میری آنکھ کھل جائے۔ گنگوہی صاحب سے اس کا سوال ہوا کہ یہ شیطان سے مدد مانگنی کیسی ہے، اس کا جواب دیتے ہیں حصہ ۲ صفحہ ۱۷۸ ''اگر ہمزاد سے اس طرح کہنا مفید ہوتا ہے تو شرعاً اس میں کوئی مضایقہ نہیں''۔ اللہ اکبر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استمداد شرک اور شیطان سے جائز۔

اقول: اولاً شیطان سے استمداد کا جواز۔

ثانیاً نبی پر اُس کی تفصیل کہ ان سے شرک اور اُس سے جائز۔ ہاں کیوں نہ ہو اور پُرسُن چکے کہ شیطان ہی اُن کا حق تعالیٰ ہے۔ فتاویٰ چھاپنے والے نے یہاں چالاکی یہ کی ہے کہ سوال اُڑا دیا، نرا جواب نقل کیا مگر بات مشہور ہے چھپائے کیا چھپتی۔

ثالثاً شیطان سے درخواست مفید سمجھنا اُس سے فائدے کی توقع ہے اور نمبر ۳۷ میں اسمٰعیلی حکم سُن چکے کہ نفع کی امید اور سے کرنا شرک ہے۔ افسوس کہ دونوں طرف سے مارے پڑے از یں سو راندہ و زاں سو ماندہ۔

۱۸۶ و ۱۸۷ براہین قاطعہ گنگوہی صفحہ ۱۴۸ ''یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کہ سانگ کنھیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں، معاذ اللہ سانگ آپ کی ولادت کا ٹھہرا اور خود یہ حرکت قبیحہ حرام و فسق ہے بلکہ یہ لوگ اس قوم سے بڑھ کر ہوئے وہ تو تاریخ معین پر کرتے ہیں، ان کے یہاں کوئی قید ہی نہیں، جب چاہیں یہ خرافات فرضی بناتے ہیں''۔

مسلمانو! کیا تم بھی اپنے نبی کی میلاد مبارک کو جنم کنھیا سمجھتے ہو، ائمہ دین کو کہ اس مجلس اقدس کے عامل رہے، ہندوؤں سے بڑھ کر خرافاتی جانتے ہو۔ اس خباثت کی پوری خبر گیری ''الجزاء المھیا لغلمۃ کنھیا'' میں دیکھیے۔

فاتحہ۱۸۸میں قرآں کی تلاوت — وید پڑھنت سناتے یہ ہیں
قرآں وید ہے قاری پنڈت — یہ تشبیہ جماتے یہ ہیں
فکر بقدر ہمت ہے، کیا — ہندو دھرم دھراتے یہ ہیں
ہندو دھرم سے بدتر ردت — جدت جس میں دکھاتے یہ ہیں

---

۱۸۸ براہین قاطعہ گنگوہی فاتحہ کی نسبت صفحہ۷۹ ’’تشبہ ہنود کا بھی اس میں مقرر ہے، کیونکہ تمام ہنود میں رسم ہے اور ان کا یہ شعار ہے کہ طعام پر بید پڑھواتے ہیں۔ ’’تحفۃ الہنود‘‘ میں ہے کہ ہر سال جس تاریخ کوئی مرا اسی تاریخ ثواب پہنچاتے ہیں اور اس کو ضرور جانتے ہیں، اور پنڈت اس کھانے پر بید پڑھتا ہے انتہیٰ۔ پس اگر اس کو رسم ہنود کہیں بہت بجا اور حق ہے‘‘۔

اللہ اللہ قرآن عظیم کی تلاوت وید پڑھنت سے مشابہ ٹھہری، روزہ وحج کو برت اور تیرتھ کے مشابہ کہہ دینا، اور دیوبند کا مدرسہ کیوں نہیں کھودا جاتا، بالکل پاٹ شالہ کے مشابہ ہے، سب کام وہی ہیں، یہ فرق کہ یہاں قرآن پڑھتے ہیں وہاں وید، فاتحہ میں کب کام آیا جو تمہارے مدرسہ میں کام دے گا

اقول: اولاً قطع نظر اس سے کہ اس کا حاکی ایک وہابی اور رب عزوجل فرماتا ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْۤا اَنْ تُصِيْبُوْا﴾(۱)

اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو خوب تحقیق کرلو۔

نہ کہ وہابی گمراہ اور وہ بھی اُس مسئلہ میں جو متعلق بہ وہابیت ہے جس میں وہ متہم ہے۔ اگر بعض ہنود ایسا کرتے ہوں تو بہت رسمیں ہندوؤں نے مسلمانوں سے سیکھی ہیں۔ یہ ثبوت تیرے ذمے ہے کہ اس کے اصل بانی ہنود ہیں۔ یہ فطری بات ہے کہ سلطنت کا رعیت، فاتح کا مفتوح پر اثر ہوتا ہے۔ مسلمان ہندوستان میں فاتح ہوکر آئے اور صدہا سال سلطان وحکمران رہے۔ ہندوؤں کے روزمرہ میں بکثرت الفاظ عربیہ داخل ہوگئے، طرز معاشرت میں بھاری تبدیلیاں ہوئیں۔ اُن میں سے یہ بھی انہوں نے مسلمانوں سے لیا ہو تو کیا محال ہے۔

ثانیاً اسے اُن کا شعار کہنا صریح جھوٹ ہے۔ کسی قوم کا شعار وہ جس سے اُن کی پہچان ہو اور اُن

---

(۱) [سورة الحجرات: ٦]

میں اور اُن کے غیر میں اُس سے امتیاز کیا جاتا ہو۔ یہاں شعاریت اگر ہے تو وید پڑھنے سے۔ کوئی وہابی اگر تمہاری فاتحہ میں پنڈت سے وید پڑھوائے اُسے منع کرنا کہ تو شعارِ ہنود کا مرتکب ہوا۔ مسلمانوں کا حال آپ کو معلوم نہیں وہ قرآن عظیم پڑھتے ہیں، وید پڑھنا ہنود کا شعار تھا، تو قرآنِ عظیم کی تلاوت خاص شعارِ اسلام ہے۔ اس زمین وآسمان کے فرق کے بعد بھی تشبہ رہے تو روزے اور حج بھی ممنوع ہوں، خصوصاً نافلہ کہ برت اور تیرتھ سے تشبہ ہوگا۔ سورج گہن اور چاند گہن کے وقت تصدق کرنا بھی ممنوع ہو کہ ہندوؤں کا شعار ٹھہرے گا۔ یہاں تو ایسا کوئی فرق بھی نہیں بخلاف فاتحہ کہ اُس میں رسم ہنود سے تشبہ اُسی کو سوجھے گا جو قرآنِ کریم و وید میں فرق نہ کرے گا۔ یا یہ احکامِ شرعیہ از انجا کہ برخلاف حکم ((من تشبہ بقوم فھو منھم))(۱) ہیں خلافِ قیاس ٹھہر کر مورد پر مقتصر رہیں گے۔

ثالثاً اپنا فتاویٰ حصۂ اوّل صفحہ ۷ یاد رہے:

ٹوپی نصرانیوں کی یا کرتے یا پتلون شعارِ کفر نہیں بلکہ لباس اُس قوم کا ہے اُن کا پہننا ہندوستان میں تو تشبہ ہے اور اُس ملک میں کہ وہاں مسلمانوں کا بھی یہی لباس ہے وہاں گناہ بھی نہیں کہ وہاں یہ لباس شعارِ نصاریٰ نہیں۔

سبحٰن اللہ! وہاں کوٹ پتلون ہیٹ تک شعارِ نصاریٰ نہیں حالانکہ بعینہٖ شئ واحد ہے، اور یہاں کہ صدہا سال سے تمام مسلمانوں میں فاتحہ کا رواج ہے جسے شاہ عبدالعزیز صاحب ''تحفہ'' میں تمام اُمت کا معمول بتاتے ہیں، شعارِ ہنود ہو گیا اور قرآن و وید کا بھی فرق معطل رہا۔

رابعاً مدرسۂ دیوبند کیوں نہ حرام وفسق وتشبہ ہنود ہوا، بالکل اُن کا پاٹ شالا ہے، وہی مقصد، وہی مدرس، وہی طلبہ، وہی درس، وہی سالانہ جلسے، وہی امتحان، وہی فیل پاس، وہی انعام، اور اس فرق کا کیا لحاظ کہ تم قرآن مجید اور اُس کے متعلقات پڑھاتے ہو اور وہ وید اور اُس کے متعلقات۔ اس فرق نے فاتحہ میں کیا کام دیا جو یہاں دے گا۔

خامساً تمہارا امام الطائفہ صراطِ مستقیم میں اجتماع طعام وقرآن خوانی کو بہتر لکھ گیا کہ...

میت کو ثواب پہنچانا کھانے پر موقوف نہ رکھیں ہاں میسر ہو تو بہتر ورنہ صرف فاتحہ وقل کا ثواب سب

(۱) [سنن أبي داؤد : كتاب اللباس: ٤/٤٤]

شرک وکفر اوروں کے لیے شر خیر اپنوں ۱۸۹ کی مناتے یہ ہیں
اپنوں کا زہر ہلاہل ۱۹۰ سب کو شہد بتا کے چٹاتے یہ ہیں

سے اعلیٰ ہے۔

اور اپنے رسالۂ ذبیحہ مندرجہ زبدۃ النصائح صفحہ ۱۰۵ میں کہتا ہے:

اگر بکرا گھر میں پالے تا کہ اُس کا گوشت اچھا ہو اُسے ذبح کرکے پکا کر حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فاتحہ پڑھ کر کھلائے کچھ حرج نہیں۔

اب اُسے حرام کی طرف منسوب کرو، تشبہ ہنود کی آگ میں جھونکو۔ آپ کے نزدیک یہ کیسا پنڈت بنا ہوا کھانے پر وید پڑھنت کر رہا ہے۔ اور سنیے شاہ عبدالعزیز صاحب کے فتاوے صفحہ ۷۵ میں ہے:

جو کھانا حضرات امام حسن وامام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نیاز کا ہوتا ہے اور اُس پر فاتحہ اور قل اور درود شریف پڑھتے ہیں وہ تبرک ہو جاتا ہے، اُس کا کھانا بہت اچھا ہے۔

اب اپنی ہندوانی رسم کی خبریں کہیے۔

۱۸۹ اقول: گنگوہی صاحب کا دھرم تو یہ ہے جو ان کے فتاویٰ حصہ اول صفحہ ۹۳ میں ہے ''صاحب قبر سے کہے: تم میرا کام کر دو یہ شرک ہے، خواہ قبر کے پاس کہے خواہ دور''۔

ایضاً صفحہ ۱۳۰ ''یہ حرام اور شرک بالاتفاق ہے''۔

حصہ ۳ صفحہ ۱۹ ''وہ استعانت جو کفر ہے وہ یہ ہے کہ تم میرا کام کر دو''۔

اور جب اسی استعانت سے سوال ہوا حصہ ۳ صفحہ ۱۵ ''پڑھنا ان اشعار کا جن میں استعانت لغیر اللہ ہے مثلاً یہ شعر ؎

یارسول اللّٰہ انظر حالنا خذ یدی سہل لنا اشکالنا

شاید اشعار شاہ ولی اللہ محدث دہلوی وقاسم بھی استمداد یہ ہیں''۔ یہاں جو اپنوں کا قدم درمیان تھا اسی حرام وکفر وشرک بالاتفاق کو دیکھیے کیسا خالص حلال ہوا جاتا ہے۔ جواب میں لکھتے ہیں: ''نہ ایسے اشعار کا پڑھنا منع، نہ مؤلف پر طعن ہو سکتا ہے''۔

یہ ہے گھر کی شریعت کہ جب چاہا کفر حلال کر لیا۔

۱۹۰ اقول: گنگوہی صاحب کا دھرم تو یہ ہے: حصہ ا صفحہ ۱۳ ''موہم الفاظ کا پڑھنا معصیت ہے۔ ایضاً

شہ ۱۹۱ کا رحمت عالم ہونا　　ہر ملّے کو دلاتے یہ ہیں
یعنی یہ بھی ہیں رحمت عالم　　ملّے خود کہلاتے یہ ہیں

اس کا بولنا بھی ناروا ہے''۔ صفحہ ۱۱۱ ''پڑھنا ان کا حرام ہے''۔ حصہ ۳ صفحہ ۴۴ ''عوام کو زہر قاتل دینا ہے''۔ حتیٰ کہ حصہ ۳ صفحہ ۳۴ و ۳۵ ''ایہام گستاخی سے خالی نہیں پس ان کا بکنا کفر''۔ اور اسی سوال صفحہ ۱۵ کے جواب میں اپنوں کے نام دیکھ کر کہا ''فی ذاتہ ایہام بھی ہے مگر بندہ اس کو معصیت بھی نہیں کہہ سکتا''۔

یہ ہے گھر کی شریعت کہ جب چاہا کفر اور جب چاہا معصیت بھی نہیں۔

ع:　　گھر کی ملت ہے جیسی چاہی گڑھ لی

۱۹۱　فتاویٰ گنگوہی حصہ ۲ صفحہ ۱۳ ''رحمۃ للعٰلمین صفت خاصہ رسول اللہ صلعم (ہم مسلمان لکھتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی نہیں ہے، انبیا علما بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں اگر چہ جناب رسول اللہ صلعم (ہم مسلمان لکھتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سب میں اعلیٰ ہیں۔ لہٰذا اگر دوسرے پر اس لفظ کو بتاویل بول دیوے تو جائز ہے''۔

اقول: مسلمانوں کے نزدیک رحمۃ للعٰلمین ہونا قطعاً خاص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت ہے جس میں اور انبیاء بھی شریک نہیں یہاں اس کی یہ بے قدری کہ دیوبند کا ہر ملّا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شریک ہے۔

اقول: علم حقائق تو اہل حقائق کو دیتے ہیں اور اُن کے طفیل میں اُن کے غلام اُس سے حصہ لیتے ہیں۔ اس کا بیان ہو تو سب پر عیاں ہو کہ اپنے ہر مُلّا کو اس عظیم خاصہ جلیلہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم میں شریک کرنا وہی تقویت الایمان والی بات ہے کہ بادشاہ کا تاج ایک چمار کے سر پر مگر باطن کی پھوٹ جانے والے کیا اوّل دن سے ظاہر کی بھی پھوٹی ہی لائے تھے۔ یہ رحمت بذریعۂ رسالت ہے کہ... ﴿وَمَا أَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾(۱)

ہم نے تمہاری رسالت نہ کی مگر سارے جہاں کے لیے رحمت۔ تو رحمۃ للعلمین نہ ہوگا مگر وہ کہ رسول الی العٰلمین ہو، تمام جہان کو اُس کی رسالت عام ہو، اور وہ نہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، لہٰذا اور انبیا بھی اس وصف کریم میں حضور کے شریک نہیں ہو سکتے۔ خود حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

---

(۱)　[سورۃ الانبیاء: ۱۰۷]

فضل شہ۱۹۲ میں بخاری ومسلم سب مردود بتاتے یہ ہیں

فرماتے ہیں:

((کان النبی یبعث الی قومه خاصة و بعثت الی الخلق کافة))(۱)

ہر نبی خاص اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا اور میں تمام جہان کی طرف بھیجا گیا۔

ائمۂ کرام نے اس وصف کریم سے حضور کی تفضیل مطلق ثابت فرمائی ہے، مگر وہابیہ کے یہاں تو حضور میں رسالت سے اوپر کچھ نہیں (دیکھو نمبر ۱۳) وہ کیونکر اسے حضور کی صفت خاصہ مانیں اور پھر فقط رسولوں ہی کے لیے تعمیم نہیں بلکہ ہر ملاّ شریکِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ٹھہرا۔ یہ شانِ اقدس میں کتنا بھاری شرک ہے۔ خدا کی شان امرتسر کا ایک طاغیہ قرآن کو پس پشت ڈال کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رحمۃ للعلمین ہونے ہی سے منکر ہے۔ گنگوہ کا طاغیہ اُسے مانتا ہے تو یوں کہ ہر ملاّ اُس میں شریکِ حضور ہے۔ غرض محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل مٹانے سے کام ہے خواہ یوں کہ سرے سے انکار کردیں یا یوں کہ اُن کو گلی گلی مبتذل کر کے فضل نہ رکھیں اور پھر اسلام کا دعویٰ باقی۔ ﴿وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالظّٰلِمِيْنَ﴾(۲)

۱۹۲ گنگوہی صاحب ابلیس کے علم وسیع پر ایمان لاکر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وسعت علم مٹانے کو براہین صفحہ ۵۱ پر کہتے ہیں "خبر واحد یہاں مفید نہیں"۔

صفحہ ۸۲ "اعتقادات میں قطعیات کا اعتبار ہے نہ ظنیات صحاح کا"۔

صفحہ ۸۷ "آحاد صحاح بھی معتبر نہیں"۔

دیکھو کیسا صاف کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وسعت علم میں صحیح بخاری وصحیح مسلم کی حدیثیں بھی مردود و نامعتبر ہیں۔

اقول: اولاً مطلب یہ کہ حضور کی وسعت علم کوئی فضیلت ہی نہیں ورنہ باب فضائل میں تو باجماع ائمہ صحاح کی بھی حاجت نہیں، ان سے کم درجے کی حدیثیں بھی مقبول ہیں۔

ثانیاً: مانا کہ بخاری ومسلم مردود کرلیں۔ اپنے دشمن قرآن عظیم کا کیا علاج سوچا جس میں آیات قاہرہ حضور کی وسعت علم کے نشان بلند فرمارہی ہیں۔

---

(۱) [سنن الدارمی: ۲/۸۷۳] (۲) [سورۃ الجمعة: ۷]

نقص ۱۹۳ کو ایک بے اصل روایت | اپنی برہان لاتے یہ ہیں
راد ۱۹۴ کو اس کا راوی گائیں | کیا بے پر کی اڑاتے یہ ہیں

اقول: دشمنانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُن کی وسعتِ علم کہاں تک مٹائیں۔
بخاری مسلم کی حدیثوں پر پانی پھیر دیا۔ اللہ واحد قہار فرماتا ہے:
﴿وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾ (۱)
ہم نے تم پر قرآن اُتارا ہر چیز کا روشن بیان کردینے کو۔
اور فرماتا ہے:
﴿وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا﴾ (۱)
تمہیں بتادیا جو کچھ تمہیں معلوم نہ تھا اور اللہ کا فضل تم پر بہت بڑا ہے۔
براہین قاطعہ گنگوہی صفحہ ۴۰:
لفظ ''ما'' فرمایا ہے کہ لفظ عموم کا ہے۔
صفحہ ۳۷: لفظ عام کے معنی خاص لینے کا کوئی قاعدہ نہیں۔
آیات کی زیادہ بحث ''الدولۃ المکیہ'' میں ملاحظہ ہو۔ ان کا کیا علاج ہوگا سوا اس کے کہ
..﴿وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ﴾ (۱)
۱۹۳ و ۱۹۴ وہاں تک تو حضور کی وسعتِ علم کو بے ثبوت ہی ٹھہرایا تھا، آگے ترقی ہوئی براہین صفحہ ۵۱ ''اس کے خلاف ثابت ہے، خود فخر عالم علیہ السلام فرماتے ہیں:
شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار پیچھے کا بھی علم نہیں''۔
اقول: ائمۂ حدیث امام ابن حجر عسقلانی و امام ابن حجر مکی نے تصریح فرمائی ہے کہ یہ روایت محض بے اصل و بے سند ہے۔ فضائل مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عداوت دیکھیے کہ حضور کے فضائل میں تو بخاری و مسلم کی صحیح حدیثیں بھی مردود اور فضیلت کی نفی کے لیے بے اصل بے سند روایت موجود۔ طرفہ یہ کہ حضرت شیخ عبدالحق رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے روایت نہ کیا بلکہ رد کیا۔ مدارج النبوۃ میں فرمایا ''یہاں ایک

---

(۱) [سورۃ النحل: ۸۹] (۱) [سورۃ النساء: ۱۱۳]
(۱) [سورۃ الانعام: ۳۳]

فضل شہ کی عداوت دیکھی کیا کیا ہاتھ چباتے یہ ہیں
یَوْمَ یَعَضُّ الظَّالِم کا رنگ دنیا ہی سے دکھاتے یہ ہیں
انجان ان پڑھ کے چھلنے کو کیا کیا جال بچھاتے یہ ہیں
تفویت الایمان ۱۹۵ کا پڑھنا عین اسلام بتاتے یہ ہیں

شبہہ پیش کرتے ہیں کہ بعض روایات میں آیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں بندہ ہوں ،اس دیوار کے پیچھے کا حال مجھے نہیں معلوم۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بات محض بے اصل ہے اور اس کی روایت صحیح نہیں''۔ گنگوہی صاحب کی یہ بھاری خیانت اور دین میں دھوکا دہی قابل ملاحظہ ہے۔

اس بے ایمانی کو دیکھیے کہ ..ابلیس کا علم تو تمام زمین کو محیط مانا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیوار پیچھے کے حال سے بھی بے خبر ٹھہرانے کو کیسی مردود روایت پیش کی اور شیخ محقق نے اُس کا رد کیا تھا۔ اُن کے سر اُس کی روایت دھردی۔ قرآن میں سے نرا ﴿لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ﴾ بھی ایسے ہی لوگ لیا کرتے ہیں بلکہ بلحاظِ مقصود یہ اُن سے درجوں بدتر۔ اُن کی غرض نماز کی محنت نہ جھیلنا، اِن کی مراد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل چھپانا۔

۱۹۵ فتاویٰ گنگوہی حصہ اصفحہ ۱۲۲ ''تقویت الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے، اس کا رکھنا پڑھنا عمل کرنا عین اسلام ہے''۔

اقول: اس غلو شدید کو دیکھیے !

اولاً بزعم خود اس ناپاک کتاب کو قرآن عظیم سے بھی بڑھا دیا، جو بات عین اسلام ہو وہ نہ ہوئی تو اسلام نہ رہا کفر ہو گیا کہ عین کی نفی ضد کا ثبوت ہے۔ قرآن کریم کا ماننا عین اسلام ہے، جو نہ مانے کافر ہے، مگر اس کا نہ رکھنا۔ یا نہ پڑھنا۔ یا عمل نہ کرنا کفر نہیں۔ لیکن تفویت الایمان میں یہ سب کفر ہیں۔

جو اسے پاس نہ رکھے کافر۔
جو نہ پڑھے کافر۔
جو عمل نہ کرے کافر کہ اس نے عین اسلام کو چھوڑا۔

ثانیاً: گنگوہی صاحب اگر پیدا ہوتے ہی تفویت الایمان ساتھ لائے پڑھتے آئے ہوں کہ پہلے دنوں میں کافر نہ ٹھہریں۔ تو جب تک تفویت الایمان تصنیف ہی نہ ہوئی تھی صحابہ سے شاہ عبد العزیز

....

صاحب تک کسی کو اسلام نصیب نہ ہوا کہ عین اسلام سے محروم تھے۔

ثالثاً: اس کی تصنیف سے پہلے تک خود مصنف کافر کہ عین شے سے پہلے وجود شے محال ہے۔

گنگوہی عبارت اور ان دعووں کا بیان سُن چکے، اس پر بڑھ سے بڑھ مبالغہ کا عذر ہوگا۔

اقول: اولاً فتویٰ اور شاعرانہ مبالغہ وہ بھی کفر خالص تک۔

ثانیاً گنگوہی صاحب سے کسی کو قبلہ لکھنے کے بارے میں سوال ہوا تھا۔ جواب دیا:

حصہ ۲، صفحہ ۱۸۹: ایسے کلمات مدح کے کسی کی نسبت کہنے اور لکھنے مکروہِ تحریمی ہیں لقوله عليه السلام: لا تطرونی جب زیادہ حد شانِ نبوی سے کلمات آپ کے واسطے ممنوع ہوئے تو کسی دوسرے کے واسطے کس طرح درست ہو سکتے ہیں۔

اور یہ بددینی دیدنی رحمۃ للعلمین تو زید عمرو کو کہنا جائز اور قبلہ کہنا حرام۔ قبلہ کی تعظیم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ ٹھہری حالانکہ بحکم حدیث صحیح ہر مؤمن کی عظمت اللہ تعالیٰ کے نزدیک کعبہ معظمہ سے زائد ہے۔

ثانیاً زید وعمرو کو رحمۃ للعلمین کہنا مسلمانوں کا عرف نہیں اور معظمانِ دین کو قبلہ وکعبہ کہنا عرف شائع ہے مگر خود سبیل المومنین کا خلاف ہی منظور تھا۔

حضرت شیخ مجدد کے مکتوبات، جلد ۲، مکتوب ۳۰ میں ہے:

جماعۂ بیدولت قبلۂ توجہ را از شیخ خود منحرف سازند۔

بڑے صاحبزادے نے شیخ مجدد کو عرض داشت دوم میں لکھا جلد ۱، صفحہ ۴۵۹:

آں ذات کعبۂ مرادات۔

پھر لکھا:

آں قبلۂ عالمیان۔

غضب یہ کہ تینوں عرضداشتوں کا خاتمہ والسلام کی جگہ "والعبودیۃ" پر ہے۔ اب تو شرک کا پانی سر سے تیر ہو گیا، قبلہ وکعبہ کی کیا شکایت ؎

کسی کو قبلہ وکعبہ کہے کا کیا شکوہ جناب قبلہ وکعبہ پہ شرک جاری ہے

لطف یہ کہ محمود حسن دیوبندی نے خود گنگوہی مرثیے میں کہا صفحہ ۱۰ ؎

یوں قرآن سے اس کو بڑھا کر جب تک کفر سمجھاتے یہ ہیں
عبدعزیز تک ایماں کب تھا اسلام آج بھلاتے یہ ہیں
نیت اجر ۱۹٦ کا اہل ہے کافر کفر کو کیا چمکاتے یہ ہیں

حوائج دین و دنیا کے کہاں لے جائیں ہم یارب
گیا وہ قبلۂ حاجاتِ روحانی و جسمانی

(ایضاً،صفحہ٦)

ع ہمارے قبلہ وکعبہ ہوتم دینی وایمانی

مگر وہاں تو ٹھہری ہوئی ہے۔ یجوز للوھابی ما لا یجوز لغیرہ.

۱۹٦ فتاویٰ گنگوہی حصہ۳صفحہ۱۵۱ ''ہندو کا دیا ہوا چندہ مسجد میں صرف کرنا درست ہے جب کہ وہ بہ نیت ثواب دیتا ہو''۔

اقول: سبحان اللہ، کافر اور نیت ثواب، یہ شریعت پر افترا اور کفر کی تعظیم ہے۔ ہر مبتدی جس نے شرح وقایہ باب التیمم تک ہی پڑھا ہو جانتا ہے کہ کافر اہل نیت نہیں۔

اس سے بڑھ کر خانگی شریعت سنیے!

حصہ۲،صفحہ۳۰سوال:

نصرانی یا ہندو وغیرہ مسجد بنادے تو اُس میں نماز کا کیا حکم ہے ثواب ہوگا یا نہیں؟ اُس مسجد کو حکم مسجد کا ہے یا نہیں؟

الجواب: جس کافر کے نزدیک مسجد بنانا عمدہ عبادت کا کام ہے اُس کے مسجد بنانے کو حکم مسجد کا ہوگا۔

ع تو مسجد اے فارغ از عقل و دین۔

یہ ہمارے اُس قول کی تائید کرتا ہے کہ۔

ہندو کو کیا اہل سمجھتے ☆ اپنی دال گلاتے یہ ہیں

ظاہر ہے کہ کھلے مجاہر کافر جن کو صراحۃً کلمۂ طیبہ و نام اسلام سے انکار ہے اُن میں کوئی ایسا نہیں کہ مسلمانوں کی مسجد بنانے کو عمدہ عبادت کا کام جانے، ہاں دیوبندی مت گنگوہی دھرم والے ایسے ملیں گے کہ کافر بھی ہیں اور مسجد بنانے کو عبادت کا کام بھی کہیں، یہ ڈھائی گھڑی رات اپنے اور اُن کے لیے لگا رکھی۔

ہند و کو کیا ا ہل سمجھتے   ا پنی د ا ل گلا تے یہ ہیں
یہ ہیں مفید ۱۹۷ نبی کو جو سمجھے   اس پر شرک اوندھاتے یہ ہیں

---

۱۹۷ امام اجل کمال الدین دمیری نے بروایت امام ابن السنی شاگرد امام نسائی امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے حدیث ذکر کی کہ جب تو ایسے جنگل میں ہو جہاں شیر کا خوف ہو تو یوں کہہ: ''اعوذ بدانیال علیہ السلام وبالجب من شر الاسد'' میں حضرت دانیال علیہ الصلاۃ والسلام اور ان کے کوئیں کی پناہ لیتا ہوں شیر کے شر سے۔ اس پر سائل نے پوچھا کہ یہ غیر خدا کی دوہائی کیسی؟

گنگوہی صاحب اس کا جواب دیتے ہیں:

حصہ ۱ صفحہ ۱۰ ''حق تعالیٰ نے اس کلام میں تاثیر رکھ دی ہے، نہ حضرت دانیال وہاں ہوتے ہیں، نہ ان کو کچھ علم ہے، اگر خود دانیال کو مفید عقیدہ کرلے بدون تاویل تو شرک، پس یہ عبارت اگرچہ موہم شرک ہے مگر بوجہ ضرورت اور ارتکاب مکروہ کے اباحت ہے جیسا توریہ اضطرار میں درست ہو جاتا ہے''۔

اقول: اولاً کیسا صاف کہا کہ نبی کو مفید سمجھنا شرک ہے۔

ثانیاً: نبی کے لیے تو وہ حکم تھا اور اپنے واسطے یہ ہے:

حصہ ۳ صفحہ ۵۹ ''مولوی قاسم صاحب کو میرے یہاں سے نفع ہوا ہے، اور ان سے اوروں کو نفع پہنچتا ہے''۔

اقول: یہاں کوئی یہ نہ سمجھے کہ دانیال علیہ الصلاۃ والسلام کو بے عطائے الٰہی مفید بالذات ماننے کو شرک کہا ہے کہ...

اگر خود دانیال کو مفید عقیدہ کرے۔

حاشا یہاں خود کے معنی بالذات بے عطائے خدا نہیں کہ اول تو ایسا نہ کوئی مسلمان سمجھے نہ سمجھ سکے، پھر تفویت الایمان نے کہ گنگوہی صاحب کے نزدیک کلام اللہ سے بڑھ کر ہے، اس فرق ذاتی وعطائی کی جڑ کاٹ دی۔ صفحہ ۷:

اُن کو اللہ نے کچھ قدرت نہیں دی نہ فائدہ پہنچانے کی نہ نقصان کی

ایضاً: تمام آسمان وزمین میں کوئی ایسا سفارشی نہیں کہ اُس کو مانیے اور اُس کو پکاریئے تو کچھ فائدہ یا نقصان پہنچے۔

رب ۱۹۸ کی دوہائی لغو سمجھ کر جبراً شرک مناتے یہ ہیں
وقت ۱۹۹ پڑے پر جائز کہہ کر جادو کرتے کراتے یہ ہیں

صفحہ ۱۱: پھر خواہ یوں سمجھے کہ اُن کاموں کی طاقت اُن کو خود بخود ہے خواہ یوں کہ اللہ نے قدرت بخشی ہر طرح شرک ہے۔

صفحہ ۴۵: کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

ایضاً: عاجز اور ناکارے۔

گنگوہی دھرم میں اُس کے سب مسئلے صحیح ہیں تو وہ قطعاً اُن کو بعطائے الٰہی بھی مفید جاننے کو شرک کہہ رہے ہیں۔ اس عبارتِ گنگوہی پر چار رد ۱۹۷ تا ۱۹۹ میں سُن چکے۔

واقول: خامساً گنگوہی صاحب اس میں صرف ''ارتکابِ مکروہ'' بتاتے اور اُسے بھی بسبب ضرورت مباح کراتے ہیں اور اُن کے قرآن تفویت الایمان صفحہ ۶ میں ہے:

کوئی مشکل کے وقت کسی کی دوہائی دیتا ہے غرض جو کچھ ہندو اپنے بتوں سے کرتے ہیں وہ سب کچھ یہ جھوٹے مسلمان اولیا انبیا سے کر گزرتے ہیں اور دعوے مسلمانی کیے جاتے ہیں، سچ شرک میں گرفتار ہیں۔

اب گنگوہی صاحب سچ مشرک اور جھوٹ مسلمان ہوئے یا نہیں؟۔

سادساً حدیث میں خاص اُس وقت کا ذکر نہیں جب شیر سامنے آجائے بلکہ یہ فرمایا ہے کہ...

جب تو ایسے جنگل میں ہو جہاں شیر کا اندیشہ ہے۔

کیا اگر کافر نہ سامنے ہو، نہ ڈرائے دھمکائے صرف اس اندیشہ سے کہ شاید کوئی کافر آکر دھمکائے توریہ کر کے کفر بولتے رہیے گا۔

سابعاً اس کی کیا شکایت کہ آپ کے نزدیک امام کمال الدین دمیری و امام ابن السنی وحضرت عبد اللہ بن عباس وحضرت مولیٰ مشکل کشا سب جادو سکھانے والے ہوئے کہ اوپر گزرا کہ آپ کے یہاں اُمت سے رسولوں تک، بندوں سے اللہ تک سب پر حکم شرک ہے، اینہم بر علم۔

۱۹۸ **اقول ثالثاً:** اللہ عزوجل کی دوہائی اگر آپ کے نزدیک کام دیتی تو اس شرک کی ضرورت نہ پڑتی، معلوم ہوا کہ آپ کے یہاں اللہ کی دوہائی لغو ہے، اس سے بلا نہیں ٹلتی، ناچار دانیال کی دوہائی دی جاتی ہے۔

۱۹۹ **اقول: رابعاً** جب یہ شرک وموہم شرک ومکروہ ہے تو حق تعالیٰ اس میں اپنی پسند کی تاثیر نہ

شرک ۲۰۰ مباح ہے بلکہ ہے سنت — فعل ۲۰۱ رسول بتاتے یہ ہیں
بے رب ۲۰۲ کے دیے علم جو مانے — کفر سے اس کو بچاتے یہ ہیں

رکھے گا جس طرح ذکر الٰہی میں، بلکہ اپنے غضب کے ساتھ جس طرح اور جادوؤں میں۔ انہیں میں سے ایک یہ بھی ہوا اور اسے آپ نے دفع بلا کو مباح کرلیا تو معلوم ہوا کہ آپ کے یہاں وقت پڑے پر جادو کرنا کرانا مباح وحلال ہے۔

۲۰۰ و ۲۰۱ گنگوہی صاحب کی لطائف رشیدیہ صفحہ ۲۴ ''شرک کے افراد مباح تک ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حلف بغیر اللہ کو شرک فرمایا، اور خود حلف بغیر اللہ آپ کے کلام میں موجود ہے۔ سو بولواب لینے کے دینے پڑ گئے، خود فخر عالم علیہ السلام آپ ہی تو شرک ثابت کرتے ہیں اور خود اس کام کو کیا، اور انبیا سب معصوم عن الشرک''۔

اقول: اللہ اللہ شرک اور مباح شرک اور معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صادر۔

اقول: اور لطف یہ کہ گنگوہی صاحب کا بعض شرک کو مباح اور معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صادر ماننا۔

اولاً یہ اُس کی توجیہہ میں ہے کہ آدم وحوا علیہما الصلاۃ والسلام نے بیٹے کا نام عبد الحارث رکھا، حارث کا بندہ۔ آپ اس کو شرک مباح کہہ رہے ہیں۔

ثانیاً رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حلف بغیر اللہ کو بھی شرک جائز بتا رہے ہیں اور آپ کے قرآن تقویۃ الایمان میں دونوں باتوں پر کھلا حکم ہے کہ جھوٹے مسلمان سچ مشرک۔

صفحہ ۶ و ۷: کوئی بیٹے کا نام عبد النبی رکھتا ہے کوئی کسی کے نام کی قسم کھاتا ہے۔ غرض جو کچھ ہندو اپنے بتوں سے کرتے ہیں وہ سب یہ جھوٹے مسلمان اولیا انبیا سے کر گزرتے ہیں۔ سچ شرک میں ہیں۔

اب اپنے جھوٹ مسلمان سچ مشرک ہونے کی خبریں کہیے۔

۲۰۲ فتاویٰ گنگوہی حصہ ا صفحہ ۸۳ ''جو یہ عقیدہ رکھے کہ خود بخود آپ کو علم تھا بدون اطلاع حق تعالیٰ کے تو اندیشہ کفر کا ہے، امام نہ بنانا چاہیے اگرچہ کافر کہنے سے بھی زبان روکے''۔

اقـــول: کہاں تو وہ تقویۃ الایمانی شوراشوری کہ اللہ کے دیے سے مانے جب بھی شرک اور کہاں یہ بے نمکی کہ بے خدا کے دیے خود بخود علم غیب مانے جب بھی کفر نہیں فقط اندیشۂ کفر ہے۔ غرض کوئی پہلو ضلالت کا چھوٹ نہ رہے۔ ع: گدائے میکدہ ہیں ہر طرح کی ہے پیالے میں

نار سقر ۲۰۳ میں روشنی سوجھی کیا اندھیر مچاتے یہ ہیں

۲۰۳ روضۂ انور سید اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں جو ہزاروں روپے کے جھاڑ فانوس کثرت سے روشن ہوتے ہیں، جن کا بیان امام سید نورالدین سمہودی نے خلاصۃ الوفا میں فرمایا اوران کا نور رسالہ ''بریق المنار بشموع المزار'' میں آیا اس مبارک روشنی کی نسبت براہین قاطعہ گنگوہی صفحہ ۱۸ میں ہے: ''موجب ظلمات اور نار جہنم کی روشنی دکھانے والی ہے''۔

اقــول: نار جہنم تو اللہ ورسول کی توہین کرنے والے دیکھیں گے، مگر اس میں روشنی بتانا ظلمت ضلال وانکار نصوص ہے۔ صحیح حدیثوں میں صاف تصریح ہے کہ جہنم کی آگ نری کالی رات ہے جس میں اصلاً روشنی کا نام نہیں۔

گنگوہی صاحب تو نار جہنم میں روشنی بتاتے ہیں لیکن انس وابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی صحیح حدیثوں میں ہے کہ ...

((نار جهنم سوداء مظلمة))(۱) جہنم کی آگ کالی اندھیری ہے ((لا یضئی لهبها))(۲) اس کی لپٹ میں روشنی نہیں ((كالليل المظلم))(۳) جیسے اندھیری رات۔

ان حدیثوں کا بیان فتاویٰ رضویہ جلد اوّل صفحہ ۵۵۰ میں دیکھیے۔

اقول: اور رب عزوجل فرماتا ہے

﴿وَمَن لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهُ نُوراً فَمَا لَهُ مِن نُّورٍ﴾(۴)

جس کے لیے اللہ نے نور نہ رکھا اسے اصلا روشنی نہ ملے گی۔

اندھیری اور روشنی دینے والی آگ جلانا تو دونوں میں یکساں ہے مگر اول عذاب محض ہے اور دوم میں روشنی نعمت۔ اگر جہنم میں روشنی ہو تو کافر کے لیے آخرت میں نعمت کا حصہ ہو۔

اور اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ﴾(۵)

---

(۱) [تفسير رجب الحنبلي: ۳/۴۸۷] (۲) [تفسير ابن أبي حاتم: ۸/۲۴۸۲]

(۳) [التفسير الميسر: ۱/۵٦٥] (۴) [سورة النور: ۴۰]

(۵) [سورة البقرة: ۱۰۲]

دین ۲۰۴ والوں کے ملنے سے | ار دو شہ کو سکھاتے یہ ہیں
ان کے نبی کی استاذی کا | حق امت پہ جتاتے یہ ہیں
اف ۲۰۵ بیبا کی شاہ سے اپنی | روٹی تک پکواتے یہ ہیں

آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں۔

۲۰۴ براہین قاطعہ گنگوہی صفحہ ۲۶ ''ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوئے آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا آپ کو یہ کلام کہاں سے آ گئی آپ تو عربی ہیں فرمایا جب سے علمائے مدرسۂ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہمکو یہ زبان آ گئی''۔

سبحان اللہ! صاحب علمت علم الاولین والآخرین ، صاحب وعلمک مالم تکن تعلم۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ نے تیرہ سو برس بعد دیوبندی ملّوں سے اردو سیکھی جن کی اردو یہ ہے کہ ''یہ کلام آ گئی''۔ تف تف تف۔

۲۰۵ تذکرۃ الرشید صفحہ ۴۶ ''اعلیحضرت نے خواب دیکھا کہ آپ کی بھاوج آپ کے مہمانوں کا کھانا پکا رہی ہیں کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کی بھاوج سے فرمایا کہ اٹھ تو اس قابل نہیں کہ امداد اللہ کے مہمانوں کا کھانا پکائے اس کے مہمان علما ہیں اس کے مہمانوں کا کھانا میں پکاؤں گا اس کی تعبیر گنگوہی سے شروع ہوئی آپ ہی پہلے عالم ہیں جو حاجی صاحب کے بیعت ہوئے''۔

مسلمان دیکھیں کہ کبھی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا شاگرد بتایا جاتا ہے کبھی اپنا باورچی بنایا جاتا ہے یوں اپنی عظمت کا سکہ بٹھایا جاتا ہے۔

یہ خواب تو سن چکے وہیں اس کے حاشیہ پر گنگوہی صاحب سے اسکی یہ تعبیر نقل کی کہ...

جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وعدہ فرمالیا کہ حاجی صاحب کے جملہ متوسلین بلا توسط ہوں یا بتوسط سوءِ خاتمہ سے محفوظ اور ہمیشہ اتباعِ شریعت سے آراستہ رہیں گے۔

اقول: اولاً تعبیر کو خواب سے اتنا ہی علاقہ ہے جتنا گنگوہی صاحب کو ایمان سے، مگر یہ کھل گیا کہ یہ خواب گنگوہی صاحب ہی کا خیال ہے۔

ثانیاً ذرا یہ تو پوچھیے کہ آپ کے قرآن تقویت الایمان کے تو وہ احکام کہ... ''جس کا نام محمد ہے اس کو کچھ اختیار نہیں، وہ اپنی بیٹی تک کے کام نہیں آ سکتے'' وہ حاجی جی کے تمام مریدوں کے لیے جنت کا

ان کی رسوئی کی یہ برسائی — حق رسوائی پاتے یہ ہیں

ہولی ٢٠٦ دوالی کا کھانا جائز — جے جے کر کے کھاتے یہ ہیں

شربت و آب سبیل محرم — صاف حرام کراتے یہ ہیں

نام امام نے آگ لگا دی — نجد کی ہولی جلاتے یہ ہیں

نانوتوی صاحب

شہ کے پچھلے نبی ہونے کو — فضل ٢٠٧ سے خالی گاتے یہ ہیں

وعدہ کس طرح کر رہے ہیں۔

غرض اللہ کی ساری سلطنت تمہاری چار دیواری کے لیے ہے، اس میں سب کچھ ٹھیک اس کے باہر سب کچھ شرک۔ ﴿وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ﴾(١)

٢٠٦ فتاویٰ گنگوہی حصہ ٢ صفحہ ١٣١ ''ہندو ہولی دوالی میں کھیلیں پوری اور کچھ کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں ان کا لینا اور کھانا مسلمانوں کو درست ہے''۔

حصہ ٣ صفحہ ١٤٥ ''محرم میں ذکر شہادت اگر چہ بروایات صحیحہ ہو یا سبیل لگانا شربت پلانا یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہیں''۔

اقول: جب یہ حرام ہوئے تو وہ پانی شربت دودھ پینا بھی ضرور حرام ہوا کہ حرام پر اعانت ہے اگر کوئی نہ پیے تو کسے پلائیں تو اس کا پینا اس حرام کی تکمیل ہوا اور تکمیلِ حرام حرام ہے۔ یہ عداوت نام امام ہے۔

اقول: اس میں رافضیوں کا تشبہ گڑھا حالانکہ محض جھوٹ ہے، جو فعل اہل سنت و دیگراں میں مشترک ہو ہرگز زیر تشبہ نہیں آ سکتا، مگر ہولی دوالی کی پوریاں، کھیلیں، کھلونے، لینے، کھانے میں ہندوؤں کا تشبہ نہ ہوا، اس لیے کہ یہاں محبوبانِ خدا کا نام نہ تھا جس سے آگ لگے، غرض

نے فروعت چوں سلمان نے اصول — شرم بادت از خدا و از رسول

(جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

---

(١) [سورة الشعراء: ٢٢٧]

جیسے ۲۰۸؎ ایسے ویسوں کے اوصاف — اتنا اس کو گراتے یہ ہیں
حق ۲۰۹؎ پہ فضول اور بے ربطی ۲۱۰؎ کی — لم قرآں پہ لگاتے یہ ہیں
مدح جو اس کو سمجھے صحابہ — نافہم ۲۱۱؎ ان کو بتاتے یہ ہیں
اب سے ان تک امت بھر پر — جاہل ۲۱۲؎ کا مونھ آتے یہ ہیں
ایک ۲۱۳؎ صحابہ کیا کہ نبی پر — طعن یہی برساتے یہ ہیں

۲۰۷؎ تا ۲۱۳؎ تحذیر قاسم صاحب نانوتوی صفحہ ۲و۳ ''عوام کے خیال میں تو رسول صلعم (ہم مسلمان لکھتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا خاتم ہونا بایں معنے ہے کہ آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن کہ تقدم یا تأخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبین کیونکر صحیح ہوسکتا ہے ہاں اگر اس وصف کو وصف مدح نہ کہیے تو خاتمیت زمانی صحیح ہوسکتی ہے مگر اس میں خدا کی جانب زیادہ گوئی کا وہم ہے اس وصف میں اور قد وقامت وغیرہ اوصاف میں جنکو فضائل میں کچھ دخل نہیں کیا فرق ہے جو اسکو ذکر کیا اوروں کو نہ کیا دوسرے رسولؐ (ہم مسلمان لکھتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی جانب نقصان قدر کا احتمال کیونکہ اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں اور ایسے ویسوں کے اس قسم کے احوال جملہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم اور جملہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبین میں کیا تناسب تھا اس قسم کی بے ربطی خدا کے کلام میں متصور نہیں''۔

خلاصہ یہ کہ خاتم النبیین کے معنے سب میں پچھلے نبی ہونے کو نانوتوی صاحب فرماتے ہیں:

(۱) جاہلوں کا خیال ہے۔
(۲) اہل فہم کا نہیں۔
(۳) اسے فضیلت میں کچھ دخل نہیں۔
(۴) ایسے ویسوں کے اوصاف کی طرح ہے۔
(۵) یہ معنی ہوں تو اللہ فضول گو ہو۔
(۶) قرآن بے ربط ہو۔

لیکن ہر مسلمان جانتا ہے کہ خاتم النبیین کے یہی معنی ہیں، یہی صحابہ وتمام امت نے سمجھے، یہی خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے متواتر حدیثوں میں بتائے۔ تو قطعاً یہی مراد آیت ہے۔ تو نانوتوی

....

صاحب کے نزدیک تمام امت وصحابہ اور خود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معاذ اللہ جاہل ونافہم ہوئے اور اللہ فضول گو اور قرآن بے ربط۔ یہ کفر در کفر صدہا کفر ہے۔

بارہ اقوال خاصہ جناب نانوتوی صاحب

ہر مسلمان جانتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب میں آخری نبی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابہ کرام ومفسرین واولیا وعلمائے عظام سب سے لے کر آج تک خاتم النبیین کے یہی معنی بتائے سمجھائے مانے جارہے ہیں، تو قطعاً یہی مراد آیت کریمہ ہیں، اس مراد پر جو ایراد ہوں گے وہ یقیناً اللہ عزوجل وقرآن اکرم پر ہوں گے، یہ معنی اور ان کا اعلیٰ فضائل علیہ ومدائح جلیہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہونا ضروریات دین سے ہے، تو ان میں فضیلت سے انکار قطعاً ضروریات دین کا انکار اور سخت شدید توہین وتنقیص شان اقدس حضور پرنور سید الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ نانوتوی صاحب نے:

اولاً اسے خیال عوام بتایا، یعنی یہ معنی جاہلوں کا خیال ہیں تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے آج تک کے تمام مسلمانوں کو جاہل ٹھہرایا۔ کہیے یہ کفر ہے یا نہیں؟۔

ثانیاً صفحہ ۳۴ پر کہا:

بوجہ کم التفاتی بڑوں کا فہم مضمون تک نہ پہنچا اور طفل نادان (یعنی نانوتوی صاحب) نے ٹھکانے کی بات کہہ دی گاہ باشد کہ کودک نادان بغلط بر ہدف زند تیرے۔

دیکھو صاف اقرار ہے کہ اس معنی متواتر ومفہوم جملہ مسلمین کو خیال جہال بتا کر جو معنی نانوتوی صاحب نے گڑھے وہ خود ان کے ایجاد ہیں، اکابر کا فہم ان تک نہ پہنچا۔

اقول: اور اس کا عذر کم التفاتی گڑھا یعنی صحابہ کرام سے آج تک جملہ اکابر نے عقیدۂ ضروریہ دینی ایمانی کی طرف کم التفاتی کی جس کے سبب اس کی سمجھ میں غلطی کھائی، اور تیرہویں صدی کی پچھلی چھٹن کے ایک کودک نادان بیوقوف لونڈے نے تیر مار لیا۔ کہیے یہ دوسرا کفر ہے یا نہیں؟۔

ثالثاً یہ جاہل اور نافہم اور ایسے عظیم عقیدہ ایمانیہ کی طرف کم التفات کے بھاری خطاب صرف صحابہ کرام وجمیع امت ہی کو نہیں خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی ہوئے کہ حضور نے بھی یہی معنی سمجھے، یہی بتائے۔

....

اقول: نانوتوی چیلے اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سے یہ نانوتوی تشنیعیں اُٹھانا چاہتے ہیں تو کچھ دشوار بات نہیں۔ ایک حدیث صحیح اگر چہ آحاد ہی سے ثبوت دے دیں کہ آیت کے یہ معنی جو کودک نادان نے گڑھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہیں فرمائے، اور جب نہیں بتا سکتے اور یقیناً نہیں بتا سکتے تو اقرار کریں کہ نانوتوی صاحب نے قرآن کریم کی تفسیر جو مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ وتابعین وجملہ امت سے متواتر ہے مردود و باطل ٹھرائی اور تفسیر بالرائے کی اور نہ تمام امت بلکہ خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جاہل و نافہم اور ضروریات دین کی طرف کم التفات بتایا۔ گنتے جاؤ! یہ کتنے کفر ہوئے۔

رابعاً، خامساً، سادساً، اقول: جو معنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابہ وامت نے بتائے سمجھے اور یقیناً حضور کی مدح جانے یہاں ان کے مراد ہونے پر اللہ عزوجل کی جانب زیادہ گوئی کا وہم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نقصان قدر کا احتمال، قرآن عظیم پر بے ربطی کا الزام قائم کیا، اور وہ یقیناً مراد و مقام مدح میں مذکور ہیں، تو اللہ و رسول و قرآن عظیم پر سب الزام ثابت کر دیے تین کفریہ ہوئے یا نہیں؟۔

سابعاً اقول: اوّل تو یہی کہا تھا کہ...

اس میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔

بالذات کی قید محض دھوکے کو تھی، اس کے متصل ہی اُگل دیا:

پھر مقام مدح میں فرمانا کیوں کر صحیح ہوسکتا ہے؟۔

کیا مقام مدح میں وہی فضیلت مذکور ہوتی ہے کہ بالذات ہو، نانوتوی دھرم میں اگلے تمام انبیا کی نبوت بالعرض ہے کسی کی بالذات نہیں۔ پھر قرآن عظیم نے جا بجا نبوت سے ان کی کیوں مدح فرمائی۔ یہ عیاری کا دھوکا تو ان پر ایسا اُلٹے گا کہ ہزاروں کفر ثابت کر کے بھی پیچھا نہ چھوڑے گا۔ اس سے قطع نظر کیجیے جب اس کا مقام مدح میں ہونا ضروریات دین سے ہے اور نانوتوی دھرم میں فضیلت بالذات نہ ہونے کے باعث یہ کسی طرح صحیح نہیں ہوسکتا، تو قطعاً ظاہر ہوا کہ یہ ارشادِ الٰہی غلط مانا۔ یہ کفر ہوا یا نہیں؟۔

ثامناً اقول: آگے چل کر بالذات کا گھونگھٹ اُٹھا دیا، صاف کھیل کھیلے کہ بالذات بالعرض فضیلت ہونا درکنار اس کو فضائل میں کچھ دخل نہیں۔ یہ ایسا ہے جیسے ایسے ویسوں کے احوال، یہ کتنا بھاری

منکر ختم کو پھر کافر بھی — دھوکے کو لکھ جاتے یہ ہیں
در کفرو دیں ماندہ مذبذب — نے ایماں نہ ثباتے یہ ہیں
دھوکا ۱۴۱۲ء کھل گیا چند ورق پر — پھر وہی پلٹا کھاتے یہ ہیں

کفر ہے. تلک عشرة كاملة

اس ایک ہی فقرے میں جناب نانوتوی صاحب کے دس کفر ہوئے اور وہ بھی اجمالا ورنہ انہیں کی تفصیل انکے ہزاروں کفر ثابت کرے۔

۲۱۴ تحذیر نانوتوی صفحہ ۳۴ ''بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم (ہم مسلمان لکھتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا''۔

اقول: یہاں اندر کے دل کی لاکر کھول دی، خاتمیت زمانی ذاتی سب کی آخر بول دی۔ ظاہر ہے کہ جب بعد زمانہ اقدس کوئی نبی پیدا ہو تو حضور سب سے آخر نبی نہ ہوں گے کہ حضور کے بعد اور نبی ہوا اور خاتمیت زمانی باقرار تحذیر نانوتوی صفحہ ۲ یہی تھی کہ ''آپ سب میں آخر نبی ہیں''۔ یہ تو بدا ہۃً گئی اور اس کے جاتے ہی وہ جو خاتمیت ذاتی گڑھی تھی وہ بھی فنا ہوئی۔ خود تحذیر نانوتوی صفحہ ۹ میں ہے ''ختم نبوت بمعنی معروض کو تاخر زمانی لازم ہے''۔ ظاہر ہے کہ لازم کا انتفا ملزوم کا انتفا ہے۔ تو ختم زمانی وختم ذاتی سب ختم وفنا اور خاتمیت بجا یعنی خالی ہوا۔

روشن ہوا کہ خاتم النبیین سے مطلقاً کفر کیا اور مسلمانوں کو دھوکے دینے کو صفحہ ۱۱ پر لکھ دیا تھا کہ ''اس کا منکر بھی کافر ہوگا''۔ گیارہ (۱۱) ورق بعد خود ہی اِس کا اُس کا سب کا انکار کر دیا تو اپنے منہ آپ ہی کافر ہوئے۔ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ○

یہ تو سن چکے کہ نانوتوی صاحب نے صفحہ ۳۴ پر ختم زمانی وذاتی سب کا انکار کر دیا، اور صفحہ ۱۱ پر ختم زمانی کی نسبت خود کہا تھا:

اس کا منکر بھی کافر ہوگا۔

تو اپنے منہ آپ ہی کافر ہوئے یا نہیں؟۔ مسلمانوں نے اس سے بڑھ کر نانوتوی صاحب کو اور کیا کہا ہے جس پر چیلوں نے غل مچا رکھا ہے، شاید یہ خیال ہو کہ مسلمانوں نے تو ان کو یقیناً کافر کہہ دیا اور انہوں نے بطور شک کہا ''کافر ہوگا'' یہ غلط ہے، بھلا کیا وہ منکر ختم نبوت کے کفر میں شک کر کے اپنی

شہ کے بعد نبوت تازہ — پاک خلل سے بتاتے یہ ہیں
آپ ہی کافر آپ ہی مکفِّر — اپنی آپ ہی ڈھاتے یہ ہیں
جب ۲۱۵ تو برائے نام خود اپنا — اسلام آپ سناتے یہ ہیں
اول کافر آخر کافر — ہر پھر کفر پہ چھاتے یہ ہیں
دھوکا دینے دبا پھر اچھلا — کفر کو کتنا بھاتے یہ ہیں
ان کے کفر کا اٹھتا جوبن — ناحق اس کو چھپاتے یہ ہیں
سرکش اتنا اتنا ابھرے — جتنا جتنا دباتے یہ ہیں
اور ۲۱۶ خداؤں کا وہ خدا ہو — رتبہ اس میں بڑھاتے یہ ہیں

فہرست میں ایک اور کفر بڑھاتے، نہیں بلکہ وہ صیغۂ مستقبل بولے ہیں یعنی ابھی نہیں بلکہ ۱۱ ورق بعد کافر ہوگا۔ دیکھئے ان کی پیش گوئی کیسی سچی ہوئی، اگر چہ شریعت اب بھی یہی فرمائے گی کہ چوبیس برس بعد کفر کا قصد کرے وہ ابھی کافر ہوگیا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

۲۱۵ تحذیر نانوتوی صفحہ ۴۶ ''اس گنہگار کا اسلام برائے نام ہے''۔ نیز اپنے قصیدے میں کہا ؎

کروروں جرم کے آگے یہ نام کا اسلام
کریگا یا نبی اللہ کیا مرے پہ پکار

قد یصدق، یہ سچ کہی کہ نانوتوی صاحب کو اسلام سے علاقہ نہیں صرف نام کے مسلمان ہیں، یہ اقرار کفر ہے اور اقرار کفر کفر ہے۔

فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے: **مسلم قال أنا ملحد يكفر ولو قال ما علمت أنه كفر لا يعذر بهذا.**

۲۱۶ تحذیر الناس صفحہ ۳۷ میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا چھ (۶) خاتم النبیین اور ماننے پر جاہلوں کو یوں بہکایا کہ اس میں حضور کی قدر بڑھتی ہے اکیلے خاتم النبیین ہوتے تو نرے بادشاہ ہوتے اور چھ (۶) خاتم النبیین اور بھی ہوئے اور حضور ان پر بھی حاکم۔ ''تو بادشاہوں پر حاکم''۔

صفحہ ۳۸ پر بتایا ''اس میں رسول اللہ صلعم (ہم مسلمان لکھتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی

....

قدر سات گنی''۔

اقــول: اولاً مسلمانوں کو دھوکا دیا اور بہت پوچ دیا سب میں اعلیٰ کمال یہی ہے کہ بے شرکت غیرے ہو یہ دوسرا درجہ ہے کہ اور بھی شریک ہیں، اور یہ زیادہ تو بے شک نانوتوی حضور کی تنقیص قدر میں کوشاں ہے نہ کہ سات گنی بڑھانے میں۔

ثــانیــاً: یوہیں بت پرست کہیں گے کہ تم تو اکیلا خدا مانتے ہو اور وہ چھپن کرور خداؤں کا خدا تو چھپن کرور درجے خدا کی قدر بڑھاتے ہیں۔ نانوتوی صاحب نے بت پرستی پر رجسٹری کر دی۔

نانوتوی صاحب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا چھ خاتم النبیین اور ماننے کے لیے مسلمانوں کو یوں بہلایا بہکایا کہ...

خالی بادشاہ ہونے میں وہ عزت وعظمت نہیں جتنی بادشاہوں کا بادشاہ ہونے میں، خود ہی چہ چے کہ یہ ذلیل دلیل تو توحید کا خاتمہ کر دے گی، بت پرست بھی یہی کہیں گے کہ تم تو اسے نرا خدا کہتے ہو اور وہ اور بہت سے خدا مان کران سب کا اسے خدا مانتے ہیں، تو وہی خدا کا مرتبہ بڑھاتے ہیں، اس چاک کے سلانے کو کتاب چھپ جانے کے بعد دو ورق ترک کے بڑھائے اور اس میں یہ حرکت مذبوحی دکھائی صفحہ ۳:

ایک خدائی دوسرے امکان خاص ان دونوں میں فرق بالذات و بالعرض نہیں ہوتا سوا ان دو کے اور اوصاف دونوں قسموں کی طرف منقسم۔ کسی وصف کے ساتھ اگر قید بالذات یا بالعرض لگا لیں اور اس وصف مع القید کو دیکھیں تو دوسری قسم کی گنجائش نہ رہے گی سو اور مفہومات تو ان دونوں قیدوں سے معرّیٰ ہیں اور خدائی کا مفاد موجودیت بالذات اور امکان کا موجودیت بالعرض۔

اقول: یہ بت پرستی کا رد نہ ہوا بلکہ اور اس پر رجسٹری ہو گئی، بت پرست بھی اور خداؤں کو واجب الوجود نہیں مانتے کہ موجود بالذات و بالعرض کا قصہ پیش ہو، معبود مانتے ہیں اور معبود اس موجودیت بالذات و موجودیت بالعرض کے سوا تیسرا مفہوم ہے۔ اور آپ تصریح کر چکے کہ اور مفہوم دونوں قسم کے ہوتے ہیں:

کہیں بالذات کہیں بالعرض۔

تو معبود بھی دونوں قسم کے ہوئے، خدا معبود بالذات اور اصنام معبود بالعرض، تو وہ جو آپ نے

مشرک کو اثبات بتاں کی یہ براہان پڑھاتے یہ ہیں
خلق ۷۱۲ سے اس کا تناسب گا کر اربعہ میں اسے لاتے یہ ہیں

چھ۶ خاتم النبیین میں کہا چھ خدا میں بھی ثابت ہوا، اور چھپن کروڑ خدا میں اور بڑھ کر ثابت ہوا۔ جتنے خدا بڑھیں گے اتنا ہی اللہ کا مرتبہ بڑھے گا کہ اتنے کثیر خداؤں کا خدا ہے۔غرض وہ جس سے آپ بھاگے تھے کہ...

اور چھ ہونے میں حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کو یہ افزائش ہے تو اور چھ خدا تسلیم کرنے میں اسی طور خدا کی خدائی کو افزائش ہوگی۔

صفحہ۳ یقیناً آپ کے گلے کا غل ہوگیا۔﴿وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ﴾(۱)

اوراس پر یہ جاہلانا احمقانہ ریز کہ...

یہ شبہ انہیں کو ہو جو آپ کی نبوت کو خدائی کے برابر سمجھتے ہیں، یعنی اس کے تعدد سے اس کا تعدد اور اس کی وحدت سے اس کی وحدت پر ایمان لانے کو تیار ہوتے ہیں۔

محض جنون ہے، نقض کے لیے مقدمات دلیل دوسری جگہ جاری ہونا کافی ہے، مساوات کی کیا ضرورت۔

۷۱۲ تحذیر نانوتوی صفحہ ۲۷ ''خدا تعالیٰ اپنی ان نسبتوں کو جو مخلوق کے ساتھ حاصل ہیں ان نسبتوں کے ساتھ تشبیہ دیتا ہے جو مخلوق کو مخلوق کے ساتھ ہوتی ہیں۔

مثلاً ﴿ضَرَبَ لَكُم مَّثَلًا مِّنْ أَنفُسِكُمْ هَل لَّكُم مِّن مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُم مِّن شُرَكَاءَ فِي مَا رَزَقْنَاكُمْ فَأَنتُمْ فِيهِ سَوَاءٌ﴾(۲)

اقول: آیت کا مطلب صاف یہ ٹھہرا دیا کہ خدا کو ہم سے وہ نسبت حاصل ہے جو ہم کو غلاموں سے۔ یہ اللہ عزوجل پر افترا اور اس کی توہین اور اسے اربعہ متناسبہ میں رانا ہے جو مسلمان تو مسلمان کسی ذی عقل کافر سے بھی مسموع نہیں۔ اللہ عزوجل اس سے پاک ہے کہ اس واحد احد فرد وتر متعالی کو مخلوق سے تناسب ہو اور وہ بھی ایسا جیسا مخلوق کو مخلوق سے تو اس اربعہ میں تین رہے، ادھر خدا ادھر غلام بیچ میں ہم، اور تینوں باہم متناسب ہیں، یوں تثلیث منائی۔

---

(۱) [سورۃ المائدۃ:۲۹] (۲) [سورۃ الروم: ۲۸]

ہم کو غلام سے جو ہے، وہ نسبت — حق کو ہم سے بتاتے یہ ہیں
یہ ذات طرفین و وسط ہے — یوں تثلیث مناتے یہ ہیں
اور رسل ۲۱۸ کی عرضی نبوت — ایک دن ان سے چھناتے یہ ہیں

اقول: آیت کریمہ میں تو یہ ارشاد ہے کہ تم میری مخلوق کو میرا شریک کیسے کرتے ہو، اپنے ہی میں دیکھو کہ تمہارے غلام تمہاری دولت میں تمہارے برابر کے شریک نہیں حالانکہ تمہیں ان پر صرف ملک مجازی ہے، اور تم ان کے خالق نہیں تو میری مخلوق جس کا میں خالق اور حقیقی مالک ہوں کس طرح میری شریک ہو سکتی ہے، اسے یہ بنالیا کہ جو نسبت اللہ کو مخلوق سے ہے اللہ اسے اس نسبت سے تشبیہ دیتا ہے جو مخلوق کو مخلوق سے ہے، یعنی یہ فرماتا ہے کہ اللہ کو تم سے ایسی نسبت ہے جیسی نسبت تم کو اپنے غلاموں سے ہے۔ **تعالی اللہ عما یقول الظلمون علوا کبیرا**

یہ اربعہ متناسبہ ہوا۔ اربعہ چار چیزیں ہوتی ہیں، ان میں اول کو جو نسبت دوم سے ہے ایسی ہی نسبت سوم کو چہارم سے ہوتی ہے، جیسے: ۲۔۴۔۶۔۱۲، دو چار کا نصف ہے اسی طرح چھ بارہ کا، اور کبھی تین ہی چیزیں ہوتی ہیں، اول کو جو نسبت دوم سے ویسی ہی دوم کو سوم سے، جیسے: ۲۔۴۔۸ دو چار کا نصف ہے یوں ہی چار آٹھ کا۔ ایسی نسبت کو نسبت ذات طرفین و وسط کہتے ہیں، یعنی دو کناروں اور ایک متوسط والی، جیسے صورت مذکورہ میں دو اور آٹھ دونوں کنارے ہیں اور چار متوسط کہ اسی کی نسبت دونوں طرف لے گئی۔ نانوتوی صاحب نے اللہ عزوجل کو اسی نسبت میں رکھا ہے، اللہ کو جو نسبت ہم سے ہے ویسی ہی نسبت ہم کو غلاموں سے ہے، تو اللہ اور غلام دونوں کنارے ہوئے اور ہم متوسط، اور تینوں باہم متناسب، تو یہ خاصی تثلیث ہوئی۔

۲۱۸ تحذیر نانوتوی صفحہ ۷ ''حدیث: **کنت نبیاً و ادم بین الماء والطین** فرق قدم نبوت و حدوث نبوت اور دوام وعروض اس حدیث سے ظاہر ہے''۔

اقول: یعنی اس حدیث سے ثابت ہے کہ حضور کی نبوت قدیم ہے اور انبیاء کی حادث حضور کی نبوت دائم ہے اوروں کی عارضی کہ کچھ دن رہ کر فنا ہو جائے گی۔ یہ حدیث پر افترا ہے اور کسی نبی کی نبوت کا زوال ماننا صریح ضلال ہے۔

تھانوی صاحب

شہ ۱۹ ۲۱۹ سا ہر کس وناکس جانے غیب ، یہ عیب دکھاتے یہ ہیں
عم حضور میں بچے ۲۲۰ پگلے ۲۲۱ کل چوپائے ۲۲۲ بھڑاتے یہ ہیں
ان ۲۲۳ میں نبی میں فرق بتاؤ کس لعنت کی گاتے یہ ہیں

---

۲۱۹ تا ۲۲۳ حفظ الایمان تھانوی صاحب صفحہ ۷و۸ ''آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہوتو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس سے مراد بعض غیب ہے یا کل اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے سے مخفی ہے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل عقلی ونقلی سے ثابت ہے''۔

اس کفر صریح قطعی واشد توہین کے رد ہند سے حرم تک عرب سے عجم تک کتب ورسائل وفتاویٰ میں مشہور ہو چکے۔ تھانوی صاحب اور ان کے اذناب ایڑی چوٹی کا زور لگا چکے مگر توہین نہ ہٹنی تھی نہ ہٹی۔

بارہ اقوال خاصہ جناب تھانوی صاحب

مسلمانو! للہ انصاف ایک عام فہم بات جسے ہر ناخواندہ بھی سمجھ لے، بارہا چھاپ چھاپ کر ان سے چاہی گئی اور اس پر نہ آئے، اول تو ہر مسلمان کے دل میں کہ اسلام رکھتا ہو اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت ایسی شدید گالی سن کر کسی طرح اس کے سخت توہین ہونے میں تامل کر ہی نہیں سکتا۔ پھر بار بار ان سے کہا جا چکا کہ اگر تمہارے نزدیک اس میں کوئی توہین نہیں تو یہی کلمات جیسے ٹھنڈے جی سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں لکھے چھاپے شائع کیے اور اب تک شائع کر رہے ہو۔ یونہی بے پھیر پھار صاف صاف اپنے بڑوں اسمٰعیل دہلوی، قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی (اور دیگر دیوبندی اشرف علی تھانوی) کی نسبت نام بنام لکھ کر اخباروں، اشتہاروں، رسالوں میں شائع کرو کہ...

''ان کی ذات پر عالم کا حکم کیا جانا اگر بقول وہابیہ دیوبندیہ صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس سے مراد بعض علم ہے یا کل، اگر بعض علوم مراد ہیں تو اس میں ان کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو ہر بھنگی ! ن

هُمْ إِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ کے بھراتے یہ ہیں
تھک ۲۲۴ کر اس بدگالی کو اک علمی بحث بناتے یہ ہیں

چمار بلکہ ہر اُلّو گدھے ہر کتے سؤر کو حاصل ہے، کیوں کہ ہر ایک کو کسی نہ کسی بات کا علم ہوتا ہے، اگر چہ اسی قدر کہ یہ چیز اس کے کھانے کی ہے یا نہیں، تو ان میں اور اُلّو گدھے میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے۔ اور اگر تمام علوم مراد ہیں اس طرح کہ ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے۔"

سچے ہیں کہ اس میں توہین نہیں، تو ان ملّوں کی نسبت مضمون مذکور کیوں نہیں چھاپتے، مگر نہیں وہ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی شانِ ارفع ان کے یہاں ایسی گئی گزری ہے، جسے یوں کہنا کچھ توہین نہیں، ان کے ملّوں کی شان میں اس سے ہزارواں حصہ بھی سخت توہین ہے۔

مسلمانو! کیا آپ ان حضرات کو اس امتحان پر آمادہ کر سکتے ہیں کہ اگر یہ کلمات توہین نہیں یہاں تک کہ تمام جہاں سے جن کی شان ارفع واعلیٰ ہے ان کے لیے تم نے استعمال کیے تو کسی بادشاہ یا حاکم کو ان سے کیا نسبت، اس کے لیے بدرجہ اولیٰ اصلا اصلا توہین کا احتمال بھی نہ ہوگا۔ اب کیا آپ کسی بادشاہ یا اس کے ویسرائے یا کمشنر کلکٹر ہی کی نسبت نام لے کر چھاپ دیں گے کہ

"اسے بادشاہ و حاکم کہنا اگر بقول رعایا صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس سے مراد بعض افراد پر حکومت ہے یا کل پر، اگر بعض مراد ہے تو اس میں اس کی کیا تخصیص ہے ایسی حکومت تو زید وعمرو، ہر بھنگی چمار، ہر مزدور ہر قلاش کو حاصل ہے کیوں کہ ہر شخص اپنے گھر کا بادشاہ ہوتا ہے، تو بادشاہ و ویسرائے اور مزدور ومحتاج میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے۔ اور اگر تمام افراد عالم پر حکومت مراد ہے اس طرح کہ ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی وعقلی سے ثابت ہے"۔

چھاپیے تو آپ کے سب جھوٹے عذر حیلے خود ہی مٹ کر آپ کی آنکھیں کھول دیں گے کہ ہاں توہین ہے اور اشد اخبث توہین۔ ﴿وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (۱)

۲۲۴ تھانوی صاحب نے "بسط البنان" میں کچھ حرکت مذبوحی کی جس کا رد بازغ "وقعات السنان" انہیں دنوں میں رجسٹری شدہ تھانوی صاحب کے پہنچ گیا جواب تک لا جواب ہے اور بعونہ تعالیٰ قیامت

(۱) [سورۃ آل عمران: ۸۶]

....

تک لاجواب رہے گا۔ تھانوی صاحب اپنے جواب کو خود بھی جانتے تھے کہ یہ مذبوح کی پھڑک کتنی دیر کی، لہٰذا صفحہ ۷ پر بولے:

''اگر اس جواب سے بھی قطع نظر کی جائے تب بھی غایۃ مافی الباب ایک علمی سوال ہوگا جس کا اہل علم سے کچھ تعجب نہیں اہل علم کی سنت مستمرہ ہے''۔

اللہ اکبر! محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وہ شدید اخبث گالی اور اس کی بحث ایک علمی سوال جیسا اہل علم میں ہوا کرتا ہے۔

تھانوی صاحب نے سولہ ۱۶ برس ضربیں کھا کر اذناب کی لعنت ملامت، چاری لگانے، ابھارنے سے عاجز آکر ایک مبسوط ضخیم کتاب پونے دو ورق کی لکھی جس کا یہ چھوٹا سا نام ''بسط البنان لکف اللسان عن کاتب حفظ الایمان'' اس میں بکشادہ پیشانی اپنا کفر قبول کر کے عوام کو دھوکے دینے کے لیے کچھ حرکت مذبوحی دکھائی اور پھر عاجز آکر اپنے کفر کو ایک علمی بحث پر ٹالا کہ اس کی بحث ایک علمی سوال ہے جیسا اہل علم میں ہوا کرتا ہے۔

مسلمانو! اہل علم ایک دوسرے کی بات میں علمی تدقیق کیا کرتے ہیں جس سے ان کی شان علم پر بھی کوئی حرف نہیں آتا نہ کہ ایمان سارا کا سارا نگل بیٹھیں، اور اس پر تکفیر کو کہیں معمولی علمی سوال ہے، یعنی مثلاً مصنف نے کہا: ''کتاب الطہارات'' اس پر سوال ہوا کہ یہ طہارت کی جمع ہے، طہارت مصدر ہے، مصدر کی جمع نہیں لاتے، جواب ہوا کہ جمع باعتبار انواع ہے۔ ایسی بحثیں علما میں ہمیشہ ہوتی ہیں، اسی قبیل سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو منہ بھر کر کھلی شدید گالی دینا ہے، اور اس پر یہ سوال بھی ویسی ہی ایک علمی بحث ہے جو علما میں ہمیشہ ہوتی رہتی ہے۔ بادشاہ و ویسرائے والی مثال پر عمل کرو تو دیکھ لوگے کیسی اہل علم کی سنت مستمرہ ہے جیل خانہ یا پاگل خانہ دونوں گھروں سے ایک دیکھ کر رہو گے۔ اس وقت ایک علمی سوال کہنے کا مزہ کھلے گا، اللہ و رسول کی حمایت کو تو یہاں کوئی حکومت تیار نہیں، ان کے بارے میں جو چاہو کہہ لو۔

قولہ تعالیٰ: ﴿وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ﴾(۱)

---

(۱) [سورۃ الشعراء: ۲۲۷]

عیب کی لائے ریب کی گائے غیب سے و یب کما تے یہ ہیں
اس کو ۲۲۵ کافر لکھ گئے جس کو بھینٹ ایمان چڑ ھاتے یہ ہیں
لیکن جب تک نام نہ جانا جان کے ۲۲۶ جان چراتے یہ ہیں

---

۲۲۵ و ۲۲۶ اسمٰعیل دہلوی کی ''ایضاح الحق'' کے اقوال کفر وضلال مذکورہ نمبر ۹۲ تا ۹۵ کی نسبت گنگوہی صاحب سے سوال ہوا، گنگوہی صاحب کو معلوم نہ تھا کہ یہ اقوال امام الطائفہ کے ہیں نادانستہ جو حکم معلوم تھا لگا بیٹھے کہ یہ کفر ہے۔ اور تھانوی صاحب نے بھی اپنے ان امام جدید کی تقلید سے اس امام قدیم وہابیت کے کفر کی تصریح کر دی۔ محمود حسن دیوبندی صاحب وغیرہ نے بھی ملحد زندیق کی جڑ دی۔ مرادآباد کے شاہی مسجد والے اہل سنت سے خارج لکھ گئے۔ ثناء اللہ امرتسری دین سے جاہل کہہ بھاگے۔ یہ سب نادانستہ تھا۔ اب اسمٰعیل کا نام لے کر تو یہ احکام لکھوالو قیامت تک نہ لکھیں گے۔ لکھنا در کنار وہ جسے کافر لکھ چکے اسے ویسا ہی امام جانیں گے۔ یہ ایمان کا حال ہے۔ اس فتوے کا ذکر ''بریق المنار'' میں بھی شائع ہو چکا اور اس میں خاص رسالہ ہے دیوبندی مولویوں کا ایمان۔

گنگوہی صاحب کو خبر نہ تھی کہ یہ اقوال امام الطائفہ اسمٰعیل کے ہیں، وہ اس کے رسالہ ''ایضاح الحق'' سے ناواقف تھے۔ فتاوے گنگوہی حصہ دو صفحہ ۱۸۱:

ایضاح الحق بندہ کو یاد نہیں کیا مضمون ہے کس کی تالیف۔

لہٰذا حق بات ظاہر کرنے سے کوئی مانع نہ تھا، اور صاف صاف انھوں نے اور ان کے اذناب تھانوی وغیرہ نے حکم کفر والحاد جڑ دیا، وہ فتوے یہ ہے:

کیا ارشاد ہے علمائے دین کا اس شخص کے بارے میں جو کہے کہ اللہ تعالیٰ کو زمان و مکان سے پاک کہنا اور اس کا دیدار بے جہت حق جاننا بدعت ہے اور یہ قول کیسا ہے؟۔ بینوا توجروا۔ الجواب یہ شخص عقائد اہل سنت سے جاہل اور بے بہرا اور یہ مقولہ کفر ہے۔

فقط واللہ عالم
بندہ رشید احمد گنگوہی
۱۳۰۱ھ

الجواب صحیح: اشرفعلی تھانوی عفی عنہ

وہ بجہنم ۲۲۷ خود کفر اپنا مانتے اور چھپواتے یہ ہیں

حق تعالیٰ کو زمان ومکان سے منزہ جاننا عقیدہ اہلِ ایمان کا ہے اس کا انکار الحاد وزندقہ ہے اور دیدارِ حق تعالیٰ آخرت میں بے کیف اور بے جہت ہوگا مخالف اس عقیدہ کا بددین وملحد ہے کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ وتوکل علی العزیز الرحمٰن مفتی مدرسہ دیوبند۔

الجواب صحیح بندہ محمود عفی عنہ مدرس اول مدرسہ دیوبند۔

''ہرگز اہل سنت سے نہیں۔ حررہ المسکین عبد الحق۔

الجواب صواب محمود حسن مدرس دوم مدرسہ شاہی مرادآباد۔

ایسے عقیدہ کو بدعت کہنے والا دین سے ناواقف ہے۔

ابوالوفا ثناء اللہ محمود ۱۳۱۵ھ

اب کہ معلوم ہوگیا کہ ''ایضاح الحق'' اسمٰعیل کی کتاب ہے اور یہ اقوال خود امام الطائفہ کے ہیں، اب اسمٰعیل کا نام لے کر تو ان لوگوں سے یہی احکام جو لکھ چکے ہیں یعنی: ''اسمٰعیل دہلوی دین سے ناواقف ، اہل سنت سے خارج، بددین، ملحد، زندیق، کافر''۔ لکھوا تو لو حاشا ہرگز ہرگز نہ لکھیں گے کہ وہ تو خدا وا سمٰعیل کے مقابلہ میں اسمٰعیل کے بندے ہیں خدا کے نہیں۔

قولہ تعالیٰ: ﴿وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ﴾(۱)

۲۲۷ الحمد للہ خود تھانوی صاحب نے اپنی عبارت مذکورہ ''حفظ الایمان'' کا کفر ہونا ٹھنڈے جی سے قبول دیا۔

بسط البنان صفحہ۳ ''جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحۃً یا اشارۃً کہے میں اس کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں کہ وہ تکذیب کرتا ہے نصوص قطعیہ کی اور تنقیص کرتا ہے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی''۔

الحمد للہ! جو علمائے حرمین شریفین نے فرمایا تھا کہ ''حفظ الایمان'' والا کافر مرتد ہے۔ جناب تھانوی صاحب نے اس سے بھی بڑھ کر قبولا۔ رہا عذر معمولی کہ ہاہا میں نے نہیں کہا، اس کا فیصلہ کچھ دشوار نہیں۔ حفظ الایمان چھپی ہے چھپی نہیں، اب دیکھ لیجیے۔

(۱) [سورۃ الشعراء: ۲۲۷]

....

مسلمانو! فتح مبین پر نعرۂ تکبیر بلند کرو اللہ اکبر. اللہ اکبر. لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر. اللہ اکبر. وللہ الحمد.

اقول: مسلمانو! نمبر ۲۱۹ تا ۲۲۳ میں آپ تھانوی رسالہ کی عبارت دیکھ چکے جس میں صاف صاف کھلے لفظوں میں علم غیب کی دو قسمیں کیں، ایک محیط کل علوم جس سے ایک فرد بھی خارج نہ رہے، اور اسے عقلاً ونقلاً باطل مانا، دوسرا علم بعض۔ اسی کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ثابت مان سکتا ہے کہ اوّل کو عقل ونقل سے باطل کہہ چکا ہے، اب یہی علم غیب کہ حضور کے لیے ہے اسی کو کہتا ہے کہ اس میں حضور کی تخصیص کیا ہے ایسا تو ہر بچے پاگل چوپائے کو ہوتا ہے، نبی میں اور ان میں وجہ فرق کیا ہے۔

مسلمانو! یہ حرف بحرف اس کے لفظوں کا کھلا مفاد ہے، اسی کی نسبت تھانوی صاحب نے ایک خانگی سوال گڑھا اور اس کا جواب دیا اور صاف صاف بحمد اللہ تعالیٰ اپنے کفر کا اقرار کرلیا، بلکہ جتنا علمائے حرمین کرام نے فرمایا تھا اس پر بھی اپنی دو تکفیروں کا اضافہ کیا، وہ تھانوی خانگی:

سوال وجواب بسط البنان میں یہ ہیں: بخدمت مولوی اشرفعلی صاحب۔

حسام الحرمین میں ہے کہ آپ نے حفظ الایمان میں اس کی تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا علم جیسا جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے ایسا ہر بچے ہر پاگل ہر جانور ہر چوپائے کو ہے، آیا آپ نے ایسی تصریح کی؟۔ اگر تصریح نہیں تو بطریق لزوم بھی یہ مضمون آپ کی کسی عبارت سے نکل سکتا ہے؟۔ ایسے شخص کو جو یہ اعتقاد رکھے یا صراحۃ یا اشارۃ کہے آپ مسلمان سمجھتے ہیں یا کافر؟۔ بینوا توجروا

الجواب میں نے یہ خبیث مضمون کسی کتاب میں نہ لکھا، لکھنا درکنار میرے قلب میں کبھی اس کا خطرہ نہ گزرا۔ میری کسی عبارت سے یہ مضمون لازم بھی نہیں آتا۔ جو شخص ایسا اعتقاد یا بلا اعتقاد صراحۃ یا اشارۃ کہے میں اس کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں کہ وہ تکذیب کرتا ہے نصوص قطعیہ کی اور تنقیص کرتا ہے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

مسلمانو! للہ انصاف، کیسے کھلے مضمون سے کانوں پر ہاتھ دھرے ہیں، لکھ گئے اور کبھی دل میں خطرہ تک نہ گزرا۔ صاف تصریح کی اور کسی عبارت سے لازم بھی نہیں آتا۔ چور کبھی چوری کا اقرار نہیں کرتا۔ خفض الایمان چھُپی نہیں چھپی ہوئی موجود وشائع ہے، یہ تو ہر انصاف کی آنکھ دیکھ لے گی کہ جس سے یہ

قول ہے کفر اور قائل کافر — لیکن نام بچاتے یہ ہیں
قائل ٹھنڈے جی سے کافر — نام لیے گرماتے یہ ہیں
وار ۲۲۸ جو ختم نبوت پر تھے — اب وہ بیج اگاتے یہ ہیں
یعنی اپنے نبی چھننے کو — تسکیں بخش بناتے یہ ہیں
اپنے نام ۲۲۹ پہ استقلالاً — صل علیٰ بھنواتے یہ ہیں

صاف مکرنا ہے وہ بتصریح صریح خفض الایمان میں موجود ہے۔ دن کو رات کہنے سے رات ہو جانا ناممکن، یہ جولا ہے کا تیر نہیں کہ خون پوچھتا جائے اور خدا جھوٹ کرے۔ اب حکم دیکھنا ہے جو خود اس ملعون عبارت پر دیا۔ حسام الحرمین میں علمائے کرام حرمین طیبین نے تو اتنا ہی فرمایا تھا کہ اس کا قائل کافر مرتد ہے، آپ نے دو تکفیریں اور اضافہ کیں کہ جو اشارۃً ایسا کہے وہ بھی کافر۔ جو بلا اعتقاد بھی ایسا کہے وہ بھی کافر۔

مسلمانو! اس سے بڑھ کر اور وضوح حق کیا ہوگا کہ خود ان کے منھ بلوا چھوڑا، خود ان سے قبلوا چھوڑا، ﴿وَشَهِدُوا عَلَى أَنفُسِهِمْ أَنَّهُمْ كَانُوا كٰفِرِينَ﴾(۱) ﴿وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ﴾(۲) ﴿وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُونَ﴾(۳) ﴿وَقِيلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِينَ﴾(۴)

۲۲۸ و ۲۲۹ تھانوی صاحب کے رسالہ "الامداد" صفر ۳۶ھ صفحہ ۳۵ پر مرید کا ایک خواب ہے جس میں اس نے کلمہ میں "اشرفعلی رسول اللہ" کہا۔ پھر جاگ کر درود پڑھنی چاہی تو "اللّٰھم صل علیٰ سیدنا ونبینا ومولانا اشرفعلی"۔ پڑھا، مرید کو دن بھر ایسا ہی خیال رہا، اس پر تھانوی صاحب نے اسے جواب لکھا:

"اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ متبع سنت ہے"۔

مسلمانو! للہ انصاف، خواب تو خواب بیداری میں بھی اشرفعلی ہی کو نبی کہا، اشرفعلی ہی پر درود پڑھا، اور دن بھر یہی خیال بندھا، اور پھر زبان بہکنے کا عذر مسلم۔ ایسی بہک کبھی سنی ہے۔ تھانوی صاحب کو ایک دفعہ کہے: او سگ بے دین! جامے سے باہر ہوں گے، اور اگر وہ عذر کرے کہ میں تو جناب تھانوی صاحب کہتا تھا زبان نے میری نہ مانی اور بے اختیار سگ بے دین کہا، کیا یہ عذر سن لیں گے حاشا۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

---

(۱) [سورۃ الانعام: ۱۳۰] (۲) [سورۃ الانعام: ۴۵]
(۳) [سورۃ الغافر: ۷۸] (۴) [سورۃ ھود: ۴۴]

توہین اور تھانوی کی نبوت دن بھر رٹی یہاں مقبول اور اس میں تسلی۔ یہ صریح کفر وتحسین کفر ہے۔

اولاً: کبھی اس کی نظیر سنی ہے کہ مسلمان کلمہ پڑھنا چاہے اور نام اقدس کی جگہ زید وعمرو کا نام لے۔

ثانیاً: بفرض غلط اگر زبان بہکے تو ایک آدھ بار نہ کہ گھنٹوں پہروں۔

جامع الفصولین وفتاویٰ قاضی خان وغیرہما میں تصریح ہے کہ ایسا بہانہ محض مردود ہے۔

ثالثاً: ائمۂ دین نے تصریح فرمائی کہ کفر میں زبان بہکنے کا عذر مسموع نہیں۔ دیکھو شفا شریف امام قاضی عیاض۔ رابعاً: خدارا انصاف! اگر بیٹا دن بھر اپنے باپ کو مغلظ گالیاں دے، کتا سور کہہ کر پکارتا رہے، اور عذر یہ کرے کہ میں تو کہنا چاہتا تھا، اے قبلہ گاہ۔ اے جاں پناہ۔ مگر زبان میرا کہنا نہ مانتی اور پلٹ کر یوں کہتی تھی کہ..اوسگ بے دین!۔اوخوک گمراہ!۔کیا جہان بھر میں کوئی اس عذر کو سن لے گا۔

خامساً: آہ آہ یہ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالیاں تھیں جن پر اسے تسلی دی گئی، اگر ان کی جگہ دن بھر اشرفعلی کلب وخنزیر کہتا اور وہی زبان بہکنے کا عذر کرتا کیا تھانوی صاحب سن لیتے، اور تحریر فرماتے کہ اس واقعہ میں تسلی ہے، حاشا بلکہ جامے سے باہر ہوتے، مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس پر دن بھر حملے ایسے سہل ہیں کہ کفر خالص کو تسلی بخش کہہ کر خود نیا کفر اوڑھا جاتا ہے۔

رسالہ مذکورہ "الامداد" میں اس مرید کی مفصل عبارت یہ ہے:

خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور (تھانوی) کا نام لیتا ہوں، اتنے میں خیال ہوا کہ تجھ سے غلطی ہوئی، دوبارہ پڑھتا ہوں، بیساختہ بجائے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام کے اشرفعلی نکل جاتا ہے، مجھ کو علم ہے کہ اس طرح درست نہیں، لیکن بے اختیار زبان سے یہی نکلتا ہے، دوتین بار جب یہی صورت ہوئی تو حضور (یعنی تھانوی) کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں، اتنے میں میری یہ حالت ہوگئی کہ میں بوجہ رقت زمین پر گر گیا اور نہایت زور کیساتھ چیخ ماری اور مجھ کو معلوم ہوتا تھا کہ اندر کوئی طاقت نہ رہی، اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہوگیا، لیکن بے حسی اور اثر ناطاقتی بدستور تھا، لیکن خواب و بیداری میں حضور کا ہی خیال تھا، بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر خیال آیا تو ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جاوے، پھر ایسی غلطی نہ ہوجائے، بایں خیال بیٹھ گیا، پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں، لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں: اللھم صل علیٰ سیدنا ونبینا ومولانا اشرفعلی، حالانکہ اب بیدار ہوں، خواب نہیں

لیکن بے اختیار ہوں، مجبور ہوں، زبان اپنے قابو میں نہیں، اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا، دوسرے روز بیداری میں رقت رہی، خوب رویا اور بھی بہت سے وجوہات ہیں جو حضور کے ساتھ باعث محبت ہیں، کہاں تک عرض کروں۔ تھانوی صاحب نے اس کا وہ جواب لکھا کہ اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ متبع سُنّت ہے۔ ٢٤ شوال ٣٥ھ۔

مسلمانو! یہ ظلم عظیم دیکھا، خواب کا عذر، بیداری کے عذر نے خواب وخیال کردیا۔ زبان بہکنا اتفاقیہ امر ایک آدھ بار ہوتا ہے، نہ کہ بار بار، نہ کہ جان کر، کہ غلط کہہ رہا ہے اور تصحیح کا قصد کرے، اور پھر وہی کلمہ کفر صریح بکے اور برابر بکتا رہے، اور ایک دو منٹ بھی نہیں دن بھر اسی ملعون خیال میں کٹے۔ پاگل تو نہ تھا کہ عقل بجا تھی، خود اپنی غلطی پر آگاہ تھا، اور اس کے ازالہ کا برابر قصد کرتا رہنا بتاتا ہے، شراب پیئے ہوئے نہ تھا کہ زبان قابو میں نہ تھی، اور شراب کا نشہ جب تک عقل زائل نہ کردے زبان کو قابو سے بالکل باہر نہیں کرسکتا، اور باہر ہونا ایسا کہ دن بھر بہکی، دن بھر قلب وزبان میں جنگ رہی، دل تصحیح چاہتا ہے اور زبان بے اس کے اختیار کے آپ سے آپ کفر بول رہی ہے۔

مسلمانو! کبھی اس کی نظیر کہیں سنی ہے؟۔ مسلمانو! للہ انصاف، للہ انصاف، اس نبی چینے اور اشرفعلی نبی پر درود بھانےنے کی جگہ اگر کوئی اشرفعلی کو دن بھر مغلظہ فحش گالیاں نام لے لے کر دیتا اور کہتا کہ میں جانتا تھا کہ یہ بیجا ہے، میں زبان کو اس سے پھیرنا چاہتا تھا مگر بے اختیار زبان سے اشرفعلی اور اس کے گھر بھر کو فحش گالیاں نکلتی تھیں، ایمان سے کہنا کیا اشرفعلی اس کا یہ عذر سن لیتے، حاشا ہرگز نہیں، ہرگز نہیں، غصہ وغضب میں جامہ سے باہر ہوجاتے، اور بس چلتا تو کیا کچھ کرتے، مگر یہاں جو اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دن بھر گالیاں پھنطائیں، وہی تقویت الایمان کے لفظ یاد کرو کہ بڑے سے بڑے کا حق لے کر ذلیل سے ذلیل کو دیدیا، بادشاہ کا تاج ایک چمار کے سر پر۔

یہاں تھانوی صاحب کو تسکین سوجھتی ہے، اسے شاباشی دی جاتی ہے، اس لیے کہ یہاں گالیاں ان کے دشمن محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر پڑ رہی ہیں، ان کی نبوت کی تسبیح بھان کران کی......ترکی جارہی ہے۔

ائمہ دین نے تو ایسی جگہ زبان بہکنے کا عذر مانا ہی نہیں، اور پھر بہکے بھی تو دو ایک حرف نہ کہ گھنٹوں پہروں بہکتی ہی رہنا، جو ہرگز ہرگز مقبول درکنار معقول ہی نہیں۔

....

جامع الفصولین میں ہے:

"ابتلی بمصیبات فقال: أخذت مالی واخذت لدی ، وأخذت کذا وکذا ، فماذا تفعل أیضاً ، وماذا بقی لم تفعله وما اشبهه ذلك من الألفاظ کفر ، کذا حکی عن عبد الکریم، فقیل لـه :أرأیت لو أن المریض قاله وجری علی لسانه بلا قصد لشدة مرضه ،قال: الحرف الواحد یجری ونحوه لایجری علی اللسان بلا قصد ، أشارا الی أنه یحکم بکفره ولا یصدق.(۱)

یعنی ایک شخص طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا ہوا، بولا کہ تو نے میرا مال اور میرا بچہ اور یہ یہ لے لیا، اب اور کیا کرے گا، اب کرنے کو رہ کیا گیا ہے اور اسی قسم کے الفاظ کہے، کافر ہو گیا۔ یہ حکم امام عبد الکریم سے منقول ہوا۔ ان سے کہا گیا دیکھئے تو اگر مریض کہے اور سختی مرض کے باعث یہ کلمہ بلا قصد اس کی زبان سے نکلے۔ فرمایا: دو ایک حروف زبان سے بے قصد کبھی نکل جاتے ہیں (نہ کہ اتنی عبارت) اس میں امام نے اشارہ فرمایا کہ اس کے کفر کا حکم دیا جائے گا اور زبان بہکنے کا عذر نہ مانا جائے گا انتہی۔

فتاوے امام قاضی خاں میں ہے:

"انما یجری علی لسانه حرف واحد ونحو ذلك ، انما مثل هذه الکلمات الطویلة لا تجری علی لسانه من غیر قصد فلا یصدّق".(۲)

یعنی زبان سے ایک آدھ حرف بے قصد نکل جاتا ہے، اتنے الفاظ بلا قصد نہیں نکلتے، لہذا یہ دعویٰ تسلیم نہ ہوگا۔

شفا شریف امام قاضی عیاض صفحہ ۳۳۱:

"اذلا یعذر احد فی الکفر بالجهالة ولا بدعوی زلل اللسان"(۳)

کفر میں زبان بہکنے کے دعوے سے کوئی معذور نہ رکھا جائے گا۔

ایضاً :عن أبي محمد بن أبی زید لا یعذر أحد بدعوی زلل اللسان فی مثل هذا .(٤)

---

(۱) [فتاویٰ قاضی خان: کتاب السیر، باب مایکون کفرا من المسلم : ٥١٤/٣]

(۲) [فتاویٰ قاضی خان : کتاب السیر، ٥١٤/٣]

(۳) [کتاب الشفا:٣٦٤] (٤) [کتاب الشفا:٣٦٤]

....

ایسی بات میں زبان بہکنے کے دعوے پر معذور نہ رکھیں گے۔

ایضاً : وأفتى أبوا الحسن القابسي فيمن شتم النبي صلى الله عليه وسلم في سكره يقتل ؛لأنه يظن به أنه يعتقد هذا ويفعله في صحوه.(١)

یعنی ایک شخص نے نشے کی حالت میں شانِ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کلمۂ گستاخی کہا، امام ابوالحسن قابسی نے اس کے قتل کا فتویٰ دیا کہ اس سے سمجھا جاتا ہے کہ اس کے دل میں یہی خباثت ہے، اور اپنے ہوش میں بھی ایسا بکتا تھا۔

یعنی ہوش کے وقت چھپاتا تھا، نشے میں چھپانے کی سمجھ نہ رہی، کھل کھیلا۔

دیکھو ائمہ نے زبان بہکنے کا عذر نہ سنا اور یہ بھی تصریح فرمادی کہ بہکے تو دو ایک حرف نہ کہ پہروں بہکنے کی رٹ اور ہر وقت ارادہ دل کے خلاف زبان کی پلٹ۔ گویا زبان خود ایک مستقل حیوان اس کے منھ میں تھی جسے یہ کسی طرف پھیرتا ہے، اور وہ سرکشی کر کے دوسری طرف پھرتی ہے، پہروں قابو میں نہ آئی۔ کیا کسی نے اس کی نظیر کہیں سنی ہے، پاگل ضرور گھنٹوں بکتے ہیں، وہ بھی اپنے دل کے ارادے سے نہ کہ زبان کا ارادہ دن بھر دل کے خلاف۔

تھانوی صاحب کو اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت عزیز ہوتی، اگر حضور کو خاتم النبیین جانتے، اگر اپنے آپ کو نبی کہنا کفر مانتے، تو جواب یوں دیتے کہ...

او شیطان کے مسخرے! ابلیس تجھ سے کھیلتا ہے، تو کفر بک رہا ہے اور دن بھر بک رہا ہے، اور جھوٹا ملعون ادعائے بے اختیاری زبان کر رہا ہے، ایسی بے اختیاری کبھی دید نہ شنید۔ اے عدوِ! ایمان تو شہنشاہ تمام عالم وعالمیان کا تاج رفیع مجھ بھنگی چمار سے بھی ذلیل تر ناپاک کے گندے سر پر رکھتا ہے، وہ ناپاک سر جوان کی غلام کے سگ بارگاہ کی خاک راہ کے غلامانِ غلام کے جوتی کے بھی قابل نہیں۔ تجھ پر ہزار تف اور لاکھ اُف۔ مسلمان ہو اور جورو رکھتا ہے تو بعد اسلام اس سے نکاح پھر کر۔

تھانوی صاحب مسلمان ہوتے تو یہ جواب دیتے، مگر نہیں وہ تو مگن ہیں، جامے میں پھولے نہیں سماتے، کہ آہا ہماری نبوت چپی جارہی ہے، ہمارے نام پر درود بھانی جارہی ہے، محمد عربی کا تاج عظیم چمار

(١) [كتاب الشفا: ٣٦٤]

....

کے سر پر رکھا جارہا ہے، لہٰذا اس کفر بکنے والے کو زجر در کنار تنبیہ بالائے طاق، اور تسلی دی جارہی ہے۔
تف تف تف، قولہ تعالیٰ: ﴿لَقَدِ اسْتَكْبَرُوا فِي أَنفُسِهِمْ وَعَتَوْا عُتُوًّا كَبِيرًا﴾(۱)
قولہ تعالیٰ: ﴿وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ﴾(۲)

اللہ برکتیں دے ہمارے دوست حامی سنت ماحی بدعت حاجی منشی لعل خاں سلمہ کو یہاں کیا خوب مختصر الفاظ ان مرید و پیر کا کچا چٹھا کھولنے کے لیے ان جاہلوں کے فہم کے قابل لکھے ہیں کہ اہل اسلام اپنے قلوب سے فتوی لیں، کیا کسی کامل الایمان کی زبان سے سوتے جاگتے کسی حال میں کلمہ شریف میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پاک کی جگہ کسی دوسرے کا نام نکل سکتا ہے۔ یا ایسا وہم بھی ہوسکتا ہے ، چہ جائے کہ دوسرے کی محبت اس قدر غالب ہو کہ بار بار کی کوششوں پر بھی زبان سے حضور کا نام نہ نکلے اور اشرفعلی ہی کا نام خواب میں کیا بیداری میں ''نبینا'' کہہ کر لیتا جائے اور اس روز ایسا ہی کچھ حال رہے، اور حضرت کا نام لینے سے مجبور ہو جائے، اگر خدانہ کرے کسی کی ایسی حالت ہوئی ہو تو یہ سخت قہر الٰہی اور شیطان کا زبردست تسلط تھا، اگر اسی حالت میں موت آجاتی تو دنیا سے بے ایمان جاتا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

یہ تو مرید کی حالت تھی مگر پیر اس سے زیادہ خراب حالت میں ہے، مرید نے تو اس کو غلطی بھی خیال کیا اور اس کے رفع کرنے کی کوشش بھی کی لیکن وہ غلطی قلب میں خوب جمی ہوئی اور سرایت کی ہوئی تھی۔ اس لیے وہ مجبور رہا۔ پیر صاحب اس کو غلطی بھی نہیں قرار دیتے۔ اور اس کے رفع وازالہ کی ہدایت بھی نہیں فرماتے بلکہ اس پر مرید کو پختہ اور مستقل کرنے کے لیے اس حالت بد کا حالت محمودہ ہونا اس طرح مرید کے خاطر گزیں کرتے ہیں کہ...

اس میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو (یعنی اشرفعلی) وہ متبع سُنّت ہے۔

اس سے اور دوسرے مریدوں کو جسارت دلائی جاتی ہے اشرفعلی کے متبع سُنّت ہونے کی تسلی اس طرح ہوتی ہے کہ کلمہ اور درود شریف میں اس کا نام لیا جائے اور اس کو نبی کہا جائے اب کون مرید ہے جو پیر کے متبع سنت ہونے کی طرف سے تسلی حاصل کرنا نہیں چاہتا۔ یہ تعلیم ہے کہ سارے مرید اس طرح کہا کریں۔ اسی لیے اس واقعہ اور جواب کو۔ اپنے یہاں چھاپ کر مشتہر کیا تا کہ اور مرید اس رستہ پر آئیں'' اور ہمارے

---

(۱) [سورۃ الفرقان: ۲۱] (۲) [سورۃ الشعراء: ۲۲۷]

بہکی زباں اور دن بھر بہکی　　اف اف کیا بہکاتے یہ ہیں
ان کی ثنا تھی نبی کی ذم تھی　　یوں یہ عذر رمناتے یہ ہیں
ان کو برا کہنا تو یہ حیلہ　　سنتے یا جل جاتے یہ ہیں
شیخ جی مرزا کے ہوئے وارث　　شیخی جس پہ دکھاتے یہ ہیں
بپتسما مرزا سے پایا　　بلکہ اسے شرماتے یہ ہیں
ماں ۲۳۰ کا ادب کافر بھی کرے گا　　ان کی سنو کیا گاتے یہ ہیں

گرامی دوست فاضل نوجوان حامی سنن مولٰینا مولوی محمد عبدالعلیم صاحب صدیقی میرٹھی سلمہ نے تو اس مہلکہ تھانویہ کے رد میں مستقل تحریریں شائع کی ہیں۔ فرحم اللہ من عظم قدر المصطفی علیہ افضل الصلاۃ والثناء قاتل اھل التوہین والجفاء آمین۔

۲۳۰ رسالہ تھانویہ "الامداد" صفر ۳۵ "ایک صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر (اشرفعلی تھانوی) کے گھر میں حضرت عائشہ آنے والی ہیں، انہوں نے مجھ سے کہا کہ میرا ذہن معاً اس طرف منتقل ہوا (کہ کمسن عورت اس کے ہاتھ آئے گی) اس مناسبت سے کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے نکاح کیا تو حضور کا سن شریف پچاس سے زیادہ تھا اور حضرت عائشہ بہت کم عمر تھیں، وہی قصہ یہاں ہے"۔

اللہ اکبر! کوئی بھنگی چمار بھی ماں کی تعبیر جورو سے نہ کرے گا، مگر تھانوی صاحب خوب سمجھتے ہیں کہ وہ تو مسلمانوں کی ماں ہیں۔ یہ مسلمان کب ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احوال کریمہ کو قصہ کہنا اور اپنا حال عین حال حبیب ذوالجلال بتانا کہ وہی قصہ یہاں ہے، کیسی بے ادبی ہے۔

اولاً تھانوی صاحب اگر مسلمان ہوتے تو اُم المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا مسلمانوں کی ماں ہیں کوئی بے غیرت سا بے غیرت بھنگی چمار بھی ماں کی تعبیر جورو سے نہ کرے گا۔

ثانیاً کیا کوئی مسلمان اگر واقعہ میں ام المؤمنین کی زیارت سے مشرف ہو تو اس کا وہم بھی اس طرف جائے گا ہرگز نہیں مگر اس اپنے نبی جینے کو تسلی بخش بتانے والے نے اپنے آپ کو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جگہ قائم کیا اور اپنی جورو کو اُم المؤمنین کی جگہ اور صاف یہ نسبت جوڑ کر کہہ دیا کہ...

<u>وہی قصہ یہاں ہے۔</u>

واقعہ ڈھالیں ماں کا آنا — زن کا ذہن لڑاتے یہ ہیں
جن پر لاکھوں مائیں تصدق — تعبیر ان کی بناتے یہ ہیں
کیوں ادب صدیقہ کریں کیا — دین کا دینا دھراتے یہ ہیں
وہ تو مسلمانوں کی ماں ہیں — کب اسلام رکھاتے یہ ہیں
ان کی جورو داد ہے بدہے — بدرو داد ہی پاتے یہ ہیں
کوکبہ میں ستر ہی تھے جن پر — قارون گنج بساتے یہ ہیں
یہ تو دو سوتیں ہیں اب کس — تحت ثریٰ کو جاتے یہ ہیں

ثالثاً اردو محاورہ میں قصہ بلا اضافت لغو ومہمل ولایعنی حکایات اور بیجا فتنہ وفساد وچپقلش کے معنی پر مستعمل ہے دو شخصوں میں فضول جھگڑا ہوتے، دیکھیں تو کہتے ہیں میاں کیا قصہ ہے۔ ان میں روز یہی قصے رہتے ہیں داستانِ امیر ہمزہ یا الف لیلہ پڑھنے کو قصہ خوانی کہیں گے اور قرآن عظیم یا احادیث پڑھنے کو نہ کہیں گے۔ اگرچہ ان میں تذکرہ انبیا علیہم الصلاۃ والسلام ودیگر قصص ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حالاتِ قدسیہ کو یوں قصہ کہنا کہ...

وہی قصہ یہاں ہے۔

شاید کفار سے لیا ہو کہ قرآن کریم کو کہا کرتے ﴿أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ﴾(۱) اگلوں کے قصے ہیں۔

رابعاً پھر کوئی مسلمان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احوال کریمہ سے اپنی کسی حالت کو تشبیہ بھی نہیں دے سکتا کی فلاں امر میں جیسا حال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تھا ویسا ہی میرا ہے۔

ع: چہ نسبت خاک را با عالم پاک

نہ یہ کہ تشبیہ سے بھی اونچے اُڑ کر عینیت سے تعبیر کہ...

وہی قصہ یہاں ہے۔

یعنی جو واقعہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وام المؤمنین کا تھا بعینہ بلا تفاوت تھانوی وتھانویہ کا

(۱) [سورۃ الانعام: ۲۵]

ہے، مگر یہ باتیں تو کسی مسلمان سے کہنے کی ہیں، تھانوی صاحب سے کیا شکایت۔

ع: ما علی متله یعد الخطاء

ولا حول ولا قوة الا باللّٰہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالیٰ علی سید نا ومولانا محمد واله وصحبه وابنه وحز به اجمعین آمین والحمد للّٰہ رب الغلمین۔

مسلمانو! یہ حضرات ہیں وہ جن کو عالم وعارف وامام ملت وحامی سنت وماحی بدعت وحکیم امت و شہید فی سبیل اللہ وغیرہ وغیرہ کہا جاتا ہے، اورکا ہے پر؟ اللہ ورسول کی ان گالیوں پر، انا للّٰہ وانا الیہ راجعون. اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی آنکھیں کھولے کہ اللہ ورسول کے دشمن کو دشمن جانیں اوران کے سایہ سے دور بھاگیں۔

اے میرے رب! توفیق خیر دے۔ آمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا ومولانا وآلہ وصحبہ اجمعین آمین والحمد للہ رب العٰلمین۔

ذکر اصحاب ودعائے احباب

تیرے رضا پر تیری رضا ہو — اس سے غضب تھراتے یہ ہیں
بلکہ رضا کے شاگردوں کا — نام لیے گھبراتے یہ ہیں
حَامِدا مِنِّیْ اَنَا مِنْ حَامِد — حمد سے ہمد کماتے یہ ہیں
عبد سلام[۲] سلامت جس سے — سخت آفات میں آتے یہ ہیں
میرے ظفر[۳] کو اپنی ظفر دے — اس سے شکستیں کھاتے یہ ہیں
میرا امجد[۴] مجد کا پکا — اس سے بہت کچیاتے یہ ہیں
میرے نعیم الدین[۵] کو نعمت — اس سے بلائیں سماتے یہ ہیں
احمد اشرف[۶] حمد وشرف لے — اس سے ذلت پاتے یہ ہیں

---

۱ حضرت اخی المعظم جناب مولانا مولوی محمد حامد رضا خاں صاحب قادری برکاتی نوری خلف اکبر وخلیفۂ اعلیٰحضرت مجدد مائۃ حاضرہ مدظلہ مصطفےٰ رضا قادری غفرلہ

۲ حضرت حامی السنن جناب مولانا مولوی محمد عبد السلام صاحب جبلپوری قادری برکاتی رضوی از اجل خلفائے اعلیٰحضرت مدظلہ ملقب از حضرت بلقب عبد الاسلام

۳ جناب حامی سنت مولانا مولوی ظفر الدین صاحب بہاری قادری برکاتی رضوی خلیفۂ اعلیٰحضرت مدظلہ مخاطب از حضرت بولدی الاعز

۴ جناب حامی سنت مولانا حکیم ابو العلا مولوی محمد امجد علی صاحب اعظمی قادری برکاتی رضوی مصنف بہار شریعت خلیفۂ اعلیٰحضرت مجدد مائۃ حاضرہ مدظلہ العالی و مدرس مدرسہ اہلسنت وجماعت و مہتمم مطبع اہلسنت وجماعت بریلی

۵ جناب حامی سنت مولانا مولوی حافظ محمد نعیم الدین صاحب چشتی اشرفی وقادری برکاتی خلیفۂ اعلیٰحضرت مدظلہ العالی

۶ حضرت بابرکت حامی سنت از اولاد امجاد حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب مولانا سید ابو

مولانا دیدار علی ۷ کو — کب دیدار دکھاتے یہ ہیں
مجبور احمد مختار ۸ ان کو — کرتا ہے مرجاتے یہ ہیں
عبد علیم ۹ کے علم کو سن کر — جہل کی بہل بھگاتے یہ ہیں
ایک اک وعظ عبد الاحد ۱۰ پر — کتنے نتھنے پھلاتے یہ ہیں
بخش رحیم ۱۱ پہ رحمت جس سے — آرے کے نیچے آتے یہ ہیں
جو ہر منشی لعل ۱۲ پہ ہیرا — کھا مرنے کو منگاتے یہ ہیں
آل الرحمٰن ۱۳ برہان الحق ۱۴ — شرق پہ برق گراتے یہ ہیں

المحمود احمد اشرفی جیلانی زینت کچھوچھہ شریف ابتداءً تلمیذ اعلیٰحضرت مدظلہ

۷ جناب حامی سنت مولانا مولوی ابو محمد سید دیدار علی صاحب رضوی الوری مفتی آگرہ خلیفۂ اعلیٰحضرت مدظلہ

۸ جناب حامی سنت مولانا مولوی احمد مختار صاحب صدیقی میرٹھی قادری برکاتی رضوی خلیفۂ اعلیٰحضرت مدظلہ

۹ جناب حامی سنت فاضل نوجوان مولانا مولوی حاجی محمد عبد العلیم صاحب صدیقی میرٹھی قادری برکاتی رضوی خلیفۂ اعلیٰحضرت مدظلہ

۱۰ ملقب بسلطان الواعظین مولانا مولوی حاجی عبد الاحد صاحب قادری برکاتی رضوی خلف حضرت مولانا مولوی محمد وصی احمد صاحب محدث سورتی قدس سرہٗ وخلیفۂ اعلیٰحضرت مدظلہ

۱۱ جناب حامی سنت مولانا مولوی محمد رحیم بخش صاحب آروی قادری برکاتی رضوی خلیفۂ اعلیٰحضرت مدظلہ

۱۲ حامی سنت ماحی بدعت مولانا منشی حاجی محمد لعل خاں صاحب مدراسی نزیل کلکتہ قادری برکاتی رضوی خلیفۂ اعلیٰحضرت مدظلہ

۱۳ یہ فقیر غفرلہ القدیر محمد مصطفےٰ رضا قادری برکاتی نوری ولد اصغر ومشرف بخلافت اعلیٰحضرت مدظلہ ومہتمم دارالافتائے حضرت

تازہ ضرب شفیع احمد ۱۵؎ سے | کہنہ بخار اٹھاتے یہ ہیں
دے حسنین ۱۶؎ وہ تقبیح ان کو | جس سے برے کھسیاتے یہ ہیں
نجدیہ میں ہلچل رہے ان کی | جیسے ہل ان پہ چلاتے یہ ہیں
کم کوفزوں افزوں کوفزوں تر | کر دے ترا ہی کھاتے یہ ہیں
اپنوں میں ان کے مثل فزوں کر | تیرا ذکر بڑھاتے یہ ہیں
دل میں ہراس نہ لانے دینا | دل میں انی چمکاتے یہ ہیں
ان پہ کرم رکھ سر پہ قدم رکھ | تیرے ہی کہلاتے یہ ہیں

۱۴؎ حامی سنت فاضل نوجوان مولانا مولوی محمد عبد الباقی برہان الحق جبلپوری قادری برکاتی رضوی خلف رشید حضرت مولانا عبد الاسلام وخلیفۂ اعلیٰحضرت مدظلہ

۱۵؎ مولانا مولوی محمد شفیع احمد صاحب بیسلپوری قادری برکاتی رضوی خلیفۂ اعلیٰحضرت مدظلہ وامین الفتویٰ دارالافتاے حضرت

۱۶؎ اخی المکرّم مولانا مولوی حسنین رضا خاں صاحب بریلوی قادری برکاتی نوری تلمیذ وخلیفۂ اعلیٰحضرت مدظلہ وخلف اوسط حضرت عم مکرم مولانا مولوی محمد حسن رضا خاں صاحب قادری برکاتی نوری قدس سرہٗ۔

معذرت: اسماے احباب سلمہم اللہ تعالیٰ میں چھوٹے چھوٹے ناموں پر اقتصار ایک تو بوجہ نظم ہے۔

ثانیاً: تقاضاے محبت میں کچھ یوہیں زیادہ پیارا معلوم ہوا۔

ثالثاً: یہ سرکار عرش مدار میں عرض ہے، سرکاروں کے حضور غلاموں کے نام بڑھا کر نہیں لیے جاتے یہاں تک کہ حضرت سیدنا امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو مسائل بواسطۂ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرمائے، جیسے جامع صغیر وغیرہ میں وہاں امام ابو یوسف کا نام لیا:

محمد عن يعقوب عن أبي حنيفة رضي الله تعالىٰ عنه.(۱)۔

کنیت کہ تعظیم تھی نام امام کے آگے نہ ذکر کی۔ نام احباب میں رعایت ترتیب میں یہ بھی مانع ہوا کہ

(۱) [شرح الجامع الصغير :باب الاجارة، ۵۱۰/]

تیرے گدا ہیں تجھ پہ فدا ہیں — تیرا ہی کھاتے گاتے یہ ہیں

صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم — بارك شرف مجد کرم

اپنے عربی قصائد میں اگرچہ تین سو شعر تک ہوں التزام ہے کہ قافیہ اصلاً مکرر نہ آئے، اردو میں اتنی وسعت کہاں۔ اس قصیدے میں ۱۳۲ قافیے تو اصلاً مکرر نہ ہوئے، باقی میں یہ التزام ہے کہ کوئی قافیہ نو شعر سے پہلے مکرر نہ ہو، اس کے لحاظ نے اشعار میں فصل لازم کیا۔ پھر اصل بات یہ ہے کہ جس سرکار کی یہ مدح اور اس کے دشمنوں پر قدح ہے اس میں یہ جزئیات ملحوظ احباب بھی نہ ہوں گے کہ اصل مقصود بحمدہٖ تعالیٰ ہمارا ان کا عین ایمان ہے۔ وللہ الحمد وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا ومولانا محمد واٰلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین۔ اٰمین۔